ناول :داستان حیات

مصنفہ :زھرہ بنت خالد

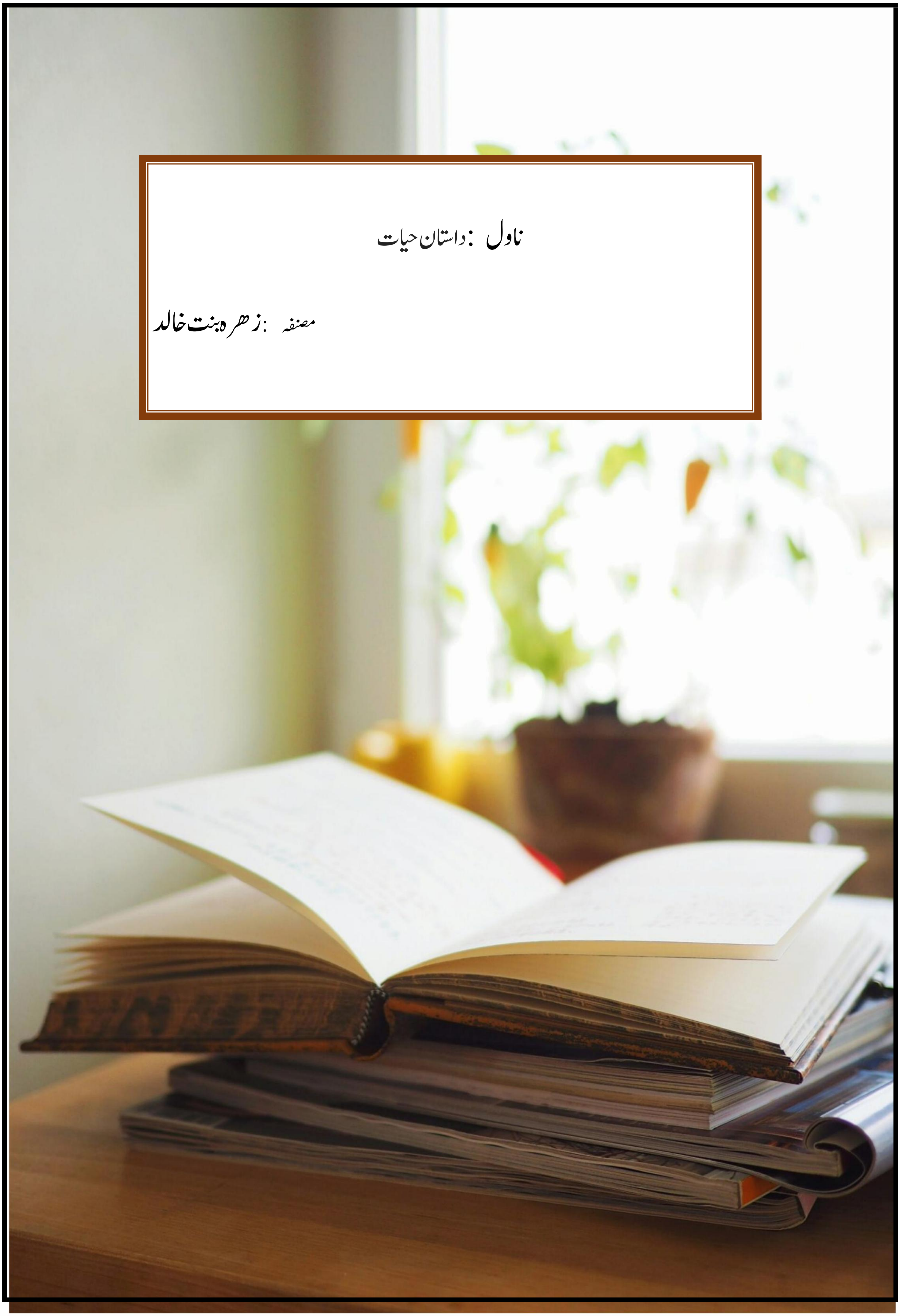

اردوناولزبلاگز

اردوناولزبلاگز کی طرف سے پیشکش

ناول "اردوناولزبلاگز" کی ویب سائٹ کا حصہ ہے اور قارئین کی دلچسپی کے لیے پیش کیا گیا ہے ہماری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے
آپ کو اعلیٰ معیار اور اردو ادب فراہم کیا جائے۔
براہ کرم اس pdf کو صرف ذاتی مطالعے کے لیے استعمال کریں اس کے بغیر اجازت تقسیم، کاپی یا کسی اور پلیٹ فارم پر
اپلوڈ کرنا سختی سے منع ہے۔
اگر آپ ہمارے ساتھ اپنی تحریریں شیئر کرنا چاہتے ہیں یا کوئی تجاویز دینا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔:

urdunovelsblog

ویب سائٹ: urdunovels.blog
ای میل: urdunovelsblogs@gmail.com
انسٹاگرام: @urdu_novels.blog
فیس بک: fb.com/urdunovelsblogs

آپ کی رائے ہمارے لیے اہم ہے!

داستان حیات

مصنفہ :زھرہ بنت خالد

انتساب

خود کو خود ہیل کرنے والوں کے نام

محبت کرنے والوں کے نام

پیش الفاظ

السلام وعلیکم ! میں زھرہ بنت خالد۔ یہ میری پہلی کتاب تھی اور اس لحاظ سے اس میں بہت سی چیزیں غلط بھی ہیں اور بہت سی چیزوں کو اصلاح کی ضرورت ہے لیکن میں اس کتاب کو ویسا ہی رکھنا چاہتی تھی جیسی پہلے دن سے ہے۔ چھیڑ چھاڑ کر کے میں اس کا چارم ختم نہیں کرنا چاہتی۔

اگر آپ یہ کتاب پڑھ رہے ہیں اور آپ کو کچھ پسند نہیں آرہا تو پیارے لوگو ! یہ کتاب وہیں چھوڑ دیں۔ نفرت آمیز الفاظ لکھ کر اپنی اور میری انرجی کا ضیاع نہ کریں۔

آخری چیز، میں نہیں چاہتی کہ میری کوئی بھی کتاب شہرت کے آسمان چھوئے۔ میں بس لکھنا چاہتی ہوں اور بس لکھنا چاہتی ہوں۔ باقی اللہ رب العزت جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلت۔

زھرہ بنت خالد

========

جگہ :kineard accedmy ,lahore

گولڈن نشیلی آنکھوں میں پریشانی کے نمایاں تاثرات لیے وہ ایک نہایت وسیع ہال میں بیٹھی ہوئی تھی. دل میں اپنی کامیابی کی دعائیں کرتے ہوئے اُسکی نظریں سامنے 3 فٹ 6 انچ اونچے اسٹیج پر جمی تھیں, جہاں کچھ دیر پہلے وہ کھڑے ہو کر پورے جوش و خروش کے ساتھ تقریر کر کے آئی تھی.

Itx the most awaiting moment of today's competition! So,Lets "
"...announce it

ہال میں ایک رعب دار آواز گونجی تھی۔

اور اُس نے اِس آواز کے ساتھ ہی آنکھیں بند کی تھیں۔

Kineard accedmy got first postition in annual Urdu debate "
!!competetion

"(کنیرڈ اکیڈمی نے سالانہ اردو تقاریر کے مقابلے میں اول پوزیشن حاصل کی ہے)"

پی ای بی(PEB) کی ایکزیکٹو یوڈائیریکٹر کے اعلان پر اُس نے زور سے آنکھیں میچیں اور پھرپٹ سے کھول دیں. ان آنکھوں میں خوشی تھی, جوش تھا اور ایک سحر تھا. اب حیات شاہیر اور لاریب مزمل کا نام پکارا جارہا تھا اور اسٹیج پر آنے کی دعوت دی جارہی تھی. وہ دونوں نہایت سلیقے سے جگہ سے اٹھیں اور اسٹیج پر جاتے ہوئے اپنی ہم جماعتوں سے مبارکباد موصول کرتے ہوئے گزر گئیں. اسٹیج پر پہنچیں جہاں کنیرڈ اکیڈمی کی پرنسپل پہلے سے موجود تھیں, گرمجوشی سے حیات اور لاریب کے کاندھوں پر تھپکی دیتے ہوئے ان کے دائیں جانب کھڑی ہو گئیں۔ ججز اور ایکزیٹو یوڈائریکٹر بائیں جانب ہاتھوں میں ٹرافی تھامے ان کی جانب بڑھے اور اس لمحے کو کیمرے میں قید کروایا. جیسے ہی حیات اور لاریب کا ہاتھ ٹرافی پر گیا, تو ہال میں موجود طالبات کا جوش ساتویں آسمان کو چھونے لگا اور پورے ہال میں جوش سے بھرے نعرے لگنے لگے۔ اس نے بولنا شروع کیا تو ہال میں سناٹا چھا گیا۔

...i just want to say that"

ٹرافی لینے والا ہی چیمپین نہیں ہوتا, یہاں اِس اسٹیج پر کھڑے ہو کر 500 لوگوں کے سامنے بولنے والا شخص چیمپئن ہوتا ہے. ایکچیولی! وہاں ہال کے اُس کونے میں بیٹھ کر!"

حیات نے بنا اُس طرف دیکھے ہال کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔

"یہاں کھڑے ہوئے شخص پر تبصرہ کرنا بہت آسان بات ہے۔ اس لیے میرے نزدیک ہر وہ اسٹوڈنٹ چیمپئین ہے جو یہاں کھڑے ہونے کی ہمت رکھتا ہے اور میں حیات شاہیر آپ کو آپ کے چیمپئین ہونے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں.

"!!Yes!!you are the real champions

حیات نے بات کے آخر میں اپنے مائک والے ہاتھ کو ہوا میں بلند کیا اور مائک کو درمیانی دو انگلیوں سے پکڑا ایسے کہ انگوٹھے, شہادت کی انگلی اور سب سے چھوٹی انگلی کو بلند کرر کھا تھا. یہ اُسکے مطابق چیمپئنز کا سمبل تھا... شاید...

ہال میں تالیوں کا شور برپا ہو گیا۔

==========

(PEB (presbyterian education board

ایک تعلیمی انسٹیٹیوٹ تھی۔اس کے انڈر پورے پاکستان میں 14 اسکولز تھے جو مختلف جگہوں پر موجود تھے۔ان 14 اسکولز کے درمیان مقابلے مقرر کیے جاتے تھے۔جن میں سے ایک تقاریر کا مقابلہ تھا۔اس مقابلے میں ہر سال ایک موضوع منعقد کیا جاتا تھا اور اس بارے میں پہلے سے باخبر کر دیا جاتا تھا۔ہر اسکول کے دو طلبہ میں سے ایک موضوع کے خلاف دلائل پیش کرتا تھا اور دوسرا اپنے دلائل موضوع کی حمایت میں پیش کرے گا۔آج اسی سالانہ مقابلے کا دن تھا اور حیات شاہیر بلوچ جیسی قابل ڈیبیٹر (debater) کے لیے یہ عام بات تھی.ہر سال کی طرح اُس نے اِس بار بھی ججز(judges) کو اپنے دلائل سے متاثر کر کے ٹرافی پر اپنا حق جما لیا تھا۔

==========

"سانگلاہل کے اسٹوڈنٹس کی اسپیچ بھی اچھی تھی۔"

مقابلہ ختم ہونے کے بعد وہ بیک بینچرز کا ٹولہ گراؤنڈ میں بیٹھے بریانی سے انصاف کر رہے تھے جب حیات نے تبصرہ کیا۔

"ہاں ! مجھے وہ ہر مرتبہ خاصا امپریس کرتے ہیں۔"

لاریب نے کولڈ ڈرنک کے گھونٹ اندر اتارتے ہوئے کہا۔

"حیات ! یقین جانو اس بار بھی تم نے کمال کر دیا ہے۔میں تو تمہاری مرید ہو گئی ہوں۔"

ماہا نے حیات کی تعریف کرتے ہوئے کہا جو وہ تقریباً ہر دو منٹ بعد کر رہی تھی۔

"مگر میں ایسے ویسے لوگوں کو شاگردی میں نہیں لیتی۔"

urdunovelsblog

حیات نے بھرپور سنجیدگی کا مظاہرہ کیا اور پھر حیات ,لاریب اور علیزے کے قہقہے ہوا میں بلند ہوئے۔ ماہا تو تعریف کر کے پچھتائی۔

"یہ سب چھوڑو! ٹریٹ ہماری؟؟؟"

علیزے نے حیات اور لاریب کو دیکھا جو سکون سے بریانی ختم کر کے کولڈ ڈرنک پینے میں مصروف تھیں۔

"لنگر کھلا نہیں منگتے پہلے آ گئے۔"

حیات اونچی آواز میں بڑبڑائی۔

"تم دونوں حکم کرو کیا ٹریٹ لو گے؟؟؟" لاریب سر جھکا کر تابع داری سے بولی۔

"ہاں! میرے حصے کی ٹریٹ بھی لاریب کے کھاتے میں۔ آفٹر آل میں نے دی لاریب نے دی ایک ہی بات ہے۔" حیات نے شرارت سے کہا۔

"ناں ناں ناں!!! ایسا تو کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ اس معاملے میں کوئی بھائی چارہ یا بہن چارہ نہیں۔"

علیزے نے ٹریٹ ڈوبتی ہوئی دیکھی تو احتجاج کیا۔

"اچھا تم لوگ بتاؤ کیا کھاؤ گے؟"

اس بار حیات مزاق کو سائیڈ پر رکھ کے بولی۔

"یار آج تو نہیں۔ کل کچھ ڈیسائیڈ کر لیں گے کیونکہ اب گھر جائیں گے پہلے ہی لیٹ ہو گئے ہیں۔"

ماہا نے سنجیدگی سے کہا۔

"ایز یو وش! اب تو منڈے کو ہی ملیں گے تو تب ڈیسائیڈ کر لینا۔"

لاریب نے نتیجہ اخذ کرتے ہوئے بات ختم کی اور تبھی اسکول کا گارڈ حیات کو عمیر شاہیر کے آنے کا پیغام دے کر چلا گیا۔ حیات سب کو خدا حافظ کہہ کر اٹھنے لگی تو لاریب سے پوچھا۔

"تم نے کب جانا ہے؟"

"یارا! پتہ نہیں ڈرائیور آیا تھا مگر ہم ہال ہی میں لیٹ ہو گئے ہوئے تھے تو انتظار کر کے چلا گیا۔"

" چلو میں عمیر بھائی سے کہہ کر چھوڑ دونگی۔"

urdunovelsblog

حیات کے کہنے پہ لاریب بھی بیگ کاندھے پر ڈال کر اٹھ گئ۔

دونوں کے ہاتھ میں اپنی اپنی "بیسٹ اسپیکر" کی ٹرافی تھی جو بڑی ٹرافی کے بعد انکو تھمائی گئی تھیں۔ بڑی ٹرافی تو اسکول کے آفس میں ہی رکھی جاتی تھی جسے لانے کی اجازت نہیں تھی۔

وہ چلتے ہوئے گیٹ کے پاس جا رہے تھے کہ حیات کو شرارت سوجھی.

"ہم عمیر بھائی پر پرینک کریں؟"

اُسنے رک کر آنکھوں میں چمک لیے لاریب کو دیکھا جو ہمیشہ ایسے کاموں میں اُسکی ساتھی رہی تھی۔

"کیا پرینک ؟"

"ہم افسردہ چہرے کے ساتھ گاڑی میں بیٹھیں گے. عمیر بھائی کے پوچھنے پر کہیں گے کہ ہم اس مرتبہ کمپیٹیشن ہار گئے." حیات نے پرجوش انداز میں سارا منصوبہ پیش کیا.

ٹھیک ہے! مگر ٹرافیز کا کیا؟"

"بیگ کس دن کام آئیں گے ؟"

اس نے جواب دیتے ہوئے اپنا بیگ کاندھے سے اتارا, اپنی اور لاریب کی ٹرافیز بیگ میں ڈالیں اور لاریب کے دائیں جانب چلنے لگی۔

"ویسے کیا عمیر بھائی یقین کرلیں گے ہماری بات پر؟"

"کرنا ہی پڑے گا۔"

وہ مکمل اعتماد کے ساتھ قدم اٹھاتی ہوئی گیٹ کی طرف چل رہی تھی کہ عادتاً اُس نے اپنی ہائی ٹیل کو ہاتھوں سے کسا۔

"کیمرہ, رول, ایکشن !!!"

جیسے ہی گیٹ سے باہر قدم رکھا حیات نے پرجوش انداز میں کہا. ایسے کاموں میں حیات شاہیر بہت ٹیلنٹڈ مانی جاتی تھی.

افسردگی اُن کے چہرے پر ایسے پھیلی جیسے وہ سچ میں ہار گئیں ہوں. وہ دونوں ایک ساتھ گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر اندر بیٹھیں.

"اسلام وعلیکم چھوٹیو! کیا بنا؟"

عمیر کی تجسس سے بھرپور آواز گاڑی میں گونجی.اُس نے بلیو جینز کے ساتھ گرے ٹی شرٹ پہن رکھی تھی.آنکھیں کالی تھیں اور کہیں سے بھی نقوش حیات کے ساتھ نہ ملتے تھے۔

"عمیر بھائی! ہر بار قسمت ساتھ نہیں دیتی..... خیر جانیں دیں."

جواب دینے والی لاریب تھی.

"کیا مطلب بھئی.. میں مان ہی نہیں سکتا تم لوگ نہیں جیتیں..."

عمیر پوری طرح پیچھے گھوم کر ان سے مخاطب ہوا اور حیات کو دیکھا جو گاڑی کے شیشے سے باہر کی دنیا کو دیکھنے میں مگن تھی.

"بس بھائی! قسمت مہربان نہیں تھی اس بار!!"

اب بھی جواب لاریب کی طرف سے آیا تھا.

"حیات! لاریب! آپ دونوں مجھے سیدھے سے بتاؤ کہ ہوا کیا ہے؟" عمیر سنجیدگی سے بولا۔

"عمیر بھائی ہونا کیا ہے لاریب کی بریانی میں سے بس ایک بوٹی نکلی ہے بس اسی کا دکھ لڑکی کو کھائے جا رہا ہے." حیات آنکھوں میں معصومیت سجائے بولی.

"?Whattttttttttt"

سارا معاجرہ تو تب سمجھ آیا جب یکدم سے گاڑی میں دونوں کے قہقہے گونجے.

"اففففف!! ڈرامے باز... توبہ ہے..."

عمیر نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا۔

"آپکو کیا لگا ہم دونوں ہارنے والوں میں سے ہیں؟؟؟"

حیات نے فخریہ انداز اپنایا.

"نہیں مگر تم لوگوں کی ایکٹینگ سکلز توبہ ہے..."

عمیر نے کانوں کو ہاتھ لگائے اور ہنستے ہوئے گاڑی چلادی.

"ماشاءاللہ بول دیا کریں کیوں نظر لگانی ہے."

لاریب شوخی سے عمیر کو دیکھتے ہوئے بولی اور وہ مسکرا دیا.

پھر حیات اور لاریب کی مسلسل چلتی زبان تھی اور عمیر کے معصوم کان.... پورے فنکشن کے قصے گوشِ گزار کر دیے.

لاریب مزمل اور حیات شاہیر کی دوستی 9 سال پرانی تھی.

"ماما سے مل لو..؟؟"

لاریب نے گاڑی سے اتر کر شیشے پر جھک کر حیات کو آفر دی.

"نہیں یار.. پھر کسی دن آؤں گی ابھی ٹائم لگ جانا اور پہلے ہی لیٹ ہو گئے ہوئے ہیں."

لاریب ٹھیک ہے کہہ کر اپنی ٹرافی اُس سے لے کر عمیر کا شکریہ ادا کرتی چل دی.

==================

"اسلام و علیکم! شاہیر وِلا والو!!!!!"

وہ چیختی ہوئی لان سے گزر کے گھر داخل ہوئی.

حیات سیدھا کچن میں لپکی جانتی تھی سعدیہ بیگم وہیں موجود ہوں گی. ہر ماں کی سب سے بڑا اسٹے (stay) کرنے والی جگہ.... کچن...

"سعدیہ بیگم!! سعدیہ بیگم!!!" حیات خوشی سے ان کے گلے لگی.

اس سے پہلے کہ حیات کچھ کہتی سعدیہ بیگم نے لاڈ سے کہا.

"مبارک ہو.. اللہ تعالی تمہیں ایسے ہی کامیابیاں عطا فرمائیں." انہوں نے اپنی بیٹی کا محبت سے ماتھا چوما۔

"کیا ماما آپکو کیسے پتہ ابھی تو میں نے کچھ بتایا ہی نہیں. مجھے تو کبھی کبھی لگتا ہے آپکو غیب کا علم ہے..."

وہ نروٹھے پن سے بولی.

"چلو جلدی سے فریش ہو جاؤ, ہم نے تمہاری خالہ کی طرف جانا ہے."

حیات جو فریج سے پانی کی بوتل نکال کر پینے لگی تھی, ماں کے کہنے پر فریج بند کر کر بوتل ہاتھ میں لیے ان تک پہنچی جو سبزی کاٹنے میں مصروف تھیں.

urdunovelsblog

"کدھر جانا ہے؟"

حیات نے بھنویں سکیڑیں.

"بتایا تو ہے تمہاری خالہ کی طرف۔"

"کیوں آج کچھ خاص ہے کیا؟"

انہوں نے اسکی بات کا کوئی جواب نہ دیا.

سعدیہ شاہیر کچن سمیٹ کر حیات کو لیے ساتھ چل رہی تھیں, حیات اور بینش کے مشترکہ کمرے کے باہر کھڑے ہو کر رکیں اور ہدایت دی.

"حیات اس مرتبہ بلاوجہ نہیں لڑنا تم نے آیان سے..."

حیات نے اس کا نام سن کر ناک سکوڑا۔

"ویسے ماما مجھے دال میں کچھ کالا لگ رہا ہے."

اسنے قدرے جاسوسی لہجے میں کہا.

"یہ دماغ لڑانے اور جاسوسی کرنے والا کام تم (ISI) پر چھوڑ دو اور جاؤ اب فریش ہو جاؤ میں زرینہ کو کہہ کر کپڑے نکلوا دیتی ہوں."

یہ کہہ کر وہ مڑیں اور حیات کمرے میں داخل ہو گئی. کمرے میں اندھیرا تھا. بینش کو چھٹی تھی تو اسے لگا وہ سوئی ہوئی ہے. مگر جیسے ہی وہ دروازہ بند کر کے مڑی...

زوردار آواز..... ٹھا....!!

============

"واہ بھئی اتنی تیاریاں کس چیز کیں؟ کیا میری سرپرائیز منگنی کی تیاریاں ہو رہی ہیں؟؟"

وہ شوخی سے کہتا ہوا کچن میں داخل ہوا۔

"اتنی جلدی بھی کیا ہے منگنی کی؟ لڑکی تو منالو."

آیت نے اسکی ٹانگ کھینچی.

"منالو نہیں پٹالو."

یہاں ہوئی جناب حاذق کی انٹری.

"یار تو منہ بندر کھنے کا کتنا لے گا؟"

وہ زچ ہوا, ہر بار غلط ٹائم پر آتا تھا.

"اوئے یہ منہ بندر کھنے والا مزاق نہیں."

حاذق نے اسے گھورا.

"تم دونوں باہر جا کر بحث کر لو.. کیوں ڈسٹرب کر رہے ہو؟" آیت نے تنگ آکر کہا۔

"اچھا بتاؤ تو کون آرہا ہے جس کے لیے آیت میڈم خود کچن میں گھسی ہیں."

وہ بھائی ہی کیا جو بہن کو چوبیس گھنٹے بہن کام کرتے دیکھ بھی لے پھر بھی ہڈ حرام ہونے کا طعنہ نہ دے.

"خالہ آرہیں ہیں."

آیت نے چہک کر بتایا.

"یہ عنایت خالہ جان کے لیے نہیں ہو سکتی, ضرور وہ چھپکلی آرہی ہے."

اُس نے اندازہ لگایا.

"خبردار آیان جو اس بار تم نے حیات کو کچھ بھی کہا تو." آیت نے دھمکی دیتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا چمچ جس سے وہ پاستہ کے انگریڈیئنٹس مکس کر رہی تھی آیان کو دکھائی.

"اوہو.... چھپکلی کی چمچی...بھاگ حاذق!!!!!"

آیان کہتے ساتھ ہی بھاگ گیا۔

اور آیت پاؤں پٹختی پاستے کی طرف متوجہ ہو گئی.

آیت افتخار اور حیات شاہیر ہم عمر اور خالہ زاد تھیں. جس کی وجہ سے ان کا آپس میں بہنوں سے زیادہ پیار تھا.

==============

"یار آج تو چھپکلی آرہی ہے. خوب مزہ آئے گا."

آیان نے بیڈ پر چھلانگ لگا کر لیٹتے ہوئے کہا۔

"کاہے کا مزہ...؟؟"

حاذق نے شکی انداز سے دریافت کیا۔

"کیا مطلب؟ اُسے تنگ کرنے کے بعد ملنے والا سکون!!! آہ!! دنیا میں اس سکون کا مقابلہ نہیں. کون کہتا ہے کہ دنیا میں سکون نہیں ملتا مجھ سے پوچھو ایک چھپکلی جیسی کزن رکھ لو, اُسے تنگ کرتے رہو, اُسکا سکون برباد کرتے رہو اور خود سکون کماتے رہو."

وہ کہنی کے بل بیڈ پہ بیٹھا فلسفے جھاڑ رہا تھا.

"ہیلو مسٹر! تم تنگ کرتے ہو تو وہ تم سے چار ہاتھ آگے ہے, تم شیطان ہو تو وہ تمہاری اماں ہے اس معاملے میں. مت بھولو آخری بار کیا کیا تھا اُس نے تمہارے ساتھ."

حاذق کو کہاں ہضم ہو رہی تھی اپنے جگری یار کی تعریف وہ بھی اسی کے منہ سے۔

"اور ہاں یار حاذق! مجھے یاد آیا پچھلی بار کا بدلہ پینڈنگ پر ہے. ایسا کرتے ہیں......."

اور پھر حاذق نواز اور آیان افتخار کے پلانز..... ظاہر سی بات ہے حیات کے خلاف جنگ کی تیاری کے برابر ہوتے ہیں.

==========

آیان... آیان افتخار...

دبلا پتلا مگر فٹ

بارہویں کلاس کا طالب علم

حیات سے تین سال بڑا تھا مگر آپس میں بھائی چارہ ہونے کی بجائے تیسری جنگِ عظیم کی تیاریاں ہیں. بلکہ ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسری جنگِ عظیم کی وجہ بھی یہ دونفوس ہی ہوں گے.

ایک دوسرے کو تنگ کرنا پریکٹس کرنا, اور سکون سے نہ بیٹھنے دینا, اِن دونوں پر فرض کر دیا گیا ہے. اگر کوئی اکٹھا ان کو بیٹھا دیکھ لے تو سمجھ جائے گا کہ اگلے ہی منٹ یہاں جنگ کے میدان والا حشر برپا ہو گا. آج بھی شاید کچھ ایسا ہی ہونے والا تھا.

شاید.....!!

===========

"ٹھاہ!!!!!"

جیسے ہی اُس نے رخ موڑا زوردار آواز آئی۔ اسے محسوس ہوا جیسے اس پر حملہ ہو گیا ہو. اور حملہ کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ شاہیر وِلا کی دوسری لاڈلی بینش شاہیر تھی اور اس کا ہر پنگے میں ساتھ دینے والا عبداللہ شاہیر!

"سرپرائیز!!"

دونوں مل کر چیخے تھے اور پارٹی پاپ اسکے سر پر پھوٹا تھا.

"!!Congratulations!!!Champ"

بینش اور عبداللہ نے تقریباً چیختے ہوئے کہا تھا۔

"تھینک یو پٹاخو!!!"

اس نے دونوں کو گلے لگاتے ہوئے کہا.

"ہمیں پتہ تھا ہماری چیمپ ضرور جیتے گی."

بینش نے بچوں کے سے انداز سے کہا.

"الحمداللہ!!"

حیات مسکرا دی۔

"آجائیں اب عمیر بھائی اور ماما جان!"

عبداللہ نے دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہو.....تو یہ سب ملی بھگت تھی."

حیات نے مسکرا کر کمر پہ ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔

"خوش رہو!!"

سعدیہ بیگم نے پیار دیا.

"چلیں اب آ بھی جائیں!!"

بینش چلائی.

"رکو بابا کو کال کرلوں"

عمیر نے جیب سے موبائل نکالتے ہوئے کہا.

"میرا بیٹا....congragulations!!"

کال لگتے ہی شاہیر بلوچ کی آواز ابھری. جو کہ اس وقت بحرین میں اپنے آفس کیبن میں بیٹھے تھے.

"تھینک یو شاہیر صاحب!!"

حیات نے خوشی سے جواب دیا. حیات جیسے ماں کو انکے نام سے بلاتی تھی ویسے ہی باپ کو بھی انکے نام سے ہی پکارتی تھی.

"proud of u my son"

شاہیر صاحب نے جواباً کہا اور وہ مسکرا دی.. بس ایک یہی جملہ سننے کے لیے تو وہ ایسے کاموں میں آگے آگے رہتی تھی.

"آ بھی جائیں..."

بینش کیک کاٹنے کے لیے سب سے زیادہ بے تاب تھی. وہ حیات کو کھینچ کر صوفے پر لے گئی. سامنے ٹیبل پر پھول بکھرے پڑے تھے اور وہ سب گلابی تھے, کوئی ایک بھی سرخ نہیں تھا. کیونکہ حیات صرف گلابی پھولوں کی دیوانی تھی. پھولوں کے درمیان ایک خوبصورت چاکلیٹ کیک سجا تھا جس پر انگریزی میں (Champ) لکھا تھا. حیات نے خوشی سے کیک کاٹا اور سب کو کھلایا تھا. سب کے چہروں پر مسکراہٹ تھی. دیکھتے ہیں یہ کتنے عرصے کے لیے تھی.

یہ تھا شاہیر وِلا اور اس کے افراد کی چھوٹی چھوٹی خوشیاں جنہیں وہ بڑھا چڑھا کر مناتے تھے.

==========

شاہیر بلوچ جو گھر کے سربراہ تھے.

پھر تھی سعدیہ بیگم, شاہیر بلوچ کی زوجہ محترمہ. اور ان دونوں کی ساری زندگی کی کمائی.

عمیر شاہیر

حیات شاہیر

عبداللہ شاہیر

اور

بینش شاہیر

عمیر شاہیر بلوچ: اکیس سالہ نوجوان جو کہ اپنی یونیورسٹی لائف کے دور میں تھااور بزنس مینجمنٹ پڑھ رہاتھا.

پھر تھی پانچ سال چھوٹی, شاہیر وِلا کی لاڈلی.

حیات شاہیر بلوچ

پھراس سے دو سال چھوٹا عبداللہ شاہیر بلوچ.

اور سب سے چھوٹی. شاہیر وِلا کی دوسری لاڈلی بینش شاہیر بلوچ.

اور یہی چار سعدیہ بیگم اور شاہیر بلوچ کی کل کائنات تھے.

اولاد ماں باپ کی پوری زندگی کی کمائی ہوتی ہے.

==============

"ساری انجوائیمنٹ اپنی جگہ! بینش میڈم. میں نہانے جارہی ہوں اور جب میں کمرے میں واپس آؤں تو یہ پہلی والی حالت میں ہو."

حیات حکم سنا چکی تھی.

"ماما زرینہ بی کہاں ہیں؟اور کپڑے نکال دیں پلیز!!!"

حیات ماں سے مخاطب ہوئی اور انکو بھی کہہ کر باتھروم میں گھس گئی, وہ ابھی تک اسکول یونیفارم میں ہی ملبوس تھی.

بینش کا منہ لٹک گیا.

"!!!How rude"

"آپی تھینکس بولنے کی بجائے حکم چلا کر چلی گئیں."

بینش صدمے سے بولی اور اس بات پر سب ہنس دیے.

"تم جاؤمیں زرینہ کو کہتی ہوں اور جاتے ہوئے زرینہ کو میرے پاس بھیج دو پتہ نہیں کدھر رہ گئیں"

وہ ملازمہ کو بلانے کا کہہ کر حیات کے کپڑے نکالنے وارڈروب کی طرف آ گئیں. وہ ملازمہ تھیں ہی کب. گھر کے سب بچے انکی عزت کرتے تھے وجہ زرینہ کا کئی سال سے شاہیر وِلا والوں کے ساتھ ہونا تھا.

"سب جلدی سے تیار ہو جاؤ. 6 بجے ہم جا رہے ہیں تمہاری خالہ کی طرف."

سعدیہ بیگم نے سب کو بتایا اور زرینہ کے ساتھ کام میں مصروف ہو گئیں.

وہ سب تیار ہونے کے لیے نکل گئے.

==============

"سب ریڈی ہے؟ آیان نے حاذق سے پوچھا.

"!!All set boss"

حاذق نے کسی اسسٹنٹ کی طرح جواب دیا.

"باس کے بچے ماچس کہاں ہے؟"

اس نے ماچس نہ پا کر حاذق کو گھورا جو مطمئین کھڑا تھا اور آیان کے کہنے پر جھٹ نیچے بھاگا۔

"تمہیں تو میں کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دونگا چھپکلی یہ آیان افتخار کا خود سے وعدہ ہے."

آیان نے ایک عزم سے خود سے کلام کیا۔

"حاذق اس بار مزہ آئے گا, قسمے پچھلی مرتبہ کیسے ذلیل کیا تھا اِس چھپکلی نے."

آیان نے حاذق کے کندھے پر بازو رکھتے ہوئے کہا جو ابھی ابھی ماچس لا یا تھا۔

"یار ویسے بہن ہے ہماری ایسے نہیں کرنا چاہیئے, تجھے پتہ ہے وہ اس چیز سے ڈرتی ہے."

حاذق نے افسوس سے کہا۔

"اوہ ہیلو!! بہن ہو گی تیری میں کبھی اس چھپکلی کو اپنی بہن نہ بناؤں!!"

آیان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"بہن نہیں تو کیا بناؤ گے؟"

urdunovelsblog

حاذق نے دانتوں کی نمائش کی۔

"دشمن!!!"

"میں کیسے مانوں۔؟؟"

"شکل۔گم کرواپنی۔۔۔!"

آیان یہ کہہ کر خود ہی وہاں سے چلا گیا۔ پیچھے حاذق کا قہقہہ وہ بخوبی سن سکتا تھا۔

=============

میر ہاؤس میں افتخار میر اور ان کا چھوٹا بھائی نواز میر رہائش پزیز تھے۔

افتخار میر کے تین بچے تھے۔

بیوی نفیسہ افتخار نرم مزاج خاتون تھیں۔

بڑا بیٹا واصف افتخار تھا جس نے افتخار میر کے ساتھ ان کا بزنس سنبھال رکھا تھا۔

واصف سے چھوٹا آیان افتخار میر تھا جو کچھ کر گزرنے کی چاہ میں باپ کے بزنس میں آنے سے پہلے دن ہی انکار کر چکا تھا۔

گھر کی سب سے چھوٹی اور اکلوتی بیٹی آیت افتخار تھی جو حیات کی ہم عمر تھی۔

دوسری طرف نواز میر کی فیملی چار افراد پر مشتمل تھی۔

انکی زوجہ سامیہ نواز تھیں۔

اور بڑا بیٹا حاذق نواز میر تھا جو کہ آیان کا ہم عمر تھا۔

اور اس سے چھوٹی بیٹی تھی ہانیہ نواز جو کہ آیت اور حیات سے ایک سال بڑی تھی۔

اور یہ تھے میر ہاؤس کی رونق کا سبب۔

=============

"بہت بہت مبارک ہو میری جان! اللہ تمہیں ہمیشہ ایسے ہی مزید کامیابیاں عطا فرمائے۔"

آیت چہک کر اس کے گلے لگی تھی۔

"تھینک ہو جانی!!"

وہ اس سے الگ ہوتے ہوئے بولی۔

شاہیر وِلا والے افتخار ہاؤس پہنچ گئے تھے۔

حیات سب سے باری باری ملی اور پھر آیان کی نظریں خود پر محسوس ہوئیں جو معصومیت سے آنکھیں پٹ پٹا گیا۔ وہ اسکی جانب بڑھی اور اسے مخاطب کرنے کی بجائے ساتھ کھڑے حاذق کا حال احوال دریافت کرنے لگی۔

آیان نے اسے دیکھا جو نیلی جینز پر لیموں رنگ کا ٹاپ پہنے, سٹالر بے پرواہی سے گلے میں ڈالے سب سے مل رہی تھی۔

آیان نے بھی اسے اگنور کر کے سعدیہ بیگم کے گلے میں لاڈ سے بانہیں ڈال دیں۔

انکے اس طرح ایک دوسرے کو اگنور کرنے پر واصف اور عمیر نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ایک ساتھ ہنسنے لگے۔

زمین و آسمان ایک ہو سکتے تھے مگر آیان اور حیات کی صلح نہیں ہو سکتی تھی۔

نفیسہ کے گھورنے پر وہ مجبوراً اُس کے پاس گیا۔

"کانگراجیلشن چھپکلی."

وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولا۔

"شکریہ بندر!!"

حیات نے بھی مسکراتے ہوئے کہا مگر آنکھوں ہی آنکھوں میں دونوں نے ایک دوسرے کو گھورنا اپنا فرض سمجھا۔

سب لاؤنج میں بیٹھ کر باتوں میں مصروف تھے۔ اس سے زیادہ دیر مہذب نہ بنا گیا تو آیت کو اٹھنے کا اشارہ کر کے خود بھی اٹھ گئی۔

افتخار میر, واصف, عمیر اور حاذق نواز میر بیٹھے سیاست اور بزنس کو کھول چکے تھے۔ پتا نہیں یہ آدمی کیسے سیاست پر لمبی بحث کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔

دوسری طرف سعدیہ, نفیسہ اور سامیہ بھی باتوں میں مصروف ہو گئیں تھیں۔

بچہ پارٹی ساری وہاں سے ہولے ہولے کھسک گئی۔

وہ آیت کے ساتھ اسکے کمرے میں داخل ہوئی تو آیان, حاذق, ہانیہ, عبداللہ اور بینش پہلے ہی ڈیرہ جمائے بیٹھے تھے۔

اسکے آتے ہی حاذق ڈرامائی انداز میں بولا۔

"اوہووووو! زہے نصیب! ہمارے غریب خانے پر تشریف لانے کا شکریہ!"

"ڈرامے نہ کرو، یہ میرا کمرہ ہے۔"

آیت نے کمر پر ہاتھ جمائے۔

"ڈئیر کزن! ہم بہت خوش نصیب ہیں کہ آپ جیسی ٹیلنٹڈ کزن ہمارے نالائقوں کے ٹولے میں ہے۔"

حاذق نے معصومیت کا ہر رکارڈ توڑا۔ وہ جو آیان کو اٹھا کر خود بستر پر جگہ بنا کر بیٹھی تھی اس کے اس ڈرامے پر بالکل کان نہیں دھرے۔

"کام بولو! مکھن پہلے ہی کافی مہنگا ہے یوں ضائع مت کرو۔"

وہ جانتی تھی بلاوجہ تو تعریف ہونے سے رہی۔

"ٹریٹ؟؟"

"پتہ تھا۔ میں کونسا ورڈ کپ جیت کر آئیں ہوں۔"

حیات نے لاپرواہی سے چونگم چباتے ہوئے کہا۔

"چل حاذی! چھت پر چلیں۔ تو بھی کس کے منہ لگ رہا۔"

آیان کب سے اسے گھور رہا تھا کہ پوائنٹ پر آ.. وہ کسی طرح حیات کو چھت پر لے جانا چاہتے تھے۔ فار ریونج؟؟ یا کچھ اور؟؟

"ہاں چل سہی کہہ رہا موسم اچھا ہے انجوائے کرتے ہیں۔"

حاذق نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

بینش اور عبداللہ نیچے چلے گئے کیونکہ ان کو لفٹ کرواہی نہیں رہا تھا کوئی۔ ویسے بھی وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے کافی تھے..

"چلو حیات ہم بھی چلتے ہیں!"

ہانیہ بھی انکے ساتھ پلان میں شامل تھی۔

"چلو... ٹھیک ہے۔"

وہ اسکی ہاں سن کر مطمین ہو گیا اور چل دیا۔
حاذق اور آیان نے ایک دوسرے کو شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا تھا۔

=================

چھت پر جب وہ پہنچے تو سامنے کا منظر دیکھ کر حیات کی آنکھیں پھیل گئیں۔آیت کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔
سامنے ایک کونے میں ٹیبل پڑا تھا جس پر کیک سجا تھا, چاکلیٹ کیک. اور ارد گرد فیری لائیٹس تھیں۔اس نے مڑ کے آیت کو دیکھا, اُس نے شانے اچکا دیے کہ ناٹ فرام مائی سائیڈ۔
اسے کسی قسم کی ایسی کوئی امید نہیں تھی..وہ حیرانی سے مڑی اور آیان کو دیکھا کیونکہ یہ آیان ہی کا پلان تھا اتنا تو وہ سمجھ ہی چکی تھی, اسکے فتح کن تاثرات سے۔
"چلو"
آیان نے کہا اور خود بھی چلنے لگا۔کیک پر لگی موم بتی جلانے تک وہ ٹیبل کے دوسری جانب آچکی تھی۔
حیات نے کیک کاٹا, مگر بس کیک ہی کاٹا تھا کہ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا....
وہ آوازیں ہی ایسی تھیں, اس نے ہاتھ میں پکڑا کیک کا ٹکرا فوراً واپس رکھا اور قدموں کی طرف دیکھا۔
وہ جس جگہ کھڑی تھی وہاں فیری لائٹس کے ساتھ پٹاخوں کو اس نفاست سے سیٹ کیا گیا تھا کہ کسی پروفیشنل کا کام لگتا تھا۔وہ اپنی ایکسائٹمنٹ میں اس چیز پر دھیان ہی نہیں دے پائی۔
حیات نے التجائی نظروں سے اسے دیکھا جو مسکراتی آنکھوں سے پٹاخوں کی لڑی کو آگ لگانے لگا تھا۔
"آیان!!! نووووو!!! "
اس نے کہہ کر وہاں سے فوراً ہٹنا چاہا مگر آیان نے پھرتی سے ماچس لگادی۔آگ ملنے کی دیر تھی, پٹاخوں کی آواز میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہونے لگا۔

آیت مسلسل آیان اور حاذق کو یہ روکنے کے لیے کہہ رہی تھی جسے وہ سرے سے سن ہی نہیں تھے رہے۔ہانیہ کھڑی حاذق لوگوں کے ساتھ ہنس رہی تھی۔

"آیان کے بچے! اسے روک لو ورنہ تم نے آج میرے ہاتھوں سے ضائع ہو جانا ہے۔"

حیات نے کانوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر چیختے ہوئے کہا۔پٹاخوں کے شور کی وجہ سے اسے قدرے اونچا بولنا پڑا تھا۔

"اوہو!! حاذق دیکھ زرا اس چھپکلی کی اکڑ ابھی تک نہیں گئی۔"

اس نے حاذق کے کندھے پر بازو ٹکاتے ہوئے کہا۔

"آیان! میرے پیارے بھائی پلیز اسے ڈر لگتا ہے, یہ سب بند کرو پلیز....."

آیت نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

جب انہوں نے اسکی باتوں پر کان نہ دھرے تو وہ کچھ سوچ کر نیچی بھاگی۔

"واصف بھائی! واصف بھائی! بند کریں اسے پلیز۔"

وہ پیچھے سے آتے واصف کو دیکھ کر بولی جسے آیت بلا کر لائی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟ پاگل ہو تم لوگ؟؟"

واصف نے غصے سے کہا اور حیات کی طرف قدم بڑھائے۔

"Not Again Bruhhh!!!"

حاذق اور آیان نے یک زبان کہا تھا۔

urdunovelsblog

واصف پٹاخوں کی لڑی کو دور پھینکتے ہوئے حیات کو سائیڈ پر لے آیا اور آیت بھاگ کر پانی کا گلاس لے آئی۔

"آیان! حاذق! تم لوگوں نے بالکل اچھا نہیں کیا۔حیات شاہیر اس بات کا بدلا اب اپنے طریقے سے لے گی۔"

حیات نے خفگی سے انہیں گھورتے ہوئے کہا۔

"آہا!! میں تو ڈر گیا!"

آیان نے مصنوعی ڈرنے کی ایکٹینگ کی۔

"حاذق! آیان! یہ کیا طریقہ ہے؟"

واصف نے گھورا۔

" یہ اپنا اسٹائیل ہے۔ہے نہ یونیک بالکل میری طرح۔"

آیان نے چہکتے ہوئے کہا۔

"ڈفر...."

حیات بس سوچ ہی سکی بولی کچھ نہیں کیوں کہ اب واصف ہی انہیں دیکھتا۔

"تم دونوں باز نہیں آؤ گے تو میں بہت برا پیش آؤں گا اور ہانیہ تم بھی ان کے ساتھ مل گئی۔ سو بیڈ."

واصف نے ہانیہ کو بھی گھسیٹا.

".That's not fare bro"

"آپ ہمیشہ اس چھپکلی کو ڈیفینڈ کرتے ہیں."

آیان نے معصومیت کا ہر ریکارڈ توڑا تھا۔

"تمہاری شکل ہے کہ تمہیں ڈیفینڈ کیا جائے؟"

وہ بھی اپنے نام کی ایک تھی. حیات میڈم۔

اس سے پہلے کہ آیان کچھ کہتا اور لڑائی پھر شروع ہوتی واصف نے تینوں کو ڈپٹا اور سب کو نیچے آکر کھانا کھانے کا کہہ کر چلے گیا۔

"آئی بڑی واصی بھائی کی چمچی!!!"

آیان بڑبڑاتا ہوا حاذق کو ساتھ لے کر نیچے چل دیا۔

"بہت افسوس ہوا ہانی کہ تم نے بھی پارٹی بدل لی۔"

آیت نے افسوس بھری نظروں سے ہانیہ کو دیکھا۔

جواباً وہ فوراً شہ رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔

"حیات! آیت! اللہ کا پکا وعدہ! مجھے بس ان دونوں نے کہا تھا کہ حیات کو سرپرائز دینا ہے۔ میرے وہم و گماں میں بھی نہیں تھا کہ انکا ایسا کوئی پلان ہے۔"

حیات نے اسے گھورا اور پھر وہ تینوں نفیسہ افتخار کے بلاوے پر نیچے چلی آئیں.

سب خوش گوار ماحول میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ حیات کے ایک طرف آیت تھی تو دوسری جانب واصف بیٹھا تھا. آیان اور حیات کی آنکھوں ہی آنکھوں میں جنگ چھڑی ہوئی تھی. وہ کھانا کم کھا رہے تھے مگر ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے زیادہ دیکھ رہے تھے۔

"حیات! ذرا وہ سلاد پکڑانا۔"

آیان نے احترام کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تو مروتاً اسے بھی سلاد کی پلیٹ اٹھا کر دینی پڑی۔

"حیات پانی پکڑانا۔"

آیان نے نوالا منہ میں ڈالتے ہوئے پھر سے کہا اور اسکا پارا ہائی ہوا۔ برداشت کا مادہ تو تھا ہی کہاں۔

"نوکر نہیں ہوں تمہاری!!! اٹھ کر پکڑ لو۔"

سعدیہ بیگم نے فوراً حیات کو اسکے سخت لہجے پر ٹوکا۔

"حیات ایسے نہیں کہتے بڑا ہے وہ آپ سے۔"

"بڑوں والی حرکتیں ہیں اسکی.."

وہ اتنی آہستہ بڑبڑائی کہ پاس بیٹھے واصف کو بھی سنائی نہ دیا۔

حیات نے اسے گلاس میں پانی دینے کی بجائے اٹھ کر پورا جگ اس کے سامنے پٹخ دیا۔

"حیات ڈیئر کزن! وہ کوفتے پکڑانا۔"

آیان نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

اس نے کھانے سے ہاتھ روک کر کرسی سے ٹیک لگائی اور فرصت سے اُسے گھورا جو سامنے بیٹھا اسے زچ کر رہا تھا۔

وہاں بیٹھا ہر نفوس اس جنگ کو یکسر اگنور کیے ہوئے تھا کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ لڑائی کے بغیر کھانا ہضم کہاں ہونا تھا ان کو۔

وہ کوفتے پکڑانے کے لیے اٹھی اور لوازمات سے بھرپور ٹیبل پر نگاہ دوڑائی تو کوفتوں والا باؤل خالی نظر آیا.. وہ پھر سے اسے گھورنے لگی۔

"لاؤ حیات میں لے آؤں۔"

نفیسہ بولیں۔اس سے پہلے کہ وہ اٹھتیں حیات نے انہیں منع کر دیا۔

"خالہ آپ بیٹھیں میں لے آتی ہوں۔"

وہ مسکرا کر بولتی ہوئی اٹھ گئی۔

آیت بھی ساتھ ہی اٹھی تھی۔

"یار آیت!! تمہارا وہ بندر بھائی زیادہ شوخا ہو رہا ہے۔"

وہ غصے سے پھٹ پڑی تھی۔کب سے صبر کر رہی تھی۔سب بیٹھے نہ ہوتے تو وہ بھی جوابی کاروائی کر سکتی تھی۔

آیت کوفتوں کا باؤل بھرتی مسکرادی۔

"رک آیت!! ابھی بتاتی ہوں میں اسے...ڈیئر کزن کا بچہ...!"

اس نے کوفتوں کا باؤل آیت کے ہاتھ سے لیتے ہوئے ٹیبل پر رکھا اور مرچوں کا ڈبہ ڈھونڈ کر اچھے سے مکس کر دیں۔

"حیات! پاگل لڑکی اتنی زیادہ مت ڈالو کسی بڑے نے کھالیا تو چھترول ہو جانی ہے۔"

آیت نے اسے چمچ بھر بھر کے ڈالتے ہوئے دیکھا تو روکنا چاہا۔

"تم اپنے بندر بھائی کی سائیڈ مت لو ورنہ میں تمہیں بھی یہی کھلا دوں گی۔"

حیات نے خفگی سے اسے گھورا اور باؤل اٹھا کر ڈائننگ ایریا میں چل دی۔

"اب لے آئی ہو پیاری کزن تو ڈال بھی دو۔"

اسکے جگہ پر بیٹھنے سے پہلے ہی وہ بولا۔

"شیور پیارے کزن!"

حیات دل و جاں سے مسکرائی اور چمچ بھر کر اسکی پلیٹ میں ڈال دیا۔

"حیات!"

نوالہ منہ میں گیا تھا اور چیخ برآمد ہوئی تھی۔

"آہ سویٹ کزن کیا ہوا؟"

وہ اسکا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر معصومیت سے بولی۔

وہ اب کیا کہتا, صبر کرنے کی باری اب اسکی تھی۔ بھر بھر کے پانی کے گلاس پینے لگا۔

"کیا ہوا آیان بیٹا"

سعدیہ بیگم نے پیار سے پوچھا۔

"کچھ نہیں خالہ شاید مرچ کھالی تھی۔"

اس نے حیات کو نظروں میں رکھتے ہوئے جواب دیا جو فاتح کن مسکراہٹ کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

واصف پاس بیٹھا تھا اس لیے سارا معاجرہ سمجھ گیا تھا۔

آیان کو دیکھا اور نظروں میں کوئی اشارہ کیا۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ

" اس نے اپنا بدلہ لے لیا."

آیان دانت کچکچا کر رہ گیا۔

پتہ نہیں کیا تھا اس جادو گرنی میں جو ہر ایک کو اپنے ساتھ ملا لیتی تھی۔ واصف جو آیان پر جان چھڑکتا تھا ہر مرتبہ حیات کے آنے سے وہ پارٹی بدل لیتے تھے۔ یہ کہاں کا انصاف ہوا؟؟

"جادو گرنی کہیں کی...."

وہ بس سوچ ہی سکا۔

"ہاں بندر! کیسا دیا؟"

حیات آیان کے سامنے آئی جو کہ عمیر سے بیٹھا باتوں میں مصروف تھا. اب جب کہ وہاں بڑوں میں سے کوئی موجود نہیں تھا صرف بچوں کا ٹولہ تھا تو حیات اپنی فتح کا ڈھنڈورا پیٹنے آئی تھی۔

"چھپکلی تم سے میرے بہت سے حساب نکلتے ہیں, تم نے اچھا نہیں کیا۔"

آیان نے اسے غصے سے گھورا۔

"آہ میں تو ڈر گئی۔"

اس نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بالکل آیان کی نقل اتاری جبھی واصف اندر آیا اور اعلان کیا۔

"چلو سب آئسکریم کھانے چلیں۔"

مگر مجال ہے جو کوئی ٹس سے مس ہوا ہو سوائے بینش کے، وہ فوراً راضی ہو گئی تھی۔

"اٹھو بھی۔"

واصف نے دوبارہ کہا اور ساتھ ہی عبداللہ کو جھنجھوڑا جو پاس والے صوفے پر بیٹھا تھ۔

"ہمیں نہیں کھانی آئسکریم۔ کھلانا ہے تو میٹھا پان کھلائیں۔"

حیات بولی اور آیت نے ہاں میں ہاں ملائی۔

"پاگل ہو کیا؟"

حاذق نے اچنبنے سے کہا۔

"لو میں کونسا تمہیں سڑک پہ چل کے ڈانس کرنے کا کہہ رہی ہوں۔"

وہ ڈٹی رہی, ساتھ ہی ساتھ اُس نے ہانیہ کو بھی گھورا کہ تم بھی بولو۔

"ہاں حاذی تم منہ بند رکھو اور واصی بھائی آپ کچھ بولو۔"

شکر کہ ہانیہ نے بھی منہ کھولا تھا۔

"مگر حیات....."

urdunovelsblog

م

واصف نے کچھ بولنا چاہا تو آیان نے بات کاٹ دی۔

"چلیں نہ بھائی کچھ نیا ٹرائی کرتے ہیں, ویسے بھی آپکی چہیتی کی فرمائش ہے۔"

عمیر نے بھی تائید کی اور سب اٹھ گئے۔

"واصی بھائی, آدھے بچے آپکی گاڑی میں اور آدھے میری گاڑی میں چلے جاتے ہیں۔"

عمیر نے اٹھتے ہوئے گاڑی کی چابی اٹھائی اور واصف نے بھی سر ہلا دیا۔

"میں واصی بھائی کے ساتھ۔"

حیات اعلان کرتے ہوئے بولی۔

واصف جا کر بڑوں کو اطلاع دے آیا کہ وہ لوگ باہر جا رہے ہیں۔

"تم نے تو پارٹی بدل لی پری۔"

عمیر نے مصنوعی ایکٹینگ کرتے ہوئے کہا۔

"ہی ہی. ہی....."

حیات نے ہنستے ہوئے واصف کے بازؤوں میں بازو ڈال دیے۔

وہ واصف اور عمیر میں کوئی فرق نہیں کرتی تھی۔ اُسے دونوں سے ہی برابر پیار تھا۔اور واصف بھی اسے چھوٹی دنیا کہتا تھا۔ ایسی دنیا جو ہر ایک کے چہروں پر خوشی لاتی ہے۔

حیات واصی کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر براجمان تھی۔ پیچھے حاذق, بینش اور آیت موجود تھے۔

حیات جان بوجھ کر آیان کو دوسری گاڑی میں بجھوا چکی تھی۔ جس میں عمیر کے ساتھ وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا, ہانیہ اور عبداللہ کی باتیں بددلی سے سن رہا تھا۔

وہاں پہنچ کر سب سے پہلے حیات نے آیان کو مکا رسید کیا۔

"یہ کس خوشی میں؟"

وہ گھور کر بولا۔

"تمہارے بندر ہونے کی۔"

حیات زبان دکھا کر واصی کے پاس بھاگ گئی۔ جانتی تھی جو ابا وہ مارے گا نہیں مگر گھوریوں سے نوازے گا ضرور۔

وہ سب میٹھے پان کھانے کے بعد بینش اور ہانی کی فرمائش پر آئسکریم کھانے آئے تھے۔

"مجھے آئسکریم نہیں فالودہ کھانا ہے۔"

حیات نے آئسکریم پارلر میں بیٹھے نیا شوشہ چھوڑا تھا۔

"افففففف اسکے نکھرے."

آیان ناک چڑھا کر بولا۔

"اووئے بندر تمہارے پیسے سے نہیں کھا رہی۔"

"اللہ میرے پیسوں پر ایسا برا وقت لائے بھی نا۔"

انکی نوک جھوک کے دوران ہی واصف نے آرڈر دے دیا تھا. سب اپنی اپنی باتوں میں مشغول تھے۔ کچھ سلفیز میں اور کچھ باتوں میں اور کچھ انکی نوک جھوک کو کیمرے میں قید کرنے میں۔ یہ فریضہ بینش سرانجام دے رہی تھی۔

ضروری ہے تصویر لینا بھی

آئینہ گزرے ہوئے لمحے نہیں دکھاتا

"اے چھپکلی! ٹیسٹ کروا۔"

آیان نے آئسکریم کھاتے ہوئے حیات کو کہا جو فالودے کے ساتھ انصاف کر رہی تھی۔

"خبردار بندر جو تم نے اپنی گندی نظریں میرے معصوم فالودے پر رکھیں تو."

اس نے فالودے کو چاروں اطراف سے بانہوں کے گھیرے میں لیا۔

"اللہ بخشے تم جیسی ندیدی کو۔"

"اللہ نے ہی بخشا ہے سب کو (بے شک)"

ان کے درمیان ہر دو سیکنڈ کے بعد کوئی نیا مسلئہ شروع ہو رہا تھا جسے وہاں بیٹھے نفوس ٹی وی پر لگی کسی فلم کی طرح انجوائے کر رہے تھے. مفت فلم.

"چھپکلی بات سن! کچھ کھیلتے ہیں۔"

"کیا؟"

اُس نے جواباً کہا۔

"Truth and dares"

آیان بولا۔

"یہاں؟ سڑکوں پر؟ پاگل کتے نے کاٹا تمہیں؟"

حیات نے مڑ کر اسے دیکھا۔

میر ہاؤس جوہر ٹاؤن میں واقع تھا۔

وہ سب گھر پہنچ کر گاڑیاں چھوڑ کر دوبارہ واک کرنے نکلے تھے۔

رات کے دس بجے وہ واک کرنے کی بجائے شغل میلا لگانے اور گپیں ہانکنے نکلے تھے۔ جب آیان چلتا ہوا حیات سے باتیں کرنے لگا۔

بینش اور عبداللہ ولاگ بنانے میں مصروف تھے۔ ایسے ولاگ جسے وہ اپ لوڈ نہیں تھے کرتے کیونکہ بینش اور عبداللہ کا ماننا تھا کہ نظر لگ جائے گی اتنے خوبصورت تو تھے وہ۔

"اوہو حیات شاہیر ڈر گئی؟"

آیان نے جان بوجھ کر اُسے پمپ کیا۔

"ڈریں میرے دشمن!"

حیات نے بھی یہ بات سرتاپیر آیان کو دیکھتے ہوئے کہی تھی۔

"تو چلو پھر مناؤ سب کو۔"

"اور میں تمہاری بات کیونکر مانوں؟"

"یہ ثابت کرنے کے لیے کہ تم ڈرتی نہیں ہو.

".It'x a challenge for you

"!!OKAY CHALLENEGE ACCEPTED"

حیات نے سب کو منایا اور سب اُسی ایریا میں موجود پارک میں گھاس پر دائرے کی شکل میں بیٹھ گئے۔

پارک میں سفید سٹریٹ لائٹ کی روشنی ایک دوسرے کے چہرے دیکھنے کے لیے کافی تھی۔

آیان نے آیت کے ہاتھ سے پانی کی بوتل لے کر گھاس پر رکھ دی جو کہ نکلنے سے پہلے نفیسہ نے انہیں پکڑا دی تھی۔

غیر ارادی طور پر بھی لڑکوں اور لڑکیوں کی ٹیم بن چکی تھی۔

urdunovelsblog

دائرے میں ایک طرف واصف, عبداللہ, حاذق اور آیان موجود تھے۔
جبکہ دوسری جانب آیت, ہانی, بینش اور حیات تھے۔
عمیر صلح پسند سا بندہ تھا تو وہ بوتل گھمانے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔
"اوہہہ!"
بوتل کا رخ حیات کی جانب تھا اور یہی وہ وقت تھا جس کے لیے آیان نے گیم کھیلنے کو بولا تھا۔
"Truth or Dare?"
عمیر نے پوچھا۔
سب جانتے تھے کہ حیات کا جواب dare ہو گا کیونکہ اُسے پنگے لینے کا بہت شوق تھا۔
"TRUTH!!"
حیات نے سب کی امید کے برعکس جواب دیا تھا اور آیان کو پلان کی نہیا ڈوبتی ہوئی نظر آئی۔
وہ تو یہ چاہتا تھا کہ حیات جب ڈیئر بولے گی تو اسے کوئی ایسا ڈیئر دے گا کہ اسکا بدلہ پورا ہو جائے گا جو اس نے کھانے کے ٹیبل پر کیا تھا۔
خیر اب کیا ہو سکتا تھا وہ یہ تو بھول ہی گیا تھا کہ حیات کو لوگوں کی امید کے برعکس جانا بھی کتنا پسند تھا۔
"زندگی میں کیا کیا کرنا چاہتی ہو؟"
سوال عمیر کر طرف سے تھا۔
"ہر وہ کام جسے عام لوگوں کو کرنے سے خوف آتا ہے۔ میں دنیا فتح نہیں کرنا چاہتی۔ مگر میں پہاڑوں پر چڑھ کر انکی اونچائی سے دنیا کو دیکھنا چاہتی ہوں, میں ہواؤں میں اُڑ کر پرندہ بننے کی فیلنگز کو انجوائے کرنا چاہتی ہوں, میں حد درجہ اونچائی سے کود کر موت کو چیلنج کرنا چاہتی ہوں, میں گہرے پانی کے نیچے جا کر آبی زندگی دیکھنا چاہتی ہوں. میں اپنے ہر خوف پر قابو پا کر دنیا کو بتانا چاہتی ہوں کہ میں حیات شاہیر بلوچ کسی چیز سے نہیں ڈرتی, کسی چیز کا خوف اُسے ہراساں نہیں کر سکتا۔ سوائے خوفِ خدا کے, حیات شاہیر کے دل میں کسی کا خوف نہیں ہے۔"
وہ جذبات سے بھرپور آواز میں کہہ رہی تھی۔

"یہ سن کر تو میری آنکھیں بھر آئیں۔"

آیان نے ڈرامائی انداز سے کہا۔

حیات جو بولتے بولتے کب سے گھاس نوچ رہی تھی، وہ ساری آیان کے سر پر پھینک دی۔

"گدھا!!"

آیان کو ملنے والا نیا لقب سن کے سب کے قہقہوں نے فضا میں رس گھول دیا تھا۔

اب کی بار بوتل گھوم کر حاذق پر آر کی۔

یہی وہ لمحہ تھا جس کے لیے حیات انتظار کر رہی تھی۔

"Truth or Dare?"

عمیر نے پوچھا۔

"Dare dare dare...."

حیات دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی اور حاذق کا جواب سننے کی منتظر تھی جس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد جواب دیا۔

"Dare....!!"

اور بس یہیں حاذق نے غلطی کی تھی۔

urdunovelsblog

"It'x Revenge time jani..."

حیات نے آیت کے کان میں بہت دھیمی آواز سے کہا تھا جس پر جواباً وہ مسکراہٹ دبا گئی۔

"رولز کے مطابق حاذی کو dare میں دوں گی۔"

حیات نے کہا تو سب نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

"تو حاذق نواز میر!! آپ کو کرنا یہ ہے کہ وہ جو سامنے گاڑی کھڑی ہے، اُس گھر کے سامنے، اُس کی چھت پر چڑھنا ہے۔"

حیات نے پارک سے باہر ایک گھر کے سامنے کھڑی گاڑی کی جانب اشارہ کیا۔

"بس؟؟ یہ تو میرے بائیں پاؤں کا کھیل ہے۔"

حاذق جوش سے کہہ کر اٹھنے لگا تو حیات کی آواز کانوں میں پڑی۔

"اُس کی چھت پر چڑھ کے ڈانس کرنا ہے۔"

اس نے سکون سے کہا۔

"اوہ چھپکلی! وہ گاڑی ہماری نہیں ہے۔ پتہ نہیں کس کی کھڑی ہے۔ سکیورٹی کو پتہ چل گیا تو باہر پھینک دینا ہے۔"

آیان درمیان میں بولا تھا۔

"آیان....!!"

حیات نے انگلی دکھائی۔

"ہاں!"

جواباً وہ متوجہ ہوا کیونکہ وہ اسکا نام نہیں لیتی تھی سوائے ضروری کام کے۔

"Shut up.!"

حیات نے خفگی سے کہہ کر حاذق کی طرف گردن گھمائی۔ سب مسکرانے لگے تھے اور وہ دانت کچکچا کر رہ گیا تھا۔

"مگر حیات! آیان ٹھیک کہہ رہا ہے اگر......."

ہانیہ نے کچھ کہنا چاہا مگر آیت نے ٹوک دیا۔

"تم زیادہ آیان کی چمچی نہ بنو۔ اپنی ٹیم کی ہو اس لیے تم سے بدلہ نہیں لے رہے۔"

آیت نے حیات کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ہانیہ کو چپ کروا دیا تھا۔

"اٹھو سوچ کیا رہے ہو؟"

واصف نے بھی حاذق کو اٹھانا چاہا۔

"یار واصی بھائی آپ سائیڈ نہ بدلا کریں۔"

حاذق نے مجبوراً اٹھتے ہوئے کہا کیونکہ میر خاندان نے ہارنا نہیں سیکھا تھا۔

"گانا میری پسند کا ہو گا۔"

urdunovelsblog

بینش جو اِن سب کی ویڈیوز بنانے میں مصروف تھی فوراً بولی اور آیت کا موبائل جھپٹا تاکہ اس کے موبائل پر ویڈیو بنا سکے اور اپنے موبائل پر گانا لگا سکے۔

"لو جی...... چھپکلی کی چچی۔"

حاذق نے بینش کو گھورا اور چلتا ہوا گاڑی کے پاس پہنچا, اِدھر اُدھر دیکھ کر گاڑی کی چھت پہ چڑھ کر کھڑا ہو گیا۔ رات کا وقت تھا اس لیے ارد گرد اِکا دُکا لوگ تھے۔

حاذق جیسے ہی کھڑا ہوا بینش نے "آل اِز ویل" سانگ لگا دیا۔

"ارے اِس پر کیا ڈانس کروں نکمی۔"

حاذی نے دانت پیسے۔

"It's Your Headache"

بینش نے اطمینان سے جواب دیا اور دوبارہ ویڈیو بنانے میں مصروف ہو گئی۔

وہ بھی گانے کی دُھن کے ساتھ ساتھ ڈانس کرنے لگا اور سب اُسے دیکھ کر ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے

گاڑی جس گھر کے سامنے کھڑی تھی, وہاں سے اچانک ایک آدمی کڑے تیوروں کے ساتھ نمودار ہوا۔ یقیناً وہ بھی شور کی آواز سن کر باہر نکلا تھا اور اپنی گاڑی کا یہ حال دیکھ کر غصے میں لال پیلا ہو گیا تھا۔

"بھاگ حاذق!"

آیان چلایا اور خود ہی بھاگنے لگا۔

حاذق نے ایک جست لگائی اور گاڑی سے اتر کر بھاگنے لگا۔

اِنکو بھاگتا دیکھ کر سب باری باری بھاگنے لگے اور بھاگتے بھاگتے اپنے گھر کے سامنے پہنچے۔

چوکیدار نے دور سے انہیں بھاگتے ہوئے آتا دیکھ کر اور واصف کے دور سے کیے اشارے پر گیٹ کھول دیا تھا۔

وہ سیدھا گھر میں داخل ہوئے تھے اور دروازہ بند کر دیا۔

ایک ساتھ وہ لان میں سانس لینے کے لیے بیٹھے اور پھر پاگلوں کی طرح ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوتے ہوئے وہیں گھاس پر ہی لیٹ گئے۔

urdunovelsblog

"یار حاذی ویسے تیرا ڈانس بڑا ہی فضول تھا۔"

عمیر نے ہنستے ہنستے کہا جس پر سب دوبارہ ہنسنے لگے۔۔

"سلام کرو مجھے جو ایسے گانے پر اتنی تھوڑی جگہ پر ڈانس کر لیا۔"

حاذق نے جواباً کہا۔

"اگلی بار تمہیں سڑک پر کرواؤں گی, کھلی جگہ۔"

حیات نے کہا تو حاذق کو کچھ یاد آیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"حیات میری توبہ یار تمہارے دماغ میں ایسے آئیڈیاز آتے کہاں سے ہیں؟"

وہ سنجیدگی سے بولا جس پر آیان نے جواباً کہا۔

"حیات کے پاس دماغ بھی ہے....اوہ مائی گاڈ۔"

حیات جو آیان کے ڈرامے کب سے برداشت کر رہی تھی, اُٹھی اور ایک زوردار مکا آیان کے پیٹ میں رسید کیا اور اندر کی طرف بھاگ گئی۔

"آہہہہ......چڑیل نا ہو تو۔"

آیان پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کراہا اور سب دونوں کی لڑائیوں پر دل کھول کر ہنسنے لگے۔

urdunovelsblog

زندگی آزمائشوں کا سمندر رہے۔

کبھی بے تحاشہ دے کر آزمایہ جاتا ہے تو کبھی لے کر آزمایہ جاتا ہے.

"بندر میں تمہارے ہاتھ توڑ دوں اگر تم نے دوبارہ میرے پاستے پر ہاتھ ڈالنے کی غلطی کی....."

حیات بیٹھی پاستا کھانے کے ساتھ ساتھ آیت سے گپوں میں مصروف تھی۔ آیان کو بھی سکون چاہیئے تھا اس لیے حیات کو تنگ کرنے کی غرض سے اسکے پاستے سے چمچ بھر رہا تھا..

حیات کے کہنے کی دیر تھی آیان نے دوبارہ اسکے ہاتھ سے چمچ پکڑا جو اس کی بات ختم کرنے سے پہلے اس نے پکڑا یا تھا اور دوبارہ پاستے میں ڈالنے لگا کہ حیات نے پاستے سے بھرا باؤل دائیں ہاتھ میں اٹھایا اور اونچا کر دیا۔

"ہی ہی نائس ٹرائے.."

آیان نے کہتے ساتھ ہی کھڑا ہو کر پاستے کی باؤل سے چمچ بھرا۔ حیات تلملا کر رہ گئی اور باؤل اسے پکڑا کر کمرے سے واک آؤٹ کر گئی۔

وہ سب اب آیت کے کمرے میں ڈیرہ جما کر بیٹھے تھے.

حیات اور آیت باتوں میں مصروف تھیں اور آیان اور حاذق عمیر کے ساتھ مختلف ٹاپکس پر ڈسکشن کر رہے تھے۔

جبکہ ہانیہ، عبداللہ اور واصف آرام کا کہہ کر چلے گئے تھے اور یہاں حیات اور آیان کی نوک جھوک پھر شروع ہو گئی تھی۔

"رات کا ایک بج گیا، سونا نہیں ہے کیا؟"

ہانیہ کمرے میں داخل ہوئی اور اسی وقت حیات کمرے سے باہر نکلی تھی۔

"اسے کیا ہوا؟"

ہانی نے آیان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"!!مجھے کیا معلوم ؟"

آیان نے کندھے اچکائے اور لاعلمی کا اظہار کیا۔

"میں بتاؤں آیان! تم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ..."

آیت جو کہ بیٹھی اسے گھور رہی تھی غصے سے بولی۔

"ورنہ کیا؟؟؟؟"

آیان کے سکون میں خلل نہ پڑا۔

"ورنہ.... ورنہ بھاڑ میں جاؤ تم....."

آیت کو کچھ سمجھ نا آیا اور اٹھ کر حیات کے پاس چل دی۔

ہانی فوراً آیان کے برابر جا کر بیٹھ گئی جو دوبارہ عمیر اور حاذی کی طرف متوجہ ہو چکا تھا اور وقفے وقفے سے پاستہ بھی کھا رہا تھا۔

urdunovelsblog

"حیات جانی! کیاہو گیا ہے تمہیں پتہ بھی ہے اُسکا پھر بھی ناراض ہوتی ہو؟"

آیت نے حیات کو پیچھے سے ہی بانہوں میں بھرتے ہوئے کہا۔

"یار مجھے ایک قتل معاف ہوتا تو میں تمہارے اُس چھچھوندر بھائی کا کرتی۔"

حیات ناراض ہو کر ٹیرس پہ آگئی تھی آیت کے سامنے چڑ کے بولی.

"اچھا جانے دے... ہم بدلہ لیں گے اُس سے۔"

آیت کے کہنے پر حیات کی آنکھیں چمکیں۔

"ہاں! آیت.....اس بار کچھ ہٹ کے کریں گے."

وہ خوشی سے چہکی تھی۔ یہ احساس ہی کتنا خوبصورت لگ رہا تھا جو آیان کو تنگ کرنے کے تصور سے مل رہا تھا اُسے.

"ویسے تم نے حاذی کے ساتھ بہت اچھا کیا.. بڑا مزا آیا قسمے....اس کا ڈانس توبہ.. بھولنے سے نہیں بھولتا۔"

آیت ہنس ہنس کر دوہری ہو رہی تھی۔

یہی تو تھا ان کا خوشیوں سے بھرا جہان۔ ایک کو تنگ کرنا۔ پھر بدلہ لینا. پھر مزا کرنا۔ ہر پنگا لینا۔ ہر چیز میں اپنی ٹانگ گھسانا۔

"یہ بدلہ تھا وہ پٹاخوں والی حرکت کا!!"

حیات بھی فاتحانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

"چلو چھت پر چلیں موسم کتنا پیارا ہو رہا ہے، ہوا چل رہی ہے... چلو نا..."

وہ ابھی ٹیرس پر کھڑے ہو کر باتیں ہی کر رہے تھے کہ حیات نے موسم کے بدلتے تیور کو دیکھ کر آیت کو کہا اور کھینچنے لگی۔

"حیات یار!! ٹائم دیکھ. مما کو پتا چل گیا تو ڈانٹیں گے۔"

آیت منمنائی۔

"کچھ نہیں کہتیں خالہ.... فضول میں بدنام کیا ہوا ہے تم نے۔"

حیات اُسے کھینچ کر چھت پر لے گئی۔

urdunovelsblog

آسمان نے سیاہی کی گہری چادر اوڑھی ہوئی تھی۔اپریل کا مہنیہ تھا اور ایسے میں ٹھنڈی ہوا دل کو بھلی معلوم ہوتی تھی۔

"اوہووو..... تو چڑیلیں یہاں جنات سے ملاقات کرنے آئی ہیں۔"

ابھی اس نے موسم کا لطف لیا ہی کہاں تھا جب جنات کے سردار کی اُسکے اسسٹنٹ کے ساتھ انٹری ہوئی۔مطلب آیان اور حاذق کی، پیچھے پورا ٹولہ بھی حاضر ہوا تھا.وہ سخت بدمزہ ہوئی۔

"اففف تمہیں سکون نہیں ہے؟؟جنات کے سردار!!!"

حیات چڑ کر بولی,وہ تھوڑی دیر موسم کو انجوائے کرنا چاہتی تھی۔

بارش برسنے کو تھی مگر بادل بھی ضد میں آکر پانی کو زمین پر اتارنا نہیں چاہتے تھے۔

"گائز!! کیوں نہ مل کے موسم انجوائے کریں اور رت جگا بھی.!؟؟سونے تو تم لوگ ویسے بھی نہیں لگے۔تو مل کر ہی مزے کر لیتے ہیں.کیا خیال ہے؟"

ہانی نے اپنا پلان بتایا۔

"بہت فضول ہے..تمہاری طرح!!"

حاذق نے بہن کو چڑایا۔

"میں تو جا رہا ہوں سونے.. .آجکل ویسے بھی یونی کا شیڈیول بہت ٹائٹ چل رہا ہے."

عمیر انگڑائی لیتے ہوئے بولا۔

"یار میں بھی سونے جا رہا ہوں....."

حاذی بھی اٹھتے ہوئے بولا.دونوں نیچے چل دیے۔

"ہنہنہ بوڑھی روحیں!!!"

آیت نے ناک سکوڑا۔

آیت اور ہانی آیان سے کوئی بات کر رہی تھیں.اور وہ ان سب سے بے نیاز آنکھیں بند کیے, ہوا کی سرگوشیاں سن رہی تھی۔اسکے بھورے بال اڑ کر اس کے چہرے کا طواف کر رہے تھے۔

آیان کی اچانک اس پر نظر پڑی تو دل نے ایک بیٹ مس کی اور سانس ایک لمحے کو تھمی۔

وہ اس خوبصورت منظر کو مکمل کر رہی تھی۔

اُس نے فوراً اپنے ہی خیال پہ سر جھٹکا اور حیران بھی ہوا اپنی سوچ پر......

کشمکش میں مبتلا وہ وہاں سے نکل گیا۔

ہانی، حیات اور آیت بھی کافی دیر باتوں میں مگن رہے پھر اڑھائی کے قریب اپنے کمروں میں چل دیے۔

صبح ناشتے کے بعد واصف اور عمیر جب سب کو گھمانے کے لیے لے جانے لگے تو حیات اور آیت کے اصرار پر گھر کے سب بڑے بھی تیار ہو کر جانے کے لیے مان گئے۔

حیات کو لاڈ اٹھوانا بے حد پسند تھا۔

سب ناشتے کی میز پر ڈسکشن کے بعد اپنے اپنے کمروں میں تیار ہونے کو چل دیے.

حیات نے بلیک جینز کے ساتھ لائٹ پنک ٹاپ پہنا تھا اور گلے میں سٹالر ہمیشہ کی طرح لاپرواہ انداز میں ڈال دیا تھا. چہرے پر بالوں کی دو آوارہ لٹیں گھوم رہی تھیں اور باقی کے بال سختی سے ہائی ٹیل میں بند تھے۔

آیت نے بلیو جینز کے ساتھ وائٹ شارٹ فراک پہنا ہوا تھا اور گلے میں سٹالر اچھے سے سیٹ تھا. حیات کے کہنے پر آیت نے بھی ہائی ٹیل کر لی تھی۔

دونوں کا چہرہ میک اپ سے پاک تھا۔

ہانیہ ان کے برعکس کافی اسٹائلش سی ریڈ ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک جینز پہنے، سٹالر سے بے نیاز اور میک اپ سے لپٹے چہرے میں تیار کھڑی تھی۔

جب وہ تینوں نیچے آئیں تو عبداللہ، حاذق، عمیر، بینش اور آیان تیار کھڑے تھے۔

حاذق بلیو جینز پر نیوی بلیو ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھا جبکہ آیان کو دیکھ کر حیات کی آنکھیں پھٹی تھیں اور ایسا ہی حال آیان کا بھی تھا۔

دونوں کے شاکی چہرے دیکھ کر سب کی ہنسی نکلی تھی۔
کیونکہ آیان اور حیات کی میچینگ ہو گئی تھی۔
آیان لائٹ پنک ڈریس شرٹ کے ساتھ بلیک جینز پہنے گہری کالی آنکھوں کو چشمے کے پیچھے چھپائے کھڑا تھا۔
ٹائم کم ہونے کی وجہ سے انہوں نے ایک دوسرے کو کھا جانی والی نظروں سے گھورا تھا۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں....

ناشتے کی ٹیبل پہ ہی ڈیسائیڈ ہو گیا تھا کہ ینگ جنریشن کی گاڑیاں الگ ہوں گی اور اولڈ جنریشن کی الگ اور ایسا حاذق نے کروایا تھا۔
افتخار ہاؤس کے وسیع گیٹ سے پہلی گاڑی واصف کی نکلی تھی جس کی فرنٹ سیٹ پہ حاذق, پیچھے آیان, حیات اور آیت تھے.
دوسری گاڑی عمیر کی نکلی تھی جس کی فرنٹ سیٹ پر افتخار میر براجمان تھے, پیچھے بینش, عبداللہ اور ہانی ولاگ بنانے میں مصروف تھے۔
تیسری گاڑی نواز میر)حاذق اور ہانی کے والد(کی نکلی تھی جس کی فرنٹ سیٹ پہ انکی زوجہ سامیہ بیٹھی تھیں, پیچھے سعدیہ بیگم اور نفیسہ بیگم بیٹھی تھیں.

افتخار ہاؤس سے نکل کر وہ سب لاہور میں موجود سفاری پارک آئے تھے۔ پورا دن وہاں گھومنے پھرنے اور ہنسی مزاق کے ساتھ ساتھ بیش بہا تصاویر لینے کے بعد واصف سب کو چار بجے کے قریب لنچ پر لے گیا۔
نہایت اچھے ماحول میں بیٹھ کر کھانا کھایا گیا۔
مردوں کے درمیان پھر سے سیاست اور بزنس چھڑ چکا تھا جس میں گاہے بگاہے عمیر بھی انوالو ہو جاتا۔

بچہ پارٹی حیات اور آیان کے مسلسل ہوتی نوک جھوک کو سینیما میں لگی پکچر کی طرح انجوائے کرتے ہوئے کھانا کھارہے تھے۔

"میری بات سن لیں میں فالودہ کھائے بغیر نہیں جانے والی."

عمیر نے جب بتایا کہ وہ لوگ یہیں سے سیدھا گھر جانے والے ہیں تو حیات نے فوراً اپنے نہ جانے کی وجہ پیش کی۔

"لو...... کتنا کھاتی ہو تم؟"

آیان نے ٹانگ اڑانا اپنا حق سمجھا۔

"بکومت!!"

وہ چبا کر بولی۔

"حیات کل تم تینوں نے بھی اسکول جانا ہے اور میں نے بھی یونی. تو چلتے ہیں."

عمیر نے پچکارتے ہوئے کہا۔

"یار بھائی ی ی ی!!"

حیات نے بے بسی سے عمیر کو دیکھا اور پھر آیت کو جس کا منہ بھی لٹکا ہوا تھا۔

کچھ دیر بعد:

شاہیر وِال والے واپسی کے لیے نکل گئے اور افتخار ہاؤس والے بھی گھر کو لوٹے۔

اچھا وقت تھا جو گزر گیا۔

اللہ دے کر بھی آزماتا ہے اور لے کر بھی۔

دے کر آزمائش چل رہی تھی۔

جب لے لیا جائے گا تو وہ آزمائش کیسی ہو گی؟؟؟؟

صبر ہو گا؟؟

شکر ہو گا؟؟

آنسو ہوں گے؟؟

urdunovelsblog

ہجر ہو گا؟؟

دل ٹوٹیں گے؟

جڑیں گے کیسے پھر؟؟؟

جو ہونا ہے وہ تو ہو کر رہے گا۔۔۔

وہ آکر فوراً سو گئی تھی. رات کو قریباً دس بجے کے قریب اُسکی آنکھ پیاس کی وجہ سے کھلی تھی. بینش بھی بائیں طرف گھوڑے گدھے بیچ کے سو رہی تھی۔

ٹیبل پہ موجود پانی کی بوتل میں پانی گرم دیکھ کے حیات کچن میں ٹھنڈا پانی پینے کی غرض سے گئی تھی۔

فریج کھول کر ٹھنڈا پانی گٹاگٹ پی لیا۔

وہ واپس کمرے میں جا رہی تھی جب ماسٹر بیڈ روم سے سعدیہ بیگم کی پریشان سی آواز سنائی دی. وہ یقیناً شاہیر بلوچ سے فون پر کوئی بات کر رہی تھیں اور کسی بات پر پریشان تھیں۔ دروازہ بند ہونے کی وجہ سے حیات بات نہ سمجھ سکی مگر اتنا تو اندازہ ہو ہی گیا تھا کہ کچھ غلط ہے۔

وہ کمرے میں آکر کچھ دیر سوچتی رہی کہ ماں سے بات کر کے پوچھنا چاہئے کہ نہیں. بالآخر وہ کتابوں میں سر دے کر بیٹھ گئی مگر سوچیں پلٹ پلٹ ماں کی طرف جا رہی تھیں.

وہ سب سوچوں کو جھٹک کر پڑھائی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"اور ہم ضرور بالضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے."

(القرآن:02:155)

وہ کافی دیر سے چت لیٹا چھت کو تک رہا تھا۔ جب سے آیا تھا وہ سوچوں میں گُم تھا اور سوچوں کا محور وہ ایک ذات تھی جو نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ وہ بار بار اپنی سوچ کو جھٹکتا مگر سوچوں کی کوئی نہ کوئی کڑی اُسی سے جڑ جاتی۔

بار بار وہ منظر آنکھوں کے سامنے لہراتا جب اسکے ہوا میں اڑتے بھورے بال....

زہن کے پردے پہ ایک شعر لہرایا.

رخِ یار پہ زلفیں یوں پھسل رہی ہیں گویا
کبھی دن نکل رہا ہے, کبھی رات ڈھل رہی ہے.

"استغفراللہ!!! عجیب ہوں میں بھی... اُس چھپکلی کو تو میں کبھی منہ نہ لگاؤں, کچھ بھی سوچی جا رہا ہوں۔ اٹھ آیان پڑھ لے۔ تیرے گولز بہت بڑے ہیں......"

وہ خود کو کوستے ہوئے اور ہر خیال کو زہن سے جھٹک کے اٹھ کھڑا ہوا اور کتابوں میں سر دے دیا۔

یہ منظر تھا کینٹین میں بیٹھے ان بیک بینچرز کے گروپ کا جو فل وقت کھانے میں مصروف تھیں.

حیات نے ان کے کہنے پر بریانی اور کولڈ ڈرنکس پر ہی انہیں ٹھر کا دیا تھا۔

"اللہ تمہیں مزید کامیابیاں عطا کریں اور ہمیں اس بڑی ٹریٹس کھانے کو ملیں."

علیزے نے شوخی سے کہا تو ماہا نے اسکا ساتھ دیا۔

"آمین!! ثم آمین!!!"

"کیا ہوا حیا! اداس لگ رہی ہو۔"

لاریب نے جواباً حیات کو خاموش دیکھا تو استفسار کیا۔

"یار!! ہم سب اس اسکول سے جانے والے ہیں. دو ماہ بعد ہمارے پیپرز ہیں۔ اس کے مطابق یہ میری کینیرڈ میں آخری اسپیچ تھی."

حیات افسردگی سے بولی تو سب کے چہرے بجھ گئے۔

"ہاں یار! پتہ نہیں کون کہاں پہنچے گا.... کون کس فیلڈ میں ہو گا۔"

لاریب نے بھی بریانی سے ہاتھ روک کر کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر پلیز ہم چاروں رابطے میں رہیں گے, ایک دوسرے کے ساتھ."

ماہا بھی سیریس ہوئی مگر علیزے کی رگوں میں سیریس ہونے والا خون تھا ہی نہیں۔

"اوہو بس کر دو. ابھی ہیں دو ماہ پیپرز میں۔ مرور نہیں رہے ہم. اسی شہر میں ہوں گے..."

یہ کہہ کر علیزے دوبارہ بریانی کے ساتھ انصاف کرنے لگیں اور وہ تینوں بھی ادھر اُدھر کی باتوں میں مشغول ہو گئیں۔

وقت گزر رہا تھا رفتہ رفتہ۔

دو ہفتوں بعد حیات کے پیپرز تھے اور چند دنوں تک اُنہیں فری کر دیا جانا تھا۔ اسکول میں پری بورڈ چل رہے تھے اور ہر طرف پڑھائی کے ماحول کا راج تھا. بیک بینچرز کا ٹولہ میتھس کے پیپر کے بعد آکر گراؤنڈ کے چھاؤں والے حصے میں آکر بیٹھ گیا تھا۔ اپریل کا اختتام ہونے کو تھا اور مئی کے وسط میں ان کے پیپرز تھے.

"شکر! میتھس کا پیپر تو ہوا.... سر پر لٹکی تلوار تھا یہ۔"

حیات نے باقاعدہ دونوں ہاتھ دعا کی صورت چہرے پہ پھیرتے ہوئے شکر ادا کیا اور اپنی ہائی ٹیل کو عادتاً ہاتھوں سے مزید کسا۔

"جاؤ یار اتنے مزے کا ہوتا میتھس... میرا تو فیورٹ ہے یاد کچھ نہیں کرنا پڑتا."

لاریب کیسے اپنے فیورٹ سبجیکٹ کو ڈیفینڈ نہ کرتی؟؟ لاریب کا تو فیورٹ تھا شروع سے.... البتہ حیات کے ہمیشہ سر کا درد رہا تھا میتھس.

"کھا کر دیکھا ہے تم نے؟؟؟؟ اتنا مزے کا ہوتا میتھس!"

حیات نے باقاعدہ چڑتے ہوئے لاریب کی نکل اتاری۔

علیزے, ماہا اور لاریب ہنس دیں اور کل کے آخری پیپر کے حوالے سے ڈسکشن کرنے لگیں۔

"آیان! فضول کے شوق کیوں پالیں ہیں, آرام سے گریجویشن کر کے تایا ابو کا بزنس سنبھالنا۔"

حاذق ہمیشہ کی طرح آیان کو بزنس میں آنے کے لیے منا رہا تھا۔

"وہ میرے باپ کا بزنس ہے اور میرے بھائی نے بہت محنت سے اُسے پھیلایا ہے۔ میں خود سے کچھ کرنا چاہتا ہوں, پکی پکائی کھیر کھانے والوں میں سے نہیں ہوں میں۔ اور حاذی آخری بار کہہ رہا ہوں میرے شوق کو فضول مت کہنا ورنہ تمہارا منہ ہوگا اور میرا ہاتھ۔"

آیان نے ٹھنڈے لہجے میں جواباً کہا۔ وہ بھی روز روز کی بکواس سے تنگ آ چکا تھا۔

حاذق نے اُسکے سرد لہجے کو نظروں میں رکھتے ہوئے وہاں سے جانے میں غنیمت جانی۔

دیکھتے ہیں زندگی آیان افتخار میر کو کس مقام پر لے کر جائے گی...

کیونکہ جس کے خواب جتنے بڑے ہوں اُسے اُس کی اتنی ہی قیمت چکانی پڑتی ہے.....!!

عجیب بات ہے نہ کہ انسان صرف اپنے خوابوں کی قیمت چکاتا ہے....

اگر انسان بڑے خواب دیکھ سکتا ہے تو وہ بڑی قیمتیں ادا کرنے کا حوصلہ بھی رکھتا ہے....!!

مئی کا مہینہ مکمل ہوا تو حیات اور آیت کے پیپرز بھی اختتام کو پہنچے۔

پیپرز کا دورانیہ ہر اسٹوڈنٹ کا سب سے ناپسندیدہ دورانیہ ہوتا ہے.

"اب آگے کیا کرنا میرے بیٹے نے؟ کچھ سوچا آپ نے؟؟؟"

شاہیر بلوچ ویڈیو کال پہ اپنی لاڈلی سے باتوں میں مصروف تھے جو تھوڑی دیر پہلے اپنا آخری پرچہ دے کر آئی تھی۔

"آپ آئیں گے تو ڈیسائیڈ کروں گی..."

حیات نے آڑو کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے کہا جو بات کرنے کے ساتھ ساتھ کھا بھی رہی تھی۔

وہ فیروزی شارٹ فراک کے ساتھ بلیو جینز پہنے, دوپٹے کو ہمیشہ کی طرح لاپرواہی سے گلے میں ڈالے اپنے کمرے کے صوفے پہ بیٹھی تھی۔

"ہاں انشااللہ۔اب کچھ ہی دنوں تک آرہا ہوں۔"

شاہیر نے محبت سے بیٹی کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ خوشی سے اچھلی۔

"واقعی با؟؟اُففففف مجھ سے انتظار نہیں ہو رہا۔جلدی سے آجائیں آپ پاکستان...!"

"ہاہاہاہا!!"

بیٹی کے بچوں کے سے انداز پہ وہ کھل کر ہنسے تھے۔

"شاہیر صاحب!! میں آپ کو بہت مس کر رہی ہوں.....!!"

حیات ہمیشہ باپ اور ماں کو ان کے ناموں سے پکارتی تھی۔اور بابا یا ماما وہ صرف ایکسائیٹمنٹ میں یا بات منوانے کے لیے کہتی تھی۔

وہ کافی دیر باپ کا سر کھاتی رہی اور اُن سے بات کر کے گھوڑے گدھے بیچ کر سو گئی۔

اب تو روٹین خراب ہونی تھی...چھٹیاں اور آزادی کی چھٹیاں...

urdunovelsblog

جو کہتے ہیں کہ اسکول لائف سے نکل آؤ۔آگے سکون ہی سکون ہے. تو ایسے لوگوں کو گن پوائینٹ پر پوچھنا چاہئے کہ ہاں بھئی بول؟؟اسکول لائف والا سکون کہاں گیا ہمارا؟؟

"ماما...ماما!!!"

اُس نے صبح صبح ہی گھر میں اودھم مچا دیا تھا۔

"کیا ہو گیا حیات آپی!! کیوں آپ کو ہمارے معصوم کانوں پر ترس نہیں آتا؟"

عبداللہ اور بینش ناشتے کی ٹیبل پر اسکول یونیفارم پہنے نظر آرہے تھے جب بھاگتے ہوئے حیات زینے اترتی اور ساتھ ہی ساتھ چیختی دکھائی دی۔

وہ منہ ہاتھ دھوئے کل والے فیروزی فراک میں ہی ملبوس تھی۔

"بکومت!!"

حیات انکو گھور کر کچن میں لپکی جہاں سعدیہ حیات کی منتظر تھیں کیونکہ وہ اسکی چیختی ہوئی آواز سن چکی تھیں۔

"ماما آپکو پتہ ہے ہماری فئیرویل ہے اور ہمیں انویٹیشن بھی آگیا ہے...افففف ماما میں بہت ایکسائیٹڈ ہوں۔"

حیات ماں کو شانے سے تھامے بتا رہی تھی ایک ہاتھ میں موبائل تھا جہاں کچھ دیر پہلے لاریب کی کال آئی تھی۔

"اچھا جی.....فریش ہو کر ناشتہ کرلو پھر کرتے ہیں بات اس بارے میں۔"

وہ اس کے سر پہ چپت رسید کرتے ہوئے بولیں اور اسے بھیج کر زرینہ کے ساتھ ناشتہ بنانے میں مصروف ہو گئیں۔

"پتہ نہیں کب بڑی ہو گی یہ لڑکی, کب آئے گی اسے بھی عقل؟"

ہر ماں کی طرح سعدیہ بیگم کے دل سے بھی یہی بات نکلی تھی۔

کوئی یہ کیوں نہیں سمجھتا کہ عقل تو انسان کو وقت دیتا ہے اور اچھا وقت نہیں برا وقت......!!

تو کیا بڑا ہونے کے لیے وقت کی ٹھوکر لازم ہوتی ہے؟

کیوں انسان خود ہی نہیں سمجھ جاتا؟؟

کیوں وقت کو اپنا (worse) دکھانا پڑتا ہے؟؟؟

آج انکی فئیرویل تھی۔فئیرویل ایسا موقع ہوتا ہے جہاں انسان کو سمجھ نہیں آتا کہ وہ خوش ہو یا دکھی؟؟

کیونکہ زندگی کی کتاب کا

ایک باب مکمل ہو جاتا ہے..

اور ایک نیا باب شروع....

انسان سمجھ نہیں سکتا کہ وہ نئے کھلنے والے باب کے لیے خوش ہو یا پچھلے باب کے ادھورے رہ جانے والے کرداروں پہ غم زدہ.....!!

حیات جب اسکول میں داخل ہوئی تو دل کو عجیب سی ویرانی نے گھیر لیا....اسے محبت تھی اس جگہ سے جس کے چپے چپے میں اسکی اپنی دوستوں کے ساتھ یادیں تھی۔

"یار میں پہلے ہی بتا رہی ہوں کوئی روئے مت۔ کیونکہ پھر مجھے بھی اگر رونا آگیا تو میرا مسکارا خراب ہو جانا ہے۔"

علیزے اپنی ازلی بے نیازی اور شرارتی پن سے بولی تھی۔

"سب سے پہلے اسی نے رونا ہے...."

حیات جانتی تھی علیزے کو اسی لیے ماہا کے کان میں بولی

اور وہی ہوا فنکشن کے اختتام پر علیزے کے آنسو برسات کا کام کر رہے تھے۔

فیئر ویل کے ایک ہفتے بعد حیات کی پوری کلاس اسکول یونیفارم میں اسکول پہنچی...

آخری بار....

پریکٹیکل نوٹ بکس کے بہانے....

سب اپنی اپنی ڈائیریز تھامے، ہر ٹیچر کے پاس آخری چند سطور لکھوا رہے تھے۔ کیونکہ انسان پیچھے رہ جاتے ہیں... ساتھ رہتے ہیں تو اس انسان کے الفاظ جو اسے زندہ رکھتے ہیں۔

آپس میں سب نے ایک دوسرے کے یونیفارم نیلے، کالے، ہرے اور لال مارکر سے بھر دیے تھے۔

آخری الفاظ

آخری سطور

آخری مسکراہٹیں...

urdunovelsblog

پھر سالوں پرانا ساتھ چھوٹ جانا تھا۔

"میرے یارا تیری یاریاں
دل کی صدا.....
میری خوشیاں تو ساریاں
ہوں گے نہ جدا....
دل کا دل سے ہوا ہے
عہدِ وفا......."

پوری کلاس آخری بار گراؤنڈ میں بیٹھے گا رہی تھی۔
نا جانے کب ملاقات ہو گی دوبارہ..... ہو گی بھی کہ نہیں...

آج حیات شاہیر بلوچ کی زندگی کی کتاب کا ایک باب مکمل طور پر بند ہو گیا تھا....
ایک باب وہ جی چکی تھی.
یہ باب اسے راس آیا تھا۔
کوئی پچھتاوا نہیں
کوئی مالمت نہیں
خوبصورت اور بہت یادگار

چلو اب گھر چلیں بشر،
بہت آوارگی کر لی....
وہ سب مکتب کے ساتھی تھے,
انہیں آخر بچھڑنا تھا......

"کدھر جانے کی تیاریاں ہیں؟"

آیان کسی کام سے آیت کے کمرے میں آیا تھا اِسے بیگ پیک کرتا دیکھ تعجب سے پوچھا۔

"کام سے کام رکھو۔"

آیت مصروف انداز میں بولی تو اُس نے ناک سکوڑا۔

"بڑا ہوں تم سے تمیز سے بات ہی کر لیا کرو....."

"ایسا کرنے سے پہلے میں مر نہ جاؤں؟؟"

آیت نے ہاتھ جھلا کر کہا۔

"بتاؤ کدھر جا رہی ہو؟ کس کے نصیب پھوٹ رہے ہیں جو تمہیں برداشت کرے گا؟؟"

آیان نے بھی فوراََ بدلہ لیا۔

"خالہ کی طرف جا رہی ہوں۔حیات کے پاس."

آیت نے محبت سے کہا۔

"وجہ؟؟؟"

آیان نے استفسار کیا۔

"تمہیں بتانا پسند نہیں کرتی۔"

آیان نے جواباََ گھورا۔

"کیا مسئلہ ہے آیان؟؟ میں بھی فری ہوں اور حیات بھی تو سوچا مل کے پریکٹیکل نوٹ بکس بنائیں گے."

آیت کبرڈ میں منہ دیے کھڑی تھی۔

"اوہ ہ ہ!! تو وہ یہاں آ جائے۔"

اُس نے بظاہر لاپرواہی سے کہا۔

"کیوں تم مِس کر رہے ہو؟"

آیت نے چمکتی آنکھوں سے دیکھا۔

"مجھے کسی پاگل کتے نے نہیں کاٹا۔"

اُس نے آیت کو گھورا۔ جواباً آیت نے شوخی سی بھنویں اچکائیں۔

"پاگل ہو گئے ہیں سارے ہی..."

وہ بڑبڑاتا ہوا باہر نکل گیا, جس کام سے وہ آیا تو اُسے بھاڑ میں بھیجا اور حاذی کے کمرے میں چل دیا۔

"آہہہہہ تم!!"

حیات آیت کو اچانک دیکھ کر چیخی اور بے قراری سے اُسکے گلے لگی تھی۔

واصف اُسے چھوڑنے آیا تھا۔

"تمہیں تو شرم نہ آئی کہ آجاؤ۔"

آیت نے اُس کے کندھے پہ مکا جڑا جو کالی جینز پر لال فراک پہنے ہوئے تھی اور دوپٹہ ہمیشہ کی طرح لاپرواہی سے گلے میں اٹکا تھا۔

"ہی ہی ہی...."

اس نے دانتوں کی نمائش کی۔

آیت اسے کافی دنوں سے کہہ رہی تھی آنے کا مگر حیات میڈم فئیر ویل اور اسکول کے لاسٹ ڈے کے بعد سے دکھی آتمہ بن کر گھوم رہی تھی۔

"آج رت جگا؟؟"

آیت چہکی۔

"ڈن کرو۔"

اس نے مسکرا کر کہا۔

وہ سب لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

حیات بھی آیت سے مل کر واصی سے باتیں کرنے لگی۔ تھوڑی دیر تک عمیر یونیورسٹی سے آیا تو واصف اس سے مل کر چلا گیا۔

"حیات یار سب ہوتے تو کتنا مزہ آتا نا... وہاں اسی لیے تمہیں بلا رہی تھی۔ آیان ہوتا ہے, ہانی ہوتی ہے اور حاذی بھی ہوتا ہے...."

آیت اور حیات چھت پر تخت نما جھولے پر بیٹھی باتیں کر رہی تھیں۔

رات گہری تھی اور ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی جس سے اس کے بھورے بال اڑ کے چہرے کا طواف کر رہے تھے۔

"آج عمیر بھائی بزی تھے. کل چلیں گے گھومنے."

حیات نے اس کا موڈ ٹھیک کیا اور چائے کا مگ منہ سے لگایا۔

"چھوڑ دو اس بلا کو.... اتنی سی عمر میں چائے کے شوق پالے ہوئے ہیں۔"

آیت کو چائے پسند نہیں تھی اور اس گرمی میں تو بالکل نہیں۔ اور اسے حیات کی چائے سے محبت بھی پسند نہیں تھی۔

"شوق عمر کو دیکھ کر نہیں پالے جاتے آیت افتخار میر!"

آیت نے اسکی بات پہ ناک سکوڑا۔

"چائے ایک نشہ ہے۔ خیر چھوڑو تم نہیں سمجھو گی۔"

وہ بھی چائے کے خلاف کہاں سنتی تھی۔ آیت نے جھر جھری لی اور برا سا منہ بنایا۔

مان لو میری رائے

محبت سے بہتر ہے چائے

دونوں کافی دیر بیٹھی باتیں کرتی رہیں اور ہنستی مسکراتی رہیں۔۔

وہ دونوں اور اُنکی نا ختم ہونے والی باتیں۔

"چل یارا! نیچے چلیں رات گہری ہو گئی ہے۔ کہیں کوئی جن ہم پر عاشق نہ ہو جائے۔"

آیت نے مصنوعی خوف سے کہا۔

"جنات حسن پہ عاشق ہوتے ہیں, کسی نے ہونا ہوا تو مجھ پہ ہو گا۔ تم بے فکر رہو۔"

جواباً آیت نے گھورا تو وہ کھکھلا کر ہنس دی۔

وہ ایسے ہنسی تو چاند نے اسکی بلائیں اتاری, تاروں نے اسکی مسکراہٹ کے قائم رہنے کی دعا کی اور ہوا نے انکی دوستی کو سلامت رہنے کی دعا دی۔

وہ دونوں نیچے حیات کے گلابی دیواروں والے کمرے میں عمیر کا لیپ ٹاپ لے کر داخل ہوئیں اور ڈراؤنی مووی دیکھنے لگیں۔

بینش کو وہ پہلے ہی سعدیہ بیگم کے کمرے میں بھجوا چکی تھیں۔

مووی کے دوران ہی حیات ہوش وحواس سے بیگانہ ہو گئی تو آیت بھی لیپ ٹاپ بند کر کے اور حیات کا کمبل درست کر کے لیٹ گئی۔

"پتہ ہے حیات! آیان کہہ رہا تھا اُسکے پیپرز ہو جائیں تو وہ بھی اِدھر آجائے گا۔"

صبح جب وہ دونوں ناشتے کی ٹیبل پہ موجود تھیں تو آیت نے پراٹھے کا لقمہ منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"!!..I dont care"

اُس نے لاپرواہی سے شانے اچکائے۔

"تمہیں جنت آپی کیسی لگتی ہیں؟"

آیت نے جوس کا گھونٹ بھرتے ہوئے اُس سے پوچھا جو ناشتہ ختم کر کے چائے کے گھونٹ بھر رہی تھی۔

"ماموں کی بیٹی؟ جنت آپی کا پوچھا ہے نا؟"

"ہاں!!"

آیت اُس کے جواب کی منتظر تھی۔

"وہ تو بہت اچھی ہیں۔ کیوں کیا ہوا؟"

وہ فرصت سے چائے پی رہی تھی۔

"میں نے پاپا اور مما کو بات کرتے سنا تھا۔ جنت آپی کو واصی بھائی کے لیے۔"

آیت نے احتیاط سے بم پھوڑا۔

"کیا؟؟ واقعی۔؟"

حیات پرجوش ہوئی۔

"یسسس!!"

آیت کا حال بھی ایسا ہی تھا۔

"واؤ آیت واصی بھائی کی شادی۔ یاہووو۔۔۔!!"

حیات ایکسائیٹڈ سے انداز میں بولی۔

"پاگل لڑکی چپ کرو ابھی کسی کو نہیں پتہ۔"

تین دن مزید آیت اور حیات نے خوب شاہیر ولا میں رونق لگائے رکھی تھی۔

============

وہ لان میں گھاس پر بیٹھیں اپنے پریکٹیکل نوٹ بکس بنا رہی تھیں اور ساتھ ساتھ باتوں میں بھی مشغول تھیں۔

عصر کا وقت تھا, ہارن کی آواز پہ گیٹ کھلا اور عمیر کی سفید گاڑی اندر داخل ہوئی۔ وہ یقیناً یونیورسٹی سے آیا تھا, مگر آج اتنا لیٹ. حیات کو تعجب ہوا۔

وہ اٹھی اور آیت کے ساتھ چلتی ہوئی عمیر تک پہنچی جو بلیک جینز پہ وائٹ شرٹ پہنے ڈرائیونگ سیٹ سے باہر نکل رہا تھا۔

مگر اسکے پاؤں تو تب رکے جب گاڑی سے دو نفوس مزید برآمد ہوئے۔

"تم دونو کیا کرنے آئے ہو؟"

وہ کمر پہ ہاتھ باندھ کر بولی۔

"تمہارا گھر نہیں ہے یہ۔ سمجھی؟؟ یہ میرے خالہ خالو کا گھر ہے."

وہ بھی دوبدو بولا۔

سخت گھوریوں کا تبادلہ۔

"تم دونوں کو سکون نہیں ہے میرے بغیر؟؟ میرے پیچھے پیچھے ہی آ گئے۔"

آیت بھی کمر پہ ہاتھ باندھ کر بولی۔

"ہائے جاناں تمہارے بن دل لگ ہی نہیں تھا رہا۔"

حاذی دل پہ ہاتھ رکھ کر ڈرامائی انداز سے بولا۔

"حاذی اپنا ٹھرک بند کرو۔"

آیت غصے سے بولی۔

"اوئے تو میرے ہی سامنے, میری ہی بہن پہ لائینیں مار رہا ہے۔"

آیان بھی مصنوعی غصے سے بولا البتہ آنکھوں کی شرارت واضح تھی۔

"ڈرامے باز!!!"

آیت نے گھورا۔

"شرم کرو تم دونو۔"

حیات نے شرم دلانی چاہی تو آیان ڈھٹائی سے بولا۔

"چھپکلی! وہ کیا ہوتی ہے؟"

"جو تمہارے پاس بالکل نہیں ہے۔"

حیات نے جواباً کہا۔

"اندر آنے کا ارادہ ہے تم لوگوں کا؟؟"

عمیر جو اندر جا چکا تھا دوبارہ باہر آ کر انہیں کہنے لگا۔

"چل یار خالہ سے ملیں پھر ان چھپکلیوں کو فرصت سے دیکھتے ہیں."

آیان نے حاذق کو کھینچا۔

"ابھی دیکھ لو۔ بس ماشااللہ بول دینا۔"

حیات نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائیں۔

"استغفر اللہ!!!"

آیان اور حاذق کا مشترکہ استغفر اللہ کا ورد سن کے وہ دانت کچکچا گئی۔

شاہیر ولا کی رونقیں عروج پر تھیں کیونکہ یہاں کچھ مخلوقات کا قبضہ ہو گیا تھا۔

آیان,حاذق,آیت اور حیات۔

کیسے سکون سے بیٹھ سکتے تھے۔

"حاذی میں کہہ رہی ہوں واپس کرو۔"

"نہیں دے رہا کیا کر لو گی؟"

حاذی بھی ڈھٹائی سے ہنسا۔

ایک طرف آیت حاذی سے لڑنے میں مصروف تھی جو ٹی وی کا ریموٹ اسے واپس نہیں کر رہا تھا۔

تو دوسری طرف۔

"بندر میں تمہارا منہ توڑ دونگی۔"

حیات نے چڑ کر کہا جو اسکے نوڈلز کا باؤل واپس نہیں کر رہا تھا۔

"اچھا ذرا توڑ کہ دکھانا چھپکلی۔ بہت دیر ہو گئی کسی کا ٹوٹ منہ نہیں دیکھا."

آیان نے منہ حیات کے آگے کیا جوابًا وہ چلائی۔

"ماماماما.! آپکا چہیتا مجھ سے بہت برا پٹے گا۔"

"حاذی میری تو خالہ کا گھر ہے تم کیا کرنے آئے ہو؟"

آیت نے کہا۔

"تمہاری خالہ۔ میری خالہ۔ سب کی خالہ۔۔ ویسے بھی سعدیہ خالہ میری بھی تو خالہ ہیں. کیوں ٹھیک کہا نا؟"

حاذق نے سعدیہ بیگم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو حیات کی چیخ پر آئیں تھیں تو انہوں نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔

"لو ادھر دیکھو.... ٹام اینڈ جیری۔"

سعدیہ بیگم کے کہنے پہ حاذق اور آیت نے ایک ساتھ اُدھر دیکھا جہاں حیات آیان کا گلہ دبا رہی تھی مگر وہ پھر بھی مسلسل اُسے زچ کر رہا تھا۔

"حیات!! یہ کیا طریقہ ہے؟"

سعدیہ نے اپنی ہنسی کا گلہ دباتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھا۔ جس پہ وہ آیان کا گلہ چھوڑ کے پیچھے ہوئی اور چہرے پہ آئے سارے بال پیچھے کرتی کہنے لگی۔

"ماما! خبردار جو آپ نے اس بندر کی سائیڈ لی تو میں اسکا قتل کر دوں گی۔"

حیات نے غصے سے کہا۔

"تمہیں میں اپنا قتل بھی معاف کرتا ہوں حیات شاہیر بلوچ۔"

آیان نے ڈرامائی انداز سے کہا مگر کچھ تھا اسکی آواز میں جو حیات جیسی حساس بندی نے فوراً پِک کیا تھا۔

"تو آؤ پھر دیر کس بات کی۔"

حیات بازو فولڈ کرتے ہوئے قاتلانہ تیور لیے بولی۔

"اوہووو بس بس!! یہ گھر کم چڑیا گھر زیادہ لگ رہا ہے۔"

عمیر نے لاؤنج کی اتنی بری حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

"جس گھر میں ایسی جنگلی بلی ہو گی وہ گھر رہ بھی نہیں سکتا."

آیان نے اسے نیا لقب دیا تھا۔

"میں جنگلی بلی تو تم... تم ریچھ۔"

حیات خفگی سے بولی۔

"اچھا تو تم چڑیل۔"

"اور تم جنات کے سردار۔"

حیات نے کہا تو وہ ڈرامائی انداز سے بولا۔

"سوچ لو. جنات خوبصورت بھی ہوتے ہیں۔"

"تم نہیں ہو سکتے۔"

" تم اللہ. کی بنائی چیز کو بدصورت کہہ رہی ہو؟؟

"استغفر اللہ آیان؟؟؟"

وہ غصے سے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

تین چار دن شاہیر ولا اسی طرح چڑیا گھر کا نظرانہ پیش کرتا رہا۔ پھر سارے نفیسہ بیگم کے بلاوے پر میر ہاؤس پہنچے۔

"ہاں جنت ماشاللہ سے اچھی لڑکی ہے, سلجھی ہوئی۔ ہمارے واصف کے لیے بہترین ہے۔"

سعدیہ نے نفیسہ اور افتخار کی بات سن کر کہا۔

سب لاؤنج میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے سوائے بچوں کے.... اس بار انہیں نکالا گیا تھا وہ خود نہیں گئے تھے۔

نفیسہ, افتخار, نواز, سعدیہ اور سامیہ بیٹھے تھے۔ سب کے ہاتھوں میں چائے کے کپ تھے۔

"تو پھر کس دن رشتہ لے کر چلیں؟"

نفیسہ نے خوشی سے پوچھا۔

"بھابھی شاہیر کو فون ملائیں اور پوچھیں اس سے کہ کس دن پاکستان آ رہا ہے پھر اس کے مطابق ہی کچھ کریں گے اور میں نے بھی عثمان سے ڈھکے چھپے الفاظ میں پوچھ لیا تھا وہ بھی راضی تھے۔"

افتخار نے کہا تو نفیسہ بولی۔

"مگر اس سب میں جنت کی مرضی ضروری ہے۔ باقی سب راضی ہیں۔ واصف کو بھی اعتراض نہیں۔ دیکھو جنت اب کیا جواب دیتی ہے۔"

"ہاں اس کی رائے لازم ہے۔ بن ماں کی بچی ہے۔ غلطی سے بھی اسے یہ نہ لگے کہ اس پر اس رشتے کے لیے بوجھ ڈالا جا رہا ہے."

urdunovelsblog

سامیہ بھی گویا ہوئیں۔

"چلیں میں شاہیر سے پوچھ کر بتاتی ہوں پھر۔"

سعدیہ کہہ کر فون سامنے ٹیبل پر پڑا اپنا فون اٹھانے لگی کہ افتخار نے کہا۔

"بھابھی آپ رکیں میں خود ہی کال کرتا ہوں۔"

"کیا ہوا؟ کیا سنا؟"

حیات جو نیچے سب کچھ کان لگا کر سن کے آئی تھی واپس آئی تو ہانی پوچھنے لگی۔

"وہی جو کہا تھا۔"

حیات نے فاتحانہ انداز سے ابرو اٹھائے.

"واقعی!! جنت آپی اور واصی بھائی....واؤ... سو کیوٹ نا۔"

ہانی خوش ہوتے ہوئے بولی۔

"ہاں! اور پتہ ہے ماموں بھی؟ مان گئے ہیں, انہیں بھی کوئی اعتراض نہیں۔"

حیات نے مزید بتایا۔

"بس جنت آپی گرین بورڈ دکھادیں اور بابا آجائیں تو پراپر رشتہ لے کر جائیں گے۔"

حیات ہانی اور آیت کو بتا رہی تھی۔

"واؤ کتنا مزہ آئے گا نہ..... میرے ویر دا ویاہ...... یاہو.....!!!"

آیت خوشی سے اچھلی۔

"تم لوگ ہمیں بھی بتادو کیا کھچڑی پک رہی ہے اولڈ جنریشن میں۔"

حاذق کمرے میں داخل ہوتا ہوا بولا۔

"اپنے جگری یار سے پوچھو اسے تو پتہ ہی ہوگا۔"

حیات نے پیچھے آتے آیان کو دیکھ کر کہا تھا۔

"نہیں یار مجھے سپر ئیسلی نہیں پتہ۔ انہوں نے کسی کو خبر نہیں ہونے دی."

آیان نے سنجیدگی سے بولا.

"اچھا. تو کیا کریں؟؟ بتادیں؟"

حیات نے آیت اور ہانی کو دیکھا تو آیان بولا۔

"دیکھو لڑائیاں ساری اپنی جگہ مگر ہماری گینگ تو ایک ہی ہے نا۔"

"اصل میں ہمارے ویر کا ویاہ ہے۔"

آیت نے حیات کے اشارے پر ڈرامائی انداز میں کہا۔

"واٹ؟؟؟ کس کا؟؟؟"

حاذق چیخ کر بولا اور آیان حیران ہوا۔

"اب آیان کا تو ہونے سے رہا. ظاہر سی بات ہے واصی بھائی کا۔"

آیت نے ناک سکوڑتے ہوئے جواب دیا۔

"مگر کس کے ساتھ؟ کون ہے وہ؟"

آیان حیران ہوتے ہوئے بولا۔

"ہم بتائیں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟"

حیات نے ہانی کے منہ پر ہاتھ رکھا جو بولنے جا رہی تھی۔

"رہی ندیدی ہی تم!!"

آیان نے گھورتے ہوئے کہا تو جواباً اُس نے بات ہوا میں اُڑائی۔

"پیزا پارٹی میری طرف سے۔"

حاذق سخی بنتے ہوئے بولا۔

"اتنا پیسہ آگیا ہے تو مجھے دے دے۔"

آیان حاذق کو گھور کر بولا۔

urdunovelsblog

"اگنور...!!"

حیات نے ہاتھ جھلایا کسی شہزادی کی طرح۔

"تم بتاؤ حاذق...ڈیل ڈن پھر؟"

ہانی نے کہا تو وہ بولا۔

"ڈن!! اب فٹافٹ لڑکی کا بائیو ڈیٹا بتاؤ۔"

حیات بولنا شروع ہوئی۔

"لڑکی کا نام ہے جنت عثمان

بزنس کی دنیا میں راج کرتی ہے۔

اور سگھڑ اتنی ہے کہ گھر کے ساتھ اپنے دونوں بہن بھائیوں کو بھی سنبھالا ہے۔"

"تم عثمان ماموں کی بیٹی کی بات کر رہی ہو؟؟؟ جنت آپی؟؟؟"

آیان نے جیسے چونک کر کہا۔

"ظاہر سی بات ہے۔ سب سے پہلے نام ہی بولا تھا۔"

حیات نے ناک سکوڑ کو جواباً کہا۔

"واؤ۔۔۔ مطلب جنت آپی اب جنت بھابھی بننے جا رہی ہیں۔ گریٹ یار۔"

حاذی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

"نائس کپل یار۔"

آیان نے بھی اپنا خیال پیش کیا۔

"ہاں! اللہ تعالیٰ کنواروں کی نظر سے بچائے۔"

حیات نے لاپرواہی سے اپنی ہائی ٹیک کو عادتاً زور سے کستے ہوئے کہا۔

"تم بھی کنواری ہی ہو۔"

آیان چیخ کر بولا۔

urdunovelsblog

"بندر بکواس مت کیا کرو۔"

حیات نے انگلی دکھائی اور گھورا۔

"شروع تم نے کی تھی۔"

وہ دونوں مزید لڑائی کرنے لگے کیونکہ حیات اور آیان کو تو موقع چاہیے ہوتا ہے اور جب موقع نہ ملے تو وہ ایسا موقع پیدا کر لیتے ہیں کہ انہیں جھگڑنا اپنا فرض لگتا ہے۔

آج شاہیر ولا میں عید کا سماں تھا کیونکہ آج شاہیر بلوچ پاکستان آ رہے تھے۔ سب سے زیادہ چہکنے کی آوازیں حیات کی آ رہی تھیں۔ اس کی چہک باہر چہکنے والی چڑیوں کو مات دے رہی تھی۔

سعدیہ بیگم کچن میں کاموں میں مصروف تھیں۔ جون کے مہینے کی گرمی سوا نیزے پر تھی، مگر پرواہ کسے تھی۔

شاہیر ولا کے مکین خوش تھے اور خوشی کے بعد غم تو لازم ہے۔

عمیر، عبداللہ اور بینش شاہیر بلوچ کو لینے گئے ہوئے تھے۔ حیات ساتھ نہیں گئی تھی کیونکہ وہ گھر میں رہ کر ان کا انتظار کرنا چاہتی تھی اور ماں کے ساتھ کچن میں ہاتھ بھی بٹانے کا سوچ رکھا تھا۔ سارے کام ختم کر کے وہ اور سعدیہ بیگم فریش ہو کر اپنے اپنے کمرے سے نکلے تھے کہ ہارن کی آواز آئی۔

حیات بھاگتی ہوئی پورچ کی طرف گئی۔ اس کی پھرتیاں دیکھ کر سعدیہ بیگم ہنس دیں اور خود بھی پیچھے چل دیں۔

گاڑی سے ایک خوبرو اور خوبصورت مرد نکل رہے تھے۔ جو پینٹ کورٹ میں اپنی عمر سے آدھے ہی لگتے تھے۔

حیات دوڑتی ہوئی اپنے باپ کے گلے لگی اور خوشی سے بولی کم چیخی زیادہ۔

"السلام و علیکم بڑی۔۔۔ میں نے آپ کو بہت مس کیا بڑی۔"

"وعلیکم السلام میری جان! میں نے بھی آپ کو بہت مس کیا پرنسز۔"

شاہیر بلوچ حیات کو الگ کر کے بالوں پہ بوسا دیتے ہوئے بولے۔

وہ دونوں چلتے ہوئے اندر آ رہے تھے جدھر لاونج کے دروازے میں سعدیہ بیگم کھڑی تھیں۔ شاہیر بلوچ محبت سے انکو دیکھتے ہوئے آگے آئے اور سعدیہ بیگم کے ہاتھ لبوں سے لگائے۔

"شکریہ زوجہ محترمہ۔۔۔ہمارے بچوں کا اتنا خیال رکھنے کے لیے۔"

شاہیر بلوچ شرارت سے بول رہے تھے البتہ سعدیہ بیگم سرخ ہوگئی تھیں۔

سب بچے باپ سمیت سعدیہ بیگم کے سرخ چہرے کو دیکھ کر ہنسے تھے اور قہقہوں کی ایک بہار پورے شاہیر ولا میں پھیلی تھی۔

شاہیر بلوچ تھوڑی دیر ہنسی مذاق کر کے فریش ہونے چلے گئے تو حیات ماں کے ساتھ کھانے کا ٹیبل لگانے لگی۔

"افتخار بھائی لوگ آرہے ہیں رات کو ملنے۔"

سعدیہ بیگم نے کھانے کے دوران شاہیر بلوچ کو اطلاع دی جو بچوں سے باتوں میں مگن تھے۔

"اچھا چلو اچھی بات ہے۔آج ہی بات ہو جائے گی۔"

شاہیر نے چاولوں کا چمچ منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔

"حیات کیا پلان ہے آپ کا نیکسٹ؟"

شاہیر اس کی جانب متوجہ ہوئے تو وہ چونکی۔

"کس حوالے سے؟"

حیات نے کہا تو وہ بولے۔

"پڑھائی کے حوالے سے بڑی۔میڈیکل،اینجینیرنگ،آئی سی ایس،آئی کام یا کچھ بھی۔جو آپ کو بہتر لگے۔"

شاہیر نے فرصت سے اس سے پوچھا تو وہ سوچ میں پڑ گئی۔

"یار شاہیر صاحب یہی تو کنفیوز ہوں۔میں تو سب کرنا چاہتی ہوں اور سب بننا چاہتی ہوں۔"

حیات کھانے سے ہاتھ روک کر بول رہی تھی اور واقعی کنفیوز لگ رہی تھی۔

"سب چھوڑو اچھی بہن ہی بن جاؤ۔"

عبداللہ نے کہا تو سب ہنس دیے اور حیات نے اچھا خاصا کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"جیسا آپ چاہو بڑی۔فیلڈز تو ساری اچھی ہیں۔"

urdunovelsblog

شاہیر نے پانی کا گلاس لبوں سے لگاتے ہوئے کہا وہ سادہ ٹراؤزر شرٹ میں بھی بہت خوبرو لگ رہے تھے۔

"میتھس تو سوچیں بھی مت بڑی۔ باقی آپ کچھ بتائیں کہ کونسی فیلڈ چوز کی جائے۔"

وہ کھانا کھا چکی تھی اب ہاتھ ٹیبل پر رکھے باپ سے بات کر رہی تھی۔ سب مزے سے کھا رہے تھے اور باتیں سن رہے تھے۔

"عمیر آپ کو فلیڈز بتا دے گا۔ آپ خود ریسرچ کرنا پھر۔"

شاہیر نے کہا تو اس نے سر ہلا دیا۔

"یہ بیسٹ ہے."

پھر مزید بولی۔

"لاریب نے تو میڈیکل رکھی ہے۔ باقی ماہا اور علیزے نے اینجینیرنگ سلیکٹ کی ہے۔ بڑی ہم نے کالج ایک ہی رکھنا ہے پلیز۔ ہم الگ نہیں ہونا چاہتے۔"

حیات نے التجائی انداز میں کہا تو شاہیر ہنس دیے۔

"ہاہاہا۔۔۔ حیات! ایک نا ایک دن ہر انسان کا ساتھ چھوٹ جاتا ہے."

شاہیر نے سنجیدگی سے کہا تو وہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

"مگر ابھی نہیں نا۔۔۔ ہم لوگ ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔"

اس نے ہمیشہ پہ زور دیا۔

"شادی ایک ہی گھر میں کروا لینا چاروں۔ مفت مشورہ۔"

عمیر شرارت سے بولا تو وہ غصے سے ناک پھلا کر اسے دیکھنے لگی تو سب ہنس دیے۔

پورا امیر ہاؤس آج شاہیر ولا آیا ہوا تھا۔ آیت اور حیات ایسے مل رہی تھیں جیسے برسوں پہلے ملیں ہوں۔ ان کو دیکھ کر آیان بولا۔

"ابھی دو دن پہلے ملے ہو تم دونو۔"

urdunovelsblog

حیات نے ناک سکوڑا۔

"تم کیوں اتنا جلتے ہو؟ تھوڑا کم جلا کرو۔ جل جل کر رنگ تمہارا میرے جیسا ہو جانا ہے۔"

حیات کی بات پر اس نے صرف ایک نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا، پھر نظروں کا زاویہ بدل دیا بولا کچھ نہیں۔ اب وہ اسے کیسے بتاتا کہ چائے کے بعد دوسرا سانولا رنگ اسے اس کا پسند تھا۔

"تمہارا یہ رنگ جل جل کے ہوا ہے؟؟!"

حازق کی زبان میں کھجلی ہوئی تھی۔

"بالکل نہیں۔"

حیات نے جھٹ کہا۔

وہ سانولی تھی. مگر اسکا یہ رنگ اچھی اچھی لڑکیوں کو ٹھٹھکتا تھا۔

"اچھا خاصا رنگ ہے تمہارا۔ ایویں خود کے بارے میں مشکوک(doubtful) ہو۔"

آیت نے اس کے کندھے پر مکا جڑتے ہوئے کہا۔

"حیات! تم نے آیت کی بات کو بالکل سیریس نہیں لینا۔"

حاذی نے عادتاً اپنے شرارتی انداز میں کہا تھا۔

"غرور نہ کر اپنے گورے رنگ کا

ہم نے دودھ سے زیادہ چائے کے دیوانے دیکھے ہیں۔"

آیان نے یکدم شعر بولا تو وہ تینوں اش اش کر اٹھے۔

"یہ تم نے میری تعریف کی ہے یا چائے کی؟۔"

حیات ہنستے ہوئے بولی تو اس نے ایک گہری نظر اس کے چہرے پہ ڈالی۔ پھر اپنے ازلی لاپرواہ انداز میں بولا۔

"ظاہر سی بات ہے چائے کی۔"

آیان کی بات پر وہ تینوں پھر ہنس دیے۔

---

urdunovelsblog

"مگر افتخار ایسی باتیں فون پر نہیں ہوتیں۔ عثمان آئے تبھی مل کر بات ہو گی۔"

شاہیر بلوچ اپنے مخصوص انداز میں بیٹھے ایک ہاتھ صوفے کی پشت پر رکھے دوسرے ہاتھ کو بات کرتے ہوئے استعمال کر رہے تھے۔ وہ سفید شلوار قمیض میں اپنی عمر سے آدھے لگتے تھے۔

"بجا فرمایا شاہیر بھائی۔ ایسی باتیں تو واقعی مل بیٹھ کر طے ہوتی ہیں۔"

نفیسہ نے بھی اکتفا کیا۔

"تو کل آپ لوگوں کی دعوت ہے ہماری طرف۔ عثمان کو بھی وہیں بلا لیتے ہیں۔"

افتخار میر نے کہا تو سب نے حامی بھری۔

"یہ بہتر ہے مگر دعوت کی کیا ضرورت تھی۔"

شاہیر نے مسکرا کر پوچھا۔ ان کے مسکرانے سے دائیں گال میں گھڑا نمایاں ہوا جو ان کے حسن کو چار چاند لگا گیا۔ بلاشبہ وہ بہت خوبصورت تھے۔

"بھئی کتنے عرصے بعد پاکستان آئے ہو۔ مل بیٹھ کے اچھا وقت گزار لیں گے اور اس بہانے عثمان سے آمنے سامنے ملاقات بھی ہو جائے گی۔"

افتخار نے کہا تو سامیہ نے اضافہ کیا۔

"یہ سب اب جنت پر منحصر ہے کہ اسکو اعتراض نہ ہو۔"

سامیہ نے کہا تو نفیسہ نے اضافہ کیا۔

"ہاں۔ جنت کی رائے معنی رکھتی ہے۔ اگر بچی کو کوئی اعتراض ہوا تو ہم خاموشی سے پیچھے ہٹ جائیں گے۔"

سعدیہ بیگم لاؤنج میں چائے والی ٹرالی لیے داخل ہوئیں۔ کھانا وہ سب کھا چکے تھے۔ بچہ پارٹی حیات کے کمرے میں ڈیرہ جمائے بیٹھے تھے۔ لاؤنج میں بڑے بیٹھے ہونے والے رشتے پر گفتگو کر رہے تھے۔

نفیسہ اور سعدیہ بہنیں تھیں جن کا اکلوتا بھائی عثمان احمد اسلام آباد میں رہائش پذیر تھا۔

عثمان کی بیوی عائشہ کا انتقال کینسر کی وجہ سے بہت عرصہ پہلے ہو گیا تھا۔ عثمان کے جینے کی وجہ بس ان کی اولاد ہی تھی، جو دو بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔ بڑی بیٹی کا نام جنت عثمان تھا اور اس سے چھوٹی ایک بیٹی زینب اور ایک بیٹا زین جڑواں تھے۔ جو آیان سے ایک سال چھوٹے تھے۔

واصف کا رشتہ جنت سے ہونے جا رہا تھا۔

منظر ہے میر ہاؤس کے لاؤنج میں بیٹھے چار خاندانوں کا۔

شاہیر بلوچ

افتخار میر

عثمان احمد

نواز میر

بچہ پارٹی خوش تھی کیونکہ زینب اور زین کے آنے سے انکا گروپ پورا ہو گیا تھا۔

بڑوں کے درمیان رشتے کی فائینل بات چل رہی تھی اور ماحول میں چائے کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔

"مجھے تو پہلے ہی کوئی اعتراض نہیں تھا۔ واصف میرے سامنے پلا بڑھا ہے۔ ماشاءاللہ سے ہونہار ہے۔ ویسے بھی بیٹی اپنوں میں رہے گی تو اطمینان رہے گا۔"

عثمان احمد چائے کا کپ ہاتھ میں پکڑے بول رہے تھے تو افتخار نے کہا۔

"تم نے جنت سے پوچھا ہے؟"

"ہاں جی۔ اسے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

عثمان نے اطمینان سے جواب دیا۔

"دیکھنا عثمان وہ صرف باپ کا مان رکھنے کے لیے ہاں نہ کہہ دے۔ اسکی خوشی ہماری اولین ترجیح ہے۔"

شاہیر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو عثمان تحمل سے بولے۔

urdunovelsblog

"بھائی میں آپ کو ایسا لگتا ہوں کہ بچی پر دباؤ ڈالوں گا؟"

انکی بات پر شاہیر نے مسکرا کر نفی میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر منگنی کی رسم کر کے رشتے کو باقاعدہ نام دے دیتے ہیں۔"

افتخار نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا تو شاہیر نے اعتراض کیا۔

"منگنی کیوں افتخار؟؟ نکاح کرتے ہیں۔ رخصتی پھر ہو جائے گی۔"

نفیسہ نے اضافہ کیا۔

"یہ بہتر ہے منگنی جیسی رسومات سے نکاح کا مضبوط اور پاک رشتہ بہتر ہے۔"

"پھر نیک کام میں دیر کیسی۔ اس جمعہ کو چھوڑ کر اگلے آنے والے جمعہ کو واصف اور جنت کا نکاح رکھ دیتے ہیں۔ کیا خیال ہے سب کا؟"

افتخار میر نے سوچتے ہوئے کہا تو واصف چونکا۔

"مگر بابا اتنی جلدی؟"

"تمہیں کوئی اعتراض ہے؟"

افتخار نے ایک گہری نظر سے بیٹے کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ فوراً نفی میں سر ہلا گیا۔

"جنت کو بلاؤ عثمان۔ اس سے بھی پوچھ لیں۔"

عثمان احمد نے سر ہلایا مگر سامیہ اٹھ گئیں۔

"میں بلاتی ہوں بھائی۔ آپ بیٹھیں۔"

سامیہ کہہ کر آیت کے کمرے میں چل دیں جہاں جنت ساری بچہ پارٹی کے ساتھ موجود تھی۔

کچھ دیر بعد لاؤنج میں ایک خوبصورت سی لڑکی داخل ہوئی۔ گلابی سوٹ پر سفید شیفون کا دوپٹہ لیے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"جنت بیٹی تین جولائی بروز جمعہ کو آپ کا نکاح واصف کے ساتھ طہ پایا ہے۔ آپ کو اعتراض تو نہیں۔"

شاہیر نے پیار سے جنت کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو عثمان کے ساتھ صوفے پہ نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

urdunovelsblog

"نہیں۔مجھے کوئی اعتراض نہیں شاہیر انکل۔"

جنت نے جھکے سر اور جھکی نظروں سے دھیمے سے کہا تو سب کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

"مبارک ہو پھر سب کو۔"

افتخار نے خوشی سے کہا تو سب مسکرا دیے۔

آخر خاندان کی پہلی پہلی شادی تھی۔

یہ منظر تھا آیت کے کمرے کا جو کمرہ کم اور کباڑ خانہ زیادہ لگ رہا تھا۔جدھر حیات اور آیان اپنے پسندیدہ کام میں مصروف تھے مطلب جھگڑنے میں۔

"ضروری اطلاع! اعلان! اعلان! اعلان!"

ہانیہ کمرے میں داخل ہوئی اور گلا پھاڑ کر کہنے لگی۔سب متوجہ ہو چکے تھے۔

"اب بول بھی چکو۔"

حاذی نے جل کر کہا تو ہانی دوبارہ گویا ہوئی۔

"جنت آپی اور واصف بھائی کا نکاح تین جولائی بروز جمعہ کو طے پایا ہے۔لہذا اپنی اپنی تیاریاں شروع کر دیں جائیں۔"

ہانی نے جوش سے کہا تو سب کا مشترکہ "یاہوووو" کمرے میں گونجا تھا۔

"ویٹ ویٹ ویٹ۔سب میری بات سنو۔"

حیات اٹھ کر سامنے آئی تو حاذی بولا۔

"حکم سرکار!"

حیات نے صرف گھورا اور بات جاری رکھی۔

"ہم لوگ سیم ڈریسنگ کرتے ہیں۔"

حیات نے خوشی سے کہا تو آیان اترا کر بولا۔

"نکل بیٹا۔ہمارا سویگ (swag) الگ ہو گا۔"

"یار سنو نا۔خاندان کی پہلی شادی ہے۔۔۔۔۔"

وہ ابھی بول رہی تھی کہ آیان نے ٹوکا۔

"شادی نہیں نکاح۔"

"وہی وہی۔"

حیات نے لاپرواہی سے بولا اور بات جاری رکھنے لگی کہ وہ دوبارہ بولا۔

"وہی نہیں ہوتا۔دونوں میں بہت فرق ہے۔"

اس بار حیات کو غصہ آیا جو آیان کی ہر بات پر آتا تھا۔

"آیان!"

"ہاں۔"

وہ جانتا تھا وہ کیا کہنے والی ہے پھر بھی ہاں بول دیا۔

".Shut up"

حیات نے کہا تو وہ گھورنے لگا البتہ سب کے قہقہے پورے کمرے میں گونجے تھے۔

"اچھا تم بتاؤ۔کیا کہہ رہی تھی۔"

حاذی نے کہا تو حیات خوش ہوئی کہ شکر ہے کوئی تو ہے جو سیریس لے رہا ہے اس کی بات کو۔وہ خوشی سے کہنے لگی۔

"آف وائٹ کرتے ہیں سب ڈریسنگ۔"

"اللہ معاف کریں۔خدانخواستہ کسی کے جنازے پہ تو نہیں جانا نا۔"

ہانیہ نے بولا تو سب اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورنے لگے جو بولتے وقت سوچتی بھی نہیں تھی۔

وہ فقط "اوپس" کر کے رہ گئی تبھی واصف درمیان میں بولا جو موبائل میں بزی تھا۔

"آف وائٹ جنت کا ہو گا۔باقی تم لوگ جو مرضی ڈیسائیڈ کر لو."

آیت کڑے تیوروں سے جواباً بولی۔

"آپ ابھی سے حکم نا چلاؤ ہماری آپی پر۔"

"لو بھئی۔ پوچھ لو اپنی آپی سے خود ہی، میں نے آف وائٹ پہننا ہے تو وہ بھی آف وائٹ پہنے گی۔ میچنگ۔ یو ناؤ۔"

واصف شرارت سے کہتا ایک آنکھ دبا گیا وہ واقعی خوش دکھتا تھا۔

"ہیں کدھر وہ؟"

حیات نے استفسار کیا تو آیان جواباً بولا۔

"زین اور زینب کے پاس ہیں۔"

"اور وہ کہاں ہیں؟"

حیات نے گھوم کر اس سے پوچھا تو جواباً وہ بولا۔

"نیچے ہی ہیں۔۔لو آ گئے۔"

آیان نے پیچھے سے جنت کے ساتھ آتے زین اور زینب کو دیکھا تو کہہ دیا۔

"کہاں تھے تم ٹوینز۔"

حیات نے پوچھا تو جواباً دراز قد والا زین بولا۔

"جنت آپی کے ساتھ تھے۔ کیسی ہو حیات؟ پیپرز کیسے ہوئے؟"

"میں بہت پیاری ہوں اور پیپرز کیسے ہوئے اٹ ڈزنٹ میٹر(it doesn't matter)۔ پیپر ہو گئے اٹ میٹرز."

حیات کی بات پر زین سمیت سب ہنس دیے سوائے آیان کے۔ اسے پتا نہیں کیوں زین کا یوں صرف اس سے حال احوال پوچھنا برا لگا تھا۔

"اور بتاؤ آج کل جڑوا گروپ کیا کر رہا ہے؟"

حیات نے آیان کے منہ کے ٹیڑھے میڑھے زاویے دیکھ لیے تھے اس لیے بات کو مزید لمبا کیا۔ سب خاموشی سے انکے چہرے دیکھ رہے تھے۔

"میں تو اب بزنس مینجمنٹ کروں گا اور زینب فیشن ڈیزائننگ کرے گی۔"

زین نے مسکرا کر جواب دیا۔

"سارا خاندان بزنس میں آ گیا۔ ٹو بورنگ۔"

urdunovelsblog

حیات نے ناک سکوڑ کر کہا تو سب ہنس دیے۔

"تم دونوں کیا کرنے والی ہو؟"

زین نے مسکرا کر آیت اور حیات سے پوچھا تو وہ کہنے لگی۔

"میرا پکا پتہ نہیں ہے۔آیت تو میڈیکل کرے گی۔"

حیات نے عادتاً اپنی ہائی ٹیل کو کسا۔

"ویسے تم کافی بریلینٹ ہو تمہیں بھی میڈیکل کر لینا چاہیے۔"

زین نے مسکرا کر کہا تو آیان سے مزید برداشت نہ ہوا۔وہ جل کر کہنے لگا۔

"اب بس کر دو۔ہم لوگ بھی ادھر ہیں۔تھیم ڈیسائیڈ کر لو اب۔"

"سڑیل۔۔۔ہنہہ!!"

حیات نے اسے نیا لقب دیا تو وہاں بیٹھے تمام نفوس ہنس دیے سوائے اس کے جس کو یہ لقب ملا تھا۔

"پرپل کیسا رہے گا؟"

ہانی نے کہا تو سب اسے عجیب نظروں سے دیکھنے لگے۔

"سارے چھوڑو اپنا اپنا۔"

زینب نے کہا تو بحث نئے سرے سے شروع ہو گئی۔

سب بحث میں مشغول تھے جن میں سب سے آگے حیات تھی۔آیان خاموشی سے حیات کو تک رہا تھا اور وہ حیات کی جانب وقفے وقفے سے اٹھتی زین کی نگاہوں سے بھی واقف تھا۔اسے اندر کہیں بہت جلن محسوس ہوئی تھی مگر کیوں؟؟ یہ سمجھ سے بالاتر تھا۔

کون جانتا ہے کہ یہ محبت کے دیے ہیں جو تب جلتے ہیں جب کسی غیر کی نظریں ہماری محبت پر ٹھہریں۔

آیان افتخار میر کو خود بھی معلوم نہیں تھا وہ کس کی قید میں دھیرے دھیرے آ رہا ہے۔ایک ایسی چیز کی قید جسے اہل زمانہ 'محبت' کہتے ہیں۔جس قید میں آنے کے بہت سی راہیں اور وجوہات ہوتی ہیں مگر واپسی کا کوئی موڑ موجود ہی نہیں ہوتا۔

urdunovelsblog

آیان افتخار میر کو شاید محبت قید کر رہی تھی۔ مگر کیا اتنی آسانی سے؟ نہیں تو۔۔۔

محبت میں مقام بھی تو ہوتے ہیں۔ ابھی تو آیان افتخار میر پہلی سیڑھی پر پاؤں رکھ رہے تھے آگے دیکھیے کیا رنگ آتے ہیں زندگی میں۔

============

"آپ نے حیات کو بتایا یا نہیں کہ آپ کی خواہش ہے وہ ڈاکٹر بنے۔"
سعدیہ بیگم بستر پر بیٹھیں ہاتھوں پر کچھ مل رہی تھیں۔ کمرے سے باہر گزرتی حیات کے پاؤں اپنی ماں کی آواز پر تھمے تھے۔ وہ پانی کی بوتل ہاتھوں میں پکڑے اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی مگر کھلے دروازے سے آتی آواز نے حیات کے پاؤں روک دیے۔
"میں اپنی پسند اس پر تھوپنا نہیں چاہتا بیگم۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ خود اپنے راستے کا انتخاب کرے۔"
شاہیر بلوچ کسی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ آنکھوں پر عینک لگائے انہوں نے بغیر بیوی کی طرف دیکھے جواب دیا۔
اب وہ دونوں کوئی اور بات کر رہے تھے۔ اور حیات کچھ سوچتے ہوئے اپنے کمرے میں چل دی۔

اگلے دن ناشتے کی میز پر حیات نے اپنے میڈیکل میں ایڈمیشن لینے کا اعلان کر دیا۔ تو شاہیر بلوچ خود جا کر لاہور گیریزن میں حیات کا ایڈمیشن کروا کر آئے۔

رات کے کھانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آئی تو اس کا موبائل بج رہا تھا۔ نمونوں کی گروپ ویڈیو کال دیکھ کر وہ ہنس دی پھر فوراً کال اٹھائی اور چلتی ہوئی صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔ اور گپیں ہانکنے لگی جب بات کے دوران آیت بولی۔
"تم نے دیکھا یا نہیں اپنا ڈریس حیات۔"
آیت کی بات پر اس نے ہنسی دبائی اور کہنے لگی۔
"جب پہنوں گی تب دیکھ لینا۔"

"بہت بدتمیز ہو۔ میں نے جیولری سیم لینی تھی۔"

آیت نے ناک سکوڑ کر کہا تو وہ ہنس دی اور آیان یک ٹک اسے دیکھے گیا۔

"ہاں تو کلر تو سیم ہی ہے تم لے لو۔"

حیات ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی تو آیان نے نگاہیں پھیریں اور خود کو کوسا۔

"چھپکلی زرا منہ کے حالات بھی درست کر لینا۔ آفٹر آل تمہارے فیورٹ کزن نے بھی تو آنا ہے۔"

آیان کے طنز کا تیر آیا تھا اور حیات نے بامشکل مسکراہٹ ضبط کی اور ناک رگڑی۔

"کزن پلس بھائی ہے وہ میرا۔"

حیات نے اپنے مخصوص جلے ہوئے انداز سے کہا جو خصوصاً آیان کے لیے ہوتا تھا۔

"تمہیں کیسے پتا کہ وہ بھی تمہیں بہن سمجھتا ہے۔ بھائی صرف اپنے ہی ہوتے ہیں۔"

آیان نے ایک بازو سر کے پیچھے ٹکاتے ہوئے بستر سے ٹیک لگائی۔ اس کی بات پر حیات سٹپٹائی۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا وہ۔

مگر پھر مسکرا کر زچ کرنے والے انداز میں بولی۔

"تم جیلس ہو رہے ہو؟؟"

حیات کی بات پر اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔

"میرا جلیس ہونا بنتا ہے؟؟؟ میں نے جنرل بات کی ہے۔"

آیت، حاذق اور ہانی مسکراہٹ ضبط کیے انکی گفتگو سن رہے تھے۔ وہ جب بھی ویڈیو کال کرتے زین اور زینب کو ایڈ نا کرتے کیونکہ ایسا آیان کرنے ہی نہ دیتا۔

"اچھا تم دونوں پھر مت جھگڑنا۔ بس بھی کر دیا کرو۔ تھکتے نہیں ہو کیا؟؟"

ہانی درمیان میں بولی تاکہ بات زیادہ نہ بڑھے کیونکہ پھر پوری رات حیات اور آیان کی لڑائی ختم نہیں تھی ہونی۔

ہانی کی بات پر دونوں نے یک زبان کہا۔

"بالکل نہیں!!۔"

سب کے قہقہے اپنے اپنے کمروں میں گونجے تھے۔ تھوڑی دیر مزید جمعہ کو ہونے والے نکاح پر بات چیت کر کے سب نے فون رکھ دیا۔

جب سب نے فون رکھ دیا تو حیات بھی سونے کے لیے لیٹنے لگی تو موبائل دوبارہ بجا۔

حیات نے فون پر 'بندر' کا نام دیکھا تو کال اٹھائی۔

"بات سنو!"

وہ سیدھا مدعے پہ آیا۔

"ہاں!"

حیات کان سے فون لگائے بستر پر لیٹی۔

"یہ میڈیکل میں تم زین کے کہنے پر گئی ہو؟؟ میرا مطلب اس کے مشورے پر؟؟"

اس نے ابھی بات کے دوران اپنے ایڈمیشن کا بتایا تھا۔ آیان کی بات پر وہ حیران ہو کر اٹھ بیٹھی۔

"بندر تمہیں مسئلہ کیا ہے زین سے؟ میڈیکل میں جانے کا فیصلہ میرا اپنا تھا۔ تم نا مجھ پر دھیان دینے کی بجائے اپنے اور زین کے تعلقات پر غور کرو۔ اب تم دونوں کا بھی نیا رشتہ بن رہا ہے۔"

حیات نے ناک منہ سکوڑ کر جواب دیا تھا۔

"توبا! کونسی میری شادی کروا رہے ہیں گھر والے جو تم نیا رشتہ بنا رہی ہو۔"

دوسری طرف وہ بھی جل کر بولا تھا۔ اسکی بات پر حیات دل کھول کر ہنسی۔

"بڑا شوق نہیں تمہیں شادی کا؟"

حیات نے اس کی ٹانگ کھینچی۔

تو دوسری طرف وہ مسکرایا تھا اور فخریہ انداز سے کہنے لگا۔

"الحمداللہ! اپنا گھر ہو گا۔ اپنی بیوی ہو گی۔ اپنے۔۔۔۔۔۔"

وہ ابھی بول رہا تھا کہ حیات نے اس کی بات کاٹی۔

urdunovelsblog

"بس بس بس! عمر دیکھو اور باتیں۔ چچچچ۔ چھچھوڑا۔"

حیات نے مصنوعی افسوس سے کہا تو وہ بدک کر بولا۔

"میں کونسا تمہیں کہہ رہا ہوں کہ مجھ سے۔۔۔۔۔۔"

وہ پھر کچھ بول رہا تھا کہ حیات نے درمیان میں بات کاٹی اور آیان نے زبان دانتوں تلے دبائی۔

"بندر۔ بکو مت۔!"

حیات نے غصے سے کہا تھا تو دوسری طرف اسکا جاندار قہقہہ گونجا تھا۔

"دفعہ ہو جاؤ۔ کل فرسٹ ڈے ہے میرا کالج میں۔ جلدی سونے لگی ہوں تا کہ جلدی اٹھوں۔"

آیان کو اس کی آواز سے لگا جیسے وہ کنفیوز ہو۔

".Okay! Best of luck for your new journey"

آیان نے کہا تو حیات کو دو سو واٹ کا جھٹکا لگا اور موبائل کان سے ہٹا کر ایک بار فون کو دیکھا کہ کہیں غلط فہمی ہو گئی ہو سننے میں یا سگنل کا مسئلہ نا ہو۔

مطلب آیان اسے بیسٹ آف لک کہہ رہا۔۔۔ عجیب؟؟

"بخار وخار تو نہیں ہو گیا۔ اتنی تمیز؟؟؟"

حیات کو ہضم نا ہوا تھا وہ جواباً ہلکا سا ہنس دیا۔

اب کیا کہتا کہ یہ بات منہ سے نہیں دل سے نکلی تھی اچانک۔

وہ کچھ نہ بولا تو حیات بولی۔

"!By the way thanks"

حیات نے کہہ کر فون رکھ دیا اور سونے لیٹ گئی۔

ادھر آیان افتخار میر اپنے آپ سے الجھا ہوا تھا کہ اسے کیا ہوتا جا رہا۔ کیا فضول حرکتیں کر رہا ہے وہ۔

حیات کالج میں سمر کلاسز جوائن کر چکی تھی۔ اور ریگولری جا بھی رہی تھی۔

urdunovelsblog

لاریب، ماہی اور علیزے نے بھی اسی کالج میں ایڈمیشن لیا تھا۔

چاروں بیک بینچرز مختلف کلاسز اور سیکشنز میں تھے مگر وہ بریک میں مل لیتے تھے اور ان کے لیے یہی بہت تھا کہ وہ ایک جگہ ہیں۔

دن کا ایک بڑا حصہ ایک دوسرے کو دیکھنے کی عادت تھی اب کیسے دور رہ سکتے تھے۔

مگر وقت ہے نا بڑی ظالم شے ہے۔ یہ وقت جس بھی رشتے کے بیچ آ ٹھہرے وہ رشتہ زنگ آلود ہو کر صدیوں پرانا ہو جاتا ہے۔

خوبصورت سے خوبصورت رشتہ بھی وقت کے سائے میں آ کر اپنی ساری خوبصورتی کھو دیتا ہے۔

تاریخ: تین جولائی، بروز جمعہ

نکاح کا فنکشن میر ہاؤس کے وسیع لان میں طے پایا تھا جو کہ گھر کے چاروں اطراف میں پھیلا ہوا تھا۔ بلوچ فیملی نے فنکشن سے پہلے ہی پہنچنا تھا البتہ عمیر اور عبداللہ پہلے آ چکے تھے۔ حاذی، آیان اور واصف کی مدد کے لیے۔

فنکشن کے لیے مینیجمینٹ ٹیم تو بلائی گئی تھی مگر پھر بھی کام تو دیکھنے ہی تھے۔

"ماشاءاللہ حیات پری لگ رہی ہو۔ کلر بہت سوٹ کیا ہے۔"

حیات جیسے ہی میر ہاؤس پہنچی وہ خالہ سے مل کر سیدھا آیت کے کمرے میں آئی تھی تو آیت نے اختیار بولی تھی۔

"واقعی؟؟ ٹھیک لگ رہی ہوں نا۔"

حیات نے ایک بار خود کو شیشے میں دیکھا اور مشکوک انداز سے پوچھا۔

"بالکل میں تم سے ناراض تھی کہ تم کل عمیر بھائی کے ساتھ کیوں نہیں آئی۔ مگر اتنی پیاری لگ رہی ہو جاؤ معاف کیا۔"

آیت نے محبت سے اسے تکتے ہوئے کہا۔

"مگر میں نے تو معافی مانگی ہی نہیں!"

حیات ایک آنکھ دبا کر شرارت سے بولی تو جواباً آیت ہنس دی۔

"تم بھی بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

حیات نے آیت کو سرتاپیر دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ جانی۔ آؤ جلدی سے تمہیں جیولری دوں۔"

آیت نے کہہ کر حیات کی اور اپنی جیولری نکالی اور پھر اپنی تیاری کو آخری ٹچ دینے لگیں۔

ساری کزنز نے لائٹ گولڈن ہلکے کام والی شارٹ شرٹس کے ساتھ ہم رنگ شرارے پہن رکھے تھے اور سب کے دوپٹوں کے رنگ مختلف تھے۔

حیات نے گولڈن کے ساتھ مہرون دوپٹہ لے رکھا تھا، آیت نے پنک، بینش اور زینب نے بے بی پنک اور ہانی نے گولڈن ہی لے رکھا تھا۔

دوسری جانب لڑکے بھی لائٹ گولڈن رنگ کی شلوار قمیضوں میں ملبوس تھے۔

گولڈن بھی ایسا تھا کہ سفید کا گمان ہوتا۔

جب حیات تیار ہو گئی تو آیت سے گویا ہوئی۔

"سب کدھر ہیں؟ میں لان سے گزر کر آئی ہوں ادھر تو کوئی بھی نہ تھا۔ البتہ سیٹ اپ بہت خوبصورت لگ رہا تھا یار۔"

حیات نے چمکتی آنکھوں سے کہا تو آیت شرارت سے گویا ہوئی۔

"پہلے بتاؤ پوچھ کس کا رہی ہو؟"

"یار سب کا۔ واصی بھائی، عمیر بھائی، حاذق، زین اور وہ بندر۔"

حیات نے کہا تو آیت بے اختیار ہنس دی۔

"ہاہا۔ حیات تم اور تمہارا بندر۔"

آیت نے ہنستے ہوئے کہا تو حیات نے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔ آیت گڑبڑائی اور فوراً بولی۔

"مطلب تم اور تمہارا بندر کہنا۔"

"یہ میری بات کا جواب نہیں۔"

حیات نے گھورتے ہوئے کہا۔

"یار واصی بھائی کے کمرے میں ہیں۔سب ڈیرہ جمائے بیٹھے ہیں۔تیار ہو رہے ہیں۔ویسے یار تو با ہے ہم لڑکیاں تو خواہ مخواہ بدنام ہیں۔خود اتنا ٹائم لگا رہے ہیں۔"

آیت نے صدمے سے کہا تو حیات ہنسنے لگی۔

"آؤ ہم لوگ چلیں اور نکالیں ان کو۔"

ہانی جو ساتھ کھڑی تیار ہو رہی تھی۔ایک آخری نگاہ آئینے میں خود پر ڈال کر بولی۔

"نہیں تم چلو میں جنت آپی سے مل کر آئی۔"

حیات کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئی تو ہانی واصی کے کمرے کی جانب چل دی۔

"مل کر وہیں آجانا۔"

آیت بھی کہہ کر ہانی کے ساتھ چل دی۔حیات نے سر ہلا دیا۔

بینش اور زینب ساتھ تھیں عبداللہ بھی زینب اور بینش کے پیچھے پیچھے ہی تھا۔

---

urdunovelsblog

جنت کی فیملی نکاح سے ایک دن پہلے ہی میر ہاؤس آگئی تھی کیونکہ نکاح کے دن پھر اسلام آباد سے آتے تاخیر ہو جاتی۔

جنت گیسٹ روم میں تیار بیٹھی تھی۔سفید پیروں کو چھوتی فراک پہنے جس پر جگہ جگہ نفاست سے گولڈن کام ہوا ہوا تھا،وہ بالکل ساحرا لگ رہی تھی۔خوبصورت نین نقش۔پھر ہلکے پھلکے میک اپ نے چاند کا ٹکڑا بنا دیا تھا۔

"ارے ماشاءاللہ بہت بہت بہت پیاری لگ رہی ہیں آپی۔آج تو واصی بھائی گئے۔"

حیات نے جنت کو دیکھ کر شرارت سے کہا تو جنت کے گال گلابی ہوئے مگر پھر کھل کر مسکرائی۔

"باز آجاؤ لڑکی۔دلہن میں ہوں اور مجھ سے زیادہ خوبصورت تم لگ رہی ہو۔"

جنت نے مصنوعی خفگی سے کہا تو وہ بے اختیار ہنس دی۔

"وہ تو میں پہلے ہی ہوں۔"

اس نے شرارت سے آنکھ دبا کر کہا تو جنت نے اعتراف کیا۔

"کوئی شک نہیں۔"

تبھی نفیسہ کمرے میں داخل ہوئیں اور جنت کی نظر اتارنے لگیں۔ جنت کے ساتھ انہوں نے حیات کی بھی نظر اتاری اور حیات کو محبت سے دیکھتے ہوئے بولیں۔

"حیات بیٹا۔ آپ کے خالو کہہ رہے ہیں کہ سب بچوں کو کہیں کہ جمعے کا وقت ہو رہا ہے۔ تیار ہو کر جلد از جلد نیچے آجائیں۔ خصوصاً واصف کو۔"

"جی ٹھیک ہے خالہ میں کہتی ہوں۔"

حیات نے مسکرا کر کہا تو نفیسہ حیات کی بلائیں لیتی کمرے سے چلی گئیں۔

حیات مڑی تو جنت مسکراہٹ دبائے بیٹھی تھی۔ حیات نے ابرو اچکائے تو جنت بولی۔

"اتنی فرمانبرداری۔۔۔۔اہووو۔۔۔۔ خیر ہی ہے نا؟؟"

جنت بظاہر مشکوک لہجے میں پوچھ رہی تھی مگر آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔

"مطلب؟؟"

حیات نے ناسمجھی سے جنت کو دیکھا تو جنت شرارت سے بولی۔

"مطلب آیان اور تم۔۔۔۔۔"

جنت نے جان بوجھ کر جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ حیات کو تو مانو تپ ہی چڑھ گئی تو نہایت سرد انداز میں بولی۔

" Jannat Api! Don't compare me with him.I really don't like him and I swear he also don't like me.

(جنت آپی میرا موازنہ اس کے ساتھ مت کریں۔ میں اسے واقعی پسند نہیں کرتی اور قسم سے وہ بھی مجھے پسند نہیں کرتا۔)"

جنت نے مسکرا کر جواباً کہا۔

?And how do you know,he don't like you"

(تمہیں کیسے پتا وہ تمہیں پسند نہیں کرتا؟)"

جواباً حیات چڑ گئی۔

".API please No more discussion about that idiot"

وہ کہہ کر کمرے سے واک آؤٹ کر گئی۔ پیچھے جنت کا شرارت سے بھرپور قہقہہ وہ سن سکتی تھی۔

"نا کر یار یہ اپنی حیات ہی ہے نا؟'

حاذی قریباً چیختے ہوئے حیات کو دیکھ کر حیرت سے بولا تھا۔

"الحمداللہ حاذی۔ کوئی مسئلہ ہے ؟زیادہ خوبصورت لگ رہی ہوں کیا؟"

حیات نے فاتحانہ انداز اختیار کیا تھا اور پہلو سے شرارہ اٹھاتے دروازہ بند کرتی اندر آگئی تھی۔

"بس کرو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے ہو۔ نظر لگانی ہے کیا اسے؟"

آیت نے آیان کے کندھے پر مکا جڑا تھا جو حیات کو بنا پلک جھپکے دیکھ رہا تھا۔

آیت کے کہنے پر سٹپٹایا اور نظروں کا رخ پھیرا تو سب ایک ساتھ ہنس دیے۔

"مان جا آیان وہ پیاری لگ رہی ہے۔"

حازق نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا تو جواباً اس نے گھورا اور سب ایک ساتھ ہنس دیے۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو حیات!"

زین نے مسکرا کر کہا تو آیان نے ایک ابرو اچکا کر حیات کو دیکھا جیسے کہہ رہا ہو اس کو باز کر لو۔

حیات جواباً دل کھول کر ہنسی اور اس سے پہلے کچھ کہتی آیان جھٹ بولا۔

"میک اپ کا کمال ہے سارا۔"

"میک اپ بھی انہیں پر سوٹ کرتا ہے جن کی شکل اچھی ہو۔"

urdunovelsblog

وہ بھی حیات تھی دو بدو بولی تھی۔
آیان نے نظریں پھیر لیں۔

نظر کرنا، نظر انداز ہونا
یہی تو ہے پیار کا آغاز ہونا

"آجاؤ سب نیچے جا کر گروپ سیلفیز لیتے ہیں۔"
ہانی چہکتی ہوئی بولی تبھی واصف کمرے میں داخل ہوا۔
"لڑکو!! کیوں مجھے میرے نکاح کے دن ہی میرے باپ سے جوتے پڑوانے ہیں۔"
واصف جلدی میں بول رہا تھا۔
"نکلو جمعے کا وقت ہو رہا ہے۔"
وہ جلدی جلدی بالوں میں برش چلا رہا تھا۔ تیار وہ پہلے ہی تھا۔
"جنت آپی تو اسپرا لگ رہی تھیں زینب۔"
حیات بات تو زینب کو دیکھ کر کر رہی تھی مگر جان بوجھ کر اتنا اونچا بولی کہ واصف سن لے۔
واصف کے بالوں میں چلتے برش کی رفتار سست ہوئی اور بے تابی سے بولا۔
"واقعی؟؟؟ دکھاؤ۔ پکچر تو بنائی ہو گی۔ دکھاؤ تو۔"
سب اس کے انداز پر دل کھول کر ہنس دیے تو وہ شرمندہ سا ہوتا کمرے سے نکل گیا۔ واصف کے پیچھے باقی لڑکے بھی چل دیے تو آیان جاتے جاتے مڑا۔ حیات جو ان کے ساتھ پیچھے ہی نکل رہی تھی حیرت سے اس کے مڑنے پر اسے دیکھا۔
"بہت اچھی لگ رہی ہو۔"
آیان سے رہا نہ گیا۔ وہ نہیں جانتا کیسے وہ یہ الفاظ ادا کر گیا۔ مگر کہتے ہیں جو دل کی باتیں ہوتی ہیں انہیں ادا کرنے کے لیے الفاظ کی ضرورت نہیں ہوتی، آنکھیں بڑا موثر کردار ادا کرتی ہے۔
اسکی آنکھیں بھی بہت کچھ بتا رہی تھیں جسے وہ خود بھی نہیں مانا تھا۔

البتہ حیات حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھی اور پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

اسکے ایسے انداز پر وہ خجل سا ہوا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔ تعریف کی ہے!"

"ان بلیوایبل!! کام بولو بندر۔"

اس نے حیرت سے کہا تو آیان کو تپ چڑھی کہ کیا ضرورت تھی بولنے کہ خواہ مخواہ شوخی ہو جائے گی اب۔

"کوئی کام نہیں۔"

آیان نے نگاہیں پھیریں۔

"ناممکن۔ میں نہیں مانتی۔"

وہ ابھی بھی حیران تھی مطلب ایسا ممکن ہی کیسے تھا۔

"تو مت مانو۔!"

وہ کندھے اچکا کر بولتا وہاں سے نکل گیا۔ پیچھے وہ بے یقین کھڑی تھی۔

---

urdunovelsblog

پورا لان روشنیوں سے نہا رہا تھا۔ میر ہاؤس کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ نکاح جمعے کے بعد رکھا گیا تھا۔ ادھر مرد حضرات جمعہ ادا کر کے آئے ادھر نکاح کا شور بلند ہوا۔

جنت کو اس وقت شدت سے ماں کی کمی محسوس ہوئی تھی جسے سامیہ، سعدیہ اور نفیسہ پورا کر رہی تھیں۔ مگر ماں وہ ہستی ہے جس کی کمی کوئی بھی پوری نہیں کر سکتا۔ کوئی بھی نہیں۔ وہ شدت سے ماں کو یاد کر رہی تھی اور اس کے آنسو صاف کرنے کے لیے وہاں پورا ٹولہ موجود تھا۔

سعدیہ بیگم پیار سے بھانجی کے سر پر ہاتھ رکھے اسے چپ کروا رہے تھے جو نفیسہ کے گلے لگی رونے کا شغل فرما رہی تھی۔

"جنت آپی پلیز پلیز پلیز بعد میں رولینا ہم نہیں روکیں گے۔ ابھی میک اپ خراب ہو جانا ہے۔"

ہانی نے ٹشو کا ڈبا سامنے پیش کرتے ہوئے کہا تھا۔

"واصی بھائی نے ڈر جانا ہے اگر آپ کا کاجل پھیل گیا تو۔"

آیت نے بھی حصہ ڈالنا فرض سمجھا تھا۔

"ابھی تو واٹر پروف میک اپ نے سنبھالا ہوا ہے مگر جس طرح آپ ندیاں بہا رہی ہیں، مجھے نہیں امید کہ زیادہ دیر ٹکے گا۔"

حیات نے بہت سوچ سوچ کر بولا تو جنت سمیت سب اس کے انداز پر ہنس دیے۔

جب نکاح کا شور بلند ہوا تو جنت پر لال جالی دار دوپٹہ اوڑھا گیا جس پر تلے کے کام سے 'واصف کی دلہن' لکھا تھا۔

زین اور عثمان اندر آئے اور بیٹی کو پیار کیا اور نیچے آنے کا کہہ کر چل دیے۔

زین بہن کے ہاتھوں کو پکڑ کر گھٹنے ٹیکتے ہوئے بیٹھ گیا۔ اور اپنے ہاتھوں میں موجود بہن کے مہندی سے سجے ہاتھوں کو چوم کر اپنے آنسوؤں پر پہرا باندھتا کمرے سے چل دیا۔

لڑکیاں تو عثمان کے جاتے ہی کمرے سے نکل گئی تھیں تو تینوں خواتین نے جنت کا دوپٹہ درست کیا اور اٹھنے میں مدد دیتیں کمرے سے باہر لے آئیں۔

جنت اٹھ کھڑی ہوئی زندگی کے نئے سفر کے لیے۔۔

گیسٹ روم سے نکل کر جب جنت نے سیڑھیاں اتریں تو سیڑھیوں کے اختتام پر لڑکیوں کا ٹولہ پھولوں سے بنی سیج لیے کھڑا تھا۔ جس کا اوپر والا حصہ سرخ و سفید پھولوں سے سجا تھا اور چاروں اطراف پر لگے ڈنڈوں پر خوبصورت سفید پھولوں کی بیلیں تھیں جس میں جگہ جگہ سرخ پھول بھی سجے تھے۔ بلاشبہ وہ بہت خوبصورت تھا۔

اب منظر کچھ ایسا تھا کہ پھولوں کی سیج تلے، جنت درمیان میں شرمائی گھبرائی کھڑی تھی۔ دائیں جانب سے سیج کو آیت نے پکڑ رکھا تھا جس کے پیچھے ہی دائیں جانب کا سرا حیات کے ہاتھوں میں تھا۔

جبکہ بائیں جانب سے زینب اور پیچھے ہانی موجود تھی۔ تینوں خواتین سیج تلے جنت کے پیچھے تھیں۔

جنت نظریں جھکائے چلتی لان میں موجود ایک زمین پوش سفید مخملی چادر پر آکر بیٹھ گئی جس کے دوسرے جانب لڑکوں کا ٹولہ تھا اور جنت کے سامنے واصی بیٹھا تھا۔ درمیان میں پھر پھولوں کی سیج تھی۔

معمول سے ہٹ کر آج ہوا چل رہی تھی۔

مولوی صاحب، زین، عثمان، شاہیر بلوچ اور افتخار میر جنت کی طرف کی سیج میں نمودار ہوئے تھے۔
حیات لوگ سب جنت کے پیچھے ہی مخملی چادر پر بیٹھی تھیں۔
"جنت عثمان بنت عثمان احمد کیا آپ کو واصف افتخار میر ولد افتخار میر سے بعوض ایک لاکھ حق مہر سقہ رائج الوقت نکاح قبول ہے؟"
مولوی صاحب کے پوچھنے پر جنت کو لگا وہ بول نہیں سکے گی۔ ہر لڑکی کے لیے زندگی میں سب سے مشکل کام اپنے باپ کے نام کو ہٹا کر ایک غیر لڑکے کا نام اپنے نام کے ساتھ لگانا ہوتا ہے۔ وہ غیر لڑکا نکاح کے تین بول سے اسکی زندگی میں شامل ہو جاتا ہے۔
عثمان نے بیٹی کے سر پر ہاتھ رکھا تو اس کی دبی دبی آواز نمودار ہوئی۔
"قبول ہے۔"
تین بار کلمات ادا ہوئے اور پھر کچھ دستخط کر کے لڑکے کی جانب نکاح کے لیے اٹھ گئے۔
جنت اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگی جس سے ابھی اس نے دستخط کیے تھے۔ کیا اتنا آسان ہوتا ہے کسی کی زندگی میں شامل ہو جانا؟؟؟ کیا کوئی ایسے ہی کسی کی زندگی میں شامل ہو سکتا ہے؟؟
دوسری جانب سے نکاح مکمل ہوا تو ماحول میں خوشی کا شور برپا ہوا اور سب نے دونوں کے اچھے نصیب کی دعا کی۔
مبارک باد اور ہنسی مذاق۔
نکاح جیسا خوبصورت رشتہ قائم ہو چکا تھا۔
جنت خاموش آنسو بہا رہی تھی۔ آسان تو نہیں ہوتا ایک نام ہٹا کر دوسرا نام ساتھ لگانا۔ آسان تو نہیں ہوتا ایک خوشیوں سے بھرا آنگن چھوڑ کر کسی اور کے گھر جا کر بسنا۔

پھولوں کی سیج ہٹا دی گئی تھی۔ بچہ پارٹی فوٹو گرافر کو چمٹ گئی تھی۔
"نکاح مبارک زوجہ محترمہ!"

واصف نے جنت کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کی تو ینگ جنریشن نے ہوٹنگ شروع کردی اور فوٹو گرافر سمیت بہت سے کیمروں نے یہ خوبصورت لمحہ قید کیا۔

نکاح کے بعد دلہن دلہا کو اسٹیج کی زینت بنایا گیا تھا۔ جنت کے چہرے پر اب مسکراہٹ تھی۔ عجیب سے احساسات تھے، سمجھ سے باہر تھا کہ خوش ہو کہ روئے۔اس لیے مسکرا رہی تھی۔

دوسری طرف کیمرہ مین تصاویر کھینچتے کھینچتے تھک گیا تھا مگر بچوں کے پوز ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔ جیسے برسوں کے غریبوں کو آج تصاویر کھینچوانے کا موقع ملا ہو۔اولڈ جنریشن پہلے ہی تصاویر بنوا کر اپنے اپنے بچوں کے کرتوت دیکھتے ہوئے ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

سب کے چہروں پر خوشی تھی۔

"لے جائیں گے لے جائیں گے۔۔۔دل والے دلہنیا لے جائیں گے."

آیان، حاذق اور زین پاگلوں کی طرح شور مچا کر ناچ رہے تھے۔

"کیا گدھوں کی طرح ناچ رہے ہو؟طریقہ نہیں ہے ڈانس کرنے کا؟؟"

حیات نے کمر پر ہاتھ جماتے ہوئے اپنی گولڈن آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا تو جواباً آیان بولا۔

"کیسے ناچتے ہیں تم ہی بتاؤ دو۔"

"ہو جائے مقابلہ؟"

ہانی ٹپکی تھی۔

"ہو جائے۔۔۔لڑکے لڑکیاں؟"

حاذی تو پہلے ہی ایسے مقابلوں کے لیے تیار تھا۔

"Done"

آیان نے بھی کہا تو حیات بولی۔

".Done"

urdunovelsblog

حاذی جا کر ڈی جے جو کہ عبد اللہ تھا،اسے گانوں کی گائیڈ لائن دے آیا اور پیچھے آیان عمیر اور زین کو ہاتھوں کے اشارے کر کے کچھ سمجھا رہا تھا۔

دوسری طرف حیات نے بینش، ہانی، زینب اور آیت کو کھڑے کھڑے کچھ اسٹیپس سمجھائے تھے۔

دلہن دلہا سمیت سب بڑے بہت توجہی سے بچوں کے دیکھ رہے تھے۔

Battle begin!!

پہلے لڑکوں نے بریک ڈانس کیا تھا اور جس میں حاذق کمال مہارت کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

پھر لڑکیوں کی باری آئی تو وہ بھی کم نہیں تھیں۔

آخر میں دونوں نے مل کر ایک گانے پر ڈانس کیا۔

"میں تیرے جھانسے میں نا آؤں گی ارے دیوانے جا۔۔۔۔"

"کیوں؟"

لڑکے اپنی باری پر اور لڑکیاں اپنی باری پر ڈانس کر رہی تھیں۔

"بس یار میں تو تھک گئی ان میں پتا نہیں کونسے اسپرینگ فٹ ہیں جو یہ تھکتے ہی نہیں۔"

ہانی گہرے سانس لیتی ہوئی اپنا شرارہ سنبھالتی ایک صوفے پہ جا بیٹھی۔ہانی کو دیکھتے ہوئے آیت بھی بولنے لگی۔

"میں بھی تھک گئی یار۔"

آیت بھی گہرے سانس لیتی، شرارہ سنبھالتی ہانی کے ساتھ جا بیٹھی۔ پیچھے حیات ان کو زبردست گھوریوں سے نوازتی افسردگی سے بولی۔

"نکمی ٹیم ملی ہے مجھے."

"میں تو کر رہی ہوں اور زینب آپی بھی ہیں۔"

بینش چیخ کر بولی کہاں برداشت کرتی خود کو نکما کہلوانا۔حیات ہی کی بہن تھی۔

"کیا ہوا ہو گئی بس؟؟ ہم سے پنگا ناٹ چنگا"

حاذق اپنی قمیض کے ناموجودہ کالر اکڑاتے ہوئے بولا۔

اس کی بات پر حیات کی ناکام ٹیم کے علاوہ وہاں بیٹھا ہر نفوس ہنسا تھا۔

کھانا کھا کر سب اپنے اپنے راہ ہو گئے۔ مہمانوں میں کوئی بھی نہیں تھا بس اپنا ہی خاندان۔ جنت، زین، زینب اور عثمان بھی مغرب کے بعد واپس اسلام آباد کے لیے نکل گئے تھے۔ باقی بچے شغل میلہ لگائے بیٹھے تھے۔ رات کے ساڑھے گیارہ کا وقت تھا کہ عمیر آیا۔

"حیات گھر جانا ہے؟ عبداللہ، ماما اور بابا چلے گئے ہیں۔ میں تم اور بینش رہتے ہیں۔"

حیات عمیر کی بات پر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"جی بھائی میں چلوں گی صبح کالج جانا ہے۔"

اس کے اٹھتے ہی آیت نے ہاتھ کھینچا اور پھر بٹھایا۔

"بیٹھ۔ کدھر چلی تم؟ جنت بھابھی لوگ بھی چلے گئے ہیں اب تم بھی ایسے کرو گی؟؟"

"جانی تم نے بھی تو کالج جانا ہے تو مجھے بھی جانے دے۔"

حیات کہہ کر بہلا پھسلا کر کسی طرح میر ہاؤس سے واپس آ گئی۔

اسے معلوم نہیں تھا شاید کہ اس کے اس طرح اٹھ کر جانے پر کسی کا دل اداس ہوا تھا۔

آیان پہلے ہی کشمکش میں مبتلا تھا پھر اسکا اٹھ کر جانا اس کا دل اداس کر گیا تھا۔ وہ حیران ہوا اپنے دل کے بے جا اداس ہونے پر۔ وہ شدید کشمکش میں مبتلا خود بھی اس کمرے سے نکل گیا جدھر سے کچھ لمحے پہلے حیات گئی تھی۔

===============

ہفتہ ہو گیا نکاح کو۔۔۔

"نہیں بابا! آپ ابھی واپس نہیں جائیں گے۔ یہ کیا بات ہوئی بھلا۔"

حیات نے نم لہجے میں کہا۔

"اس بات بہت جلدی آؤں گا پرامس۔"

شاہیر بلوچ نے بیٹی کو پچکارتے ہوئے کہا تو سعدیہ بیگم بولیں۔

"شاہیر صاحب میری بات مان لیں اب یہاں ہی اپنا بزنس سیٹ کر لیں۔"

تو جواباً شاہیر بلوچ بولے تھے۔

"ہاں سعدیہ یہی سوچا ہے۔اب ماشاءاللہ عمیر کا آخری سمیسٹر چل رہا ہے۔وہ میرے ساتھ بزنس میں آجائے ذرا تو کرتا ہوں پھر پاکستان میں سیٹ۔"

شاہیر نے تفصیلاً جواب دیا تھا تو عمیر نے اطمینان سے گہرا سانس لیا جیسے باپ کی بات پر حامی بھر رہا ہو۔

"آئی ول مس یو بڑی! "

حیات پھر سے باپ کے گلے لگی تھی تو اسے دیکھ کر باقی تین بھی باپ کے گلے لگے تھے۔

"وہ آل مس یو بابا!"

چاروں نے ایک ساتھ باپ کو گلے لگایا تھا تو شاہیر نے محبت سے باری باری سب کے سر چومے تھے اور پاس بیٹھی سعدیہ کو بھی ساتھ ملایا تھا۔

"میری کل کائنات ہو تم پانچوں۔۔۔۔میری زندگی کی جمع پونجی۔"

شاہیر نے سب کو محبت سے تکتے ہوئے کہا تھا اور آخر میں حیات کی آنکھوں کی نمی کو دیکھ کر اسے سینے سے لگایا تھا۔

ایسا نہیں تھا کہ شاہیر بلوچ صرف حیات سے محبت کرتے تھے۔والدین کو اپنی ہر اولاد سے برابر محبت ہوتی ہے مگر شاہیر بلوچ کو شروع سے بیٹی کی خواہش تھی اور بیٹیاں صرف قسمت والوں کے گھر ہوا کرتی ہیں۔جبھی وہ خود کو ان قسمت والوں میں لکھوانا چاہتے تھے۔

اور حیات کی بھی تو سب سے زیادہ اپنے باپ سے ہی بنتی تھی۔

وہ سب سے زیادہ ان پر گئی تھی۔گولڈن آنکھیں بھی اس نے اپنے باپ سے چرائی تھیں اور حرکتیں بھی قریباً۔

دو دن بعد شاہیر بلوچ کی فلائیٹ تھی تو چاروں بچوں نے ماں باپ کے کمرے میں ڈیرا جمایا ہوا تھا اور پھر بہت ساری باتیں کرنے کے بعد واپس اپنے کمروں میں چل دیے تھے کیونکہ میر ہاؤس میں کل دعوت رکھی گئ تھی۔گرینڈ دعوت جس میں جنت لوگ بھی آرہے تھے۔

"بھلا یہ کیا بات ہوئی بھائی صاحب! اتنی جلدی کیوں؟'

نفیسہ چائے کی ٹرالی پکڑے لاؤنج میں داخل ہوئی تھیں اور ساتھ ہی شاہیر صاحب سے استفسار کرنے لگی تھیں۔

"بس وہاں اتنی دیر مینیجر زپر سارا کام نہیں چھوڑ سکتا۔ بہت امپورٹنٹ ڈیل ہے، جس کے لیے میرا وہاں ہونا لازم ہے۔"

شاہیر نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیا تھا تو نفیسہ سب کو چائے دیتے ہوئے دوبارہ بولیں۔

"مگر ہم تو جنت اور واصف کی شادی کا سوچ رہے تھے۔"

"اتنی جلدی؟"

حاذق اچنبے سے گویا ہوا کیونکہ انہیں تو تیاریوں کی فکر لگ جانی تھی۔

بچہ پارٹی ایک طرف کارپٹ پر بیٹھے لڈو کھیل رہے تھے اس لیے باآسانی بڑوں کی باتیں سن سکتے تھے۔

"بیٹا! رشتے جتنی جلدی مضبوط بن جائیں اتنا بہتر ہوتا ہے ورنہ وہ حسد کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔"

شاہیر نے نرمی سے سمجھایا تو وہ ہر ہلا کر دوبارہ لڈو کی جانب متوجہ ہو گیا جو کہ آیان، حیات، حاذق اور آیت کے درمیان چل رہی تھی۔

"تو شاہیر اگلی بار جب تم آؤ گے تو شادی کی ڈیٹ رکھ لیں گے۔ کیا خیال ہے سب کا؟"

افتخار نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔

"اگر عثمان کو کوئی اعتراض نہیں تو رکھ لیں گے۔"

شاہیر نے جواباً کہا تو عثمان نے ایک نظر بچہ پارٹی کے ساتھ کارپٹ پر بیٹھی جنت کو دیکھا جو ان کی گیم انجوائے کر رہی تھی تو پھر گہرا سانس لے کر بولے۔

"میں تو اپنی بیٹی دے چکا ہوں افتخار! اب تم لوگ جیسا چاہو۔"

عثمان نے کہا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی۔

"چلو شاہیر اب واپسی کی تیاری جلدی پکڑنا بھئی۔ ہمیں اپنی بیٹی کو گھر لانے کی جلدی ہے بہت۔"

افتخار نے خوشی سے کیا تو وہاں بیٹھا ہر نفوس مسکرا اٹھا۔

urdunovelsblog

"کیوں نہیں۔کوشش کروں گا کہ دو ماہ سے پہلے آجاؤں۔"
شاہیر نے کہا تو سب خوش ہو گئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے۔

بچہ پارٹی لڈو کی گیم ختم کر کے اب آیت نے کمرے میں براجمان تھے۔اور جو بڑوں سے باتیں سنی تھیں اس پہ خوشی خوشی تبصرے کر رہے تھے۔
"اس کا مطلب کہ شادی میں دو ماہ رہ گئے۔اوئی ماں۔۔۔۔!!! یاہوو!!"
حیات خوشی سے ایڑھیوں کے بل گھومی تھی۔
"حیات آج سے ہی پلاننگ شروع کر لیتے ہیں یار۔افففف میں تو بہت ایکسائیٹڈ ہوں۔"
زینب بھی خوشی سے بولی تھی۔آخر اس کی بھی بہن کی شادی تھی۔
"پلانز سارے چھوڑو۔۔میں بتا رہی ہوں اس بار ڈانس مل کر کرنا ہے سب نے۔"
ہانی نے نکاح والی شکست یاد کرتے ہوئے کہا تو سب نے تائید کی۔
"ہاں یار! حاذی، بندر، ذین، عبداللہ، عمیر بھائی بھی ڈانس کریں گے۔"
آیت نے کہا تو لڑکوں نے حامی بھری۔
"کیوں نہیں ہم تو ریڈی ہیں۔"
حاذق نے کہا تو آیان نے سر ہلا دیا جیسے کہہ رہا ہو مجھے کیا مسئلہ ہو سکتا۔
"گانے میری پسند کے ہوں گے."
بینش میدان میں اتری تھی۔ایسے کاموں میں وہ شیرنی تھی۔
"میش اپ ہوں گے۔"
عبداللہ نے نیا آئیڈیا دیا تو سب نے تائید کی اور مزید بحث و مباحثے ہونے لگے۔

زندگی اپنی دور پر چل رہی تھی۔ وقت گزر رہا تھا اور وقت تو گزر ہی جاتا ہے۔ شاہیر بلوچ اگلے روز ہی پاکستان سے روانہ ہو گئے تھے۔

ایڈمیشن کے بعد وہ چاروں بیک بینچرز ایک ہی کالج میں پہنچ چکے تھے۔ کالج کی زندگی بے حد مختلف تھی۔ اسکول اور کالج کی زندگی میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔

بریک کے وقت وہ کیفے میں بیٹھی تھیں اور گپیں ہانکنے میں مصروف تھیں۔

"مہینہ ہوا نہیں ہمیں اور سر عباس نے اسائمنٹ دے دی ہے۔"

لاریب منہ بسور کر بولی تھی۔

"چپ کر کے اسائمنٹ بناؤ اور پھر میری بھی تو بنانی ہے۔"

حیات نے تھوڑا رعب سے بولا۔ حیات اور لاریب قسمت سے ایک ہی سیکشن میں پہنچ چکے تھے اس لیے دونوں کی اسائمنٹ سیم تھی۔

"اوہ۔۔۔۔ہیلو۔۔۔۔۔کن خوش فہمیوں میں مبتلا ہو تم۔"

لاریب تو صدمے سے مر ہی جانے والی تھی۔

اس سے پہلے کہ حیات کچھ جواب دیتی ایک انجانی آواز پر چاروں مڑے۔

"السلام و علیکم!"

انجان آواز میں سلامتی بھیجی گئی تھی۔

"و علیکم السلام!"

مشترکہ سلامتی کا جواب دیا گیا تھا۔

"کیا میں آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھ سکتی ہوں۔"

انجان آواز نے استفسار کیا تھا تو حیات نے فوراً ایک خالی کرسی دھکیلی اور جگہ بنائی۔

"شیور وائے ناٹ۔"

جواب لاریب نے دیا تھا تو انجان آواز والی لڑکی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

urdunovelsblog

"کیانام ہے آپ کا؟"

ماہانے استفسار کیا تھا۔

"دعاناز۔"

دھیمے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"بہت خوبصورت نام ہے یار۔"

علیزے نے سراہا تھا۔

"شکریہ اور آپ سب کا۔"

دعاناز نے پوچھا تو حیات نے جواباً کہا۔

"یہ میں ہوں حیات شاہیر بلوچ، یہ غلطی سے ہی سہی مگر میری دوستیں ہیں۔اس کا نام لاریب مزمل ہے، یہ ہے ماہا جاوید اور یہ ہے علیزے ہاشم۔"

حیات نے باری باری سب کی طرف اشارے کر کے انکا تعارف کروایا تھا۔ تو دعا دھیمے سے مسکرادی شاید اسکا انداز ہی ایسا تھا۔

"میڈیکل کے اسٹوڈینٹس ہو آپ لوگ۔"

دعانے پوچھا تو حیات نے چاروں کی فیلڈز بتائیں اور جواباً اُس سے پوچھا۔

"جی میں بھی میڈیکل کی ہوں۔"

اس کے بعد ہلکی پھلکی بات ہوئی تھی۔سچ تو یہ تھا کہ ان بیک بینچرز کے ٹولے کو دعاناز اچھی لگی تھی اور دعاناز بھی انکی شرارتوں کو دیکھ کر ان کی طرف بڑھی تھی۔

نئی دوستی کا آغاز ہوا تھا اور بیک بینچرز کے ٹولے میں ایک مزید اضافہ ہوا تھا۔

"آیان میں تمہیں منع نہیں کرتا کچھ بھی کرنے سے۔تم خود سمجھدار ہو اور اپنی زندگی کا فیصلہ کرنے کا حق رکھتے ہو۔"

افتخار میر آیان کے کمرے میں موجود صوفے پر بیٹھے تھے اور ساتھ بیٹھے آیان سے بات میں مصروف تھے۔

"توپھر اس کا مطلب آپ کو کوئی اعتراض نہیں؟"

آیان چہک کر بولا تو افتخار نے بیٹے کے کھلتے چہرے کو دیکھ کر دل میں کچھ سوچا۔

"نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ مگر تم ایک بار میری بات پر غور ضرور کرنا۔"

افتخار نے کہہ کر آخر میں پھر اپنی بات دہرائی۔

"پاپا میں آپ کی بات پر غور تو اس صورت کروں نا کہ میرا کوئی ایسا ارادہ ہو۔ میں تو بزنس کے پنگوں میں پڑنا ہی نہیں چاہتا۔ واصی بھائی ہیں اور ماشاءاللہ اب تو جنت بھابھی بھی ہوں گے۔"

آیان نے تحمل سے سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔

"مگر بیٹا۔۔۔۔"

وہ پھر کچھ کہنے لگے کہ آیان نے احترام سے بات کاٹی۔

" پاپا پلیز۔ میں بہت شرمندہ ہوں کہ آپ کی بات نہیں مان سکتا۔ مگر پلیز یہ میری زندگی کی پہلی اور آخری خواہش سمجھ لیں اور مجھے کرنے دیں جو میں کرنا چاہ رہا ہوں۔"

آیان نے منت بھرے لہجے میں کہا تھا۔

"ٹھیک ہے میں تمہاری خواہش کا احترام کر رہا ہوں۔ مگر ایک بات ذہن نشین کر لینا کہ جدھر بھی جاؤ، اپنا دل خود کے پاس محفوظ رکھنا۔"

انہوں نے گہری سانس بھر کر کہا تھا۔ تو آیان نے ناسمجھی سے بھنویں سکیڑی تھیں۔

"کیا مطلب؟"

آیان نے استفسار کیا تو وہ تحمل سے بولنے لگے۔

"مطلب یہ کہ ہم تمہارے لیے لڑکی پسند کر چکے ہیں۔ تمہیں اگر اس رشتے سے اعتراض ہوا تو پھر مجھے تمہاری چوز کہ گئی فیلڈ سے مسئلہ ہو گا۔"

لہجہ باور کروانے والا تھا۔ آیان کچھ لمحے تو اپنے سامنے بیٹھے باپ کا چہرہ تکتا رہا پھر کچھ دیر بعد گویا ہوا۔

"آپ مجھے بلیک میل کر رہے ہیں؟"

urdunovelsblog

آیان کی بات پر افتخار کا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔

"ہاہاہاہا! جو مرضی سمجھ لو۔ تمہاری بات مان رہا ہوں دل پہ پتھر رکھ کر، تو تمہیں بھی میری ماننی ہو گی۔"

افتخار نے کہا تو آیان کچھ لمحے سوچتا رہا، پھر بولا۔

"کون ہے وہ؟"

اس کے سوال پر افتخار نے ایک ابرو اٹھائی اور مسکرا کر کہا۔

"It's none of your business!"

"واہ یہ کیا بات ہوئی."

آیان تو مانو اچھل ہی پڑا تھا۔

"نکاح والے دن لگ جائے گا پتہ۔ آ کر قبول ہے کہہ کر دستخط کر دینا۔"

وہ یہ کہہ کر جگہ سے اٹھ گئے تو پیچھے اس نے آنکھیں گھما کر کہا۔

"پاپا ڈیٹس ناٹ فئیر۔"

آیان کے انداز پر وہ قہقہہ لگا گئے اور ہنستے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔

پیچھے آیان نے دل کو ٹٹولا تھا۔ جو خالی تھا۔ یا سرد۔ معلوم ناہوا۔ اس کا باپ انجانے میں ہی سہی اس کی تازہ ہوتی محبت کو دوبارہ مٹی تلے دبا گیا تھا۔

اب ایک طرف اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش تھی تو دوسری جانب اسکے دل میں محبت کی کونپلیں پھوٹ رہی تھیں۔ مگر آیان افتخار میر نے دل کی بغیر سنے اپنی زندگی کی خواہش پر لبیک کہا تھا۔ اپنی خاموش اور خود سے بھی انجان محبت وہ دفنا گیا تھا۔

اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ جن تبدیلیوں پر وہ خود کو جھڑک رہا تھا اور خود کو کوس رہا تھا وہ تبدیلیاں محبت سے جڑی ہیں تو شاید وہ فیصلہ مشکل لگتا۔

مگر ابھی وہ فیصلہ کر چکا تھا۔

اپنی زندگی کی سب سے بڑی خواہش پر لبیک کہنے کا فیصلہ۔

دل کو سرد کرنے کا فیصلہ۔

وقت ہے نا۔۔۔ یہ وقت بہت بڑے بڑے فیصلے بھی کرواتا ہے۔

وقت پنکھ لگا کر اڑا اور تین مہینے گزر گئے۔ اکتوبر کا وسط تھا۔ شاہیر بلوچ پاکستان آ چکے تھے۔ آج شاہیر ولا میں عید کا سا سماں تھا۔ حیات نے ماں کو کہہ کر شاہیر ولا کا سب سے بڑا کمرہ کھلوایا اور زرینہ بی کے ساتھ مل کر ایک طرف بستر ڈالے اور دوسری جانب کھلا کمرہ تھا جدھر سامان نامی بھی کوئی شہ نہ تھی۔ بچہ پارٹی وہاں بیٹھی پلانز پر پلانز بنا رہی تھیں کیونکہ نیچے ہر چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے واصف اور جنت کی شادی کی ڈیٹ فکس کی جا رہی تھی۔

"میں بتا رہا ہوں کہ لڑکے لڑکیوں کا کوئی گروپ نہیں بنے گا۔ پورا گینگ مل کر گروپ ڈانس کرے گا اور مل کر انجوائے کرنا ہے۔"

حاذق نے باور کروانے والے انداز میں بولا تھا۔

"ہاں ساری لڑائیاں اپنی جگہ۔ یہ خوشی مل کر سیلیبریٹ کرنی ہے۔"

حیات نے جواباً کہا تو سب نے اسے گھورا۔ وہ گڑبڑائی کہ کیا کہہ دیا بھئی۔

"یہ تم ہمیں نہیں۔ خود کو اور آیان کو بتاؤ۔"

آیت نے دونوں کو باری باری گھورتے ہوئے کہا تو وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"تم دونوں وعدہ کرو کہ آپس میں نہیں جھگڑو گے۔"

جنت نے کہا تو وہ پھر ایک دوسرے کو عجیب نظروں سے دیکھنے لگے کہ ایسا بھلا ہو سکتا ہے؟

"ایسا تو نہیں ہو سکتا کبھی بھی."

زین نے ہنستے ہوئے کہا تو آیان نے ایک نظر زین پر ڈالی اور جنت سے بولا۔

"ٹھیک ہے مگر صرف اس شادی کے لیے اتنی بڑی قربانی دے رہا ہوں میں۔"

"کونسی قربانی بھئی؟"

زینب نے حیرت سے کہا تو آیان خجل ہوا۔

"یہی کہ دونوں لڑائی نہیں کریں گے۔ جو ناممکن سی بات ہے پھر بھی جنت بھابھی اور واصف بھائی کے لیے کچھ بھی."

آیان نے ڈرامائی انداز سے کہا جس پر سب کے زندگی سے بھرپور قہقہے بے ساختہ تھے۔

"اچھا وعدہ کرو کہ اس پورے فنکشن میں تم دونوں نہیں جھگڑو گے."

جنت نے کہا تو آیان نے ٹالنا چاہا۔

"جنت بھابی! نہیں جھگڑتے یار۔"

"نہیں تم دونوں وعدہ کرو۔"

جنت نے پھر کہا۔

سب باری باری دونوں کے چہرے دیکھ رہے تھے جس پر پریشانی واضح تھی۔

"اچھا۔ وعدہ حیات میں تم سے نہیں جھگڑوں گا۔"

آیان نے کہہ کر ہاتھ آگے بڑھایا تو اس نے بھی وعدے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

"حیات بھی تم سے نہیں جھگڑے گی۔"

دونوں نے کہہ کر ہاتھ واپس گرا لیے۔

سب نے شکر ادا کیا کہ ہر وقت کی چڑ چڑ سے تو کان بخشے جائیں گے۔

"اچھے بچے ہو."

جنت نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرا دیے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

دونوں کے دماغ میں ایک ہی سوچ تھی۔ کہ وعدہ کر تو لیا ہے اب نبھانا کیسے ہے؟

رخصتی کی تاریخ دو نومبر ڈیسائیڈ ہوئی تھی۔ بچہ پارٹی اکٹھی ہو اور وہ رت جگا نہ ہو۔ ایسا کیسے ممکن تھا۔ رات تین بجے کے قریب بچہ پارٹی سوئی تھی۔

---

urdunovelsblog

"تمہیں کیوں لگتا ہے تمہارا فیصلہ درست ہے؟"

وہ گراؤنڈ میں دعاناز کے سامنے بیٹھی استفسار کر رہی تھی۔لاریب آج چھٹی پر تھی۔ماہا اور علیزے کو کوئی اسائمنٹ دینی تھی بریک کے بعد تو کلاس میں ہی بیٹھی تھیں۔حیات اور دعاناز آج اکیلے بیٹھی تھیں۔جب دعاناز نے اپنا کوئی نیا فیصلہ حیات کو سنایا تھا۔

"تمہیں کیوں لگتا ہے تمہارا فیصلہ درست ہے؟"

وہ گھاس نوچتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"کیونکہ اس فیصلے میں میری اللہ تعالیٰ نے مدد کی ہے۔"

دعاناز ہاتھوں کو پیچھے جمائے ٹانگیں گھاس پر پھیلائے آسمان کو دیکھتے ہوئے بولی تھی.

حیات نے اچنبے سے اسے دیکھا جیسے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔

"ناز! تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

حیات نے ناسمجھی سے اسے دیکھا جس کا چہرہ حجاب کے ہالے میں دمک رہا تھا۔

"جو تم سمجھ رہی ہو۔"

اس نے نرمی سے جواب دیا۔حیات کچھ پل خاموش رہی پھر سہمے لہجے میں بولی۔

"مگر ناز! اللہ تعالیٰ تو کسی سے بات نہیں کرتے."

وہ معصومیت سے بولی تھی۔اس کی بات پر دعاناز نے آسمان سے نظریں ہٹا کر ٹانگوں کو سمیٹا اور حیات کے چہرے پر نظریں جمائیں جو کنفیوز تھی۔

"تمہیں کس نے کہا اللہ تعالیٰ بات نہیں کرتے؟"

اس کی آواز میں کسی قسم کا طنز یا مذاق نہیں تھا۔

"مجھے کبھی کسی نے یہ بھی نہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ بات کرتے ہیں."

حیات نے سادہ سے لہجے میں کہا تھا۔

urdunovelsblog

"حیات! ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ تم جانتی ہو نا اللہ تعالیٰ ستر ماؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں انسان سے۔ مگر تمہیں یہ پتا ہے کہ یہاں ستر کا لفظ کیوں استعمال ہوا؟"

دعا ناز کی بات پر حیات نے نفی میں سر ہلا دیا۔ وہ اسے سننا چاہتی تھی۔

" ستر کا مطلب ہوتا ہے لامحدود۔ اللہ تعالیٰ ہم سے مطلب اپنے بندوں سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ اس کا اندازہ اسی بات سے لگالو کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہر گناہ کا پردہ رکھا ہوا ہے۔"

دعا ناز نے گہری سانس لی اور پھر گویا ہوئی۔

"ہمارا پروردگار ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے حیات۔ اور تمہیں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے، اپنے بندوں سے بات نہیں کرتے؟"

وہ سادہ سے لہجے میں استفسار کر رہی تھی۔ کسی قسم کا کوئی طنز نہیں تھا۔ حیات بہت غور سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

"مگر اللہ تعالیٰ نے کبھی مجھ سے بات نہیں کی."

حیات نے گھاس نوچتے ہوئے معصومیت سے کہا۔

"تم نے کبھی کوشش کی؟"

دعا ناز نے گہری سانس بھر کر کہا تو حیات نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

"اللہ تعالیٰ سے بات کیسے کرتے ہیں؟"

"اگر تم چاہتی ہو کہ تم اللہ تعالیٰ سے بات کرو تو نماز پڑھا کرو اور اگر تم چاہتی کو اللہ تعالیٰ تم سے باتیں کریں تو قرآن مجید پڑھا کرو۔"

دعا ناز نے نرمی سے سمجھایا تو حیات جھٹ بولی۔

"مگر ناز! میں تو قرآن پاک پڑھتی ہوں۔"

"قرآن پاک کو پڑھنا نہیں ہے، سمجھنا ہے۔ اگر تمہارے ٹیچرز تمہیں فارسی میں لیکچر ز دیں تو تم کیا سمجھو گی؟"

دعا ناز نے نرمی سے کہا وہی نرمی جو اس کی ذات کا حصہ تھی۔

"کچھ بھی نہیں۔"

urdunovelsblog

حیات نے افسوس سے کہا تو جوابا دُعا بولی۔

"ایگزیکٹلی۔ بالکل اسی طرح، جو زبان تمہاری نہیں ہے مطلب عربی۔ تم اسے پڑھ بھی لو تو کیا سمجھو گی۔"

دعا نے کہا تو حیات کو جیسے سب سمجھ آ گیا۔

"مطلب مجھے ترجمے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھنا ہے؟"

وہ جیسے سمجھ گئی تھی۔

"بالکل! چاہے دن کی ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔"

دعا ناز نے نرمی سے بہت کچھ سمجھا دیا تھا جو حیات کے دماغ میں گڑھ کر گیا تھا۔ وہ تو یہ سوچ کر ہی پر جوش ہو گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ بات کریں گے۔

---

30 اکتوبر؛

وہ گاڑی کا دروازہ بند کر کے کورٹ دائیں بازو پر ڈالے باہر نکلا تو لان میں غیر معمولی گہما گہمی میں افتخار اور نواز کو کھڑا پایا۔ ہر طرف پھولوں کی لڑیوں، کرسیاں، صوفے، ڈھولک اور طرح طرح کی چیزیں پڑی تھیں۔ وہ حیران ہوتا ہوا اپنے باپ اور چاچو تک پہنچا تھا۔

"پاپا! یہ سب کیا ہے؟ مہندی میں تو دو دن ہیں ابھی۔"

واصف نے لان کی طرف اشارہ کر کے پوچھا تھا۔

"مایوں کی تیاریاں۔"

افتخار نے مصروف سے انداز میں جواب دیا تو واصف کے چہرے کے زاویے بگڑے۔

"پاپا! یہ فنکشن تو لڑکیوں کے ہوتے ہیں۔"

واصی کی بات پر افتخار نے خشمگیں نگاہوں سے اسے دیکھا جو صرف آفس کی حد تک رہ گیا ہوا تھا اور اپنی شادی کا کوئی ہوش ہی نا تھا۔

urdunovelsblog

"یہ تمہارے لیے ہے بھی نہیں۔ عثمان لوگ آج آجائیں گے۔انکے کمرے سیٹ کرواؤ نفیسہ اور سامیہ بھابی سے کہہ کر۔اور جاتے جاتے نفیسہ کو بھیجو زرا۔"

انہوں نے اسے ایک ہی بار میں ساری تفصیل بتائی اور پیچھے کھڑے لڑکے کو کچھ سمجھانے لگے۔نواز بھی ارد گرد لڑکوں کو کچھ کہہ رہے تھے۔

"پاپا! فنکشن جوائن ہوں گے؟"

واصی نے خجل سے انداز میں پوچھا تو افتخار نے اسے گھورا تھا۔وہ شادی کے فنکشن شروع ہونے سے پہلے پہلے آفس کا کام کافی حد تک نپٹا دینا چاہتا تھا اور ایسے میں نواز کبھی کبھار آفس کا چکر لگا رہے تھے مگر افتخار نے ڈیٹ فکس ہونے کے بعد سے آفس میں قدم نا رکھا تھا۔ جبھی کام کا سارا بوجھ واصف پر تھا۔آج کے دن وہ بھی اپنی چھٹی کا اعلان کر آیا تھا۔

"یہ تو اسی دن ڈیسائیڈ ہو گیا تھا کہ فنکشن جوائن ہوں گے۔اب آدھے مہمان یہاں اور آدھے وہاں تو جا نہیں سکتے اور اسلام آباد پڑوس میں تو ہے نہیں کہ مہمان گھن چکر بنے رہیں۔"

"اوہ‌ہ‌ہ!! تو ماموں لوگ آرہے ہیں مطلب۔"

واصف نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلا کر کہا تو جواباً افتخار بولے۔

"ہاں۔اب جاؤ فریش ہو جاؤ۔نفیسہ کو چائے کا کہہ دینا اور میرا فون اندر ہے وہ بھی بھجوا دینا شاہیر ابھی تک آیا نہیں۔"

وہ ایک ہی بار میں اتنا کچھ بول گئے تو واصف ہنستا ہوا انہیں کاندھوں سے تھام گیا۔

"پاپا! آپ اندر چلیں آرام سے بیٹھیں یہ سارا کام ہم لڑکے دیکھ لیں گے مل کر۔"

واصف نے سمجھانا چاہا تو وہ تیوری چڑھا کر بولے۔

"ایسے کیسے بھئی۔تم لوگوں کے ذمے جو باقی کام ہیں وہ نپٹا لو۔یہ سب میں اور نواز دیکھ لیں گے اور شاہیر بھی تو ہے۔"

بیٹے کی شادی کی خوشی میں وہ نکھرے نکھرے اور تروتازہ تھے اور ہر کام خود کرنا چاہتے تھے۔

واصف نے سمجھ کر سر ہلایا اور مسکرا کر اندر کی جانب چلا گیا۔

31اکتوبر:

مایوں۔

"خبردار!! جو تم نے جنت سے ملنے کی کوشش کی تو۔"

نفیسہ گیسٹ روم کے دروازے کے سامنے کھڑی کڑے تیوروں سے کہہ رہی تھیں۔

"مگر مما! وہ میرے نکاح میں ہے۔"

واصف نے جیسے یاد کروانا چاہا۔

"نہیں ملنا تو نہیں ملنا۔ دلہن کو روپ نہیں آتا بھئی۔"

نفیسہ واصف کو جنت سے ملنے سے روکنے کے لیے دروازے کے آگے کھڑی تھیں۔ اندر جنت انکی آوازیں سنتی ہانی، حیات اور آیت کے ساتھ مل کر ہنس رہی تھی۔

"آپ پڑھی لکھی ہو کر ایسی باتیں کر رہی ہیں۔"

واصف نے مصنوعی افسوس سے کہا تو جواباً نفیسہ نے ناک سے مکھی اڑائی اور دروازہ زرا سا کھول کر اندر راونچی آواز سے کہا۔

"آپ سب لوگ سن لو۔ یہ آپ لوگوں کی ڈیوٹی ہے کہ واصف کو جنت سے ملنے سے روکنا ہے۔ نظر رکھنا اس پر۔"

نفیسہ کی بات پر واصف کے پیچھے کھڑے زین، آیان اور حاذق ہنسنے لگے تو وہ غصے سے انہیں گھور کر اپنی ماں کو بے بسی سے دیکھنے لگا اور پھر التجائی نظروں سے پاس کھڑی سامیہ کو دیکھنے لگا۔

"بھابھی ملنے دیں نا۔ دیکھیں کیسے اتاؤلا ہو رہا ہے۔"

سامیہ نے حمایت کرنی چاہی تو نفیسہ بولی۔

"سامیہ تم بھی؟؟ تم ان کے ڈرامے چھوڑو اور میرے ساتھ آؤ ذرا باہر کا انتظام دیکھ آئیں کہ کسی چیز کی کمی تو نہیں۔ اور مہندی والی کو فون بھی کرو کہ وہ کب تک آ رہی ہے۔ رات کو فنکشن ہے اور وہ ابھی تک پہنچی ہی نہیں۔"

نفیسہ سامیہ کو ساتھ لیے دروازے سے دور جاتی گئیں۔ پیچھے واصف بے بس سا کھڑا تھا۔ وہ اندر جا سکتا تھا مگر مسئلہ یہ تھا کہ فوج اندر بھی تھی اور باہر بھی۔ اور وہ اتنی بڑی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ بھی ایسی فوج۔۔۔ افففففف۔!! وہ اپنا سا منہ لیے وہاں کھڑا تھا۔

"یار یہ سب کیا ہے؟؟"

واصی بے بسی سے بولا تھا۔

"شادی آپکی۔"

جواب آیان کی طرف سے آیا تھا۔

"اپنی یہ جلی کٹی شکل لے کر یہاں سے جائیں۔ ہم نے اندر موجود اپنے سپاہیوں کو لے کر ڈانس پریکٹس کرنی ہے۔"

آیان نے شان بے نیازی سے کہا تو واصف نے منہ کے زاویے بگاڑے۔

"عزت ہی کوئی نہیں۔"

واصی بڑبڑاتا ہوا وہاں سے چلا گیا تو ہانی نے جھٹ دروازہ کھولا۔

"چلو آؤ اب! کل مہندی ہے اور ابھی تک ڈانس پریکٹس ہی کمپلیٹ نہیں ہے۔ حد ہو گئی ہے۔"

"بالکل!"

حیات بھی کمر پر ہاتھ جمائے دروازے پر نمودار ہوئی۔

وہ سب مل کر وہاں سے میر ہاؤس کے سب سے وسیع کمرے میں داخل ہوئے جدھر آجکل وہ رت جگا اور ڈانس پریکٹس کے لیے پائے جاتے تھے۔

urdunovelsblog

وہ وہاں بیٹھے باقی کا انتظار کرنے لگے جو راستے میں غائب ہو گئے تھے۔

"آیان! اٹھ جاؤ یار خدا کا واسطہ۔"

حیات نے غصے سے اسے کہا جو کمرے میں آتے ہی لیٹ چکا تھا اور اب ہلنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ حیات کی آواز پر وہ اٹھ کر بیٹھا تھا۔

"جو حکم میرے آقا۔"

تابعداری کا عمدہ مظاہرہ کیا گیا تھا۔

"حاذی کدھر ہے؟"

آیت نے استفسار کیا۔

"ٹھوس رہا ہو گا کہیں کچھ۔"

آیان نے اپنی جمائی روکتے ہوئے کہا تو آیت حاذی کو بلانے کے لیے اٹھی۔

"زین کو بھی لے آنا۔ یہاں بندے ہی پورے نہیں ہیں۔"

حیات نے کلس کر کہا تو آیت سر ہلا کر چلی گئی۔ آیان چند لمحوں میں اپنا وعدہ بھولا تھا۔

"زین کو بھائی کہا کرو۔"

آیان کی آواز پہ ہاتھ اسکے اپنی ہائی ٹیل کو کستے ہاتھ رکے۔

"کیوں؟"

حیرت سے پوچھا گیا۔

"بڑا ہے تم سے۔"

یاد کروایا گیا۔

"وہ تو تم بھی ہو۔"

جل کر کہا گیا۔ اس سے پہلے کہ آیان کچھ بولتا ہانی جو ان کی گفتگو مزے سے سن رہی تھی، بولی۔

"تو اسے بھی بھائی بول لیا کرو۔"

ہانی کی بات پر حیات کا قہقہہ بے ساختہ تھا اور آیان کے منہ سے نکلنے والا استغفر اللہ بھی۔

تبھی آیت حاذق، ذین اور زینب کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

بینش اور عبد اللہ پہلے ہی کمرے میں موجود تھے اور کیمرے کے ساتھ چھیڑ خانی کر رہے تھے۔ آیت لوگوں کو آتا دیکھ کر کیمرہ ایک طرف رکھ دیا اور کھڑے ہو گئے۔

"چلو اپنی اپنی جگہ لو۔ آخری والے گانے کی پریکٹس رہتی ہے بس."

حیات نے کہتے ہوئے عبد اللہ کو گانا بتایا تو وہ سر ہلا گیا۔

"حیات اس پر تو پارٹنرز سوچا تھا۔"

آیت نے گانا سنا تو اسے یاد آیا۔

urdunovelsblog

"ہاں تو پارٹنرز ہی بنیں گے۔ تم لوگ کر لو ڈیسائیڈ کہ کس نے کس کے ساتھ کرنا ہے ڈانس۔"

حیات نے جواباً کہا تو حاذق جھٹ بولا۔

"میں اور آیت۔"

"ہاں ٹھیک ہے مگر پلیز تمیز والا کرنا آل از ویل والا نہیں۔"

آیت نے کہا تو سب ایک ساتھ اس ڈانس کو یاد کرتے ہنس دیے تھے۔ البتہ حاذق نے کرتے تیوروں سے آیت کو گھورا تھا۔

"میں اور تم؟"

زین نے حیات سے پوچھا تو آیان نے دانت پیس کر کہا۔

"نہیں! میں اور حیات۔"

حیات نے ابرو اچکائے۔

"حیات تم بتاؤ۔ آیان یا زین۔"

ہانی کے کہنے پر حیات نے باری باری دونوں کو دیکھا اور ایک جلی مسکراہٹ آیان پر اچھال کر بولی۔

"زین۔"

اس کے بولنے کی دیر تھی۔ آیان جا کر صوفے پر بیٹھ گیا اور بولا۔

"پھر میں کروں گا ہی نہیں۔"

وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے کوئی ضدی بچہ لگ رہا تھا۔

"یہ کیا طریقہ ہے۔ پہلے ہی ہمارے پاس ایک لڑکا کم ہے اور اب تم بھی یہی کرو گے۔"

ہانی غصے سے بولی تو جواباً زین ہار مانتے ہوئے بولا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ میں اور ہانی کر لیں گے۔ تم اور حیات کر لینا۔"

زین کی بات پر وہ فاتحانہ انداز سے حیات کو دیکھتے ہوئے اس کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا تو حیات نے آنکھیں گھمائیں۔

"میرا پارٹنر؟"

زینب نے کہا حیات نے جھٹ کہا۔

"عمیر بھائی کو لاتے ہیں پکڑ کے۔"

"بینش؟"

ہانی نے کہا تو عبداللہ بولا۔

"میں اور بینش۔"

وہ دونوں بہن بھائی تو مانو ایک دوسرے کے علاوہ کسی کو گھاس ڈالنا پسند نہیں کرتے تھے۔ صرف ایک دوسرے کے ساتھ ہی پائے جاتے ہمیشہ۔

"!DONE"

سب نے کہا اور پھر عمیر کو لا کر پریکٹس شروع کر دی۔

مایوں کا فنکشن شروع ہو چکا تھا۔ لڑکے اپنے حجروں میں بیٹھے گپیں ہانک رہے تھے کیونکہ انکے مطابق یہ خاص لڑکیوں والا فنکشن ہے اور انکا کوئی کام نہیں۔ جنت مایوں بیٹھی تھی اور پیلے جوڑے میں ملبوس شرمائی گھبرائی سی تھی۔

واصف کو لڑکوں نے کمرے میں بند کیا ہوا تھا اور ساتھ خود بھی بند تھے۔ ساری لڑکیوں نے پیلے جوڑے پہن رکھے تھے۔

ساری رسموں کے بعد جب جنت کو کمرے میں لے گئے تو ڈھولک رکھ لی گئی۔ ڈھولک کی آواز پر سارے لڑکے مقابلہ بازی کے لیے آ گئے۔

"مہندی لگا کے رکھنا۔ ڈولی سجا کے رکھنا۔ لینے تجھے گوری آئیں گے تیرے سجنا۔۔۔۔۔۔"

"لے جائیں گے لے جائیں گے دل والے دلہنیا لے جائیں گے۔۔۔۔۔۔"

"کالا ڈوریا۔۔۔۔۔۔۔۔"

مقابلہ بازی عروج پر تھی اور یوں لگ رہا تھا کہ ساری لڑکیاں دلہن کی طرف سے ہیں اور سارے لڑکے دلہے کی طرف سے۔

واصف بھی سفید شلوار قمیض پہنے مزے سے مقابلہ بازی دیکھ رہا تھااور وقفے وقفے سے حصہ بھی لے رہا تھا۔
سامیہ،نفیسہ اور سعدیہ بھی دیگر رشتے دار خواتین کے ساتھ بیٹھیں لڑکیوں کی ٹیم کو سپورٹ کر رہی تھیں اور دوسری جانب شاہیر،افتخار اور نواز بس بیٹھے سب کو دیکھتے مسکرا رہے تھے۔

---

1 نومبر:

مہندی؛

"حیات تم تو اسپرالگ رہی ہو۔"

آیت نے اسے سرتاپیر دیکھتے ہوئے سراہا تھا جو اورنج کرتی کے ساتھ کامدار لہنگا چولی میں ملبوس تھی۔

"تم ہمیشہ یہی کہتی ہو."

حیات نے ناک سکوڑ کر جواب دیا اور پھر سے اپنی نتھ سیٹ کرنے لگی۔ جو اس پر بہت جچ رہی تھی۔ ساری لڑکیوں نے ایک جیسی لہنگا چولی پہنی تھی مگر دوپٹے اور کرتیوں کے رنگ سب کے مختلف تھے۔

دوسری طرف لڑکوں نے اورنج قمیضوں کے ساتھ سفید شلواریں زیب تن کی ہوئی تھیں۔

جنت نے گرین کلر کے کامدار لہنگے کے ساتھ پنک کرتی پہنی ہوئی تھی اور جالی دار دوپٹہ نفاست سے سرپر پنز کی مدد سے سیٹ کیا گیا تھا۔ مہندی کی مناسبت سے کیا میک اپ اور چہرے پر پھیلی خوشی الگ ہی چمک دمک پیدا کر رہی تھی۔

واصف نے سفید شلوار قمیض پر گرین واسکوٹ پہن رکھی تھی اور بالوں کو نفاست سے سیٹ کیے وہ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ بات بات پر کھلتا چہرہ اس کی خوشی کا پتا دے رہا تھا۔

"واؤ حیات آپی۔ آپ تو بہت پیاری لگ رہی ہے ہیں۔"

بینش نے کیمرہ حیات کی طرف کیا جو ابھی بھی اپنی نتھ کو سیٹ کر رہی تھی اور اس کو سیٹ کرنے کے چکر میں آنکھوں میں پانی آگیا تھا۔

"ناگن لگ رہی ہو ناگن."

حیات مڑی تو آیان نے اسکی نتھ دیکھ کر نئے لقب سے نوازا۔

"حیات ہی نہیں۔۔۔۔۔باقی سب بھی۔"

حاذق نے باری باری سب لڑکیوں کی نتھ دیکھی۔جب نظر بینش کی نتھ پر نظر پڑی تو حیران ہوا۔

"بینش تم بھی ناگن بن گئی۔"

"توسب لگا رہے تھے میں کیوں پیچھے رہتی۔"

بینش نے بھی ناک سکوڑ کر جواب دیا اور عبداللہ کو کیمرہ پکڑا کر اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے وہاں سے نکل گئی۔

فنکشن اپنے عروج پر تھا۔

تمام رسومات سے جب فارغ ہوئے تو بچہ پارٹی اسٹیج پر آگئی۔

".It's dance time"

"آگے پیچھے پھڑے ہیں یوں تماشے کرے ہیں۔۔۔۔۔ہونے والا نہیں کچھ تیرا۔۔۔۔۔"

گانے کی بیٹ پر ڈانس بھی جاری تھا۔

"آھھھ!!"

حیات دبا دبا چیخی۔

"تمیز سے کرو۔میرے پاؤں پر تمہارا پاؤں آرہا ہے."

حیات نے گھورتے ہوئے ڈانس کے دوران ہی کہا تو وہ بھی مسکراہٹ دبا کر بولا۔

"بس پاؤں ہی آیا ہے۔تم تو ایسے اچھل رہی ہو جیسے دل آگیا ہو۔"

آیان نے کہا تو وہ جل کر بولی۔

"اللہ کرے کہ تمہارا مجھ پر دل آئے۔"

"اللہ ہی کرے۔۔۔۔۔۔"

وہ بھی دوبدو بولا تھا۔

وہ گھوم کر اس کے سامنے آیا تھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر گھمایا تھا۔

یہ انکے ڈانس کا آخری سٹیپ تھا۔

گانا ختم ہوا۔اگلا گانا وہ تھا جس پر بینش اور عبداللہ ڈانس کرنے والے تھے، تو باقی سب ہوٹنگ میں سٹیج سے اتر گئے۔

"ویسے جتنی پیاری لگ رہی ہو، ہو سکتا میرا دل آہی جائے۔"

آیان اس کے پیچھے ہی سٹیج سے اترتا ہوا بولا اور اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"بکو مت۔"

وہ اسے ایک ہاتھ سے پرے دھکیلتے سائیڈ سے گزر گئی تھی تو پیچھے وہ قہقہہ لگا گیا۔

"ہم نے ہی ڈانس میں رونق ڈالی تھی۔ تم لوگ تو بندروں کی طرح اچھل رہے تھے۔"

آیت نے لڑکوں کو گھورتے ہوئے کہا تو عمیر نے ابرو اچکائے۔

"ایسی بات ہے تو چیلنج ہو جائے؟"

جواباً سب نے تائید کی۔

"ڈن کرو۔"

"رافتہ رافتہ دیکھو آنکھ میری لڑی ہے۔۔۔۔۔"

لڑکوں نے اس گانے پر ڈانس کیا تو ہر طرف ہوٹنگ ہونے لگی مگر جب لڑکیاں میدان میں اتریں تو وہ بھی کم نہ تھیں۔

"شکر ونڈا لیے۔۔۔۔۔ مورا پیا موں سے ملن آیو۔۔۔۔۔"

لڑکیوں نے بھی سٹیج پر آگ لگا دی تھی۔

فنکشن رات کے دو بجے اختتام کو پہنچا اور سب تھک ہار کر سو گئے۔

---

2 نومبر:

بارات:

نومبر کی آمد تھی اور ہوا میں خنکی قدرتی فعل تھا۔ایسے میں میر ہاؤس کے مکین ہال کے لیے نکل رہے تھے۔

"آیان! شہزادہ لگ رہا ہے یار تو تو۔"

حاذق نے ستائشی نظروں سے اسے دیکھا جو بلیک پینٹ کورٹ میں نفاست سے بال سیٹ کیے بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ چمکتی گہری کالی آنکھیں خوشی کا تاثر لیے ہوئے تھیں۔

"تو بھی اچھا لگ رہا ہے یار۔"

وہ حاذق کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

جسے جہاں جگہ ملی تھی وہ اس کے ساتھ آ گیا تھا اس لیے سب ہال میں آ کر مل رہے تھے۔

"واہ اوئے سارے ویٹر لگ رہے ہو۔"

حیات پیچھے سے ہیل کی ٹک ٹک کرتے انکے قریب آئی اور ان کو دیکھ کر کہا جنہوں نے بلیک پینٹ کوٹ پہن رکھے تھے۔

سب لڑکوں نے بلیک پینٹ کوٹ پہن رکھے تھے۔

"اور تم بالکل براؤن کلر کی چھپکلی۔"

آیان نے بھی اسکی براؤن کم گولڈن پیروں کو چھوتی میکسی پر چوٹ کی۔ جس کے بازوؤں پر کام ہوا ہوا تھا اور دامن پر جگہ جگہ ہلکا پھلکا کام تھا۔ حیات ہلکے سے میک اپ کے ساتھ بالوں کا خوبصورت سا سائیڈ بن بنائے بہت پیاری لگ رہی تھی۔

"بندر میں تمھارا۔۔۔۔۔"

حیات کچھ کہتی جب آیت نے انہیں ٹوکا۔

"حیات! آیان! تم لوگوں نے ہم سب کو گواہ بنا کر وعدہ کیا تھا کہ نہیں جھگڑو گے."

آیت نے یاد دہانی کروائی تھی تو آیان نے بتیسی نکالی۔

" جھگڑ کہاں رہے ہیں؟ میں نے تو تعریف کی تھی۔"

جواباً حیات نے بھی صفائی پیش کی۔

"میں نے بھی بس تعریف ہی کی تھی۔"

آیان نے اسکے جواب پر اسے گھورا۔

"اسے تعریف کہتے ہیں؟"

تو جواباً حیات بھی دو بدو بولی۔

"جو تم نے کی اسے تعریف کہتے ہیں؟"

اس بار ہانی زچ ہوئی تھی۔

"بس کردو بس کردو۔ کبھی تو بس کردیا کرو۔"

"انہوں نے تاحیات ایسے ہی رہنا ہے۔"

بینش نے کیمرہ انکی طرف گھماتے ہوئے کہا تھا۔

"انشاءاللہ!"

حاذی نے شرارت سے کہا تو حیات نے اسکی کمر میں مکا جڑا تو وہ کراہ اٹھا۔

"گدھے! میں کیوں تاحیات اس کے ساتھ رہنے لگی۔ جان چھوڑو میری۔"

اس کی بات پر آیان بھی ترخ کر بولا۔

"مجھے بھی کوئی شوق نہیں کہ تمہیں تاحیات برداشت کروں۔ ہنہہ۔"

سخت نظروں کا تبادلہ ہوا۔

مگر کچھ لمحے ہوتے ہیں قبولیت کے۔

کچھ گھڑیاں ہوتی ہیں قبولیت کیں۔

اب بینش اور حاذق کے منہ سے نکلنے والے الفاظ کا وقت قبولیت کا تھا یا پھر آیان اور حیات کے۔ یہ تو بہترین وقت ہی بتائے گا۔

"یار یہ رخصتی کا کیا سین تھا۔ رخصت ہو کے بعد بھی یہیں آنا تھا تو۔"

زینب نے پر سوچ انداز میں کہا تو زین نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

"چپ رہو۔ بڑوں کی مرضی بھئی۔ خاندان کی پہلی شادی ہے اور وہ اپنے چاؤ بھی پورے نہ کریں۔"

بارات کے بعد باقی تمام رسومات کے بعد اب رات کے دس بجے بچہ پارٹی فارغ ہو کر اسی کمرے میں بستروں پر بیٹھے تھے جس میں وہ ڈانس پریکٹس کے لیے پائے جاتے تھے اور آج کے فنکشن کی پکس دیکھنے میں مصروف تھے۔

urdunovelsblog

زین کے کہنے پر وہ پھر کچھ کہنے لگی۔

"یار ذین۔۔۔۔"

زین نے درمیان میں اسکی بات اچک لی۔

"بڑا ہوں بھائی کہا کرو۔"

بولتے وقت تھوڑا رعب جمانا چاہا تھا۔

"ایک دو منٹ ہی بڑے ہو۔ منہ بند رکھو اپنا۔"

زینب بھی ترخ کر بولی تھی۔

"حیات اور آیان کم ہیں جو تم دونوں بھی شروع ہو گئے۔"

آیت نے لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھا کر جنجھلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب۔ وہ دونوں تو ہم سب کے برابر ہیں۔"

زین نے ہنستے ہوئے کہا تو حاذق جو آیت کے ساتھ ہی لیپ ٹاپ میں تصاویر دیکھ رہا تھا، بولا۔

"ویسے یارو! اگر وہ دونوں اکٹھے ہو گئے۔ مطلب کسی طرح بھی، وہ اکٹھے ہو گئے تو وہ ہم سب پر بھاری ہوں گے۔"

زینب نے بھنویں سکیڑ کر جواب دیا۔

"وہ دونوں اکٹھے ہو ہی نہیں سکتے۔"

زین کے ماتھے پر بھی نمایاں تھے۔ البتہ حیات اور آیان جو مرکزِ گفتگو تھے، وہاں موجود نہیں تھے۔

"کیوں بھئی۔ فرض کرو بڑے دونوں کی شادی کروا دیں۔"

حاذق نے کہا تو زینب نے اکھڑے لہجے میں کہا۔

"استغفر اللہ حاذق! کیسی باتیں کر رہے ہو تم؟ کچھ بھی بکے جا رہے ہو۔"

زین نے اپنی بہن کی بات میں اضافہ کیا تھا۔

"پاگل ہو گیا ہے حاذق! یہ تو ناممکن سی بات ہے۔"

آیت البتہ ان دونوں بہن بھائیوں کے عجیب لہجے بڑی گہری نظروں سے جانچ رہی تھی۔ پھر بولی۔

"اللہ تعالیٰ کے لیے تو ہر چیز ممکن ہے۔"

لہجہ کچھ یاد دہانی کروانے والا تھا اور ہر لفظ پر زور دیا گیا تھا۔

"مگر آیت یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے، ان دونوں کے حالات ہمارے سامنے ہیں۔"

زینب نے کچھ تحمل سے کہا تھا۔

"ہو سکتا ہے دونوں کو ایک دوسرے سے محبت ہو جائے۔"

یہ حاذق تھا۔۔۔فلاسفر۔

"محبت ایسے تو نہیں ہو جاتی نا۔ عمر دیکھو۔"

زینب کے کہنے پر آیت استہزائیہ ہنسی تھی.

"کتنی معصوم ہو تم۔ تمہیں کس نے کہہ دیا کہ محبت عمر کو دیکھ کر ہوتی ہے۔ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ محبت کیا ہے."

آیت نے ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا تو جواباً زین نے استفسار کیا تھا۔

"کیا ہے محبت؟"

زین جیسے جاننا چاہ رہا تھا۔

"مجھے نہیں پتا محبت کیا ہے۔ مگر میں سمجھتی ہوں کہ محبت پاکیزگی کا دوسرا نام ہے۔ محبت ایک الہامی جذبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہیں، جس کے چاہیں دل میں کسی کے لیے محبت ڈال دیتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کسی کی محبت کو دل سے نکال پھینکنا اور کسی کے دل میں کسے دوسرے کی محبت ڈال دینا۔ محبت انسان خود نہیں کرتا، یہ اللہ تعالیٰ دلوں میں ڈالتے ہیں۔ جیسے والدین کے دل میں اپنی اولاد کی محبت۔ ایسے ہی محبت کا جذبہ پاکیزہ ہوتا ہے، بالکل صاف، شفاف اور الہامی۔"

آیت ایک جذب سے بول رہی تھی۔ اور پھر ایک گہرہ سانس لے کر خاموش ہو گئی۔

اسکے الفاظ کو سمجھتے کچھ دیر وہاں چند لمحے خاموشی رہی تھی۔

"اتنی بڑی باتیں سیکھ لی ہیں تم نے تو۔"

زین کی متاثر سی آواز نے کمرے کی خاموشی کو توڑا تھا۔

urdunovelsblog

"ہیں کہاں وہ دونوں ؟؟"

زینب نے بات بدلنی چاہی جیسے مزید اس بارے میں بات نا کرنا چاہتی ہو۔

"ایک جنت کے ساتھ اور دوسرا واصف کے ساتھ مل کر بینش اور عبداللہ کو لے کر کمرے کا ولاگ بنا رہا ہے۔"

حاذق نے لیپ ٹاپ اپنی طرف گھماتے ہوئے عام سے لہجے میں جواب دیا تھا۔

"اور عمیر بھائی؟"

زینب نے پھر پوچھا۔

"وہ بھی واصی بھائی کے ساتھ۔"

جواب آیت کی طرف سے آیا تھا۔

"چلو ہم بھی چلیں۔"

زینب نے کہا مگر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی۔ نظریں دروازے پر پڑیں جہاں وہ دونوں اندر داخل ہو رہے تھے۔

"بندر یار۔۔۔مان گئی تمہیں۔۔۔۔۔ہاہاہاہاہا۔"

حیات ہنستے ہوئے آیان کے ہاتھ پر ہاتھ مارتی کہہ رہی تھی۔

"کہا تھا نا چھپکلی۔امپریس ہو جاؤ گی۔"

آیان نے بھی ہنستے ہوئے کہا تو وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

"ماشاءاللہ!! اللہ نظر بد سے بچائے۔اتنا سلوک دونوں میں۔"

آیت نے شرارتی لہجے میں کہا تھا۔

اسکی آواز پر حیات نے آیان کو اور آیان نے حیات کو دیکھا تھا پھر سب کو باری باری فرصت سے گھورا تھا۔

"تم لوگوں کو مسئلہ کیا ہے؟؟ ہم جھگڑیں تب بھی مسئلہ۔ہم تمیز سے بات کر لیں تب بھی مسئلہ۔چاہتے کیا ہو تم لوگ؟"

آیان نے چڑ کر کہا تو پیچھے سے آتی بینش کی ہنسی نکلی۔

"اوہو کول ڈاؤن برو۔۔۔۔!!"

حاذق نے شرارت سے کہا تھا اور وہ سب ہنس دیے۔

پھر بینش اور عبداللہ نے سارا ڈیٹا لیپ ٹاپ میں ٹرانسفر کیا تو سب بیٹھ کر پورے دن کی تصاویر دیکھنے لگے جس میں طریقے سے کھینچی تصاویر تو چند ایک تھیں مگر سب کی بری سے بری تصویر بھی عبداللہ بینش نے کیمرہ میں اتاری تھی جسے دیکھ کر سب ہنسی میں لوٹ پوٹ ہو رہے تھے

تصاویر دیکھتے دیکھتے حیات کو اچانک یاد آیا تو لیپ ٹاپ کی سکرین بند کی اور بولی۔

"آیت، زینی، ہانی!! اٹھو۔۔۔۔ واصی بھائی کو کمرے میں نہیں تھا جانے دینا۔ راستہ روکنا تھا یار انکا۔"

وہ کہتے ساتھ اٹھ کر جوتا پاؤں میں اڑس رہی تھی جب حاذق اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ کہاں کا انصاف ہوا تم لوگوں نے پہلے بھی روکا تھا۔۔۔ اب ہم لوگ روکیں گے۔"

حاذق کا اشارہ آیان، عبداللہ، ذین اور عمیر کی طرف تھا۔

"اوئے بندر کے اسسٹنٹ منہ بند رکھو اپنا۔"

حیات آیت لوگوں کو اشارہ کرتی اسے وارن کرنے لگی۔

"ایک کام کرتے ہیں سب مل کر روکتے ہیں راستہ۔"

عمیر صلح پسند بندہ تھا، درمیان میں بولا تھا۔

"یہ بیسٹ ہے۔"

ہانی نے کہا تو حیات نے کچھ سوچ کر ہامی بھر لی۔

"آجاؤ پھر۔"

آیت نے نکلتے ہوئے ان کو کہا تھا۔

"یہ کیا ہے بھئی۔ پہلے کا تیس ہزار ہضم ہو گیا جو پھر آ گئے ہو۔"

واصف نے انہیں کمرے کے باہر کھڑا پایا تو گویا ہوا۔ وہ افتخار کی بات سننے کے لیے انکے کمرے میں گیا ہوا تھا اور واپسی پر پوری ٹولی کو اپنا منتظر پایا تھا۔

"ہمیں نہیں پتا واصی بھائی، آپ نے ان تینوں کو دیا تھا ہم کس خاطے میں آتے ہیں۔"

بینش نہایت معصومیت سے بولی تھی۔ اسی معصومیت سے جو صرف اپنی بات منوانے کے لیے اڈتی ہے۔

"بینش تم مجھ سے دس ہزار الگ سے لے لینا مگر انکی ٹیم سے نکلو۔"

واصف نے لالچ دینا چاہا تو بینش نے ایک نظر بہن کو دیکھا جو اسے گھور رہی تھی پھر واصف کو کہنے لگا۔

"رشوت دے رہے ہیں؟ نہیں منظور۔"

بینش کے کہنے پر حیات نے اس کے کندھے پر فخریہ چپیر رسید کی تھی جس سے وہ اپنا کندھا سہلا کر رہی گئی تھی۔

"نکالیں ایک لاکھ۔"

ہانی نے مسکرا کر کہا تو واصف نے معصومیت کا مظاہرہ کرنا چاہا۔

"ہانی میں غریب بندہ ہوں ایک لاکھ کہاں سے لاؤں؟"

".We don't know"

سب نے یکجا کہا تو وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس گیا۔

"کرنا کیا ہے تم لوگوں نے ایک لاکھ کا۔؟"

واصف نے آخری بار پوچھنا چاہا۔

"دس دس ہزار آنا ہے بس سب کو۔"

حیات نے جھٹ کہا تو آیان نے اس کے سر پر آہستہ سی چپت رسید کی۔

"میتھ خاصا کمزور ہے تمہارا۔ نو لوگوں کا نوے ہزار بنتا ہے۔"

"او ہیلو۔ جو دس ہزار بچے گا اس میں سے ایک ایک ہزار ہم پھر لیں گے۔"

حیات نے جیسے آیان کی عقل پر ماتم کیا تھا۔

"تو جو باقی ایک ہزار رہ جائے گا اسکا کیا؟"

urdunovelsblog

سوال واصف کی جانب سے تھا۔

"یہ کیا یار واصی بھائی۔آپ نینانوے ہزار ہی دے دیں یار۔"

آیت جھنجھلا کر بولی تھی، تھکن کے ساتھ ساتھ اسے اب سر درد بھی ہو رہا تھا جس سے وہ جلد از جلد سو جانا چاہتی تھی۔

"بینک کھولا ہے میں نے؟"

واصی بھی جیسے آج فرصت سے انہیں زچ کرنے والا تھا۔واصی سوچ رہا تھا کہ پیسے تو بچہ پارٹی کو ہر صورت دینے ہی دینے تھے تو کیوں نا تھوڑا زچ کیا جائے۔

"واصی یار چول نہ مار دے دے۔"

عمیر اب بولا تھا۔

"تو نے بھی پارٹی بدل لی."

واصف کو جیسے افسوس ہوا تھا۔

"دے رہے ہیں یار ات کمرے سے باہر گزارنے کا ارادہ ہے؟"

زینب نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا تو واصف نے جیب میں ہاتھ ڈالا تھا۔

"یہ لو بھئی۔پتا تھا تم لوگوں کا اس لیے رکھے ہوئے تھے۔"

اس کی بات پر سب نے منہ کھولا۔

"پھر اتنی بحث کس لیے؟"

زین نے حیرت سے پوچھا تھا۔

"کہ شاید تم لوگ ایک لاکھ سے نیچے آجاؤ تو میری پوری جیب خالی نہ ہو۔"

واصف کی بات پر سب ہنسنے لگے۔

"چلو اب نکلو یہاں سے۔"

واصف نے کہا تو آیان شرارت سے بولا۔

"اوہو۔۔۔۔۔۔۔انتظار نہیں ہو رہا۔زوجہ کو دیکھنے کے لیے۔"

"تمہاری باری آئے گی تب پوچھوں گا۔"

واصف نے گھور کر کہا تو وہ ہنسنے لگا۔

"وہ وقت بہت دور ہے ابھی برادر۔"

"ایک دن آئے گا تو سہی۔"

واصف نے کہا تو وہ ہنستا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ اسکے ساتھ ہی سارے وہاں سے پیسے لیتے کھسک گئے۔ آدھی رات تک جاگتے وہ لوگ تصاویر دیکھتے رہے اور پھر اگلے روز کے فنکشن کا سوچ کر سو گئے۔

==============

13 ستمبر

ولیمہ ڈے۔

"اتنی اداس کیوں بیٹھی ہو؟"

آیت نے خاموش بیٹھی حیات کو دیکھا تو اس کے پاس چل دی۔ پورا فنکشن تو اس نے زبان منہ میں نہیں ڈالی اب کیا ہو گیا تھا اسے۔

"یار آج یہ شادی کے فنکشن ختم ہو جائیں گے، پھر سب اپنی اپنی لائف میں واپس بزی ہو جائیں گے۔"

حیات نے اداسی سے کہا۔

"ہاں! مگر یہ تو ہونا ہی تھا۔"

آیت نے تھوڑا اطمینان سے کہا اور شکر ادا کیا کہ حیات کے خراب موڈ کی وجہ اسکا بھائی آیان نہیں تھا۔

"یار آیت دل اداس ہو رہا ہے۔"

حیات نے پھر اداسی سے کہا وہ واقعی اداس ہو گئی تھی۔ یہ سوچ کر کہ اب سارے مزے ختم ہو جائیں گے اور وہی بورنگ لائف سٹارٹ۔

"تم دل کو گولی مارو۔ ابھی فنکشن انجوائے کرو۔ دیکھو جنت آپی کتنی پیاری لگ رہی ہیں۔"

urdunovelsblog

آیت نے سٹیج پر بیٹھی سجی سنوری جنت کی طرف اشارہ کیا جو پیچ کلر کی پیروں کو چھوتی کام دار میکسی میں ملبوس بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔ تبھی پیچھے سے زین نے اینٹری ماری تھی۔

"ویسے واصی بھائی بھی کچھ کم نہیں لگ رہے۔"

زین کے کہنے پر حیات نے ایک نظر واصف پر ڈالی جو نیوی بلیو پینٹ کورٹ میں نفاست سے بال سیٹ کیے، چہرے پر خوشی کے جذبات کے ساتھ فوٹو شوٹ کروا رہا تھا وہ واقعی بہت خوبرو اور وجیہہ لگ رہا تھا۔

"اوئے۔ذینی کہاں ہے؟"

آیت نے ارد گرد نگاہ دوڑاتے زینب کا پوچھا تھا۔

"یہ اوئے کیا ہوتا؟"

زین نے گھور کر استفسار کیا تھا۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے؟"

آیت نے اپنا سوال یاد کروانا چاہا۔

"وہ تو میں نے بھی پوچھا ہے؟"

زین بھی دوبدو بولا تھا تو حیات نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"اب تم دونوں بھی شروع ہو جاؤ۔"

حیات کے اس طرح بولنے پر زین نے حیات پر غور کیا جو نیوی بلیو کلر کی فراک میں سلور ہلکی پھلکی جیولری کے ساتھ لائٹ میک اپ میں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

"اتنی سڑی ہوئی کیوں بیٹھی ہو؟"

زین نے کہا تو حیات نے بات ٹالی اور ادھر ادھر نگاہیں دوڑائیں۔

"کچھ نہیں۔یہ بندر کدھر ہے نظر نہیں آرہا۔"

حیات نے ابھی کہا ہی تھا کہ آیان حیات کے پیچھے سے حاظر ہوا اور صوفے کی پشت پر جھک کر بولا۔

"آپ نے نام لیا میں حاظر حضور۔"

urdunovelsblog

حیات اسکے اچانک اپنے پیچھے سے نمودار ہونے پر ڈری اور تھوڑا پیچھے کسکی۔

"اپنا یہ ٹھرک موڈ آف رکھا کرو میرے سامنے۔"

حیات نے گھور کر بولا تھا وہ اپنی گہری کالی آنکھیں اسکی بھوری آنکھوں میں ڈال کر مسکرایا تو حیات نے نظروں کا زاویہ پھیرا تھا۔ کچھ عجیب لگا تھا۔ آج دوسری بار اسے کچھ عجیب سے جذبات محسوس ہوئے تھے۔

وہ بلیو پرنس کورٹ میں بہت دلکش لگ رہا تھا اور اس پر اسکی آنکھوں کی چمک ہی کچھ الگ تھی آج۔

"ویسے کیوں بلا رہی تھی۔"

وہ چلتا ہوا سامنے آیا اور حیات کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

فنکشن جاری وساری تھا۔

"بلا نہیں رہی تھی بس پوچھا تھا۔"

حیات کے جواب پر وہ تھوڑا شوخہ ہوا۔ البتہ حیات اس کی طرف دیکھنے سے گریز برت رہی تھی۔

"اوہو خیر ہے میڈم کیوں پوچھا جا رہا تھا۔"

اس نے گہری مسکراہٹ سے کہا تو حیات نے گھورا۔

"کافی دیر سے کوئی بندر نہیں دیکھا تھا اس لیے۔"

اس کے جواب پر وہ قہقہہ لگا گیا اور باقی سب بھی ہنس دیے۔ تبھی حاذق اور ہانی بھی بینش اور عبداللہ کے ساتھ صوفوں پر براجمان ہوئے۔ ذینب البتہ عمیر کے ساتھ سٹیج پر واصف لوگوں کا شوٹ کروا رہے تھے اب۔

"اچھی لگ رہی ہو۔"

آیان نے مسکرا کر کہا تھا۔ حیات تو کیا وہاں بیٹھا ہر بندہ ٹھٹکا تھا۔

"ہاں؟"

حیات نے ایسے کہا جیسے سننے میں غلطی ہوئی ہو۔

"اچھی لگ رہی ہو۔"

اس نے اپنے الفاظ دہرائے تھے۔

"اوہو خیر ہی ہے شہزادے؟؟"

حاذق نے آنکھ دبا کر شرارت سے کہا تھا تو آیان جیسے سنبھلا تھا۔

"کیا ہے تعریف ہی کی ہے۔اب جھگڑوں گا تو پھر تم لوگ کہو گے بس کر دیا کرو۔"

آیان نے بات سنبھالتے ہوئے اسے دیکھا جو حیران بیٹھی تھی۔

"کام بولو بندر؟"

حیات نے گھور کر کہا تو وہ جھنجھلا گیا۔

"کوئی کام نہیں ڈئیر کزن۔"

اس بار الفاظ چبا چبا کر ادا کیے گئے تھے۔

"ناممکن!!"

وہ پھر بولی تو وہ حقیقتاً جھنجھلا گیا اور بڑبڑاتا ہوا اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔

"عجیب دماغ ہیں سب کے۔"

اس کی بڑبڑاہٹ سن کر سب کے قہقہے ہال میں گونجے تھے۔

"چلو آج رت جگا کریں۔کل سب نے چلے جانا ہے."

حیات نے کہا اور لڑکوں کو اشارہ کیا۔

"چلو بھئی۔"

آیت بھی جو حیات کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوئی تھی بولی۔

"جانا کدھر ہے؟"

آیان نے ایک نظر حیات کو دیکھا جو بلیو جینز پر فیروزی شارٹ گھٹنوں سے اوپر تک آتی فراک جس پر ہلکی پھلکی جرسی پہنے،دوپٹہ حسبِ معمول گلے میں لاپرواہی سے ڈالے کھڑی انہیں اٹھنے کا کہہ رہی تھی۔

"چھت پر."

جواب آیت کی طرف سے آیا تھا۔

"ادھر کیا ہے یہیں بیٹھ جاتے ہیں۔"

آیان نے ٹالنا چاہا۔ فنکشنز انجوائے تو کیے ہی کیے تھے۔ ساتھ سب تھک بھی بہت گئے تھے۔ ابھی وہ تھوڑا سستانے کا ماحول بنائے سارے لڑکے ایک ہی کمرے میں براجمان تھے جب لڑکیوں کا حملہ ہوا تھا۔

"دیکھو تو سہی ہماری حیات نے کیا ماحول بنایا ہے چھت پر۔"

آیت کے کہنے پر آیان نے ایک نظر پھر حیات کو دیکھا جو عبداللہ، بینش کا کیمرہ پکڑے کچھ دیکھ رہی تھی۔

"واقعی؟ چلو دیکھتے ہیں۔"

ویسے ملنے کا ارادہ نہ تھا مگر چونکہ اب حیات نے کوئی کارنامہ انجام دیا تھا تو دیکھنا بنتا تھا۔ چار و ناچار وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے دیکھ کر عمیر، زین اور حاذق بھی برے برے منہ بناتے اٹھ گئے۔

"آجاؤ سب یار اب دوبارہ نہ کہنا پڑے۔ بینش اور عبداللہ اپنا کیمرہ بھی لے آؤ۔"

ہانی نے انہیں وارن کیا اور آخر میں عبداللہ اور بینش کو مخاطب کرتے وہاں سے نکل گئی۔

"ہاں حاذی اپنا گٹار بھی لے آؤ۔"

آیت بھی ہانی کے پیچھے نکلتے مڑی اور جاتے جاتے حاذق کو اپنا حکم سنا گئی۔ یوں معلوم ہوتا تھا وہ چاروں شہزادیاں ہیں اور دوسری طرف چار غلام ہیں جن پر ان کے حکم کی تعمیل لازم و ملزوم ہے۔

"آ گئے میڈم جو آپ کا حکم۔"

زین نے بتیسی کی نمائش کر کے تابعداری کا مظاہرہ کیا۔

حیات عبداللہ اور بینش کو اشارہ کر کے وہاں سے نکل گئی۔

"آئے آپی۔"

عبداللہ نے آواز لگائی اور کیمرہ سنبھالتا بینش کو ساتھ لیے چل دیا۔ باقی چاروں بھی مرے قدموں سے کمرے سے نکلے۔

چھت کا ماحول نہایت خوبصورت تھا۔ سفید زمین پوش بچھے تھے اور دونوں اطراف میں کشن رکھے تھے۔ چاروں اطراف میں نفاست سے فیری لائٹس لگائی گئی تھیں۔ سب کچھ سادہ مگر نفاست سے سیٹ کیا گیا تھا۔ فیری لائٹس کی

روشنی کے علاوہ وہاں کوئی روشنی نہ تھی۔ ہوا میں خنکی تھی اور اندھیرا گہرا تھا۔ سب تحیر سے اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔

"واہ حیات ایسا لگ رہا ہے نیولی ویڈ کپل کے لیے تیار کیا ہے۔"

زین نے ستائش سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل! یہ جنت بھابھی کی ہمارے گروپ میں آنے کی تیاری ہے۔"

حیات نے شرارت سے مہرون جوڑے میں واصف کے ساتھ کھڑی جنت کو دیکھتے ہوئے کہا تو مسکرا دی۔

"اب سے ہم لوگوں کا پنگا گینگ بڑا ہو گیا ہے۔ اس میں ایک اور بندی کا اضافی ہو گیا ہے۔ کیوں جنت آپی ٹھیک کہا نہ؟؟"

زینب نے بات کے آخر میں جنت کی رائے لینا ضروری سمجھا۔

"ہاں ہاں ٹھیک کہا۔"

جنت نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو آؤ ایک کمپیٹیشن ہو جائے پھر۔"

حاذق چلتا ہوا جوتے اتار کر سفید زمین پوش پر ایک طرف بیٹھ گیا۔

"کیسا کمپیٹیشن؟؟"

ہانی نے ناسمجھی سے کہا۔

"انتاکشری۔"

حاذق نے پرجوش انداز میں یک لفظی جواب دیا۔

"ڈن کرو۔"

زینب اور حیات ایک ساتھ بولے تھے۔

"ایک طرف لڑکے اور دوسری طرف لڑکیاں۔"

زین بھی کہتا ہوا حاذق کے ساتھ جا بیٹھا۔

"ایسے تو وہ جیت جائیں گی۔"

عمیر نے ڈرتے ہوئے کہا وہ جانتا تھا کتنی شیرنیاں تھیں لڑکیاں اس معاملے میں۔

"بے فکر رہو عمیر ہم لوگ کم نہیں ہیں۔ڈانس میں ہرایا تھا نا۔"

آیان بھی فخریہ انداز میں کہتا حاذق کے دائیں جناب بیٹھ گیا۔

"ڈانس میں تو ہرادیا اس میں ہرا کر دکھانا۔"

حیات جل کر کہتی جا کر سفید زمین پوش کے دوسرے سرے پر بیٹھ گئی۔ بینش اور عبداللہ نے ان کی بحث تک پوری سجاوٹ شدہ چھت کا منی ولاگ بنالیا تھا اور اب کیمرہ اس اینگل پر سیٹ کر رہے تھے جہاں دونوں ٹیمز کو کیمرے میں اتار سکیں۔ کیمرہ کی سیٹینگ کے بعد وہ بھی اپنی اپنی ٹیمز کے ساتھ جا کر بیٹھ گئے تب تک بحث ٹھنڈی ہو چکی تھی۔ غرض یہ کہ سب اپنی نشستین سنبھال چکے تھے۔

"سٹارٹ جنت بھابی کریں گی ہماری گینگ میں شامل ہونے کی خوشی میں۔"

ہانی نے چہک کر اعلان کیا۔ جنت سٹپٹائی پھر گہرا سانس بھر کر گانا شروع ہوئی۔

"میں نے تو دھیرے سے۔

نینوں کے دھاگے سے۔

باندھا ہے خواب کو تیرے۔

میں نہ جہاں چاہوں، نہ آسماں چاہوں

آجا حصے میں تو میرے۔

تو دھنگ چاہتوں کا، میں جیسے کوئی نادانی۔

میں دھنگ چاہتوں کا، تو جیسے کوئی نادانی۔

مجھے خود سے جوڑ دے تو۔۔

میرے یار بات بن جانی۔

رنگ شربتوں کا، تو میٹھی گھاٹ کا پانی۔

میں رنگ شربتوں کا، تو میٹھی گھاٹ کا پانی۔

مجھے خود میں گھول دے تو میرے یار بات بن جانی۔۔۔۔"

جنت کی آواز باریک مگر خوبصورت تھی۔ جنت نے گانا ختم کیا تو سب نے ہوٹنگ شروع کر دی جس پر وہ شرما گئی۔
"اوہوووووواصی بھائی۔ یہ گانا سپیشل آپ کے لیے تھا۔ ہے نا جنت آپی؟"
زینب نے شوخ لہجے میں کہا تو جنت کے گال گلابی ہوئے اور مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلا گئی۔
"بوائزاٹس یور ٹرن۔ 'ی' سے بناؤ شاباش۔"
حیات نے کہا تو واصف کسی کے بولنے سے پہلے ہی بولنے لگا۔
"یہ جو ہلکا ہلکا سرور ہے
یہ تیری نظر کا قصور ہے
شراب پینا سکھادیا۔
کہ شراب پینا سکھادیا۔
تیرے پیار نے، تیری چاہ نے
تیری بہکی بہکی نگاہ نے
مجھے اک شرابی بنادیا۔
کہ شراب پینا سکھادیا۔"

واصف کی آواز کافی بھاری تھی مگر گاتے قریباً سب ہی اچھا تھے۔
"یار اتنے رومینٹک گانے نا گاؤ۔ ہم کنواروں کا احساس ہی کر لو۔"
عمیر نے مصنوعی آنسو پونچھتے ہوئے کہا تو حاذق نے عمیر کا ساتھ دیا۔
"سہی کہہ رہے ہیں، مجھے شدت سے اپنی نامعلوم بیوی کی یاد آرہی ہے۔"
حاذق بھی مصنوعی روتا ہوا عمیر کو گلے لگا گیا تو سب اس کی ایکٹنگ پر اش اش کر اٹھے پھر سب کے قہقہے ٹھنڈی فضا میں گونجے۔

"گرلز ناؤ یور ٹرن۔'ا' سے بناؤ۔"

واصف نے کہا تو زینب بولنے لگی۔

"ایک ہی جنم میں دے دیے ساتوں خوشیاں۔

ربا میرے میں تے گر کھا کے مر جاواں۔

او میری ہیرے وے۔۔۔

تو جگ جگ جیوے وے۔

نی رانجھن نال تو لے لے۔۔

عشق دے پھیرے وے۔۔۔۔۔"

زینب کی آواز بھی اپنی بہن کی طرح باریک اور سریلی تھی۔

"واہ واہ کس کو ڈیڈیکیٹ کیا ہے یہ گانا؟"

آیت نے تالی بجاتے ہوئے متاثر کن لہجے میں بولا۔ متاثر کیسے نا ہوتی۔ایک پنجابی گانا اتنے سر کے ساتھ گایا تھا زینب نے۔اس کے نزدیک یہ بہت فتح کن بات تھی۔

"آف کورس جنت آپی کو۔"

زینب کے جواب پر سب مسکرانے لگے۔

لڑکوں کی باری تھی اور حاذق نے گایا۔

"یہ دوستی تیرے دم سے ہے۔"

جس پر آیان نے اس کا ساتھ دیا۔

"ہاں یہ دوستی تیرے دم سے ہے۔"

"یہ دوستی تیرے دم سے ہے۔

ساری خوشی تیرے دم سے ہے۔"

دونوں نے مل کر اپنی باری پر گایا تھا تو ہانی حیرت سے گویا ہوئی۔

"واہ لڑکوں میں بھی اتنا پیار ہوتا ہے۔ حیرت ہے۔"

"لڑکے پیار ظاہر نہیں کرتے اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ پیار کرتے ہی نہیں۔۔"

عمیر نے کہا تو سب نے تائید کی۔

آیان اور حاذق کی دوستی بالکل ایسے تھی جیسے حیات اور آیت کی دوستی تھی۔ نا مٹنے والی۔ گہری۔ خالص۔

لڑکیوں نے اپنی باری پر گانا شروع کیا اور سب نے مل کر گایا۔ جنت، حیات، ہانی، ں ہینش، آیت اور زینی۔

"یہ دوستی ہم نہیں توڑیں گے۔

توڑیں گے دم مگر تیرا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔

میری جیت تیری جیت، تیری ہار میری ہار۔

سن لے میرے یار۔۔۔۔

تیرا غم میرا غم۔ میری جان تیری جان

ایسا اپنا پیار۔۔۔۔

جان پہ بھی کھیلیں گے۔

تیرے لیے لے لینگے۔

سب سے دشمنی

یہ دوستی ہم نہیں توڑیں گے۔

توڑیں گے دم مگر تیرا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔"

مگر یہ تو بہترین وقت ہی بتائے گا کہ کون کون ساتھ رہتا ہے۔ کون کونسا رشتہ ساتھ نبھاتا ہے۔

"تم لوگوں نے ہماری چیٹنگ کی ہے۔"

زین نے کہا تو آیت نے بھنویں سکڑیں۔

"اب یہی یاد آیا تو یہی بول دیا۔ تم۔ لوگ بناؤ اب۔"

آیت کڑے تیوروں سے گھور رہی تھی۔

urdunovelsblog

آیان کچھ ذہن میں ٹٹول کر بولنے لگا۔

"میں تینوں سمجھاواں کی....

نہ تیرے بنالگدا جی۔۔۔۔

تو کی جانے پیار میرا۔۔۔۔۔

میں کروں انتظار تیرا۔۔۔۔

تو دل تو یوں جان میری۔۔۔۔

میں تینوں سمجھاواں کی۔۔۔۔

نہ تیرے بنالگدا جی۔۔۔۔"

آیان حسرت سے آسمان کو دیکھتے ہوئے، گھٹنوں کو کھڑا کیے دونوں ہاتھ ان پر رکھے، سیاہ ٹراؤزر پر بلیو شرٹ کو کالی چادر میں چھپائے رات کی سیاہی کا حصہ لگ رہا تھا۔

حیات غور سے اسے دیکھتے ہوئے اسے سن رہی تھی کیونکہ یہ اس کا پسندیدہ گانا تھا جو بہت خوبصورتی سے گٹار کی دھن کے ساتھ گایا جا رہا تھا۔ حیات کو نا چاہتے ہوئے بھی یہ ماننا پڑا کہ آیان خوبصورت گاتا ہے۔

"سخت عاشق لگ رہا ہے۔"

ہانی نے کہا تو سب ایک ساتھ ہنس دیے۔

باری باری سب گا رہے تھے۔ مقابلہ پیک پر تھا۔ دونوں ٹیمز بہت کمال تھیں۔ ہار جیت کا فیصلہ شاید ہی اس رات ہو پاتا۔

حرف 'ت' جب لڑکیوں کی ٹیم پر آیا تو سب سوچنے لگیں مگر حیات یکدم بولی اور فضا میں رس گھول دیا۔

"تم میرے ہو اس پل میرے ہو۔۔۔

کل شاید یہ عالم نہ رہے۔۔۔۔

کچھ ایسا ہو تم تم نا رہو۔۔۔

کچھ ایسا ہو ہم ہم نا رہیں۔۔۔۔

یہ راستے الگ ہو جائیں۔۔۔

چلتے چلتے ہم کھو جائیں۔۔۔۔۔"

کون جانتا تھا کہ راستے الگ ہونے والے تھے۔ کم ہی وقت رہ گیا تھا راستوں کے الگ ہونے کا۔ عالم تو رہنے والا تھا مگر راستے؟ راستوں کا بھروسہ نہیں ہوتا کہ نا جانے کس منزل تک پہنچا دیں۔ یا منزل تک پہنچائیں بھی کہ نہیں۔

"میں پھر بھی تم کو چاہوں گا۔۔۔

اس چاہت میں مر جاؤں گا۔۔۔۔

میں پھر بھی تم کو چاہوں گا۔۔۔"

حیات آنکھیں بند کیے گا رہی تھی اور سب خاموشی سے سن رہے تھے۔ بس فضا میں گٹار کی دھن کے ساتھ ہوا کے چلنے کی آوازیں تھیں جو حیات کے سر کے ساتھ سر ملا رہی تھیں۔ آیان خوبصورت گاتا تھا۔ مگر حیات کی آواز خوبصورت تھی۔ اس نے اس بات کا اندازہ اب لگایا تھا۔ ایک تاثیر تھی اس کی آواز اور لہجے میں جو سامنے والے کو سننے پر مجبور کر دیتی تھی۔

حیات نے گانا مکمل کر کے اپنی سنہری آنکھیں کھولیں تو عین سامنے آیان کو بہت غور سے خود کو دیکھتے پایا۔ حیات نے بھنویں اچکائیں جیسے کہہ رہی ہو کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہو۔ آیان نے بغیر کچھ کہے نظریں پھیر لیں۔ وہ انجانے میں دوسری بار اس کے دل کی تار چھیڑ گئی تھی۔ جبکہ وہ ظالم تو اس بات سے بھی انجان تھی۔ حیات نے زیر لب 'عجیب' کہا اور لاپرواہی سے شانے اچکا دیے۔

مقابلہ پوری آب و تاب پر تھا جب جنت سونے کا کہہ کر اٹھ گئی۔ ابھی وہ اس گروپ میں نئی تھی ورنہ کبھی نہ کہتی۔ جنت کے پیچھے پیچھے عبداللہ، بینش اور واصف بھی اٹھ گئے۔ پھر سب نے محفل برخاست کی اور سونے چل دیے۔ آیان سب کے جانے کے بعد کافی دیر منڈیل پر کھڑا چاند کو تکتا رہا اور دل کی غیر ہوتی حالت پر غور کرتا رہا جبکہ رہ رہ کر اسے بے بسی

محسوس ہو رہی تھی کہ اسکے پاس اس کے دل کا اختیار بھی نہیں۔اور باپ کی بات کر پریشر الگ۔وہ کشمکش میں مبتلا نا جانے رات کے کس پہر نیچے آیا اور سو گیا۔

کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ وقت کی کوئی لگام ہو جسے ہم کھینچ دیں اور وہ وقت، وہ لمحے، وہ پل ہمیشہ کے لیے وہیں ٹھہر جائیں! وقت رک جائے، جہاں ہے وہیں تھم جائے! ہم جی بھر کے وہ لمحے جی سکیں!

اور حیات شاہیر بلوچ ان مسکراتے، دوستی اور زندگی سے بھرپور لمحوں کو ہمیشہ جینا چاہتی تھی مگر دل میں ایک خوف ہوتا ہے۔زیادہ ہنس کر رو دینے والا خوف۔خوشی کے بعد غم والا خوف۔وہ خوف ہی ان لمحوں کو حقیقی معنوں میں برباد کر دیتا ہے۔یہاں بیٹھے کسی شخص نے آنے والے وقت کا نہیں سوچا۔مگر سب کی آرزو ہے کہ وہ ہمیشہ ایسے ہی زندگی سے بھرپور لمحوں کو حاصل کر سکیں۔مگر وہ کیا کہتے ہیں نا۔۔۔

یہاں کسی کو بھی کچھ حسب آرزو نہ ملا
کسی کو ہم نہ ملے اور ہم کو تو نہ ملا

غزال اشک سر صبح دوب مژگاں پر
کب آنکھ اپنی کھلی اور لہو لہو نہ ملا

چمکتے چاند بھی تھے شہر شب کے ایواں میں
نگار غم سا مگر کوئی شمع رو نہ ملا

انہی کی رمز چلی ہے گلی گلی میں یہاں
جنہیں ادھر سے کبھی اذن گفتگو نہ ملا

پھر آج مے کدۂ دل سے لوٹ آئے ہیں

پھر آج ہم کو ٹھکانے کا ہم سبو نہ ملا

"تمہیں پتا ہے واہیات لفظ کیسے بنا ہے؟"

آیان نے بات بدلتے ہو سب کو متوجہ کیا مگر وہ بتا حیات سے کر رہا تھا۔

"کیسے ؟؟؟"

حیات نے بے زاری سے بولا۔

"غور سے سنو۔ایک شاعر تھے اس کا نام حیات تھا۔حیات لڑکوں کا نام بھی ہوتا ہے۔وہ شاعر تھا۔جب کبھی وہ شعر کہتا تو لوگ داد دیتے اور کہتے 'واہ! واہ حیات! واہ حیات!"

آیان کی بات کو سمجھنے میں کچھ سیکنڈز لگے تھے سب کو اور جیسے ہی سب کو سمجھ لگی سب ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔حیات بھی ہنسی کو روکنے کے باوجود نہ روک پائی اور دل کھول کر ہنس دی۔

"پاگل!"

حیات نے ہنسنے کے دوران کہا تو آیان سمیت باقی سب بھی دوبارہ ہنسنے لگے۔پھر وہ لوگ کچھ دیر مزید باتیں کرنے لگیں کیونکہ تھوڑی دیر تک سب اپنی اپنی منزلوں پر نکلنے والے تھے۔

"کون کہتا ہے عورتیں زیادہ باتیں کرتی ہیں۔یہاں خالو اور بابا کی باتیں ہی ختم نہیں ہو رہیں۔"

حیات کمرے پر ہاتھ جمائے لاؤنج میں آئی تھی جہاں سب بڑے بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔جس میں شاہیر اور افتخار سب سے نمایاں تھے۔

"تو آپ اپنے دوستوں کے ساتھ باتیں کرو،مزے کرو،یہی تو عمر ہے۔اب میں اپنے دوست کے ساتھ اتنے عرصے بعد فرصت سے بیٹھا ہوں تو باتیں بھی نہ کروں؟"

شاہیر نے اپنے مخصوص انداز میں ہنستے ہوئے جواباً کہا تھا تو حیات ہنستے ہوئے افتخار اور شاہیر کے درمیان بیٹھ گئی۔

"بابا! ماننا پڑے گا آپ کی اور خالو کی دوستی کو۔"

شاہیر اور افتخار کالج لائف سے ساتھ تھے اور انکی دوستی کے قصے بچہ بچہ جانتا تھا۔

حیات کی بات پر سب ہنس دیے۔

بچہ پارٹی حیات کے پیچھے پیچھے ہی لاؤنج میں آگئی تھی۔

"مجھ سے بھی باتیں کریں جو آپ دونوں کر رہے تھے۔"

حیات نے سینے پر ہاتھ باندھ کر اطمینان سے کہا۔

"حیات بیٹا وہ تو سیاست پر بات ہو رہی تھی۔ آپ اپنی رائے پیش کرنا چاہو گی؟"

"بالکل کروں گی۔ حیات شاہیر بلوچ کی زبان ہر چیز پر کام کرتی ہے۔ اہمم۔۔۔ سیاست انتہائی گھٹیا ہے اور زہر لگتی ہے مجھے خصوصاً تب جب مرد حضرات اچھی بھلی محفل میں اس ذکر کو چھیڑ دیتے ہیں۔"

حیات کی بات پر سب کے قہقہے لاونج میں گونجے تھے۔ نفیسہ سامیہ کے ساتھ سب کو چائے پیش کر رہی تھیں وہ بھی حیات کی بات پر ہنس دیں۔ انکو ہنستا دیکھ کر افتخار نے کہا۔

"اچھا آپ بتاؤ کہ حیات کو خالو زیادہ اچھے لگتے ہیں یا خالہ؟؟"

"یہ کیسا سوال ہوا بھئی؟ مجھے تو دونوں ہی بہت عزیز ہیں۔ اکلوتی خالہ اور اکلوتے خالو ہیں۔"

حیات نے شرارت سے کہا تو وہاں بیٹھا ہر نفوس پھر ہنس دیا۔

"نہ نہ۔۔ ایک چوز کرو نا!"

افتخار نے زور دیا اور ایک نظر اپنی زوجہ کو بھی دیکھا جو سب کے ساتھ مسکرا رہی تھیں۔

"اممم!! مشکل سوال ہے یار خالو۔"

حیات نے کہا تو افتخار نے بھنویں اچکائیں۔

"حیات کے لیے تو کچھ بھی مشکل نہیں۔ جواب تو دینا ہو گا۔"

افتخار کی بات پر حیات نے ٹھوڈی پر انگلی رکھی اور آنکھیں پر سوچ انداز میں گھماتی جواب سوچنے لگی۔

urdunovelsblog

"اچھا دیکھیں۔ آپ اور خالہ دونوں برابر ہیں میرے لیے مگر خالہ سے مجھے ڈر لگتا ہے تو اس لیے خالہ کا ایک پوائنٹ کٹے گا۔ اور یہ پوائنٹ میں آپ کو دوں گی۔ تو اس کا مطلب آپ خالہ سے بھی زیادہ اچھے ہیں۔"

حیات نے معصومیت سے کہا اور بات کے ایک میں ڈرتے ڈرتے ایک چور نظر نفیسہ پر بھی ڈالی۔

اس کے انداز اور باتوں پر سب ایک ساتھ ہنس دیے۔

البتہ حیات کے جواب پر افتخار نے فتح کن تاثرات سے بیگم کی طرف دیکھا تھا۔

"مجھ سے کیوں ڈر لگتا ہے بیٹا؟ میں نے کیا کبھی ڈانٹا ہے؟"

نفیسہ نے ہنستے ہوئے کہا جیسے انہیں انوکھی بات پتا لگی ہو کہ کوئی ان سے بھی ڈرتا ہے۔

"نہیں ڈانٹا تو نہیں مگر پتہ نہیں کیوں رعب سا ہے تو ڈر جاتی ہوں۔"

حیات میکانی انداز میں بولی اور باپ کے پیچھے چھپنے کی کوشش کی جس پر سب پھر ہنس دیے۔

"کوئی حال نہیں۔"

آیان ہنسی میں لوٹ پوٹ ہوتا ہوا بولا تھا۔

کچھ دیر مزید باتیں ہوئیں اور پھر عثمان، ذین اور زینب اسلام آباد کے لیے نکل گئے اور ان کے جانے کے بعد شاہیر بلوچ کی فیملی بھی واپسی کے لیے نکل گئی۔ باقی مہمان تو ولیمے پر ہی واپس جا چکے تھے۔

ایک خوبصورت وقت گزار کر سب اپنی اپنی منزلوں کو لوٹ گئے تھے۔ جیسے خوب آوارگی کے بعد پرندے اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔

اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

ڈھونڈ اجڑے ہوئے لوگوں میں وفا کے موتی
یہ خزانے تجھے ممکن ہے خرابوں میں ملیں

غم دنیا بھی غم یار میں شامل کر لو

urdunovelsblog

نشہ بڑھتا ہے شرابیں جو شرابوں میں ملیں

تو خدا ہے نہ مرا عشق فرشتوں جیسا
دونوں انساں ہیں تو کیوں اتنے حجابوں میں ملیں

آج ہم دار پہ کھینچے گئے جن باتوں پر
کیا عجب کل وہ زمانے کو نصابوں میں ملیں

اب نہ وہ میں نہ وہ تو ہے نہ وہ ماضی ہے فرازؔ
جیسے دو شخص تمنا کے سرابوں میں ملیں

"مزہ آیا پھر؟؟"
لاریب بریانی کا چمچ منہ میں بھرتے ہوئے بولی۔
"آف کورس! پوچھنے والی بات ہے بھلا۔"
حیات نے اپنے ازلی لاپرواہ انداز میں کہا۔
اس وقت وہ کالج کیفے میں بیٹھے ٹھونسنے اور گپیں ہانکنے میں مصروف تھے۔ وہ پانچ کا گروپ بریک کے وقت ہمشہ اکٹھا پایا جاتا تھا۔
"منحوس پکچرز تو بھیجی ہی نہیں۔"
علیزے نے ٹیبل کے نیچے سے اسے ٹانگ ماری تھی اور غصے سے کہا۔
"یارا! وہ سب نابینش لوگوں کے کیمرے، واصی بھائی کے موبائل اور باقی آیان کے موبائل میں ہیں۔ تم لوگوں کو پتا تو ہے میرے موبائل کا ایشو آیا ہوا تھا۔"
حیات نے تفصیلاً جواب دیا۔

"اوہو ہو ہو۔"

ماہا نے مسکراہٹ دباتے ہوئے شرارت سے کہا تو وہ چونکی۔

"کیا؟"

"کچھ نہیں بس سوچ رہے ہیں کہ اس بار لڑائیوں کے قصے نہیں سنائے۔"

ماہا مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی تو حیات نے لاپرواہی سے کندھے اچکا کر کہا۔

"اس بار ہم نے صلح کر لی تھی۔ جنت آپی نے کہا تھا کہ میری شادی پر کوئی لڑائی نہیں۔"

حیات بریانی کے ساتھ انصاف کرتی جواب دے رہی تھی اور باقی چار اسے غور سے دیکھتے مسکراہٹ ضبط کر رہے تھے۔

"دو دل مل رہے ہیں۔۔۔۔۔

مگر چپکے چپکے۔۔۔۔۔۔"

علیزے شرارت سے گنگائی تھی تو حیات نے سب کے چہرے دیکھے۔

"کچھ بھی بکتی ہو علیزے۔ گندے دماغ۔ توبہ ہے۔۔۔۔"

حیات انہیں گھورتے ہوئے بولی تو وہ لوگ ہنس دیں۔

وقت کو ایک کام کرنا آتا ہے۔ گزرنا۔ اور وہ گزر رہا تھا۔

شاہیر بلوچ پاکستان آ چکے تھے اور عمیر اپنی ڈگری مکمل کر کے شاہیر کی جگہ پہنچ چکا تھا۔

شاہیر کبھی کبھی عمیر کی مدد کے لیے چلے جاتے تھے مگر اب وہ زیادہ تو پاکستان ہی ہوتے تھے۔

حیات کا آدھا دن کالج اور آدھا دن باپ کے ساتھ گزرتا تھا۔

حیات اور آیت لوگ اکثر اوقات میں ملتے رہتے تھے مگر ایک چیز یہ تھی کہ واصف کی شادی کے بعد حیات کی آیان سے ملاقات نہ ہو سکی تھی۔ معلوم ہوا تھا کہ اس نے پنڈی کی ایک یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لیا ہے۔ حیات کو کافی عجیب لگا تھا کہ لاہور جیسے شہر کو چھوڑ کر وہ پاگل کدھر چلا گیا مگر اس کی زندگی تھی، حیات کیا کر سکتی تھی۔

سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا۔ زندگی ابھی تک بہت خوبصورت تھی۔ کیونکہ ابھی تک حسد سے پاک تھی۔ پھر کیا ہو جائے کسے پتا؟

وقت رہتا نہیں کہیں ٹک کر

عادت اس کی بھی آدمی سی ہے

چند ماہ بعد:

".Alhamdulillah done with first year exams"

حیات نے سٹیٹس لگایا اور خود سکون سے گدھے گوڑھے بیچ کر سو گئی۔ آج اسکا آخری پیپر تھا۔

"واصف تم ہی سمجھاؤ اسے کیا حال ہو گیا ہے چند ماہ میں اسکا۔ ابھی بھی وقت ہے واپس آجائے ورنہ کبھی نہیں آپائے گا۔"

نفیسہ دکھ سے کہہ رہی تھیں۔

"ماما آپ کیوں پریشان ہوتی ہیں۔ اس کا شوق ہے اور آپ کو پتہ ہے نا وہ کتنا ضدی ہے۔"

واصی نے ہر بار کی طرح ماں کو سمجھانا چاہا تو نفیسہ اسے خفگی سے گھورنے لگیں۔ پھر جنت کی طرف مڑیں۔

"جنت ان باپ بیٹوں کے تو دماغ چل گئے ہیں۔ تم ہی کچھ سمجھاؤ اپنے دیور کو۔"

نفیسہ کے کہنے پر جنت نے بے بسی سے واصی کو دیکھا اور جواباً کہا۔

"پھوپھو جی! آیان اگر یہ چاہتا ہے تو اسے کرنے دیں۔ بہت سر پھرا ہے، کسی کی نہیں سنے گا۔ معلوم نہیں پھوپھا جی کو کیا کہہ کر منایا تھا اس نے۔"

جنت نے نرمی سے کہا۔ اس سے پہلے کہ نفیسہ کچھ کہتی۔ آیان سیڑھیاں اترتا دکھائی دیا۔

urdunovelsblog

کلین شیو پر چھوٹے چھوٹے بالوں کے ساتھ وہ کافی بدلا بدلا تھا۔ بلیک ٹراؤزر اور ہم رنگ ٹی شرٹ پہنے وہ واقعی بہت بدل گیا تھا ان چند ماہ میں۔

"اسلام علیکم کیا ہو رہا ہے۔ ماما بہت بھوک لگی ہے ناشتہ دے دیں۔"

آیان کے کہنے پر تینوں نے سلام کا جواب دیا اور نفیسہ فوراً کچن کی جانب لپکی۔

"لا رہی ہوں بیٹا۔"

نفیسہ کچن میں چلی گئیں۔ جنت اور واصف تھوڑی بہت بات چیت کے بعد ایک ساتھ آفس کے لیے نکل گئے۔ جنت نے شادی کے بعد میر انڈسٹری کو ہی جوائن کر لیا تھا۔ افتخار پہلے ہی نواز کے ساتھ آفس جا چکے تھے۔

"ایک آخری بار سوچ لو۔"

نفیسہ اس کے سامنے ناشتہ رکھتے ہوئے بولیں۔

"ماما آپ کو معلوم ہے نا میں آپ کو منع نہیں کر پاؤں گا پلیز مجھے مشکل میں مت ڈالیں۔"

اس نے جھکے سر سے نہایت نرمی سے کہا تھا۔ آواز میں بے بسی بھی شامل تھی۔

"ٹھیک ہے بیٹا!! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔"

نفیسہ نے دل پر پتھر رکھ کر بیٹے کی خوشی پر لبیک کہہ ڈالا اور اس کا ماتھا چومتی محبت سے اسے تکنے لگیں۔ وہ شکر ادا کرتا ناشتہ کرنے لگا اور ساتھ ساتھ ان سے ہلکی پھلکی گپ شپ بھی کرنے لگا۔

اب آیان افتخار میر کی داستان کو ایک طرف رکھ کر ہم داستان حیات کو دیکھتے ہیں صرف۔

دن تھا جمعہ کا:

وقت صبح 11 بجے کا:

حیات بوجھل قدموں سے کمرے سے نکلی تھی۔ عجیب سا دل اداس اداس اور غمگیں تھا۔

وہ سیڑھیوں پر تھی کہ اسے آیان کی آواز آئی۔

"خالہ! جلدی سے گاڑی میں بیٹھیں۔ جلدی کریں۔"

urdunovelsblog

وہ افرا تفری میں انکا ہاتھ پکڑے انہیں کچن سے نکال رہا تھا۔

"کیا ہوا آیان! اللہ خیر۔"

سعدیہ اسکے پیچھے چلتی چلتی دل پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

"سب کچھ گاڑی میں بتاؤں گا۔"

آیان نے انہیں ساتھ آنے کا کہا۔

"آیان میرا دل گھبرا رہا ہے بتاؤ۔"

سعدیہ اسے روک کر بولیں۔ حیات سیڑھیوں پر کھڑی سب دیکھ رہی تھی۔ آیان کو کافی ماہ بعد دیکھا تھا وہ نیوی بلیو ٹی شرٹ کے ساتھ بلیو جینز میں تھا اور بال سلوٹ زدہ ماتھے پر بکھرے تھے۔

اس سے پہلے کہ آیان کوئی جواب دیتا، حیات تیزی سے سیڑھیاں اترتی نیچے آئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ماما! کدھر جا رہے ہیں؟"

حیات نے پریشانی سے پوچھا۔

"حیات خاموش رہو اور تم بھی ساتھ ہی چلو۔ آؤ جلدی۔"

آیان نے کہہ کر دائیں ہاتھ میں حیات کا بایاں ہاتھ لیا اور دوسرے ہاتھ سے سعدیہ کو ساتھ لیتا گاڑی تک پہنچا۔ گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر سعدیہ اور پیچھے حیات بیٹھی تھی۔ آیان نے زن سے گاڑی بھگائی اور سڑک پر ڈال دی۔

"اب بتاؤ بھی بیٹا کیا ہوا ہے؟'

سعدیہ نے اضطراب سے کہا۔

"خالہ! حیات! ٹھنڈے دماغ سے میری بات سننا۔۔۔۔۔۔"

آیان نے تیز رفتار سے گاڑی بھگاتے ہوئے لبوں پر زبان پھیر کر کہا تو حیات زچ ہوئی۔

"آیان بولو بھی تمہید مت باندھو۔"

آیان نے گہرا سانس کھینچا جیسے ہمت جمع کر رہا ہو۔

"خالو کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔"

بالآخر اس نے کہہ ہی دیا۔

"واٹ؟"

حیات چیخی تھی البتہ سعدیہ خاموش ہو گئی تھیں۔

"مگر وہ تو دو دن سے ایبٹ آباد گئے ہوئے ہیں۔"

سعدیہ بیگم نے آنسوؤں کے گولے کو گلے میں روکتے ہوئے کہا تو آیان نے جواباً کہا۔

"یہ آج واپسی پر انکا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ لاسٹ کال مجھے ہی آئی تھی انکی تو مجھے کال کر کے انفارم کیا ہے کسی انجان نے۔"

اس کا جواب سن کر سعدیہ تو دھاڑیں مار کر رونے لگی تھی۔ حیات البتہ سب سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"حاذق، واصف بھائی، پاپا، چاچو اور ماما ہسپتال ہی ہیں۔ میں آپ کو لینے آیا تھا۔"

آیان نے کہتے ساتھ خشک لبوں پر زبان پھیری۔ سارے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اور وہ اچھا خاصا تیار لگ رہا تھا، جیسے کہیں جانے کی تیاری ہو مگر اس سے پہلے ہی کال آ پہنچی ہو۔

"بابا ٹھیک ہیں آیان؟"

حیات کی مری مری آواز گاڑی میں گونجی تھی تو اس نے ایک نظر بیک مرر میں دیکھ کر دوبارہ سڑک پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

" ڈونٹ وری۔ انکا آپریشن چل رہا ہے۔ دعا کرو بس۔ اور ہمت سے کام لینا۔ میں تمہیں کمزور نہیں سمجھتا."

آیان نے ضبط سے کہتے ہوئے نچلا لب دانتوں میں دبایا مگر حیات کی سوئی تو ایک لفظ پر ہی اٹک گئی تھی 'آپریشن'

"آپریشن؟؟؟؟ کک۔۔ کس چیز کا؟؟"

حیات کی کپکپاتی آواز پر سعدیہ بیگم کے آنسو کی رفتار تیز ہو گئی تھی اور وہ بس دل میں اپنے شوہر کی سلامتی اور لمبی زندگی کی دعا مانگ رہی تھیں۔

"ان کے سر کے پچھلے حصے پر چوٹ لگی ہے اور خون بہت بہہ گیا ہے۔ بس دعا کرو کہ دماغ پر نہ لگی ہو چوٹ۔"

آیان جس ضبط سے یہ سب بتا رہا تھا یہ وہی جانتا تھا اور اسکے ضبط کی گواہی اسکی لال انگارہ ہوتی آنکھیں دے رہی تھیں۔

حیات نے خالی نظروں سے اسے دیکھا۔گاڑی ہسپتال کے سامنے رکی تو سعدیہ بیگم دو سیکنڈ سے پہلے گاڑی سے باہر نکلیں اور اندر کی جانب چل کم بھاگ زیادہ رہی تھیں۔حیات سست قدموں سے باہر نکلی۔آنکھیں آنسوؤں سے عاری تھیں۔اسے لگ رہا تھا اس کی زندگی کوئی اس سے چھین رہا ہے۔اسکی سانسیں تھم رہی ہیں۔

وہ باہر نکلی تو آیان اسکے ساتھ چلتے ہوئے اندر جانے لگا۔

"Be brave girl"

آیان نے کہہ کر حیات کا چہرہ تھپتھپایا تو وہ کسی ٹرانس سے نکلی اور آنسو زاروقطار بہنے لگے۔

رونے کو تو رو لیتے ہیں ہم خون کے آنسو
شبنم سا ہمیں اشک بہانا نہیں آتا

"یا اللہ میں آپ سے کبھی کچھ نہیں مانگتی سوائے ماما بابا کی لمبی زندگی کے۔آج بھی میں اپنے بابا کی زندگی کے لیے دعا کر رہی ہوں۔اللہ تعالیٰ۔۔۔۔۔۔۔مجھے پتا ہے آپ مجھے خالی ہاتھ نہیں لٹائیں گے۔میرے بابا کو زندگی دے دیں اللہ تعالیٰ۔۔۔۔۔۔۔۔پلیز اللہ تعالیٰ۔۔۔۔۔۔آپ تو سب کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔اللہ تعالیٰ پلیز۔۔۔۔۔۔"

دوپٹے کے ہالے میں آنسوؤں سے بھرا چہرہ اور بند آنکھوں سے وہ اپنے رب سے مخاطب تھی اور ہسپتال کے پریئر ایریا میں بیٹھی تھی۔

"اللہ تعالیٰ ہی تو سب جانتے ہیں حیات۔عزت کمانے والا انسان ہے مگر عزت دینے والا اللہ رب العزت ہے۔نفرتیں پالنے والا انسان ہے اور انہیں مٹانے والی ذات رب ذوالجلال کی ہے۔محبت کرنے والا انسان ہے اور محبتوں کو پاک رکھنے والی ذات واحد ہے۔ناامیدی انسان ہے اور امید تھمانے والا رب کائنات ہے۔ہزار گناہوں کے بعد معافی مانگنے والا انسان ہے اور ایک ندامت کے آنسو پر معاف کر دینے والا اللہ ہے۔غلطی پر سزا سنانے والا انسان اور اسے صاف کرنے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔گناہوں کو پھیلانے والا انسان ہے اور گناہوں کا پردہ رکھنے والی ذات واحد ہے۔انسان خطاؤں کا پتلا

urdunovelsblog

ہے مگر اسے اشرف المخلوقات کہنے والی ذات بے شک بے حد رحیم، غفور اور بے عیب ہے۔ تم صبر رکھو، اللہ صبر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ انشااللہ! خالو ٹھیک ہو جائیں گے۔"

وہ پیچھے کچھ فاصلے پر دروازے پر کھڑا اسے آہستہ آہستہ سمجھا رہا تھا۔ حیات کی اسکی طرف پشت تھی۔ اسکے الفاظ حیات کے دل پر اثر کر رہے تھے۔ اسے صبر آرہا تھا۔ اللہ کے سامنے رو کر؟؟ یا اسکے الفاظ سے؟؟

"تم کتنی بڑی بڑی باتیں کرنے لگے ہو آیان۔"

حیات نے مڑ کر اسے دیکھتے ہوئے کہا جو پہلے والے لباس میں ویسی ہی حالت میں دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ حیات نے دوپٹے کی گرہ ڈھیلی کی۔ وہ کچھ نہ بولا۔

کیا کہتا؟ کہ ان چند ماہ میں وہ کیا کیا سیکھ چکا ہے۔ صبر؟ شکر؟ بڑی بڑی باتیں؟

زندگی نام ہی اسی کا ہے۔ جو ہمیں نہیں کرنا آتا وہ ہمیں سکھاتی ہے یہ زندگی۔

"باہر آجاؤ! آپریشن ختم ہونے والا ہے۔"

وہ کہہ کر مڑنے لگا مگر حیات پھر سے لفظ 'آپریشن' پر اٹک گئی تھی۔ اسے اس لفظ سے بہت ڈر لگتا تھا۔ مگر حیات شاہیر کو اپنے ہر ڈر پر قابو پانا تھا۔ آیان نے اسے نہ ہلتا دیکھ کر اسے مخاطب کیا۔

"حیات!"

اس نے نام لیا تھا۔ کافی عجیب لگا تھا حیات کو۔ کبھی اسکے منہ سے اتنے صاف انداز میں اپنا نام نہیں سنا تھا۔

"آ گئی۔"

حیات نے دل میں خود کے ڈر پر قابو پانے کا عہد کیا اور اٹھ گئی۔ وہ اٹھی اور باہر آکر آپریشن تھیٹر کے سامنے کھڑی ہو گئی جس کی بتی کچھ لمحوں بعد بند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی حیات کا دل بھی چند لمحوں کے لیے بند ہوا۔ اسے ارد گرد کسی کا ہوش نہیں تھا۔ بس وہ تھا اور اسکا ہوش و حواس سے بیگانہ باپ۔

کچھ لمحے اذیت کے ہوتے ہیں۔

سیکنڈز سالوں کے برابر گزرتے ہیں۔

جب ہر چیز سلو موشن میں ہونے لگتی ہے۔

urdunovelsblog

حیات کو سہی معنوں میں یہ لمحے اذیت کے لگے تھے۔

ایک ایک لمحہ صدیوں کے برابر۔

تبھی ڈاکٹر، کچھ نرسز اور کئی لوگ آپریشن تھیٹر سے نکلے تھے۔

".Don't worry.Everything is alright.Now he is out of danger"

ڈاکٹر اپنے پیشہ ورانہ انداز میں بولتا ہوا افتخار کی طرف بڑھا۔

"ابھی انہیں روم میں شفٹ کیا جارہا ہے مگر ہوش میں آنے تک کوئی مل نہیں سکتا۔ہی از انڈر آبزرویشن۔اگلے بارہ گھنٹے بہت ضروری ہیں۔باقی مالک کو جو منظور۔"

ڈاکٹر افتخار کو بتا کر چلے گئے اور وہ کسی ہارے ہوئے کھلاڑی کی مانند کرسی پر ڈھے گئے۔سر دونوں ہاتھوں میں گرا دیا۔

"پاپا۔خالو آؤٹ آف ڈینجر ہیں اب۔ریلیکس۔"

واصف نے افتخار کے کاندھے پر ہاتھ رکھا۔اس نے کبھی اپنے باپ کو اتنا بے بس محسوس نہیں کیا تھا۔نفیسہ البتہ سعدیہ کو سنبھالے ہوئے تھی۔

"کس کی نظر لگ گئی ہمارے ہنستے کھیلتے گھرانے کو۔"

سعدیہ نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"حوصلہ رکھیں پھوپھو۔پھوپھا جی ٹھیک ہو جائیں گے۔"

جنت نے سعدیہ کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔

حیات کب سے خاموش کھڑی تھی۔

نہ آنسو تھے۔

نہ کچھ۔

بس دکھ، اذیت اور تکلیف تھی۔

اسکے تو وہم و گماں میں بھی یہ سب نہیں تھا۔وہ تو آج اچھی بھلی اٹھ کر ناشتہ کرنے لگی تھی جب نیچے آنے پر آیان سعدیہ کو کہیں لے جارہا تھا۔۔زندگی لمحوں میں پلٹی تھی۔باپ کے ساتھ گزرے لمحے کسی فلم کی طرح اسکی آنکھوں کے

سامنے چل رہے تھے۔ عثمان کی آواز پر وہ چونکی۔ وہ سر پر پیار دے کر آنسو ضبط کیے کھڑے تھے۔ ذین بھی حیات کی طرف آ رہا تھا۔ حیات سے آنسو ضبط نہ ہوئے تو وہ زار و قطار رونے لگی۔ افتخار تڑپ کر اٹھے اور حیات کو گلے لگا لیا۔

"بس میرا بچہ۔ ہمت کرو۔ تم تو شاہیر کی سب سے اسٹرانگ بیٹی ہو۔ تم ایسے نہیں رو۔"

افتخار نے پیار سے پچکارتے ہوئے کہا۔

"بس اب کوئی نہیں روئے گا۔ میں بتا رہا ہوں۔ بس سب شاہیر کی صحت کے لیے دعا کرو۔"

افتخار نے تھوڑا سختی سے کہا اور حیات کو دلاسہ دینے لگے۔

لاکھ کوئی دے دلاسہ آپ کو
آپ کا غم آپ کا ہی ہوتا ہے

مل تو جاتے ہیں کئی کندھے مگر
بوجھ اپنا آدمی خود ڈھوتا ہے

کون رو یار فتگاں کے غم میں یاں
تو خیال مرگ کر کے روتا ہے

رات بھر ماتم منا کر صبح میں
اوس سے گل داغ شب کے دھوتا ہے

"بابا!"

حیات تیزی سے شاہیر کے گلے لگی تھی جنہیں ہوش آ چکا تھا۔

"آرام سے بیٹا۔"

urdunovelsblog

افتخار جو حیات کو اندر لائے تھے بولے۔اور وہ باپ کا ڈرپس میں جکڑا ہاتھ پکڑے انکا چہرہ تکتی بے آواز آنسو بہائے جا رہی تھی۔

"بس بیٹا۔کیا ہو گیا ہے۔ٹھیک ہوں میں۔"

شاہیر کی تھکی ماندی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی تھی۔یہ وہ آواز تو نہیں تھی جس میں ہمیشہ ایک زندگی سے بھرپور چمک اور خوبصورتی ہوتی تھی۔

"حیات! اٹھو اب تم گھر چلو گی واصف بھائی کے ساتھ۔"

آیان نے آکر اطلاع دی۔نا جانے کیا تھا اس کے لہجے میں شاہیر نے آنکھیں کھول کر گہری نظروں سے آیان کو دیکھا جو بہت بڑا بڑا اور بدلا بدلا محسوس ہوا تھا۔

"میں۔۔۔۔م۔میں نہیں جاؤنگی۔میں بابا کے ساتھ ہی جاؤں گی۔"

حیات نے سختی سے آنسو پونچھ کر نفی میں سر ہلایا تو آیان نے بے بس نگاہوں سے افتخار کی جانب دیکھا۔

"بیٹا کل کا آپ نے کچھ نہیں کھایا۔کمزوری ہو جائے گی اور ویسے بھی کھانا کھا کر فریش ہو کر آجانا آپ۔عبداللہ لوگوں نے بھی ملنا ہے اب۔"

افتخار نے پیار سے پچکارتے ہوئے کہا تو وہ نا چاہتے ہوئے بھی اٹھ گئی اور شاہیر کا ہاتھ چوم کر ایک نظر باپ پر ڈال کر کمرے سے نکل گئی۔

"خالو یار آپ ایسے بیمار ہو جاؤ گے تو میری شادی پر ڈانس کون کرے گا؟'

آیان شاہیر کے پاس حیات کی چھوڑی جگہ پر بیٹھتے ہوئے انہیں ہنسانے لگا۔سچ تو یہ تھا کہ اسکا شاہیر کے ساتھ خود بھی بہت پیار تھا اور وہ بس اب اس ماحول میں انہیں ہنسانا چاہتا تھا۔

شاہیر تھکے انداز میں ہلکا سا ہنسے مگر سر میں درد کی ٹھیس اٹھنے کی وجہ سے وہ ہنسی تکلیف کے آثار میں بدل گئی۔پھر انہوں نے اپنی تھکی ماندی آواذ میں اسے مخاطب کیا۔

"آیان!'

وہ جواباً پوری طرح متوجہ ہوا۔افتخار بھی شاہیر کی دوسری جانب بیٹھ گئے۔

"افتخار میں تمہاری موجودگی میں حیات کی زمہ داری آیان کو سونپتا ہوں۔اس واقعے کے بعد مجھے میری زندگی کا بھروسہ نہیں۔"

شاہیر مخاطب افتخار سے تھے مگر دیکھ آیان کو رہے تھے جس کی سانسیں لمحے بھر کے لیے تھمی تھیں۔کمرے میں ایک دم سناٹا چھا گیا۔اس کے چہرے پر سایا سا گزرا۔چوری پکڑے جانے کا ڈر سا گزرا۔

"شاہیر تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔حیات میری ہی بیٹی ہے اور رہی بات تمہاری تو اللہ تمہیں لمبی زندگی سے نوازے آمین۔"

افتخار کی بات پر آیان نے زیر لب آمین کہا مگر وہ ابھی تک خاموش تھا۔اسی وقت زین اندر آیا۔

"آیان یہ عمیر کا فون ہے۔"

زین فون پکڑا کر کمرے سے نکل گیا۔سب شاہیر سے پہلے ہی مل چکے تھے۔حیات روتے میں سو گئی تھی تو کسی نے اسے نہیں اٹھایا، پھر شاہیر کے کہنے پر اسے اٹھایا گیا اور ملنے لے کر آئے۔آیان فون اٹھاتا ایک طرف ہو گیا۔

"اسلام علیکم عمیر۔"

آیان نے گہری سانس بھر کر کہا، جانتا تھا آگے جو باتیں سننے کو ملنے والی تھیں کیونکہ افتخار کے کہنے پر کسی نے عمیر کو اطلاع نہیں دی تھی کہ خواہ مخواہ اکیلا وہاں پریشان ہو گا۔

"آیان اتنی بڑی بات ہو گئی اور کسی نے مجھے بتانا مناسب نہیں سمجھا۔حد ہو گئی ہے۔مجھے کم از کم تم سے یہ امید نہیں تھی۔"

دوسری طرف عمیر نے سلام کا جواب دیے بغیر غصے سے کہا تو آیان نے لمحے بھر کے لیے فون کان سے دور کر کے سانس بھری اور مدافعانہ انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"پاپا نے منع کیا تھا عمیر یار! واصف بھائی نے بھی روک دیا تھا۔"

"اس واصی سے تو میں پوچھ لوں گا۔تمہارا موبائل کدھر ہے۔اٹھا کیوں نہیں رہے تھے کال۔"

عمیر نے اگلا سوال جھاڑا تھا تو آیان نے جواباً کہا۔

"یار اسکی چارج نہیں ہے۔ڈیڈ پڑا تھا۔حیات کے ہاتھ گھر بھجوایا ہے چارج ہو گا تو ساتھ ہی لے آئے گی۔"

urdunovelsblog

"حیات ٹھیک ہے نا"

عمیر نے فکر مندی سے پوچھا۔سب ہی جانتے تھے وہ شاہیر کے معاملے میں کس قدر حساس تھی۔

"ہاں ٹھیک ہے۔لو خالو سے بات کر لو۔"

آیان نے گلا کھنکھار کر جواب دیا اور شاہیر کے کان سے موبائل لگایا۔وہ جیسے اپنا دامن بچا رہا تھا حیات کے بارے میں بات کرنے سے۔ایسا کیوں تھا؟شاید یہ ڈر تھا کہ اسکی چوری نہ پکڑی جائے۔

عمیر اگلے روز کسی کو بغیر اطلاع دیے پاکستان آچکا تھا۔

ایک ہفتے بعد شاہیر کو ہسپتال سے گھر منتقل کر دیا گیا تھا۔اب انکی طبیعت میں کافی ٹھہراؤ تھا اور گھر کا ماحول بھی قدرے بہتر تھا۔اس میں بڑا ہاتھ حاذق اور عمیر کا تھا۔وہ سب کو چھوٹی چھوٹی باتیں کر کے ہنسانے کی کوشش کر رہے تھے۔واحد حیات تھی جو کسی موقع و مزاح پر ہنسی تو دور مسکرائی بھی نا تھی۔وہ ان سب سے الگ باپ کے پاس بیٹھی تھی۔شاہیر بلوچ دوائیوں کے زیر اثر سو رہے تھے اور حیات انہیں دیکھتے ہوئے سوچوں میں غرق تھی۔

واصف کے بلانے پر وہ باہر آئی تھی۔سب آج شاہیر ولا میں جمع تھے سوائے زین اور زینب کے۔وہ واپس اسلام آباد جا چکے تھے۔عثمان بھی یہیں موجود تھے جنہیں افتخار نے اب واپس بھجوا دیا تھا۔

"بیٹا کلاسز کب سے اسٹارٹ ہو رہی ہیں؟"

افتخار نے حیات سے پوچھا۔سچ تو یہ تھا کہ وہ چاہتے تھے کہ حیات سب سے بات کرے کیونکہ وہ اس ہفتے کے اندر اندر خاموش سی ہو گئی تھی۔خود میں گھل کر رہ گئی تھی۔

"پتا نہیں خالو۔میں نے پتا ہی نہیں کیا۔نہ ہی موبائل چیک کیا۔"

حیات نے دھیمے لہجے میں کہا تھا۔اس نے جیسے خود بھی اپنی آواز کافی دیر بعد سنی تھی۔افتخار کچھ کہنے ہی لگے تھے کہ انکا فون بجا۔

"ہاں نواز! خیریت؟اوہ۔اچھا۔۔چلو ہم پہنچتے ہیں۔"

افتخار نے فون رکھا اور واصف سے مخاطب ہوئے۔

urdunovelsblog

"واصف! نواز کا فون تھا۔ آفس فوراً پہنچنا ہو گا۔ بہت امپورٹنٹ ڈیل ہے اسے فائنلائز کرنا ہے اور ایک مسئلہ بھی ہو گیا ہے۔"

"چاچو بھی ایک ہفتے سے بزنس سنبھال رہے ہیں۔ اتنا برڈن ہو گا ان پر۔ چلیں چلتے ہیں۔"

واصف نے اٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ٹیبل سے موبائل اور گاڑی کی چابی اٹھائی۔ جنت بھی ساتھ ہی نکل رہی تھی۔

"میں رات کو آؤں گا بیٹا۔ تم پریشان مت ہو اب شاہیر بہتر ہے اور کالج جوائن کرو۔"

افتخار اسے نرمی سے سمجھا کر سر پر پیار کرتے نکل رہے تھے کہ اچانک کچھ یاد آنے پر پلٹے اور آیان سے مخاطب ہوئے۔

"برخوردار! تمہاری چھٹیاں مزید کتنی ہیں؟"

"کل صبح نکل رہا ہوں۔"

آیان نے جواب دیا اور صوفے پر پڑا کشن گود میں رکھا۔ افتخار سر ہلا کر نکل گئے۔

"کس چیز کی چھٹیاں؟"

ہانی نے پوچھا تو حیات نے کہا۔

"تم آج کل کیا کر رہے ہو؟ بتایا ہی نہیں؟"

حیات واقعی جاننا چاہتی تھی۔ اور وہ اس کی بات پر پہلو بدل کر رہ گیا۔

"جب کر لوں گا تب بتاؤں گا۔"

تحمل سے جواب دیتا وہ اسے دیکھنے لگا جو اس ایک ہفتے میں بدل کر رہ گئی تھی۔ خود سے لاپرواہ اور ہر وقت گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئی۔

"واہ! کیوں؟"

حیات نے اچنبے سے پوچھا۔ امید تو یہی تھی کہ باقی پورے خاندان کی طرح بزنس کے کسی شعبے میں رفع دفع ہو جائے گا۔

"تم جیسی چھپکلی کی نظر لگ سکتی ہے۔ یو نو۔"

آیان نے پہلے والا انداز اپنایا تو حیات نے تیور چڑھائے اور زبان کے جوہر بھی دکھائے۔

"بندر! چھچھوندر! جنات کے سردار۔"

urdunovelsblog

وہ ایک ہی سانس میں اسے کافی القابات سے نواز گئی تھی اور ساتھ اس کے کندھے پر مکا بھی جڑ گئی تھی جس پر وہ کراہ اٹھا اور کندھا مسلنے لگا کیونکہ حیات کے ہاتھ میں موجود انگوٹھی اسے بری طرح لگی تھی۔

"میں سوچ ہی رہا تھا کہ دونوں اتنے تمیز سے بیٹھے بات کر رہے ہیں اور ابھی میں نظر اتارنے ہی لگا تھا کہ دونوں پھر شروع ہو گئے۔"

عمیر قہقہہ لگا کر کہتا حاذق کے ہاتھ پر ہاتھ مار رہا تھا۔

"اس کی شکل ہی نہیں ہے کہ اس سے تمیز سے بات کی جائے۔ واہیات۔"

حیات نے واہیات کہا تو اچانک اسے آیان کی وہ بات یاد آگئی جس میں اس نے بتایا تھا کہ واہیات لفظ نکلا کیسے تھا۔ حیات کی ہنسی نکلی تھی اور اسے ہنستا دیکھ کر سب نے ایک دوسرے کی طرف مطمئن انداز سے دیکھا کہ شکر کہ مشن کامیاب ہوا۔

"کتنے عرصے بعد ہم ملے ہیں یار۔ واصی بھائی کی شادی پر ملے تھے۔ چھ یا سات ماہ ہو گئے ہیں۔"

حاذق نے کہا تو آیت جواباً کہنے لگی۔

"ہاں! اور اس مرتبہ جیسے ملے ہیں ہم سب۔ میں دعا کرتی ہوں کہ کبھی دوبارہ ایسی سیچویشن نہ آئے۔"

آیت نے سر جھٹکتے ہوئے کہا تو عمیر نے کہا۔

"نہ ہم نے کوئی ہنگامہ کیا اس بار اور نہ ہی کوئی پنگا لیا۔"

عمیر کے کہنے پر ہانی نے اضافہ کیا۔

"نہ ہی کوئی گیمز کھیلیں۔ نہ ہی کوئی کوئی چیلنجز کیے۔"

ہانی کے کہنے پر بینش نے اضافہ کیا۔

"نہ ہی کوئی ولاگ بنایا اور نہ ہی کوئی تصویر۔"

بینش کی بات میں آیان نے اضافہ کیا۔

"نہ ہی کسی کو تنگ کیا اور نہ ہی کوئی جھگڑا ہوا۔"

آیان نے حیات کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ ہنس دی۔ سب نے پھر سے شکر ادا کیا۔

"تمہارا جھگڑنے کا موڈ ہے؟"

urdunovelsblog

حیات نے چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھر کر استفسار کیا آیان نے کہا۔ حالانکہ دو سیکنڈ پہلے ہی لڑائی ہوئی تھی۔

"جھگڑنے کے لیے موڈ کی کیا ضرورت!!"

بے نیازی سے کندھے اچکا کر کہا تھا۔

"بات سنو! آج ہم لوگ اکٹھے ہیں اور بابا بھی الحمداللہ اب ٹھیک ہیں۔ نہیں معلوم کہ دوبارہ کب سب ایک ساتھ ایسے اکٹھے ہوں۔ کیونکہ میں دو دن تک واپس جارہا ہوں۔ جنت بھابھی اور واصف بھائی ویسے ہی بزنس میں بزی ہوتے ہیں۔ آیان کو بھی دوبارہ چھٹی نصیب ہو یا نہ ہو۔ حاذق نے بھی کچھ عرصہ بعد بزنس میں آجانا۔ حیات، ہانی اور آیت نے بھی اسٹڈی میں بزی ہو جانا ہے اور کوئی شادی بھی نہیں آرہی اتنی جلدی۔"

عمیر نے اتنی لمبی تقریر کے بعد سانس لیا تو حیات نے پوچھا۔

"تو؟؟؟"

"تو یہ کہ آج شام کزنز کے نام۔ کیا خیال ہے؟"

عمیر نے کہا تو حاذق بدمزہ ہوا۔

"اتنی لمبی تقریر کیوں کی عمیر یار! ایسے ہی کہہ دیتے رت جگا کرنا۔"

ابھی عمیر کچھ کہتا آیان بولا۔

"رت جگا تو ممکن نہیں۔ میں آج رات واپس جاؤں گا گھر۔ صبح ہی صبح نکلنا ہے مجھے۔"

آیان کے کہنے پر حیات نے پھر پوچھا۔

"تم نے جانا کدھر ہے؟"

"یہ چھوڑو۔ کچھ اور سوچو کیا کیا جائے؟"

آیان نے بات بدل دی تھی۔

"آؤ لڈو کھیلتے ہیں۔ جو ہارے گا اس کی طرف سے پیزا پارٹی۔"

آیت نے کہا تو حیات نے ٹوکا۔

"ایک منٹ۔"

urdunovelsblog

وہ سب کو باری باری گننے لگی۔

"آٹھ لوگ ہیں ہم اور چار لوگوں والی گیم کیسے کھیلیں گے ؟"

اس نے استفسار کیا تو بینش بولی۔

"میں نہیں کھیل رہی۔ میں بس دیکھوں گی۔"

بینش نہ کھیلتی تو عبداللہ کیسے کھیل لیتا؟؟ تو عبداللہ بھی گویا ہوا۔

"اور میں بس ویڈیو بناؤں گا آپ کی پوری گیم کی۔"

"پھر بھی چھ ہیں۔"

آیان نے کہا۔

"میں اور حاذی کھیل لیں گے۔ کوئی مسئلہ نہیں۔"

عمیر نے کہا تو ہانی بھی گویا ہوئی۔

"میں بھی آیت یا حیات کے ساتھ کھیل لوں گی۔ ویسے بھی مجھے بورڈ گیمز زیادہ پسند نہیں۔"

سب نے تائید کی اور اٹھ کر حیات کے کمرے میں چل دیے۔

ابھی وہ کھیل ہی رہے تھے کہ سعدیہ بیگم آئیں اور لاریب، ماہا اور علیزے کے آنے کی اطلاع دی۔

"ہانی تم میری جگہ کھیلیو۔ میری دوستیں آئیں ہیں۔ میں مل لوں۔"

حیات کہہ کر اٹھی تو حاذق چمکتی آنکھوں سے گویا ہوا۔

"وہی نہ جو ہاسپٹل بھی آئی تھی؟"

شاہیر کے ایکسیڈنٹ والے روز بینش نے لاریب کو اطلاع دی تھی اور وہ ہسپتال آئی تھی۔ حاذق اسی دن کا ذکر کر رہا تھا۔

"ہاں! وہ لاریب تھی۔ اب ماہا اور علیزے بھی آئی ہیں۔"

حیات نے عام سے انداز میں کہا اور کمرے سے نکل گئی۔ پیچھے آیان نے حاذق کو گھورا۔

"تم باز آجاؤ حاذق!"

حاذق نے لاپرواہی سے کندھے اچکا دیے۔

==================

"السلام علیکم!"

حیات سٹنگ ایریا میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔

"وعلیکم السلام کیسی ہو ہماری جان۔"

لاریب نے گلے ملتے ہوئے کہا۔

سعدیہ بیگم جوس اور کافی زیادہ سنکیس لے آئی تھیں۔ نفیسہ اور سامیہ بھی وہیں بیٹھی تھیں۔

حیات باری باری تینوں دوستوں کے گلے لگی۔

"دوستو! یہ میری خالہ ہیں مسز نفیسہ میر اور یہ بھی میری خالہ ہیں مسز سامیہ میر اور میری ماما کا تو پتا ہی ہے مسز سعدیہ بلوچ۔"

حیات نے مزے سے کہا تو وہ سب ہنس دیے۔ وہ ہر حد تک انکے سامنے نارمل رہنا چاہتی تھی ورنہ لاریب لوگوں کو دیکھ کر ہی اسکے آنسو گلے میں اٹک گئے تھے۔

"السلام علیکم!"

لڑکیوں نے مل کر دوبارہ تینوں خواتین کو سلام کیا تو تینوں نے سلام کا جواب دیا اور نفیسہ بولیں۔

"وعلیکم السلام! بیٹا ہمیں تو بتاؤ اتنی پیاری بچیوں کے نام کیا ہیں؟"

"جی جی ضرور۔"

حیات نے کہہ کر باری باری تینوں کا تعارف کروایا۔

"یہ ہے لاریب مزمل عرف اماں وڈی۔ یہ ہے ماہا جاوید عرف ماہی۔ یہ ہے علیزے ہاشم عرف چشماٹو۔"

اس کے تعارف پر سب ہنس دیے تھے۔

"چلو آپ لوگ باتیں کرو۔ میں تمہارے بابا کو دیکھ لوں۔ اٹھ گئے ہوں گے۔"

سعدیہ کہہ کر اٹھنے لگی اس سے پہلے ہی لاریب بولی۔

"ہم لوگ بس انکل ہی کا پتا لینے آئیں ہیں۔ ماہا اور علیزے ضد کر رہی تھیں کہ چلتے ہیں۔"

لاریب کے کہنے پر سعدیہ انہیں ماسٹر بیڈروم کی طرف لے گئی جہاں شاہیر بلوچ بیٹھے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔

"ارے بابا! آرام کیا کریں کیوں پڑھتے ہیں یہ کتابیں۔"

حیات نے فوراً کتاب باپ کے ہاتھ سے لے کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔ایک تو وہ انکی کتابوں سے بہت تنگ تھی۔

"بیٹا ٹھیک ہوں میں اب الحمدللہ۔"

شاہیر نے محبت سے کہا تو حیات نے کہا۔

"اچھا دیکھیں۔کون ملنے آیا ہے آپ سے۔میری تینوں دوستیں۔آپ کو تو پتا بھی ہے سب کا۔"

وہ خوشی سے بولی۔شاہیر کو واقعی تینوں کا معلوم تھا کیونکہ وہ انکے قصے سناتی رہتی تھی اور تصاویر بھی دکھاتی رہتی تھیں اور لاریب تو ہسپتال ملنے بھی آئی تھی مگر وہ مل نہیں سکے تھے اس سے۔

"اسلام علیکم انکل کیسے ہیں آپ؟"

تینوں نے یک زبان کہا جیسے بہت ٹریننگ کی ہو تینوں نے۔

"وعلیکم السلام۔اللہ کا کرم ہے۔آپ سب کیسے ہو بیٹا."

شاہیر نے نرمی سے کہا۔وہ تینوں سامنے موجود صوفوں پر بیٹھ چکی تھیں اور حیات باپ کے برابر میں بستر پر بیٹھ گئی۔

"ہم بھی ٹھیک ہیں انکل۔اللہ تعالیٰ آپ کو صحت سے بھرپور لمبی زندگی عطا فرمائیں۔"

لاریب نے حیات کے سے انداز میں کہا تو سب نے زیر لب آمین کہا۔پھر وہ تینوں مسلسل شاہیر بلوچ کو ہنسانے لگیں۔

علیزے کی معصومیت سے بھرپور باتیں ویسے ہی ہنسنے کے لیے کافی تھیں۔

"اوہ واہ! یہاں تو بہت رونق لگی ہے۔"

حاذق اندر آیا تو سب کو سلام کر کے کہنے لگا۔

"میں بس خالو کو دیکھنے آیا تھا۔"

حاذق نے حیات کی گھوری پر صفائی پیش کرنا چاہی تھی۔

"یہ حاذق ہے۔حاذق نواز میر۔سامیہ خالہ کا بیٹا۔"

حیات نے تعارف کروایا۔

"اور ہاں حاذی مجھے معلوم ہے تم کسے دیکھنے آئے تھے۔"

حیات نے چبا چبا کر کہا تو وہ جھینپ گیا۔ اور ایک ادا سے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔ حیات نے دل میں اسے 'شوخا' کا لقب دیا تھا۔

حیات پھر تینوں کو اپنے کمرے میں لے آئی اور سب کزنز سے ملوایا۔ وہ تینوں کچھ دیر بعد چلی گئیں تو حیات گیم میں واپس آئی مگر بد قسمتی سے وہ ہار گئی تھی۔

"حیات آپی! اللہ میاں کا پکا وعدہ!! میں دیکھ رہی تھی عمیر بھائی اور حاذق چیٹنگ کر رہے تھے۔"

بینش کے کہنے پر حیات نے عمیر اور حاذق کو گھورا تو وہ بے شرموں کی طرح دانت نکالنے لگے۔

حیات ہار گئی تھی تو پیزا پارٹی حیات کی طرف سے تھی۔

"اتنی گرمی میں میں باہر نہیں جا رہی وہ بھی اس ٹائم پیزا کھانے۔ کبھی نہیں۔"

حیات نے کہا۔

"کوئی مسئلہ نہیں۔ ہم لاہور میں رہتے ہیں۔ گھر پر تو منگوا ہی سکتے ہیں۔"

آیان نے کہہ کر موبائل نکالا اور اپنی مرضی سے تین فل سائز پیزے آرڈر کر دیے۔

"تین فل سائز۔ دماغ درست ہے؟؟"

ہانی نے حیرت سے کہا تو جواباً وہ بولا۔

"تم چھپکلیوں کے پیٹ تو چھوٹے چھوٹے ہیں جدھر کچھ جاتا ہی نہیں۔ ہم کھا لیں گے۔ فکر نہیں کرو۔"

اور وہی بات ہوئی۔ آیان، حاذق، عبداللہ اور عمیر نے دو پیزے کھا لیے اور حیات لوگوں سے ایک بھی نہ کھایا گیا۔

پھر سب نے اکٹھی شاہیر کے ساتھ لان میں واک کی اور بہت سی باتیں کرنے کے بعد جب افتخار صاحب آئے تو آہستہ آہستہ سب واپس چلے گئے۔

برے حالات میں بھی اچھا وقت گزار کر۔

اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

ڈھونڈ اجڑے ہوئے لوگوں میں وفا کے موتی
یہ خزانے تجھے ممکن ہے خرابوں میں ملیں
غم دنیا بھی غم یار میں شامل کر لو!
نشہ بڑھتا ہے شرابیں جو شرابوں میں ملیں
تو خدا ہے نا مرا عشق فرشتوں جیسا
دونوں انساں ہیں تو کیوں ان حجابوں میں ملیں
آج ہم دار پہ کھینچے گئے جن باتوں پر
کیا عجب کل وہ زمانے کو نصابوں میں ملیں
اب نہ وہ میں ہوں نہ تو ہے نہ وہ ماضی ہے فراز
جیسے دو سائے تمنا کے سرابوں میں ملیں

========================

8ماہ بعد:

"واصف بھائی بے بی کا نام میں رکھوں گی۔"

حیات نے خوشی سے واصف کی چند گھنٹے پہلے پیدا ہوئی بچی کو گود میں احتیاط سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا بابا تم رکھ لو."

واصی نے کہا تو آیت نے بے یقینی سے دیکھا۔

"واقعی؟ جب میں نے کہا تھا تب تو نہیں مانے۔"

آیت نے ناک سکوڑ کر مصنوعی غصے سے کہا۔

"اب حیات کہہ رہی ہے تو کوئی بات نہیں وہ رکھ لے۔ کیوں جنت؟؟"

واصف نے کہتے ہوئے جنت سے پوچھا۔

"مجھے کوئی مسلئہ نہیں۔ نام ہی رکھنا ہے، حیات رکھ لے۔ ہم نے بے بی بوائے کا سوچا تھا۔"

جنت نے کہا تو حیات خوش ہوئی۔ اتنی بڑی عنایت پر۔

"پاکیزہ۔"

سب نے نام سنا اور خوش ہوئے۔ پورا خاندان واصف کے کمرے میں جمع تھا۔

"ویسے آپ نے بے بی گرل کا نام کیوں نہیں سوچا؟ آپ کو بیٹیاں پسند نہیں ہیں؟"

حیات نے بھرپور معصومیت سے جنت سے پوچھا تھا۔

"نہیں حیات۔ بیٹیاں تو نصیب والوں کے گھر میں ہوتی ہیں۔ مجھے آیان نے پہلے دن سے کہا ہوا تھا کہ اگر بے بی گرل ہوئی تو اسکا نام وہ رکھے گا۔ مگر اب وہ یہاں نہیں ہے اور نا ہی اس نے کسی کو بتایا ہے کہ کیا نام سوچا اس نے۔ اس لیے تم رکھ سکتی ہو۔ ذ"

جنت نے تفصیلاً سمجھاتے ہوئے کہا تھا اور ساتھ ہی پاکیزہ کو گود میں واپس لیا۔

"کدھر ہے وہ آیا کیوں نہیں؟"

آیان کی بات پر اسے اس کی یاد آئی تھی۔ کتنا عرصہ ہونے کو تھا اور انکی ملاقات نہ ہو سکی تھی۔ ایک تو وہ خود بھی اسٹڈی میں بزی رہتی تھی اور دوسرا آیان کے ساتھ رابطہ ہی نہیں تھا۔

"اسے چھٹیاں نہیں ملیں۔ آج کل بزی ہے ذرا۔"

واصف نے جواب دیا تھا۔

"معلوم نہیں کن کاموں میں پڑا ہے۔"

حیات بڑبڑائی تھی۔ پھر آیت اور ہانی کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئی تھی۔ گاہے بگاہے وہ پاکیزہ کو بھی چوم جاتی تھی۔

شاہیر بلوچ اب بالکل ٹھیک تھے مگر اکثر پریشان سے رہتے تھے۔ ابھی بھی وہ جنت اور واصف کی بیٹی کو دیکھنے میر ہاؤس آئے تھے تو کچھ دیر سب کے ساتھ بیٹھنے کے بعد وہ افتخار کو لیے چل دیے تھے۔ وہ صرف افتخار کو اپنی پریشانی بتایا کرتے تھے۔

urdunovelsblog

"شاہیر یہ بہت غلط ہے سب۔ تمہیں ان سے بات کرنی چاہیے اور انہیں سمجھانا چاہئے۔ایسے تو سب خراب ہو جائے گا۔"

افتخار نے پریشانی سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے کہا۔شاہیر فرنٹ سیٹ پر بیٹھے تھے۔

"میں بات ہی تو کرنے گیا تھا ان کے پاس۔ مگر وہ سمجھ ہی نہیں رہے۔"

شاہیر پریشانی سے گویا ہوئے۔

"تو تم نے کیا سوچا پھر؟"

افتخار نے سوال کرتے ہوئے شاہیر کے چہرے کے تاثرات جانچے تھے۔

"سوچنا کیا ہے افتخار۔ وہ جہالت سے بھرپور رسم و رواج والی حویلی کو چھوڑ کر یہاں آیا تھا۔ میں نے اپنے بچوں کو اس سب سے بچا کر رکھا ہوا تھا اور اب وہ چاہتے ہیں کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

شاہیر نے نخوت سے کہتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"تمہیں کوئی اور فیصلہ کرنا ہو گا شاہیر۔ وہ لوگ اچھے نہیں ہیں۔ سر پھرے اور پاگل ہیں۔ کہیں بچی کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔"

افتخار نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"افتخار کیا کروں تم ہی بتاؤ۔"

وہ بے بسی سے بولے تھے۔

"نکاح۔"

افتخار نے یک لفظی جواب دیا۔

"مگر افتخار وہ بہت چھوٹی ہے ابھی۔"

شاہیر نے بے بسی سے کہا۔

"میں شادی کا نہیں کہہ رہا۔ میں نکاح کا کہہ رہا ہوں۔ نکاح میں ہو گی کسی کے تو محفوظ رہے گی۔"

افتخار نے سمجھداری سے کہا تو شاہیر سوچ میں پڑ گئے۔

oooooooooooooooooooooooo

حیات شاہیر بلوچ کی زندگی کا ایک اور باب مکمل ہونے کو تھا۔ کالج کا آخری دن تھا اور وہ دعا کے گلے لگ کر رونے کا شغل فرما رہی تھی۔

یونیفارم پر بے شمار سائن اور رنگا رنگ ہاتھوں کے چھاپے بنے تھے۔

بے شمار یادیں۔

بے شمار الفاظ۔

اسے پھر سے سکول کا آخری دن یاد آیا۔

حیات جب گھر پہنچی تو بینش نے اس کے یونیفارم کو دیکھ کر سر پکڑا۔

"آپی یہ دھلے گا کیسے؟"

بینش نے معصومیت سے کہا۔

"بیوقوف۔ یہ کیوں دھوؤں گی میں۔ سنبھال کر رکھوں گی۔ یادیں ہیں۔"

حیات نے سر پر چپت لگائی۔

"تو کیا یادیں سنبھال کر رکھی جاتی ہیں۔"

بینش نے معصومیت سے پوچھا۔

"انسان وہی کر سکتا ہے جو اس کے بس میں ہے۔ ہم کسی شخص کو سنبھال کر نہیں رکھ سکتے۔ مگر ہم اس سے جڑی یادیں سنبھال کر رکھ سکتے ہیں۔"

اس نے جواباً کہا اور شاہیر کو پکارتے ہوئے انکے کمرے میں داخل ہوئی جو کسی سے فون پر سرائیکی میں بات کر رہے تھے۔ شاہیر خاندانی لحاظ سے حیدر آباد سے تعلق رکھتے تھے۔ جہاں کے رہائشی کچھ سندھی، کچھ سرائیکی، کچھ پنجابی اور کچھ پشتو بولا کرتے تھے۔ شاہیر سرائیکی بولنے والے علاقے سے تعلق رکھتے تھے۔

شاہیر فون پر بات کرنے میں مصروف تھے۔ پریشانی چہرے سے عیاں تھی مگر حیات کو دیکھ کر زبردستی مسکرائے اور گلے سے لگایا۔ حیات انہیں کال کے بعد بات کرنے کا اشارہ کر کے خود فریش ہونے چل دی۔

تھوڑی دیر بعد وہ کالی جینز پر سفید گھٹنے سے اونچا فراک پہنے، گلے میں لاپرواہی سے نہ ہونے کے برابر دوپٹہ ڈالے، کھانا کھانے میں مصروف تھی اور ساتھ ہی ساتھ باپ سے باتیں کرتے ہوئے حسبِ معمول پورے دن کے قصے ان کے گوش گزار کر دیے۔

oooooooooooooooooooooooooooo

26 جون: آخری پیپر:

حیات خوشی سے چہکتی ہوئی گھر میں داخل ہوئی جہاں ایک نامحسوس سی خاموشی چھائی تھی جو ماحول کو ہولناک بنا کر پیش کر رہی تھی۔ وہ باپ سے ملنے کی بجائے سیدھا اپنے کمرے میں پہنچی۔ نیلے فراک کے ساتھ نیلی جینز پہنے وہ باپ کے کمرے میں لپکی جدھر کوئی نہ تھا۔ عجیب سا احساس ہوا۔ چہرے کی مسکراہٹ مدھم ہوگئی۔ گھر میں عجیب سا فسوں چھایا تھا۔ بینش اور عبداللہ کو چھٹیاں تھیں مگر کوئی نظر نہ آیا تھا۔ وہ وہاں کھڑے ہر چیز پھر یاد کرنے لگی۔ جب سے گھر میں داخل ہوئی تھی اس نے کسی کو نہ دیکھا تھا۔ حیات کی چھٹی حس نے الارم دیا۔ بھاگتی ہوئی کچن میں آئی۔ ماں بھی نہ تھی۔

"ماما! بابا! بینش! عبداللہ! بابا!"

وہ سب کو اونچی اونچی آوازیں دینے لگیں تبھی زرینہ بی نمودار ہوئیں۔

"زرینہ بی؟؟ کہاں ہیں سب؟؟ سب۔۔۔ سب ٹھیک تو ہے؟"

حیات نے انہیں جھنجھوڑا۔

"بیٹا۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔ وہ۔۔ سب ہسپتال ہیں۔"

"ہوسپٹل؟؟ کیوں؟؟ کیا ہوا؟؟ زرینہ بی بابا ٹھیک ہیں؟؟ باقی سب ٹھیک ہیں؟؟ خیریت ہے؟؟؟"

حیات حد درجہ خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہی تھی مگر پھر بھی وہ بول کم اور چیخ زیادہ رہی تھی۔ دل الگ ہی بری طرح دھڑک رہا تھا۔

"وہ شاہیر صاحب کو۔۔۔۔۔ کچھ ہو گیا تھا۔"

حیات کی سانسیں تھم گئیں۔ اسکا روم روم کانپنے لگا تھا۔

"ک۔۔۔ کیا۔۔ ہوا۔۔ ہے بابا کو؟؟"

urdunovelsblog

اس نے اٹکتے ہوئے دریافت کیا۔ سانس ابھی بھی معمول پر نہیں آئی تھی۔

"معلوم ں ہیں۔ سعدیہ بی بی انہیں ہسپتال لے گئی تھیں۔"

اس سے پہلے کہ حیات کچھ کہتی گیٹ کھلنے اور گاڑی کے پورچ میں کھڑے ہونے کی آواز آئی۔ حیات آواز سن کر باہر بھاگی۔ زرینہ بھی اس کے پیچھے آنے لگی۔

واصف گاڑی سے اتر کر شاہیر کو اتار رہا تھا۔ سعدیہ بھی ساتھ تھیں۔ پیچھے سے افتخار اور نفیسہ بھی نکلے تھے۔ وہ بھاگتی ہوئی ان تک پہنچی۔

"کیا ہوا ہے بابا کو؟"

حیات کی آواز پر سب نے ایک ساتھ اسے دیکھا جس کا رنگ لٹھے کی مانند سفید ہو رہا تھا۔ افتخار نے واصف کو اشارہ کیا اور خود شاہیر کو ساتھ لیے اندر جانے لگے۔

"کچھ نہیں حیات۔ بس بی پی شوٹ کر گیا تھا۔ اب ٹھیک ہیں خالو۔"

واصف نے تحمل سے بتایا۔ حیات باپ کے گلے لگ کر زار و قطار رو دی۔

"بابا آپ خود کا خیال رکھا کریں۔ میری سانسیں رک جاتی ہیں آپ کو کچھ ہو جائے تو۔"

حیات نے کہا تو سب نے اسے تاسف سے دیکھا۔ شاہیر نے اسکا سر چوما اور اسے ساتھ لیے اندر چل دیے۔ وہ پھر سے باپ کے ہم قدم تھی۔

زندگی کیا ہے اک کہانی ہے
یہ کہانی نہیں سنانی ہے

ہے خدا بھی عجیب یعنی جو
نہ زمینی نہ آسمانی ہے

ہے مرے شوق وصل کو یہ گلہ

urdunovelsblog

اس کا پہلو سرائے فانی ہے

اپنی تعمیر جان ودل کے لیے
اپنی بنیاد ہم کو ڈھانی ہے

یہ ہے لمحوں کا ایک شہر ازل
یاں کی ہر بات ناگہانی ہے

چلیے اے جان شام آج تمہیں
شمع اک قبر پر جلانی ہے

رنگ کی اپنی بات ہے ورنہ
آخرش خون بھی تو پانی ہے

اک عبث کا وجود ہے جس سے
زندگی کو مراد پانی ہے

شام ہے اور صحن میں دل کے
اک عجب حزن آسمانی ہے

oooooooooooooooooooo

وہ جو باپ کو دوا دینے کی غرض سے انکے کمرے کی جاںب قدم بڑھا رہی تھی، سعدیہ کی آواز پر اس کے قدم زمین پر جم گئے تھے۔اور وہ دروازے کے باہر ہی کھڑی ہو گئی تھی۔

"حیات کا نکاح؟ایسا کیسے ہو سکتا ہے شاہیر؟وہ تو۔۔۔وہ تو بہت چھوٹی ہے ابھی۔"

سعدیہ نے حیرت سے کہا۔

"میں بس نکاح کا کہہ رہا ہوں شادی کا نہیں۔"

شاہیر نے دھیمے لہجے میں کہا۔ حیات تو لرز ہی گئی تھی اس بات پر۔

"مگر اتنی جلدی کیا ہے؟؟ کیا اس مسئلے کا یہی حل ہے؟؟"

سعدیہ کی حیرت تو ختم نہ ہوئی تھی۔

"ہاں! سعدیہ مجھے حیات سے بہت محبت ہے۔ شاید دنیا میں سب سے زیادہ اسی سے۔ یقین رکھو میں اس کا برا نہیں چاہوں گا کبھی بھی۔ میری زندگی کا بھروسہ نہیں ہے۔ میں اسے خود ایک محفوظ ہاتھوں میں سونپنا چاہتا ہوں۔"

شاہیر کی بات پر حیات کے دل سے باپ کی درازعمر کی دعا نکلی تھی مگر قدموں میں ابھی بھی زنجیر پڑی ہوئی تھی۔ یہ سب اتنا ہی غیر متوقع تھا جتنا سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

"اللہ آپ کو لمبی عمر دے شاہیر۔ مگر۔۔۔ مگر نکاح کس سے ہو گا؟"

سعدیہ نے سب سمجھتے ہوئے کہا۔ وہ تو حالات سے واقف تھیں اسی لیے جلدی سمجھ گئیں۔

سعدیہ کے سوال پر حیات کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ دروازے کی اوٹ سے شاہیر کے چہرے کو دیکھنے لگی۔

"آیان! میں نے ہمیشہ حیات کے لیے آیان ہی کو سوچا ہے۔"

حیات کے جسم میں سنسنی دوڑ گئی۔ دماغ ان الفاظ پر ماؤف ہو گیا۔ اور زنجیر پڑے قدم ڈگمگائے۔

"وہ کبھی نہیں مانے گی۔"

سعدیہ نے پریشانی سے کہا۔

"میں جانتا ہوں وہ مان جائے گی۔ میری بیٹی میرا مان نہیں توڑے گی۔"

حیات نے کرنٹ کھا کر دروازے کی اوٹ سے باپ کا چہرہ دیکھا جہاں بلا کا اعتماد اور سکون تھا۔ ہوا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی۔ اس کا سانس تھمنے لگا۔ وہ مزید وہاں نہ رک سکی۔ ہاتھ میں پکڑی دوا کو پاس پڑے ٹیبل پر رکھ کر وہ اپنے کمرے کی جانب بھاگی۔ کمرے میں بند ہو کر زاروقطار رونے لگی۔ وہ اس شخص کے بارے میں کبھی ایسا نہیں سوچ سکتی تھی جس کے ساتھ اسکا باپ، جان سے عزیز باپ اسے منسوب کرنا چاہتا تھا۔

"نہیں نہیں میں بابا کو منع کر دوں گی۔ میں نہیں کروں گی اس سے نکاح۔۔۔ کبھی نہیں۔"

urdunovelsblog

حیات نے آنسو پونچھتے ہوئے نفی میں سر ہلایا اور روتے روتے زمین پر ہی سو گئی۔

رونے والے تجھے رونے کا سلیقہ ہی نہیں
اشک پینے کے لیے ہیں کہ بہانے کے لیے۔

ooooooooooooooooooooooo

صبح حیات کو شاہیر نے ناشتے کے بعد بلایا۔ معمول کی باتوں کے بعد شاہیر گویا ہوئے۔

"حیات میں چاہتا ہوں آپ کا نکاح کر دوں۔ اگر آپ کو کوئی اعتراض نہ ہو تو۔"

حیات نے دل میں ٹھانی کہ وہ نہ کر دے گی۔

"بابا مگر ابھی میں پڑھنا چاہتی ہوں۔"

حیات نے آنسو گلے میں اتارتے ہوئے ضبط اور مضبوطی سے کہا۔

"بس نکاح ہو گا بیٹا۔ شادی نہیں ہو گی۔ وہ آپ کی اسٹڈی کے بعد ہو گی۔ اگر آپ کو کوئی مسلئہ ہے تو آپ مجھے بتا سکتی ہو۔ باپ بیٹی کے رشتے سے نہیں۔ دوست کے رشتے سے۔"

حیات نے باپ کا چہرہ دیکھا جہاں سکون ہی سکون تھا۔ اسکے کانوں میں باپ کے الفاظ گونجنے لگے۔

"میری بیٹی میرا مان نہیں توڑے گی۔"

دماغ کہہ رہا تھا ناں کہہ دے۔

دل کہہ رہا تھا باپ کا مان نہ توڑنا۔

دماغ اور دل کی جنگ زوروں پر تھی۔

"آیان سے ہو گا نکاح۔"

وہ ماں کی آواز پر چونکی۔ ان کے انداز سے لگ رہا تھا کہ جیسے وہ ڈر رہی ہوں حیات کے انکار سے۔

"آیان؟"

حیات نے باپ کی طرف دیکھا۔

"جی! میری پسند ہے وہ۔ آپ کو اگر اعتراض ہے تو یہ بات یہیں ختم ہو جائے گی۔"

حیات کے پاس پورا حق تھا ناں کہہ دینے کا۔

مگر افففف وہ باپ کا مان سے کہا گیا جملہ۔۔۔ا

باپ کا مان سے کہا گیا جملہ ایک لڑکی کو ہر کام کرنے کر مجبور کر دیتا ہے۔

اسکا ایک ٹرانس میں سر نفی میں ہلا اور نا جانے کیسے اس کے لبوں سے یہ الفاظ ادا ہو گئے۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔"

الفاظ تھے یا نوید جو شاہیر کے کانوں میں پڑی اور فخر سے سینا چوڑا ہو گیا۔

"نکاح بہت سادگی سے ہو گا۔ کیونکہ آپ کا نکاح اتنی جلدی صرف مجبوری کے تحت کیا جا رہا ہے بیٹا۔ اور اس نکاح کا بہت کم لوگوں کو علم ہو گا۔ جیسے ہی حالات سازگار ہوں گے۔ ہم پورے خاندان کو آپ دونوں کے نکاح کا بتا دیں گے۔"

وہ بس خاموشی سے انکی باتیں سنتی رہی۔ وہ یہ بھی نہ پوچھ سکی کہ کیسے حالات؟؟ کون سے حالات؟ وہ ہی کیوں؟ اس کے ساتھ ہی کیوں؟ آیان ہی کیوں؟ اور نکاح ہی کیوں؟"

اتنے سارے سوالات تھے مگر زبان پر قلف لگ چکا تھا۔ مزید ایک بھی لفظ بولنے کی سکت نہ تھی اس میں۔ وہ تو یہ سوچ رہی تھی کہ وہ یہاں ناں کرنے کے ارادے کے ساتھ آئی تھی۔ پھر وہ ایسے لفاظ کیسے ادا کر گئی.

اے سوز جاں گداز ابھی میں جوان ہوں

اے درد لا علاج یہ عمر شباب ہے

ooooooooooooooooooooooooooooo

وہ صبح صبح سفید کیپری شرٹ پر سرخ دوپٹہ لاپرواہی سے کندھے پر ڈالے ناشتے میں مصروف تھی۔ دو دن سے اس نے کسی سے کوئی بات نہ کی تھی۔ کوئی بات کرتا تو اس کا جواب دے دیتی وگرنہ خاموش ہی تھی۔ شاہیر کے پوچھنے پر طبیعت خرابی کا بہانہ بنا گئی اور بات گھما گئی۔

urdunovelsblog

حیات کو ابھی بھی امید تھی کہ آیان افتخار میر کبھی بھی اس نکاح کے لیے نہیں مانے گا۔اس نے دوبارہ ماں باپ سے اس موضوع پر کوئی بات نہ کی تھی۔

آج عمیر آرہا تھا اور شاہیر ولا میں اس کی آمد کی خوشبو ہر سو پھیلی تھی، بالکل ویسے ہی جیسے دو سال پہلے شاہیر کے آنے پر پھیلا کرتی تھی۔

عمیر کے آنے پر وہ خوشی سے اس کے گلے لگی اور تھوڑی دیر بعد وہ فریش ہونے کا کہہ کر کمرے میں چلا گیا۔حیات بھی اپنے کمرے میں آکر ٹیسٹ کی تیاری میں مصروف ہوگئی۔

"حیات ! اٹھو۔"

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھول کر سعدیہ بیگم اندر آئیں۔

"مامایار پڑھنے دیں۔"

"حیات ! شاہیر کہہ رہے ہیں کہ نکاح آج ہی ہو گا۔"

سعدیہ نے نہایت آرام سے حیات کے سر پر بمب پھوڑا۔وہ اچھل کر کرسی سے اٹھی اور پھٹی نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"Whattt???"

"مامایہ سب کیا ہے۔میں نے ہاں کر دی ہے مگر صرف بابا کا مان رکھنے کے لیے۔اب اتنا جلدی کیوں؟ کیوں آخر کیوں؟ میں ہی کیوں؟ایسی بھی کیا مصیبت تھی جو صرف بابا کو آیان ہی نظر آیا؟"

حیات بے بسی سے آنسو پونچھتے ہوئے بولی۔اسی چیز سے تو سعدیہ ڈرتی تھیں۔ تبھی ادھ کھلے دروازے سے شاہیر اندر داخل ہوئے۔

"آیان اچھا لڑکا ہے بیٹا اور یقین کرو حیات میں بہت مجبور ہوں اتنی جلدی سب کرنے کے لیے۔میں نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے بیٹا۔وہ تمہارے لیے بہترین چوائس ہے میری جان۔مجھے معاف کر دینا مگر میں بہت مجبور ہوں۔"

شاہیر بے بسی سے بول رہے تھے۔حیات کے تو گویا لب سی دیے ہوں۔ایسی کونسی مجبوری ہے جو کسی کو بتائی بھی نہیں بابا نے؟؟جس نے اس کے باپ کو اتنا بے بس کر دیا؟؟

شاہیر نے آخر پر حیات کے سر پر ہاتھ رکھا تھا تو وہ ان کے گلے لگ کر رونے لگی۔ شاہیر ضبط کیے کھڑے تھے پھر اس کے سر پر پیار سے بوسہ دیتے، اسے خود سے الگ کر کے چلے گئے۔ تبھی عمیر کمرے میں داخل ہوا۔

"حیات! میرا بچہ! بابا کو سمجھو۔۔۔۔ وہ بہت بے بس ہیں اور یہ سب کچھ تمہارے لیے کر رہے ہیں۔"

عمیر نے اسے چپ کرواتے ہوئے کہا جس کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

"بھائی یہ کونسی مجبوری ہے جس نے بابا کو اتنا مجبور کر دیا کہ وہ اتنا بڑا فیصلہ کریں۔"

حیات نے ہچکیوں کے درمیان پوچھا تو وہ گڑبڑایا۔

"حیات مجھے نہیں معلوم مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ تمہیں لے کر بہت عرصے سے پریشان ہیں اور ایک مرتبہ ان کے منہ سے نکل گیا تھا کہ یہ حیات کی سیفٹی کے لیے ہے۔"

عمیر نے بظاہر بات اس طرح لپیٹی جیسے خود بھی کچھ معلوم نہ ہو۔ حیات نے خاموشی سے بات سنی۔

"مگر آیان ہی کیوں؟"

اسکی سوئی وہیں اٹکی تھی۔

"بابا کو تمہارے معاملے میں آیان کے علاوہ کسی پر بھروسہ نہیں۔ تم کسی کو پسند کرتی ہو حیات؟ اگر کرتی ہو تو تم مجھے بتا سکتی ہو میں یہ نکاح روکنے کی طاقت رکھتا ہوں۔"

urdunovelsblog

اسکی بات پر وہ اسے غصے سے دیکھتے ہوئے اس سے الگ ہوئی اور بولی۔

"عمیر بھائی آپ کو میں ایسی لگتی ہوں۔ مجھے بس اتنی جلدی یہ نہیں کرنا تھا۔"

"اس میں انسان کی مرضی نہیں ہوتی، یہ سب قسمت کے کھیل ہیں۔"

عمیر نے پیار سے سمجھایا تو وہ اس نے آنسو پونچھے اور سمجھ کر سر ہلایا۔

تھوڑی دیر بعد کمرے میں وہ اکیلی رہ گئی تو دیواروں کو تکنے لگی۔ پھر دل ہی دل میں اپنے اچھے نصیب کی دعائیں کرنے لگی۔ اسے شدت سے لاریب کی یاد آ رہی تھی۔ اس نے روتے ہوئے فرینڈز والے گروپ میں نکاح والی بات کا پیغام بھیجا تھا۔ جس پر ماہا، لاریب اور علیزے نے اسے خوب تنگ کیا اور اسکے رونے کی وجہ سے دعا ناز نے بس ایک آیت بھیجی تھی اسے الگ سے۔

ترجمہ:

"بے شک انسان بے صبر اور کم حوصلہ پیدا ہوا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ گھبرا اٹھتا ہے۔ اور جب آسائش حاصل ہوتی ہے تو تنگ دل بن جاتا ہے۔"

(القرآن70: 19-21)

وہ یہ آیت پڑھ کر اندر تک کانپتی تھی۔ اس کے آنسو تھمے تھے اور حیرانی ہی حیرانی تھی۔ اسے محسوس ہوا جیسے اللہ نے اس سے بات کی ہے یا اپنا پیغام اس تک پہنچایا ہے۔ دعا کی بات ٹھیک نکلی تھی۔ قرآن باتیں کرتا ہے۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے آنسو صاف کیے اور ٹائپ کیا۔

"مجھے کیا کرنا چاہیے دعا؟"

دعا ناز نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر سے ایک آیت آئی۔

ترجمہ:

"اور تم ہمت نہ ہارو اور غم نہ کھاؤ، اگر تم ایمان والے ہو تو تم ہی غالب آؤ گے۔"

(القرآن139: 03)

وہ پھر کانپی تھی۔ مگر اس بار اسے تسلی دی گئی تھی۔ اس نے موبائل پکڑ کر سائیڈ پر رکھ دیا پھر کچھ سوچ کر دوبارہ پکڑا اور دعا ناز کو میسج بھیجا۔

"مگر میرے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا؟"

اس نے مایوسی سے ٹائپ کیا اور بھیج دیا۔ جواب پھر ندارد۔ دعا ناز نے پھر ایک آیت بھیجی۔

ترجمہ:

"اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اس کی رحمت سے تو بس کافر ہی مایوس ہوا کرتے ہیں۔"

(القرآن12: 87)

urdunovelsblog

اب کی بار حیات پر سکون ہو گئی۔ وہ بیٹھی اپنے پاؤں کو گھور رہی تھی اور آنے والے وقت کو سوچ رہی تھی کہ دروازہ کھلا اور نفیسہ اندر آئیں۔ ابھی بھی اس کے دل میں ایک امید تھی کہ آیان انکار کر دے گا۔ کیسی جھلی تھی وہ بھی، خود چاہتی تھی کہ اسے انکار کر دیا جائے۔ اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ حیات جیسی لڑکی کو کوئی کیوں انکار کرے گا بھلا۔ نفیسہ نے سرخ رنگ کا کامدار دوپٹہ حیات پر اوڑھا اور پھر سعدیہ، شاہیر، عمیر، افتخار اور واصف مولوی صاحب کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے۔ وہ ویسے ہی بت بنی بیٹھی رہی۔

نکاح شروع ہو چکا تھا۔ سارے کلمات کی ادائیگی کے بعد نکاح کا آغاز ہوا۔

"حیات شاہیر بنت شاہیر بلوچ۔ آپ کا نکاح آیان افتخار ولد افتخار میر سے بعوض دو لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت طے پایا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

مولوی صاحب کی آواز کانوں میں گونجی تو اسے لگا وہ بول نہیں پائے گی۔ شاہیر نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تو وہ تین بار 'قبول ہے' بول کر اپنی زندگی اس شخص کے نام کر گئی جسے وہ کبھی پسند نہ کرتی تھی۔

عمیر نے حیات کا چہرہ تھپتھپایا اور نیچے چل دیا۔ افتخار جانے سے پہلے اسے پیار کرنا نہ بھولے تھے۔ البتہ نفیسہ نہایت محبت سے اسکی انگلی میں ایک نازک سی انگوٹھی ڈال گئی تھی۔

سب کے جانے کے بعد ایک آنسو خاموشی سے اس کی آنکھ سے ٹوٹا تھا اور اس کے چہرے پر پھسلا تھا۔

پلکوں کی حد کو توڑ کے دامن پہ آ گرا

اک اشک میرے صبر کی توہین کر گیا

ooooooooooooooooooooooooo

"آیان افتخار ولد افتخار میر آپکا نکاح حیات شاہیر بنت شاہیر بلوچ سے بعوض دو لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت طے پایا ہے۔ کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟"

آیان نے بھی تین بول بول کر ایک زندگی کو اپنے ساتھ جوڑ لیا تھا۔ ایک جھلی کا نام اسکے نام کے ساتھ جڑ چکا تھا۔

نکاح کے بعد دعا ہوئی اور بعد میں عمیر اس سے بولا۔

"میری بہن کو خوش رکھنا آیان۔ وہ بہت چھوٹی ہے ابھی۔ رشتوں کی سمجھ بھی نہیں ہے لاڈوں میں پلی ہے۔"

آیان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی۔

"بیٹا۔ میں بہت معزرت خواہ ہوں تم سے۔۔۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ میں حیات کو اچھے ہاتھوں سونپنا چاہتا تھا۔"

شاہیر نے کہا تو آیان نے انکا ہاتھ تھاما۔

"کیوں شرمندہ کر رہے ہیں خالو. آپ کے لیے تو جان بھی قربان ہے۔ میں آپ کا مان کبھی نہیں توڑوں گا۔"

آیان نے جزب سے کہا تو شاہیر نے اس کی آنکھوں کی سچائی پر یقین کیا۔

"جب مرضی ہوتا نکاح اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ ہونا تو حیات ہی سے تھا۔"

افتخار نے بیٹے کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو وہ حیران ہوا۔

"مطلب تب جس لڑکی کی بات کی تھی آپ نے وہ حیات ہی تھی؟"

"بالکل!"

افتخار نے مسکرا کر کہا تو آیان نے گہری سانس بھری۔

"جاؤ تم مل لو ایک بار اس سے۔"

عمیر نے کہا تو وہ سر ہلا کر اس گلابی دیواروں والے کمرے میں بیٹھی اسکی چند لمحے پہلے بنی شریکِ حیات سے ملنے چل دیا۔

urdunovelsblog

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

لاکھ تم اشک چھپاؤ، ہنسی میں بہلاؤ!

چشمِ نمناک بتاتی ہے کہ تم روئے ہو!

یہ جو رُخ موڑ کے تم نے کہا نا، "ٹھیک ہوں میں"

مجھے آواز بتاتی ہے کہ تم روئے ہو!

جو اُترتی ہے "مری" آنکھ میں گاہے گاہے

وہ نمی صاف بتاتی ہے کہ "تم" روئے ہو!

چاند چُپ ہے، مگر... بھیگی ہوئی سرگوشی میں
چاندنی رات بتاتی ہے کہ تم روئے ہو!

میں تجھے جیت کے ہارا، تری خوشیوں کے لیے
پر مری مات بتاتی ہے کہ تم روئے ہو!

یہ جو بے موسمی برسات برستی ہے
راز کی بات بتاتی ہے کہ تم روئے ہو!

وہ ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں بیٹھی تھی۔ جنت، آیت اور بینش پاس بیٹھے معلوم نہیں کیا باتیں کر رہے تھے۔ وہ بالکل خاموش بیٹھی تھی۔ وہ کچھ لمحے پہلے حیات شاہیر بلوچ سے مسز آیان افتخار میر بن گئ تھی۔ ایک نام الگ ہوا تھا تو ایک جڑا تھا۔
یہ حیات کی زندگی کا تیسرا باب تھا جو آج شروع ہوا تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز آئی مگر اس نے دیکھنے کی زحمت نہ کی۔ اسے دیکھ کر جنت، آیت اور بینش کمرے سے نکل گئیں۔ جب وہ پاس سے اٹھیں تو حیات نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا جو دروازے کی جانب جارہی تھیں۔ اسکی نظر سامنے کھڑے نفوس پر پڑی جس کے نکاح میں تھی وہ اب۔
"تم روئی ہو حیات؟"
اس نے اسکی سوجھی ہوئی لال انگارہ آنکھیں دیکھ کر پوچھا جانتا تھا کہ روئی ہو گی مگر بات کا آغاز کرنا چاہتا تھا۔ وہ کچھ نہ بولی۔ حیات نے اسے دو سال بعد دیکھا تھا۔ جو اپنی عمر سے بہت بڑا لگ رہا تھا۔
"نکاح مبارک مسز۔"
آیان نے شرارت سے کہا تو وہ جھٹکے سے اٹھی اور بھوکی شیرنی کی طرح اس کے سامنے آئی۔
"منہ بند رکھو۔ تم مجھے بتاؤ نہ تم اس نکاح کے لیے مانے بھی کیسے؟ ہاں؟؟"
وہ سخت تیور لیے اسکے سامنے شہادت کی انگلی کیے کھڑی استفسار کر رہی تھی۔

urdunovelsblog

"میں نے خالو کو کہا تھا اگر حیات مان جائے گی تو مجھے کوئی مسلئہ نہیں۔میں تو خود حیران تھا تم کیسے مان گئی۔"

آیان نے کہہ کر اسکی انگلی میں اپنی انگلی ڈالی تو حیات نے ہاتھ کھینچ لیا۔

"مسٹر آیان افتخار میر! میں صرف اپنے باپ کا مان رکھنے کے لیے مانی تھی۔کسی قسم کی خوش فہمی میں مبتلا مت رہنا۔"

حیات نے سختی سے کہا۔

"مسز آیان افتخار میر! میں بھی صرف خالو کا مان رکھنے کے لیے مانا تھا، تم بھی کسی قسم کی خوش فہمی میں مبتلا مت رہنا۔"

اس نے بھی دوبدو جواب دیا تو حیات اس کے طرزِ تخاطب پر مزید سلگھی تھی۔

"خبردار جو تم نے مجھے دوبارہ ایسے مخاطب کیا تو۔

حیات نے وارن کیا۔وہ دو قدم آگے بڑھا اور اس کے کان کے قریب جھک کر بولا۔

"اچھا کیا کر لو گی مسز آیان۔"

"ڈوب مرو۔"

وہ دانت کچکچا گئی۔

"سوچ لو۔بھری جوانی میں بیوہ ہو جاؤ گی۔"

وہ اسے مسلسل زچ کر رہا تھا اور وہ زچ ہو رہی تھی۔

"آیان میں تمہارا خون پی جاؤں گی۔"

حیات نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اسکی گردن کے قریب لے جاتے ہوئے کہا۔

"افففف میرے ساتھ دھوکا ہو گیا۔میرا نکاح انسان کی بجائے چڑیل سے ہو گیا۔اب کیا ہو گا۔۔۔۔۔"

آیان ڈرامائی انداز سے دہائی دینے لگا تو حیات سر پیٹ کر رہ گئی کہ اس ڈرامے کو ساری عمر کیسے برداشت کرے گی۔

تبھی عبداللہ اور بینش دروازہ کھول کر اندر آئے تو آیان قدرے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔

"Sorry for disturbing you both۔

مگر ہم ولاگ بنا رہے تھے تو دلہن دلہا نہیں ہوں گے تو ولاگ کا مزہ نہیں آئے گا۔تو دو تین پکس ہی کھنچوا لیں۔"

بینش مسکراتے ہوئے معصومیت سے بولی تو آیان نے مسکراہٹ ضبط کی جبکہ حیات نے صبر کا گھونٹ بھرا کیونکہ نفیسہ، سعدیہ اور جنت بھی کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ آیان جھٹ سے حیات کے برابر میں کھڑا ہوا تھا۔

"یہاں نہیں۔ لان میں کھینچ لیتے ہیں۔"

بینش نے پھر کہا تو حیات کا میٹر گھوما۔

"بینش! یہیں کھینچ لو۔"

اس نے چبا چبا کر بولا۔

"نہیں بیٹا تم دونوں نیچے جا کر کھینچوا آؤ۔"

نفیسہ نے پیار سے حیات کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اسے مجبوراً ماننا پڑا۔

مگر دو تین تصاویر سے زیادہ وہ نہ کھینچوا سکی اور واپس کمرے میں آ گئی۔

کھانا کھانے کے بعد سب واپس جا چکے تھے۔ مگر حیات کھانا کھانے کے لیے بھی کمرے سے نہ نکلی تھی اور سر درد کا بہانہ بنا گئی تھی۔ آیان واپس جانے سے پہلے اس سے ملنے آیا تھا مگر حیات نے دروازہ کھولے بغیر ہی اسے ٹھر کا دیا تھا۔

حیات کی زندگی نے کیسی بازی پلٹی تھی۔ وہ چھت پر کھڑی غروب ہوتے سورج کو دیکھ رہی تھی اور آج کا پورا دن ذہن میں گردش کر رہا تھا۔

urdunovelsblog

رات کو شاہیر، سعدیہ، عمیر، عبداللہ اور بینش حیات کے کمرے میں جمع تھے اور اسے نارمل کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور حیات نارمل ہو بھی رہی تھی۔ مگر کیا بازی یہی تھی جو پلٹنی تھی؟؟؟؟

تھی ابھی صبح ابھی شام ہوئی جاتی ہے

زندگی گردش ایام ہوئی جاتی ہے

زندگی مہلت توفیق خم آشامی تھی

زندگی فرصت یک جام ہوئی جاتی ہے

زندگی طائر صحرا تھی بہ شوق پرواز

زندگی صید تہہ دام ہوئی جاتی ہے

زندگی ڈال رہی تھی جو ستاروں پہ کمند
اب تماشائے لب بام ہوئی جاتی ہے

زندگی یہ ہے کہ باایں ہمہ سودائے سفر
زندگی حسرت یک گام ہوئی جاتی ہے

زندگی یہ ہے کہ جس ریت پہ جلتے تھے قدم
اب وہی بستر آرام ہوئی جاتی ہے

زندگی یہ ہے کہ سویا تھا مسافر تھک کر
سو کے اٹھا ہے تو اب شام ہوئی جاتی ہے

مظہری فن کا تقاضا ہے کہ لکھیے کچھ اور
یہ غزل کوشش ناکام ہوئی جاتی ہے۔

==================

یکم جولائی (نکاح کے دو دن بعد)
وہ نیند سے جاگی تھی اور گہرے گہرے سانس لیتی اٹھ بیٹھی تھی۔ دانت ٹوٹنے کا خواب؟؟؟ وہ دل پر ہاتھ رکھے سوچنے لگی۔ دعا ناز کی بات یاد آئی۔ دانت ٹوٹنے کی تعبیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
"نہیں" اس نے بے اختیار جھرجھری لی۔
وہ بھاگتی ہوئی نیچے آئی۔ شاہیر اور سعدیہ کو بلانے لگی۔

موسم نے انگڑائی لی ہوئی تھی آج۔ایسا موسم جلائی کے آغاز میں ہی لاہور میں دیکھنے کو کم ہی نصیب ہوتا تھا۔آسمان نے صبح کے دس بجے ہی سیاہی کی چادر اوڑھ رکھی تھی۔

"بابا؟"

حیات نے بے چینی سے ماں سے پوچھا۔

"وہ تو افتخار بھائی کے ساتھ گئے ہیں۔معلوم نہیں کہاں۔"

سعدیہ نے گلدان میں تازہ پھول سجاتے ہوئے بتایا۔حیات نے سکھ کا سانس لیا۔

"ناشتہ بنادوں؟"

سعدیہ نے پوچھا تو حیات نے نفی میں سر ہلایا۔

"عجیب سی طبیعت ہو رہی ہے۔کھانے کا دل نہیں چاہ رہا۔"

حیات اور آیان کی نکاح کے بعد والی ملاقات سے لے کر اب تک کوئی بات نہ ہوئی تھی۔نہ ہی آیان کی طرف سے کوئی رابطہ ہوا تھا اور نہ ہی حیات نے کوشش کی تھی۔

اس نے فریش ہو کر آف وائٹ کرتا کیپری پہن لیا اور سفید دوپٹہ ہمیشہ کی طرح لاپرواہی سے کندھے پر ڈال دیا۔

"یہ کیا تم میت بنی ہوئی ہو؟"

عمیر نے حیات کے پاس آکر مزاق سے کہا۔

"سفید رنگ پسند ہے مجھے بھائی۔"

حیات نے آرام سے جواب دیا اور موبائل کھول کر آج کی آیت پڑھنے لگی۔دعا ناز روزا سے کوئی نہ کوئی آیت بھیجا کرتی تھی۔لاریب وغیرہ سے وہ نکاح والے روز سے ناراض تھی۔وہ سر جھٹک کر آیت پڑھنے لگی۔

ترجمہ:

"اور ہم ضرور تمہیں کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادو۔"

(سورۃالبقرہ:155)

"کیا اللہ تعالیٰ مجھے آزمائش کے آنے کے لیے تیار کر رہے ہیں؟"

وہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ عبداللہ اور بینش عمیر کے ساتھ باتیں کرنے لگے۔ان کی باتوں کی آواز سے حیات کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔ وہ موبائل رکھنے لگی کہ فون بجنے لگا۔ سکرین پر ماہا، علیزے اور لاریب کی گروپ کال نظر آئی۔ چہرے پر ایک تبسم پھیلا مگر وہ فوراً سیر یس ہوئی۔اسے یاد تھا دو دن پہلے کیسے انہوں نے اسکا مذاق اڑایا تھا اور خوش رہنے کی دعائیں دی تھیں۔اس نے کال کاٹ دی۔دوبارہ کال آئی تو وہ موبائل لے کر لان میں آگئی اور کال اٹھالی۔موسم کے تیور خطرناک تھے مگر حیات کو پرواہ نہ تھی۔۔۔

"بدتمیز تم تو بھول ہی گئی ہو شوہر ملتے ہی۔"

لاریب سب سے پہلے چہکی تھی۔

"اور تصویریں بھی ہمیں بینش سے منگوانی پڑی تھیں۔"

علیزے نے ناک منہ سکوڑ کر کہا تھا۔

"اور بتایا بھی نہیں کہ کیسا فیل کر رہی ہو نکاح کے بعد!"

ماہا بھی چہک کر بولی تھی۔

"تم تینوں جہنم کے نچلے گھڑوں میں جاؤ گی۔میں بتا رہی ہوں۔"

حیات نے ناک سکوڑا اور ہوا سے بکھرتے بھورے بال دوسرے ہاتھ سے سمیٹے۔

"اوہو۔۔۔دلہن میڈم کے نکھرے"

ماہا بولی تھی۔

"بکواس نہیں کرو۔"

حیات نے سیاہ آسمان کو تکتے ہوئے انہیں جھڑکا۔

".Jokes are part"

"مگر حیات تم تو سادگی میں بھی قیامت کی ادا لگ رہی تھی اور آیان جیجو تو بہت خوش لگ رہے تھے۔"

لاریب نے تنگ کیا تو حیات اس کے 'جیجو' کہنے پر تپی۔

"دفع ہو جاؤ تم لوگ۔"

حیات کہہ کر کال کاٹنے لگی کہ تینوں ایک ساتھ چلائیں۔

"کال مت کاٹنا۔"

"اچھا نہیں کہتے کچھ۔"

"رک جا رک جا۔"

حیات انکے انداز پر ہنس دی تو وہ بھی ہنسنے لگیں۔ پھر وہ مزید باتیں کرنے لگیں۔

یہ موسم کی دلکشی تھی یا شاید اسکی دوستوں کی عنایت کہ حیات کے دل کا موسم بھی بہتر ہونے لگا۔

اور ویسے بھی لاریب، ماہا اور علیزے جیسی دوستوں کے ساتھ کہاں کوئی اداسی یاد رہتی تھی۔ ابھی وہ باتوں میں ہی مصروف تھی کہ عمیر اور سعدیہ بیگم بھاگتے ہوئے پورچ کی طرف جاتے دکھائی دیے۔ پیچھے سے عبداللہ اور بینش بھی بھاگ رہے تھے۔ حیات کو کچھ غلط محسوس ہوا تو پورچ تک آئی۔

"عمیر بھائی۔ مما۔ کیا ہوا ہے؟ کدھر جا رہے ہیں؟"

"بابا کا۔۔۔ بابا کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔"

عمیر نے تیز تنفس سے کہا۔

"?Whattt"

حیات نے فوراً کال کاٹی مگر لاریب لوگ سن چکے تھے۔

"میں بھی چلوں گی۔"

حیات نے کہا۔

"نہیں۔ بینش اور عبداللہ اکیلے ہیں۔ پلیز انکے ساتھ رہو۔ انہیں تمہاری ضرورت ہے۔"

عمیر نے اسکا زرد ہوتا چہرہ تھپتھپایا اور وہ لوگ نکل گیے۔

حیات کو آسمان و زمین خود پر تنگ ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔

ڈیڑھ دو سال پہلے ہوا شاہیر کا ایکسیڈنٹ پھر یاد آیا۔

urdunovelsblog

ہر چیز ویسی ہی محسوس ہونے لگی۔

موسم اس قدر خوشگوار ہونے کے باوجود اسے ڈراؤنا اور ہیبت ناک لگنے لگا۔

ایک آنسو پلکوں کی حد کو توڑ کر گال پر پھسلا۔

صبح والی آیت یاد ائی۔ فوراً آنسو پونچھا، پریشان کھڑے عبداللہ اور بینش کو گلے سے لگایا اور اندر لے گئی کیونکہ بارش کسی بھی وقت برسنے کو تیار تھی۔ وہ خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے عبداللہ اور بینش کو تسلیاں دے رہی تھی اور انہیں دعا کرنے کی تلقین کر رہی تھی۔

مگر زندگی میں ہل چل مچ گئی تھی۔

اور پھر تسلیاں دینے والوں کو بھی کسی تسلی دینے والے کی ضرورت ہوتی ہے۔

حیات کی زندگی کا تیسرا باب اسے راس نہیں آنے والا تھا۔

اسکا کسی سے رابطہ نہیں ہو پا رہا تھا۔

ٹھیک پورے تین گھنٹے بعد اندھیر ہوتی فضا میں ایمبولینس کی آواز گونجی۔ حیات کا دل ایک لمحے کو تھما۔ وہ جائے نماز پر بیٹھی اپنے باپ کی لمبی زندگی کی دعائیں کر رہی تھی۔ مگر وہ کیا ہے نا۔۔۔ 'ہر دعا قبول ہونے کے لیے نہیں ہوتی۔، کچھ دل کو بہلانے کے لیے بھی ہوتی ہیں۔'

نہ جانے کون سی منزل پہ عشق آ پہنچا
دعا بھی کام نہ آئے کوئی دوا نہ لگے

وہ جائے نماز سے بھاگتے ہوئے اٹھی اور دروازے تک پہنچی مگر سامنے کا منظر دیکھ کر اس کے پاؤں کے نیچے کی زمین نکل گئی، فلک سر پر آن گرا۔ بادلوں سے مزید بوجھ برداشت نہ ہوا تو خود کو آزاد کرتے ہوئے سارا بوجھ زمین والوں پر اتار دیا۔

منظر دھندلا ہوا، بصارت نے ساتھ نہ دیا تو وہ وہیں ڈھ گئی۔

پانی چھینک کر اسے ہوش دلایا گیا تو وہ لاؤنج میں موجود تھی۔ ذہن پر بوجھ ڈالا تو کچھ لمحے پہلے کا منظر ذہن کے پردے پر لہرایا تو وہ ہیضانی انداز سے چیخنے لگی۔

"بابا! بابا! بابا! عمیر بھائی۔۔۔۔۔ بابا کدھر ہیں؟؟ عمیر بھائی میرے بابا کدھر ہیں؟؟؟؟؟"

وہ عمیر کا کالر دبوچ کر ہیضانی انداز میں استفسار کر رہی تھی۔ ہاتھوں کی مدد سے کیا ریشمی بالوں کا جوڑا کھل کر بکھر چکا تھا۔ سنہری آبشار چہرے کا طواف کرنے لگے تھے۔ عمیر نے اسے پکڑا اور لاؤنج کے وسط میں لے آیا جہاں ایک چارپائی تھی اور اس کے ارد گرد لوگ جمع تھے اور رو رہے تھے۔ وہ الٹے قدم بھاگی اور عمیر سے فاصلے پر جا کے کھڑی ہو گئی۔

"عمیر بھائی۔ یہ کیا ہے سب؟؟ عمیر بھائی؟؟؟ مجھے یہاں کیوں لائیں ہیں چھوڑیں مجھے اتنے لوگ کیوں جمع ہیں؟ عمیر بھائی میں بابا کا پوچھ رہی ہوں۔ مجھے بابا کے پاس لے جائیں عمیر بھائی۔ عمیر بھائی بابا ٹھیک ہیں نا؟؟؟"

عمیر نے بمشکل اسے اپنی گرفت میں لے رکھا تھا اور وہ مچل مچل کر اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش کرتے ساتھ ساتھ عمیر سے سوالات کرتی جا رہی تھی۔ اسکی آواز میں بے پناہ جنون تھا اور عمیر مسلسل خاموش آنسو بہاتا اسے سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا جو سنبھلے نہ سنبھل رہی تھی۔

پھر وہ اسے زبردستی کھینچتا ہوا چارپائی کے قریب لے آیا۔ سفید چادر میں لپٹے وجود کے چہرے سے کپڑا ہٹایا گیا تو وہ ہیضانی انداز سے چیخنے لگی۔ یہ تو۔۔۔۔ یہ تو اسکا باپ ہی تھا۔ وہی باپ جو اس کی ذات کی تکمیل کا سب سے بڑا حصہ تھا۔ وہی باپ جو اس کا باپ کم اور دوست زیادہ تھا۔ یہ تو وہی چہرہ تھا جس کے بغیر حیات شاہیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔ جس کے چہرے کو دیکھے بغیر اس کی صبح صبح نہ ہوتی تھی۔ وہی شخص جو اس کی ایک پکار پر اپنا ہر لازم کام چھوڑ کر اسکی بات سنتا تھا۔ وہی شخص جو اسے روتا ہوا کبھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ آج وہی شخص اپنی روتی چیختی دیوانی حیات سے بے خبر آنکھیں موندے میٹھی اور ابدی نیند سو رہا تھا۔ وہ ان کا چہرہ تکتی گئی، حیرت سے، بے یقینی سے، ٹوٹے دل سے۔ پھر گھڑیال نے بارہ کا ہندسہ دابایا اور ایک ٹرانس ٹوٹا۔ سب فنا ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

"نہیں۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔ نہیں عمیر بھائی۔۔۔۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ می۔۔ میر۔۔ میرے بابا نہیں ہیں۔ یہ میرے بابا نہیں ہیں۔"

وہ تیز ہوتے تنفس کے ساتھ بولی اور پھر سے باپ کو دیکھا۔

"بڑی۔۔۔۔اٹھیں بڑی۔۔۔۔مجھے آپ سے باتیں کرنی ہیں۔۔۔۔۔۔بڑی۔۔۔۔۔میں وعدہ کرتی ہوں کہ آپ کو بابا کہا کروں گی۔آپ کہتے تھے نا بابا زیادہ اچھا لگتا ہے آپ کو۔۔۔۔میں اللہ کا پکا وعدہ کرتی ہوں کہ آپ کو ہمیشہ بابا کہوں گی۔بس ابھی اٹھ جائیں۔میں مر جاؤں گی۔۔۔ایسا مت کریں بابا۔"

وہ چارپائی کے سرہانے بیٹھے اونچی آواز میں انہیں پکار رہی تھی۔

"عبداللہ ایسے کیوں رو رہے ہو؟ بینش ایسے مت رو۔ہمارے بابا کو کچھ نہیں ہوا۔بابا آجائیں گے۔وہ تو خالو کے ساتھ گئے ہیں۔وہ ابھی آجائیں گے۔خالو!!! خالو!!! میرے بابا کدھر ہیں خالو! کدھر ہیں آپ خالو!!!"

حیات افتخار کو پکارتے ہوئے چارپائی کے سرہانے سے اٹھی اور باہر کو لپکنے لگی مگر درمیان میں ہی تنفسر بگڑا اور لڑکھڑا کر منہ کے بل زمین پر گری۔اس نے بغیر پرواہ کیے اٹھنا چاہا مگر بازو اور ہاتھ چھل جانے کی وجہ سے دوبارہ فرش پر ڈھ گئی۔ عمیر نے اسے اٹھنے میں مدد دی تو وہ افتخار کو بھول کر واپس باپ کی چارپائی کے پاس آگئی۔دماغ کسی بھی صورت یہ منظر قبول نہ کر پا رہا تھا۔بارش نے الگ زور پکڑا ہوا تھا جیسے اندر کی رونے کی آوازوں کے ساتھ مقابلہ بازی کر رہی ہو اور ان آوازوں کو دبا کر مٹا دینے کی چاہ کر رہی ہو۔وہ مسلسل رو رہی تھی اور آیت خود رونے کے ساتھ ساتھ اسے ہمت دے رہی تھی۔حیات کا ذہن اب تک یہ سب قبول نہ کر رہا تھا۔جیسے کوئی خواب دیکھ رہی ہو اور کسی بھی وقت وہ اس ہولناک خواب سے اٹھ جائے گی۔بارش کے برسنے کا شور زیادہ تھا یا حیات کی آنکھوں سے ہوتی جل تھل کا، یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا مگر ساری برسات ایک لفظ پر تھمی تھی۔صرف ایک لفظ پر۔۔۔۔۔۔۔۔

"ماما کیا ہم یتیم ہو گئے ہیں؟"

بینش معصومیت سے روتے ہوئے ماں سے پوچھ رہی تھی جنہوں نے جواباً اسے زور سے خود میں بھینچ لیا تھا۔حیات کے آنسو صرف ایک لفظ پر تھمے تھے۔

"یتیم"

یہ الفاظ اس کے کانوں میں گونجنے لگے جیسے بار بار کوئی اسے یتیم یتیم کہہ کر پکار رہا ہے۔یہ الفاظ اس کے کانوں میں بجنے لگے اور شور کی شکل اختیار کر گئے۔باقی ساری آوازیں دب گئیں۔رونے کیں، تسلیوں کی، بارش

کی۔سب۔۔۔۔۔۔پھر یک دم سکوت چھا گیا۔منظر مختلف ہونے لگا۔کچھ اور نظر نہ آرہا تھا۔صرف وہ تھا اور اسکا کفن میں لپٹا باپ۔

حیات خاموشی سے باپ کو تکتی رہی اور لمحے سرکنے لگے۔یہاں تک کہ جنازے کا شور بلند ہوا تو وہ اٹھی اور باپ کے پاس پہنچ کر چہرے سے کفن ہٹایا اور ماتھا چوم کر الٹے قدم پیچھے ہو گئی۔اور یہیں یہیں بس حیات کا آخری آنسو ٹپکا۔

میت کو کاندھا دیا گیا اور چار کاندھوں پر وہ گھر کی دہلیز پار کر گئے۔ہاں وہی جو سرمایہ حیات ہوا کرتے تھے،وہ ساری عمر کا روگ دے کر آج چل دیے۔

مرے چارہ گر کو نوید ہو،

صف دشمناں کو خبر کرو

جو وہ قرض رکھتے تھے جان پر

وہ حساب آج چکا دیا!!

حیات وہیں دروازے میں کھڑی باپ کو گھر کی دہلیز پار کرتے دیکھ رہی تھی۔اور پھر منظر دھندلا ہوا،بصارت مزید ساتھ دینے سے انکاری ہو گئی۔وہ ہوش وحواس سے بیگانہ وہیں ڈھے گئی۔

urdunovelsblog

ooooooooooooooooooooooooooooooo

چار دن بعد اسے ہسپتال سے گھر شفٹ کیا گیا تھا۔سب کی جان پر بنی تھی۔ایک عزیز ہستی تو کھو دی تھی۔اب مزید عزیز تر ہستی کو وہ گنوانے کا تصور بھی نہیں کرنا چاہتے تھے۔اس دوران نہ جانے کون آیا اور کون گیا تھا۔ایک لاریب تھی جو دن سے رات اسکے ساتھ ہی ہوتی تھی۔ماہا اور علیزے بھی وقفے وقفے سے ملنے آتی تھیں۔

مگر حیات خاموش تھی۔بہت خاموش۔جیسے طوفان آتا ہے اور گزر جاتا ہے مگر اپنے پیچھے بربادی و تباہی ہی چھوڑ جاتا ہے۔ویرانی نے حیات کی زندگی میں اہم ترین جگہ لے لی تھی۔

وہ خاموش رہتی تھی۔نہ کچھ بولتی تھی نہ کسی کی بات کا کوئی جواب دیتی تھی۔

لاریب کو اسے دیکھ کر وہ حیات یاد آئی جو کہا کرتی تھی۔
"لاریب! میرے لیے دنیا میں کوئی کام مشکل نہیں سوائے چپ رہنے کے۔ میں خاموش ہو جاؤں تو مجھے ایسے لگتا میں زندہ ہی نہیں ہوں۔"
اور وہ کہاں زندہ تھی۔ لاریب اس کی حالت دیکھ کر رو دی تو وہ اسے عجیب اور انجان نظروں سے دیکھنے لگی۔ خالی ویران آنکھیں۔ وہ گولڈن نشیلی آنکھیں کہیں کھو گئیں تھیں۔ اب تو ویران اور خالی نظریں تھیں جس سے وہ ہر چیز کو تکتی تھی۔ نہ کچھ کھا رہی تھی۔ نہ پی رہی تھی۔ چپ کا روزہ ایسا رکھا تھا کہ پھر وہ روزہ ٹوٹنے پہ نہ آ رہا تھا۔ سوتے میں اٹھ بیٹھتی اور زور زور سے 'بابابابا' پکارنے لگتی۔ مگر ہوش میں آتے ہی پھر دوبارہ خاموش ہو جاتی۔ سوتے میں دیوانہ وار چیختی مگر آنسو کا ایک قطرہ بھی اسکی آنکھ سے نہ نکلا تھا۔ جیسے اس کے آنسو خشک ہو گئے تھے سارے یا وہ مزید رونے کی سکت ہی نہ رکھتی تھی۔ ہر وقت بن ڈھن کر رہنے والی حیات بلوچ کی حالت اب قابل رحم تھی۔
وہ اندر ہی اندر گھلتی جا رہی تھی۔ دن سے رات اور رات سے دن ہو جاتا مگر حیات کی زبان سے کوئی لفظ ادا نہ ہوتا۔ سب زندگی کی طرف آ رہے تھے۔ مگر حیات کی ذات و زندگی کہیں پیچھے رہ گئی تھی۔ وہ صبح و شام بس اپنے کمرے سے ماں کے بلاوے پر آتی اور گنتی کے دو نوالے کھا کر چلی جاتی۔ اب وقت گزر رہا تھا تو موت کا غم ہلکا ہو رہا تھا۔ ختم تو ہونے سے رہا، ہلکا ہی ہو سکتا تھا۔ مگر وہ ڈپریشن میں جاتی جا رہی تھی۔ جو ملنے آتا وہ اس سے تو کیا گھر کے کسی فرد سے بات نہ کرتی تھی۔ کمرے میں بند پورا دن ان گلابی دیواروں کو تکتی رہتی۔ کمرہ میں روشنی کی ایک کرن نہ برداشت کرتی اور اندھیرا کیے بیٹھی رہتی۔ سعدیہ اور باری باری ہر انسان نے اسے تسلیاں دیں اور ہر ایک نے بہت سمجھایا۔ اکثر خالہ آتیں، آیت آتی، حاذق لوگ آتے، وہ کسی سے ملتی ہی نہ بلکہ کمرہ بند کر دیتی۔

جو باتیں پی گیا تھا میں
وہ باتیں کھا گئیں مجھ کو۔

انسان کی زندگی میں ایک ایسا واقع ضرور آتا ہے جس کے بعد انسان بدل جاتا ہے۔ وہ ویسا نہیں رہتا جیسے وہ پہلے تھا۔ وہ اپنی ذات کے بالکل متضاد ہو جاتا ہے۔ اسکا رویہ، اسکی باتیں، اسکی سوچ، اسکا ہر پہلو چیخ چیخ کر اسکے ساتھ ہوئے واقعہ کی گواہی

دے رہے ہوتے ہیں۔ وہ واقعہ انسان کو بدل دیتا ہے مگر انسان کے اندر توڑ پھوڑ کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ خود سے جنگیں انسان کو اندورنی طور پر ختم کر دیتی ہیں۔ کچھ تو نفسیاتی مریض بھی بن جاتے ہیں۔ مگر کچھ سمجھ جاتے ہیں، سنبھل جاتے ہیں۔ سنبھلنے میں وقت لگتا ہے مگر انسان سنبھل جاتا ہے کیونکہ انسان کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے کہ وہ ہر حال میں سروائیو کر جاتا ہے۔

رنگ ورَس کی ہَوَس اور بس
مسئلہ دسترس اور بس

یُوں بُنی ہیں رَگیں جِسم کی
ایک نس، ٹَس سے مس اور بس

سب تماشائے کُن ختم شُد
کہہ دیا اُس نے بس اور بس

کیا ہے مابینِ صیّاد و صید
ایک چاکِ قفس اور بس

اُس مصوّر کا ہر شاہکار
ساٹھ پینسٹھ برس اور بس

ooooooooooooooooooooooooooooooooooo

عمیر واپس جا چکا تھا۔ سب کچھ لٹا کر بے ساز و سامان۔
بینش اور عبداللہ اپنی زندگی میں واپس جا چکے تھے۔
انسان بڑے سے بڑے واقعے پر چالیس دن کے بعد صبر کر لیتا ہے اور قبول کرنے کے بعد وہ صبر کرنے کے عمل سے گزرتا ہے۔

آج وہ قریباً دوماہ بعد اپنے کمرے سے ماں کے بلاوے کے بغیر نکلی تھی۔ سیدھا شاہیر کے کمرے میں گئی تھی۔
ماں کسی مہمان سے افسوس وصول کر رہی تھیں۔
وہ جاکر شاہیر کی ہر چیز کو چھو کر دیکھنے لگی، جیسے ان کی خوشبو محسوس کرنا چاہتی ہو اور انکے لمس کو محسوس کرنا چاہتی ہو۔
ستمبر کا مہینہ تھا۔ اسے یاد آیا کہ دو سال پہلے بابا نے کس قدر شوق سے واصف کی شادی کی شاپنگ کی تھی اور وہ کیں ا خوش ہوئے تھے پاکیزہ کی پیدائش پر کیونکہ انہیں بیٹیاں بہت پسند تھیں۔ ایک تبسم پورے دوماہ بعد اسکے چہرے پر پھیلا تھا مگر اداس تبسم۔ زندگی سے عاجز تبسم۔ پاکیزہ۔ اسی نے تو نام رکھا تھا۔ اور اب وہ کیسی ہو گی۔ وہ بس سوچ ہی سکی۔ آخری مرتبہ اسے اپنے نکاح پر دیکھا تھا۔ یہاں حیات چونکی تھی۔

نکاح؟؟؟؟؟

نکاح۔۔۔

اوہ ہاں!! نکاح

ہاں نکاح کے دو دن بعد ہی تو یہ سب ہوا تھا۔
وہ خود ہی سوچوں میں مگن تھی اور کمرے سے نکل آئی۔ وہ گزرتے ہوئے واپس اپنے کمرے میں جا رہی تھی کہ سعدیہ کی نظر پڑی اور خوشگوار حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے فوراً اپنے پاس بلایا اور مہمانوں سے ملوایا۔ وہ کسی سے نہیں ملنا چاہتی تھی، پھر نا جانے کیوں اس کے قدم لاؤنج کی طرف اٹھے اور وہاں پہنچ کر اس نے ذہن پر زور ڈال کر پہچاننے کی کوشش کی اور پھر معلوم ہوا کہ دعا ناز ہے۔ مگر وہ بیٹھی نہیں ایسے ہی کھڑی رہی۔
"میں دوماہ میں بیس مرتبہ آچکی ہوں اور تم ہر بار منع کر دیتی ہو ملنے سے۔"
دعا ناز کی خوبصورت اور نرم آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ تھوڑا حیران ہوئی۔

"میں؟؟"

حیات کی دبی دبی آواز نکلی۔
دوماہ بعد اسکی ماں نے اسکی آواز سنی تھی۔

"ہاں تم."

دعانازا اٹھی اور اسکے گلے لگی۔ اس نے نا سمجھی سے ماں کو دیکھا جن کی آنکھوں میں آنسو تھے جنہیں وہ روکنے کی تگ ودو میں تھیں۔ اسے شدید دھچکا لگا۔ وہ تو سب کو بھول بیٹھی تھی۔ جو لڑکی اپنے نکاح کو پورے دو ماہ بعد یاد کر رہی تھی وہ ماں، بہن، بھائیوں اور دوستوں کو بھی بھول بیٹھی تھی۔

"بیٹا تم حیات کے کمرے میں چلی جاؤ میں کچھ کھانے کو بھجواتی ہوں تم دونوں کے لیے۔"

سعدیہ نے کہا تو حیات نے فوراً کہا۔

"نہیں مجھے کمرے میں گھٹن ہو رہی ہے۔"

سعدیہ نے جلدی سے اثبات میں سر ہلایا کہ ٹھیک ہے۔ تو دعا نے نرمی سے پوچھا۔

"اچھا لان میں چلیں؟"

حیات نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ چلتے ہوئے لان میں آ گئے۔ حیات نے لان میں قدم رکھا تو آنکھیں کھولنا محال ہو رہا تھا۔ کتنے عرصے سے وہ اندھیر کمرے کی عادی ہو گئی تھی۔

"حیات تمہارا موبائل کدھر ہے؟"

دعاناز نے استفسار کیا۔

"معلوم نہیں۔"

دو لفظی جواب دے کر وہ خاموش ہو گئی۔ آواز ابھی بھی تھکی ہاری تھی۔

"اگر تم اپنا موبائل دیکھ لیتی اور میرے میسجز پڑھ لیتی تو تم اپنی زندگی کے دو ماہ ضائع نہ کرتی۔"

انداز نرم اور شائستہ تھا۔

"ضائع؟؟"

حیات نے پوچھا۔ کوئی غصہ کوئی کچھ نہیں۔ ہمت ہی نہیں رہی تھی۔

"ہاں ضائع! تمہیں پتہ ہے حیات! لاس (loss) صرف تمہارا نہیں ہوا۔ حقیقت کو تسلیم کرو۔ اللہ رب العزت کی امانت تھی اللہ رب العزت نے لے لی۔ تم نے ان دو ماہ میں ایک بار بھی اپنی ماں سے پوچھا کہ انہیں صبر کیسے آیا؟ کبھی

urdunovelsblog

بینش کی طرف دیکھا جو واپس زندگی کی طرف لوٹ گئی ہے۔ کبھی عبداللہ کو دیکھا جو تم سے چھوٹا تھا مگر خود کو مضبوط بنایا اور عمیر بھائی سے تو تم نے بات بھی نہیں کی ہو گی جواب شاہیر انکل کی جگہ پر ہیں۔"

وہ خاموشی سے سن رہی تھی اور وہ نرمی سے سمجھا رہی تھی۔ واقعی اس نے کسی کی کوئی بات نہیں سنی۔ بینش تو دور اس نے توماں سے بھی بات نہ کی تھی۔ وہ تو صرف اپنے دکھ کو لے کر بیٹھی تھی۔ انسان کا مسلۂ ہی یہی ہے کہ اسے لگتا کے اس سے زیادہ اس دنیا میں کوئی بھی اداس نہیں ہے اور اس کے علاوہ دنیا میں کسی کو کوئی غم نہیں یا ہمارا غم سب سے بڑا ہے۔

"میں ایک بات کہوں۔ تم تو شاہیر انکل سے بھی محبت نہیں کرتی۔"

اسکی بات پر حیات کے قدم تھمے اور کرنٹ کھا کر حیرت سے دعا کی جانب دیکھا۔

"ناز! یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو؟"

حیات نے حیرت سے کہا تھا۔ خفگی ابھی بھی نہیں تھی۔

"حیات اگر تم اپنے والد سے محبت کرتی تو انکی مغفرت کی دعا کرتی اور انکے لیے قرآن پڑھتی۔ مگر آنٹی بتا رہے تھے کہ تم نے تو دو ماہ میں کوئی نماز تک نہیں پڑھی۔"

وہ شرمندہ ہو گئی۔ سہی تو کہہ رہی تھی۔ آج جیسے حقیقت کو تسلیم کرنے کا وقت آ پہنچا تھا۔

"مجھے صبر نہیں آتا ناز۔ میرا دل دکھتا ہے۔ ادھر ادھر درد اٹھتی ہے۔"

اسنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ آنکھوں میں آنسو جمع ہونے لگے۔

"مجھے اٹھتے بیٹھتے بابا کا کفن میں لپٹا چہرہ یاد آتا ہے۔ مجھے سوتے جاگتے انکی باتیں یاد آتی ہیں۔ مجھ سے کچھ نہیں ہو پاتا۔"

وہ کہتے ساتھ ہی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی اور وہیں لان کے وسط میں بیٹھتی گئی تھی۔ دو ماہ بعد وہ کسی کے سامنے روئی تھی۔ آنکھوں نے آنسوؤں کو راستہ دے دیا تھا۔ بے بسی ہی بے بسی تھی جو وہ محسوس کر رہی تھی۔ دعا ناز گھٹنوں کے بل وہیں گھاس پر اسکے ساتھ بیٹھ گئی۔

"تمہیں صبر آجائے گا حیات۔ یہ زندگی کی حقیقت ہے کہ انسان بڑے سے بڑا حادثہ بھی چالیس دن میں بھول جاتا ہے۔ اور پھر مکمل صبر آجاتا ہے۔ تمہیں خود کو اس فیز سے نکالنا ہو گا۔

urdunovelsblog

"You have to heal yourself

دعاناز نے اس کے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"کس فیز سے؟"

حیات نے استفسار کیا۔

"ڈپریشن۔"

دعاناز نے کہا تو وہ حیران ہوئی۔

"حیران مت ہو۔ تم ڈپریشن میں ہو۔ ورنہ تم بھی سب کی طرح اب تک نارمل ہو چکی ہوتی۔ حیات! بعض اوقات ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے جس انسان کو کھو دیا ہے اسے بھول نہیں سکتے یا اسکی جگہ کوئی لے نہیں سکے گا مگر یہ بات غلط ہے۔ ایسا نہیں ہوتا۔ ہر چیز کا نعمل البدل ہوتا ہے۔ یہ بات ہمیں تب تک سمجھ نہیں آتی جب تک وہ بہتر انسان ہماری کہانی کا حصہ نہیں بنتا۔"

دعاناز کافی دیر اسے سمجھاتی رہی اور اس کے الفاظ کا اثر تھا یا نا جانے کس کی دعائیں، مگر وہ خود کو سنبھالنے لگی تھی۔ وہ خود کو سمیٹنے لگی تھی۔

دعاناز روز اسے ایک آیت بھیجا کرتی تھی۔ جب ناز گئی تو اس نے اپنا موبائل ڈھونڈا اور اسے چارج پر لگایا۔ پھر نہا کر فریش ہوئی اور ماں کے پاس آ بیٹھی جو نماز پڑھ رہی تھیں۔ وہ بھی جائے نماز اٹھا کر نماز پڑھنے لگی۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے مگر پھر گرا دیے۔ حوصلہ نہ ہوا۔

نماز پڑھ کر وہ ماں کی گود میں سر رکھے لیٹ گئی اور خاموش آنسو بہانے لگی۔

"ماما! مجھے معاف کر دیں۔ میں اپنے دکھ کا پہاڑ کھڑا کر کے بیٹھ گئی اور پہاڑ کے دوسرے جانب ہر چیز کو فراموش کر گئی۔ مجھے معاف کر دیں۔"

حیات نے اپنے بالوں میں چلتے سعدیہ کے ہاتھ کو پکڑتے ہوئے کہا تو وہ محبت سے بولیں۔

urdunovelsblog

"میرا بچہ ! شاہیر کا سب سے بہادر بچہ ہو آپ۔ حیات تم بس ٹھیک ہو جاؤ مجھے کچھ بھی نہیں چاہیئے۔ میں نے شاہیر کو تو کھو دیا مگر میں انکی زندگی کی سب سے قیمتی چیز کو نہیں کھونا چاہتی۔ اور تم شاہیر کی زندگی کی سب سے قیمتی چیز تھی، شاہیر کی زندگی تھی تم اور اسی لیے تمہارا نام بھی انہوں نے حیات رکھا تھا۔"

وہ محبت سے اسے تکتے ہوئے کہہ کر آخر میں اسکی پیشانی چوم گئیں۔

"بیٹا۔ کسی ایک کے چلے جانے سے دنیا نہیں رک جاتی۔"

سعدیہ نے سمجھایا۔

"ماما میں مانتی ہوں کہ ایک انسان کے چھوڑ جانے سے دنیا نہیں رکتی۔ مگر میں یہ نہیں مان سکتی کہ کسی انسان کے چھوڑ جانے سے ہماری دنیا پہلے جیسی ہی رہتی ہے۔ کسی کا ہونا اثر کرے یا نہ کرے، اس کا نہ ہونا کسی نہ کسی طرح اثر ضرور کرتا ہے۔"

حیات نے ماں کی گود میں سر رکھے ہی کہا۔

"بڑی بڑی باتیں سیکھ لی ہیں۔"

سعدیہ نے بالوں میں انگلیاں چلائیں۔

"حادثہ لازم تھا ماں!"

حیات نے ہچکی روکی۔

وہ کافی دیر بیٹھی ان سے باتیں کرتی رہی پھر انہیں آرام کرنے کا کہہ کر عبداللہ کے کمرے میں چل دی۔ آج اسے سب ٹھیک کرنا تھا وہ مزید دیر نہیں کر سکتی تھی۔ ابھی پورا چمن نہیں اجڑا تھا۔ بے شک اس چمن کا سب سے خوبصورت، متاثر کن اور بہترین پودا مرجھا کر اپنی عمر پوری کر گیا تھا مگر ابھی چمن میں باقی پھول باقی تھے جنہیں توجہ کی ضرورت تھی ورنہ انکے مرجھانے کا خطرہ تھا۔

عبداللہ اور بینش کارپٹ پر بیٹھے زمین پر ہر طرف کتابیں بچھائے پڑھنے میں مصروف تھے۔ ساتھ ساتھ بیٹھے وہ آرام سے اپنا کام کرنے میں مصروف تھے۔ مطلب وہ صبر کر چکے تھے۔

"ماما ہم نے نماز پڑھ لی ہے۔"

دروازہ کھلنے کی آواز پر عبدللہ نے بغیر سر اٹھائے کہا تھا جواباً کوئی جواب نہ پا کر اس نے سر اٹھایا تو حیران رہ گیا۔

"حیات آپی۔"

عبداللہ کی بات پر بینش بھی چونکی اور سر اٹھا کر دروازے کی جانب دیکھا اور حیرانی سے گویا ہوئی۔

"آئیں نا۔"

وہ خوشگوار حیرت میں مبتلا تھے۔ وہ انکے پاس نیچے فرشی قالین پر بیٹھ گئی۔ عبداللہ نے کتابیں ایک طرف کر کے اس کے لیے جگہ بنائی تھی۔

وہ کافی دیر ان کے پاس بیٹھی باتیں کرتی رہی۔ پھر کمرے میں آئی اور موبائل آن کیا جو دو ماہ سے بند پڑا تھا۔ آن کر کے فوراً اسے سائیلنٹ پر لگایا اور پھر بس گھنٹا ایک تو میسجز کے نوٹیفیکیشن میں لگا تھا۔

حیات نے تین گھنٹے لگا کر سب کے میسجز دیکھے تھے۔ ایک انسان کے علاوہ اسے سب کے میسجز آئے ہوئے تھے۔ وہی جسے وہ دو ماہ تک بھولے ہوئی تھی۔ اسکا لکھ۔ جس کے نکاح میں تھی وہ۔ اسے یہ بات بری لگی تھی۔ عمیر سے بات کرنے کا ارادہ صبح پر ملتوی کرتی اس نے آیت کو کال ملائی تھی۔ آج سب کو ہی دیکھ لے گی۔ رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ تین بیلز گئیں اور چوتھی پر فون اٹھالیا گیا۔

"اسلام علیکم ! کون ؟ حیات ؟ یہ تم ہو؟"

آیت کی آواز سن کر آنسو پھر برسے تھے۔

"کیسی ہو ؟"

اس نے کسی سوال کا جواب نہ دیا اور اپنا سوال داغا۔ آیت نے کال کاٹ دی اور ویڈیو کال کی۔

"حیات تم ٹھیک ہو نا؟"

آیت نے حیات کا کمزور اور زرد رنگت دیکھ کر پوچھا۔

"ٹھیک۔"

یک لفظی جواب۔

"تم کیسی ہو؟"

urdunovelsblog

آیت نے جواباً الحمد اللہ کہا تو تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد اس نے جنت کو کال ملائی۔ جنت سے بات کی اور واصف سے بھی بات ہو گئی پھر پاکیزہ کو دیکھا اور تھوڑی دیر بعد کال کاٹ دی۔ بس اب مزید برداشت نہیں ہو رہا تھا تو موبائل رکھنے لگی۔ دعاناز کا میسج سکرین پر جگمگا رہا تھا۔ اس نے فوراً سے پہلے کلک کیا۔ ایک آیت آئی تھی اس کے لیے۔

ترجمہ:

"یقیناً اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں اور ہم بے شک آزمائش کرنے والے ہیں۔"

(القرآن 23: 30)

اسکے دماغ میں یک دم جھماکا ہوا۔ اسے شاہیر کی موت والے دن کی آیت یاد آئی جس میں آزمائش کا ذکر تھا۔ اوہ خدا۔۔۔۔ وہ کیسے بھول گئی۔۔۔۔ اسکے رب نے اسے اشارہ دیا تھا۔ خواب اور آیت کی صورت۔۔۔ افف حیات شاہیر جیسی حساس بندی اتنی بڑی نشانیاں کیسے جھٹلا گئی۔ کیسے بھول گئی۔ وہ روئی اس بات پر کہ اس کے پروردگار نے اسے باور کروایا تھا آزمائش کے لیے پھر بھی وہ کیسے بھول گئی؟؟؟ روتے روتے ہمیشہ کی طرح وہ سو گئی۔

آنکھوں میں تو آنسو کو سکوں تک نہیں ملتا
دامن پہ جب آتا ہے تو ہوتا ہے رواں اور

urdunovelsblog

ooooooooooooooooooooooooo

اگلی صبح جب وہ اٹھی تو حواس بیدار ہونے پر پھر سے وہ آیت یاد آئی اس نے موبائل ڈھونڈا اور کھول کر دعاناز کا نمبر ملایا۔ بیل جا رہی تھی اسنے فون نہ اٹھایا تو وہ فریش ہونے چل دی۔ جب واپس آئی تو دعاناز کا میسج سکرین پر جگمگا رہا تھا۔ ایک آیت۔ یا یوں کہہ لو کہ حیات کے لیے اس کے پروردگار نے ایک پیغام دعا کے زریعے اس تک پہنچایا تھا۔
اسنے کھولا اور پڑھنے لگی۔

ترجمہ:

"اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد مانگو۔ بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔"

(سورۃالبقرہ:153)

حیات نے وقت دیکھا تو فجر کی اذان ہوئے کچھ ہی وقت گزرا تھا۔ وہ فوراً اٹھی اور دوبارہ واشروم گئی۔ پھر وضو کر کے جائے نماز بچھایا۔ نماز ادا کی۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔ پھر سے دعا نہ مانگ سکی اور ہاتھوں کو پہلو میں گرا دیا۔ جائے نماز سمیٹا اور لان میں چل دی۔ اکتوبر کا آغاز تھا اور صبح کے وقت ہوا میں خنکی تھی۔ سورج ابھی آرام کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد سورج کی کرنیں اسکے چہرے پر پڑیں تو وہ رک کر آنکھیں بند کیے انہیں محسوس کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر سے واک میں مصروف ہوگئی اور ساتھ ہی ساتھ سوچوں میں غرق بھی تھی۔ اسکی سوچوں کا تسلسل سعدیہ کی آواز پر ٹوٹا۔ وہ یقیقنا نماز اور قرآن کے بعد آئی تھیں اور خلاف معمول حیات کو لان میں دیکھ کر حیران ہوئیں۔ وہ مسکرا دی انکے حیران ہونے پر اور چلتی ہوئی سعدیہ کے پاس گئی۔

"ماما بھوک لگی ہے۔ جلدی سے ناشتہ بنادیں."

وہ لاڈ سے بولی تو سعدیہ نے شکر ادا کیا۔

"کیا کھائے گا میرا بچہ؟"

انہوں نے محبت سے اسکے گال کھینچتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی اچھا سا۔"

حیات نے مسکرا کر کہا۔

"اچھا تم جلدی سے بینش اور عبداللہ کو اٹھا دو۔ وہ اسکول کے لیے لیٹ نہ ہو جائیں۔"

"جی ماما."

وہ تابعداری سے کہہ کر اندر چل دی۔ سب حیات کے رویے پر بہت خوش اور شکر گزار تھے۔ مگر وہ مسکراتی کم تھی۔ بہت کم۔

"السلام علیکم کیسی ہو حیات؟"

عمیر نے ویڈیو کال پر پوچھا وہ دو ماہ میں بالکل بدلا بدلا لگ رہا تھا۔ کچھ بڑا بڑا سا۔ کیا ہر ایک نے بدلنا تھا؟؟ ہاں!! یہ تو لازم تھا۔

urdunovelsblog

"جی بھائی میں ٹھیک ہوں۔آپ کیسے ہیں اور سب کیسا جا رہا ہے؟

حیات نے سرسری سا پوچھا۔۔

"اللہ تعالیٰ کا کرم ہے."

وہ تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد کال بند کر کے اٹھی اور شاہیر کے کمرے میں چل دی۔

شاہیر کے کمرے کے ساتھ ملحقہ ایک اسٹڈی روم تھا جہاں اکثر وہ مطالعہ کی غرض سے جایا کرتے تھے۔جب کبھی سعدیہ سوئی ہوتی اور انہیں نیند نہ آتی تو وہ یہیں پائے جاتے تھے۔حیات نے اسٹڈی کا دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہوتے ہی ایک خوشبو اس سے ٹکرائی۔وہ پہچانتی تھی اس خوشبو کو۔اس نے سانس اندر کھینچا اور یہ خوشبو خود میں اتارنے کی کوشش کی۔ہر چیز کو وہ گزرتے ہوئے چھو رہی تھی۔ہر چیز پر باپ کا لمس تھا۔پورے کمرے میں اسکے باپ کی خوشبو تھی۔وہ شاہیر کی مطالعہ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔آس پاس نگاہ دوڑائی۔چھوٹی مگر نفیس ایک دیوار گیر لائبریری تھی۔اسے کتابوں میں کسی قسم کی کوئی دلچسپی نہیں تھی مگر وہ کوئی بھی فضول باتیں نہیں سوچنا چاہتی تھی جو دو ماہ سے سوچ رہی تھی۔اس لیے چلتی ہوئی ریکس کے قریب آئی اور ایک کتاب اٹھالی اور ورق گردانی کرنے لگی۔

"حیات بیٹا۔بس کر دو۔تھک جاؤ گی۔تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔صبح سے شام ہو گئی ہے۔"

سعدیہ اندر آئیں اور پریشانی سے اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگیں جو اپنی باپ کی جگہ پر بیٹھی تھی۔

"کیا؟؟ٹائم کیا ہوا ہے؟"

اس نے حیرت سے پوچھا۔

"پانچ بج رہے ہیں بیٹا۔بینش لوگ بلا رہے ہیں۔"

سعدیہ یہ کہہ کر چل دی تو وہ حیران ہوئی بہت حیران۔ابھی کچھ لمحے پہلے تو اس نے یہ کتاب کھولی تھی۔اس نے کتاب کے صفحات دیکھے جو کافی زیادہ دیر سے پڑھے جانے کی گواہی دے رہے تھے۔کتابیں پڑھتے وقت کیا وقت کا اندازہ نہیں ہوتا؟؟وہ بہت حیرانی سے کتاب اٹھائے اپنے کمرے میں آئی اور اسے اسٹڈی ٹیبل پر رکھ کر بینش،عبداللہ کے پاس چل دی۔

urdunovelsblog

وہ اب معمول سے ماں کے ساتھ وقت بیتاتی۔ بہن بھائی کو توجہ دیتی۔ انہیں پڑھائی میں مدد دیتی مگر وہ ابھی تک دعا نہیں کر پارہی تھی۔

لاریب، علیزے، ماہا اور دعاناز اکثر اس سے ملنے آتے تھے اور وہ اب ملتی تھی مگر بس ان چاروں سے۔ آج بھی سب آئے ہوئے تھے۔ سب خوش تھے مگر وہ بول بھی بہت کم رہی تھی اور ہنس تو ڈر کر رہی تھی۔ جیسے اسکی ہنسی کو نظر نہ لگ جائے۔

"حیات تم نے پڑھائی کیوں چھوڑ رکھی ہے؟ ایم-ڈی-کیٹ تو تم دے سکتی ہوں نا۔ ریجسٹریشن کروائی تھی تم نے اور میں نے۔ کچھ دنوں تک ہے ٹیسٹ۔ تم وہ دو اور انشاللہ پاس ہو جاؤ گی۔ یوں سال ضائع مت کرں نا۔"

لاریب جاتے ہوئے اسے سمجھا رہی تھی۔ لاریب، علیزے اور ماہا چلی گئی تھیں اور دعاناز کا ڈرائیور لیٹ ہو گیا تھا۔ وہ دونوں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں کہ دعاناز نے کہا۔

"حیات کیا سوچا ہے تم نے پڑھائی کا؟ تمہاری والدہ اور بھائی تم پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہتے مگر وہ پریشان ہیں تمہیں لے کر."

دعاناز نے بہت نرمی سے استفسار کیا تھا۔

"ناز! میں سچ بتاؤں تو میرا دل نہیں چاہتا اب ڈاکٹر بننے کو۔"

حیات نے سوچتے ہوئے کہا۔

"کیوں؟"

دعا نے کسی قسم کی حیرت کے بغیر استفسار کیا۔

"کیوں؟ یہ میں نہیں جانتی۔ شاید جس حیات کو یہ خواہش تھی وہ حیات اب مر چکی ہے۔ یا پتا نہیں۔ مجھے نہیں معلوم۔"

"کوئی بات نہیں۔ تم کوئی اور فیلڈ چوز کر لو مگر اس طرح خود کو وقت پر وار کر نہ پھینکو۔"

دعاناز نے سمجھایا۔ ناجانے کیا تھا اس لڑکی کے لہجے میں کہ اگلے انسان کے دل پر بات لگتی تھی اور یقیناً ہر کوئی اسے سننا بھی پسند کرتا تھا۔

"کوئی اور مگر کونسی فیلڈ؟"

اس نے بے بسی سے کہا۔

"جو تم میں آل ریڈی ٹیلنٹ موجود ہے۔"

دعا نے کہا۔

"کونسا؟ مجھے تو ڈیبیٹ (debate) کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔"

باہر ہارن کی آواز آئی تو دعا ناز اٹھ گئی۔

"اسی پر سوچ لو۔ تمہیں لفظوں کا ہنر آتا ہے۔ تمہارے کمرے میں رکھی ٹرافیز صرف اسی لیے تمہیں ملی ہیں کہ تم نے اپنے الفاظ، انداز اور دلائل سے سامنے والے کو متاثر کیا۔"

دعا ناز نے اسے سوچوں میں گھرا چھوڑ دیا اور جانے لگی کہ حیات نے سوچتے ہوئے بولا۔

"وکالت؟"

وہ حیران بھی تھی۔

"ہاں! وکالت۔ وکالت صرف لفظوں کا ہنر ہے۔ اور جیسا میں نے کہا تمہیں لفظوں کا ہنر آتا ہے۔"

دعا ناز نے کہا اور لاؤنج سے نکل گئی۔ اس نے حیات کو ایک راستہ دکھا دیا تھا۔۔ اب منزل تک اسے خود پہنچنا تھا کیونکہ راستے میں بہت لوگ ملتے ہیں مگر منزل تک پہنچنے کے لیے انسان کو خود چلنا پڑتا ہے.

نہ منزل سے نہ منزل کا نشاں تک

جنوں لے جائے گا آخر کہاں تک

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

وہ ہر کام میں خود کو نارمل کر رہی تھی۔ نماز باقاعدگی سے پڑھ رہی تھی مگر دعا نہیں کر پا رہی تھی۔ نہ خود کے لیے۔ نہ باپ کے لیے۔ اور نہ پھر ختم ہونے کی۔ آئے دن جنت، واصف، آیت، ہانی، حاذق، خالہ ملنے آتی تھیں۔ خالو کا پوچھنے پر بتا دیتیں کہ مصروف تھے مگر جلد ملنے آئیں گے۔ وہ سب سے ملتی۔ ہلکی پھلکی بات کرتی اور کسی کام کا بہانہ کر کے اٹھ جاتی۔ وہ آیت تک سے سہی سے بات نہیں کر پا رہی تھی۔ اسے عجیب سی گھٹن ہونے لگتی تھی سب کے درمیان جب وہ ان سب میں اپنے باپ کو بیٹھا نہ دیکھتی تھی۔

دعا نہ مانگنے والا مسئلہ اس نے دعا ناز کے سامنے رکھا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ جانتی تھی کہ دعا کوئی جواب نہیں دے گی۔ وہ اس پاک ذات کا جواب اس تک پہنچائے گی اور وہی ہوا۔ دعا ناز نے ایک آیت بھیجی۔ اس نے بیقراری سے آیت پڑھی اور مسئلہ ہو گیا۔ اسی کلام اور حکم کا تو وہ انتظار کر رہی تھی۔

ترجمہ:

"اور اے حبیب! جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں نزدیک ہوں، میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرے تو انہیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ ہدایت پائیں۔"

(القرآن 2: 186)

ایک اشک خاموشی سے اسکی آنکھ سے ٹپکا تھا۔ جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکے وہ لہو کیا ہے۔ وہ خود کو خوش قسمتوں میں تصور کرنے لگی تھی جن سے اللہ ربّ العزت خود باتیں کرتے ہیں۔ اسے کبھی کبھی محسوس ہوتا تھا کہ یہ کلام صرف اس کے لیے اترا ہے جو اس کے ہر مسئلے کو حل کرتا ہے۔

وہ قطرہ قطرہ بکھر رہی تھی مگر وہ خود کو خود ہی سنبھال رہی تھی۔ ماں، بھائیوں، بہن اور دوستوں کے سامنے وہ خود کو نارمل ظاہر کرتی تھی مگر رات کا ایک پہر وہ دو لوگوں کو یاد ضرور کرتی تھی۔

وہ حیات جس کے زیادہ سونے کی عادت سے ایک دنیا اس سے خائف رہتی تھی۔

آج وہی حیات راتوں کو آنکھوں پر رکھے گزار دیتی ہے۔ اس کا دل چاہا وہ دنیا کو بتائے کہ وہ دو لوگوں کے ہجر میں راتیں جاگ رہی ہے۔

ایک ایسے شخص کا ہجر جو خوابوں کے علاوہ کبھی حقیقت میں اس سے مل نہیں سکتا۔ اس کا باپ۔

اور دوسرا اس شخص کا ہجر جس کی منکوحہ وہ ہے اور جو اسکے باپ کی موت تک پر نہ آیا اور اسے ایک تسلی ایک دلاسہ نہ دے سکا۔ وہ کیا نکاح جیسا رشتہ نبھائے گا۔ آیت لوگ جتنی بار بھی آتے تھے وہ ہر مرتبہ روتے ہوئے راتیں گزار دیتی تھی کیونکہ باپ کی دوری کے علاوہ اب اس شخص کا ہجر بھی کھا رہا تھا اسے۔

حیات نے کبھی کسی سے اس شخص کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا تھا جو نا چاہتے ہوئے بھی اسکی ذات کا حصہ بن چکا تھا اور نہ ہی کسی نے غلطی سے بھی اسکا ذکر کیا تھا۔ کبھی کبھی اس کا دل چاہتا کہ وہ ان سب سے پوچھے کہ کہاں ہے وہ کیسا ہے وہ ۔۔ کیوں نہ آیا دو لفظ تسلی کے بولنے کو۔۔۔ مگر کبھی ہمت نہ کر پاتی۔

ooooooooooooooooooooooooooooo

وہ عصر کی نماز کے بعد ایک لمبی دعا کر کے اٹھی تھی اور چھت پر آ کر غروب ہوتے سورج کو دیکھ رہی تھی۔ یہ اس کا روز کا معمول بن گیا تھا، عصر پڑھتی اور سورج کے غروب ہونے کا انتظار کرنے وہ چھت پر آجاتی اور پھر مغرب کی اذان پر ہی نیچے جاتی۔

"عمیر بس یہی سوچ کر اسے میں نہیں کہتی کہ پہلے ہی وہ نا جانے خود کے ساتھ کن جنگوں میں مصروف ہے۔"

سعدیہ دروازے کے اس پار افسردگی سے کہہ رہی تھیں۔ وہ چاہ رہی تھی کہ پلٹ جائے کیونکہ اسے دروازوں کے پیچھے سنی باتوں نے ہمیشہ اذیت دی تھی مگر وہ نہ ہلی۔ کیونکہ وہ جان گئی تھی کہ بات اسکی ذات کی ہو رہی ہے۔ اور کہیں بھی کوئی خود کی ذات کو ڈسکس ہوتا دیکھ لے تو قدم خود بخود منجمند ہو جاتے ہیں۔

"مگر ماما! وہ خود کو ضائع کر رہی ہے۔ اتنی قابل ہے وہ۔"

یقیناً ویڈیو کال تھی اور سعدیہ کو ہینڈ فری لگانا پسند نہیں تھا اس لیے عمیر کی آواز کمرے میں ابھری تھی۔

"عمیر اب میں اسے اس کی زندگی کے فیصلے کرنے دینا چاہتی ہوں۔"

حیات نے ماں کی نم آواز سنی اور بس فیصلہ ہو گیا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔

"حیات آؤ بیٹا۔"

سعدیہ نے فوراً اپنی آنکھوں کی نمی چھپائی اور مسکرا کر کہا۔

یہ ماں باپ اپنے دکھ اپنے تک کیوں رکھتے ہیں؟؟ کیوں اولاد پر آنچ نہیں آنے دیتے اور ہر سرد و گرم فضا سے محفوظ رکھنے کی ہر کوشش کرتے ہیں۔

"ماما! بھائی۔ مجھے آپ دونوں سے بات کرنی ہے۔"

حیات نے بولنا شروع کیا۔

"میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔اور میں چاہتی ہوں کہ آپ لوگ میرے فیصلے پر اعتراض نہ کریں بلکہ میرا ساتھ دیں۔"

یہ کہہ کر وہ رکی اور موبائل کو اپنے ہاتھ میں کیا اور عمیر کے تاثرات جانچے جو اس وقت شاہیر کی جگہ بحرین میں بیٹھا تھا۔ پھر اس نے ماں کی طرف دیکھا جو اسکی بات کی منتظر تھیں۔ ہمت مجتمع کی اور کہنے لگی۔

"میں اب ڈاکٹر نہیں بننا چاہتی۔ میں لاء میں جانا چاہتی ہوں۔"

اس نے کہہ کر ایک نظر ماں کو اور ایک نظر عمیر کو دیکھا جو تھوڑا شاک نظر آرہا تھا مگر نارمل رہنے کی کوشش کر رہا تھا۔ تینوں نفوس خاموش تھے اب۔ کمرے میں کچھ لمحے تک سکوت طاری رہا پھر اس سکوت کو عمیر کی آواز نے توڑا۔

"حیات! تم جو مرضی کرو ہمیں کوئی مسلئہ نہیں۔ بس اپنی اسٹڈی کانٹینیو کرو۔ میں ویسے بھی دو دن تک پاکستان آرہا ہوں۔ کچھ ضروری کام ہیں تو پھر تمہارا آڈمیشن بھی کروادوں گا۔"

عمیر نے خود کو نارمل کر کر کچھ سوچتے ہوئے نرمی سے کہا تو اس نے گہرا سانس لیا اور اگلی بات کرنے کے لیے ہمت مجتمع کی۔

"ایک اور بات ہے۔"

حیات نے جھجھکتے ہوئے کہا۔ وہ جانتی تھی اس بات پر اعتراض اٹھے گا۔

"بولو۔ تم کب سے ڈرنے لگی؟؟"

عمیر نے ہلکے پھلکے موڈ میں کہا۔ اس نے ماں کو ایک نظر دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھیں پھر کہنے لگی۔

"وہ دراصل میں لاہور میں ایڈمیشن نہیں لینا چاہتی۔ مجھے اسلام آباد میں پڑھنا ہے."

پھر سے خاموشی چھا گئی۔ عمیر کچھ سوچ رہا تھا اور سعدیہ نے فیصلہ ان دونوں پر چھوڑ دیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔ مگر لاہور میں کیا برائی ہے اور ویسے بھی اسلام آباد میں کہاں رہو گی تم؟"

عمیر نے نرمی سے اعتراض اٹھایا۔

"عمیر بھائی۔لاہور میں کوئی برائی نہیں ہے، بھلا لاہور میں بھی کوئی برائی ہو سکتی ہے ؟؟ مگر یہاں رہ کر میں کبھی پڑھ نہیں پاؤں گی۔ ہر روز ایک نیا انسان آ کر مجھ سے اور میری ماں سے میرے باپ کا افسوس کرتا ہے۔ میں ہر رات ایک نئ اذیت سے گزرتی ہوں۔اس گھر میں مجھے بابا کی جھلک ہر سمت نظر آتی ہے جو مجھے کچھ کرنے نہیں دیتی۔ آپ سمجھیں میری بات کو۔ مجھے جانے دیں یہاں سے۔

".I want to improve my mental health

حیات نے آنکھوں میں آئی نمی کو بے دردی سے آستین سے رگڑا۔وہ کسی کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔ عمیر خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔یوں ہی دیر۔ پھر ایک گہری اور لمبی سانس بھر کر کہنے لگا۔

"جیسا تم چاہو ویسا ہی ہو گا حیات۔"

عمیر نے محبت سے کہا تو اس نے تشکر بھرے انداز سے دونوں کو دیکھا۔اور سعدیہ تو بیٹی کے اتنے دور جانے کا سا چ کر ہی آبدیدہ ہو گئی تھیں مگر انہیں بس اس کی صحت چاہیئے تھی۔ جسمانی، دماغی اور روحانی جو یادوں کے عوض بد سے بدتر ہو رہی تھی۔

urdunovelsblog

oooooooooooooooooooooooooooooooooooo

وہ آج پھر سورج کو غروب ہوتا دیکھ رہی تھی۔ مگر آج وہ اکیلی نہیں تھی۔لاریب اسکے ساتھ کھڑی تھی۔ہاتھ میں چائے کے کپ پکڑے وہ پوچھ رہی تھی اور وہ اسکے سوالوں کے جواب تحمل سے دے رہی تھی۔

"مگر میری جان تم لاہور کیوں چھوڑ رہی ہو؟"

لاریب نے فکر مندی سے کہا۔

"چھوڑ رہی ہوں ؟؟ لاریب میں لاہور چھوڑ سکتی ہوں ؟؟ کاش؛!! میں لاہور اور لاہوریوں کو چھوڑ سکتی۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ میں کسی سے ملنا نہیں چاہتی روز روز اس لیے بس جا رہی ہوں۔"

حیات نے گہری سانس بھر کر حقیقت سامنے رکھی اور ڈوبتے سورج کو دیکھنے لگی۔

"عمیر بھائی کب آرہے ہیں ؟"

لاریب نے اسکے چہرے کو آنکھوں میں رکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"کل !!!"

یک لفظی جواب۔

"جس دن اسلام آباد جاؤ گے مجھے بتا دینا ایک دن پہلے، میں بھی ساتھ جاؤں گی۔اور پروسیجر (procedure) وغیرہ سے بھی انفارم کر دینا۔"

لاریب نے چائے کا گھونٹ مزے سے بھرتے ہوئے کہا۔وہ کھڑے کھڑے ایک فیصلہ کر چکی تھی۔

"ٹھیک ہے۔آئی ول۔مگر کیوں ؟؟؟"

وہ حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیا؟؟؟ کوئی مسلئہ ہے ؟؟؟ میں بھی لاء میں ایڈمیشن لوں گی۔"

اس نے جواباً مزے سے چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا تو حیات مزید حیران ہو گئی۔

"مگر تم تو۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ حیات کچھ کہتی لاریب نے اسکی بات اچک لی۔

"ہاں میں ڈاکٹر بننا چاہتی تھی مگر مجھے دو سالوں میں بائیو کچھ خاص پسند نہیں آئی اور شاید بائیو کو بھی میں پسند نہیں تو مجھے امید نہیں کہ میرا ٹیسٹ پاس ہو گا۔اور پرائیویٹ ڈاکٹر تو کوئی بھی بن سکتا۔تو پھر کیوں نہ میں لاء کر لوں۔کم از کم تم اور میں ایک ساتھ تو رہیں گے۔میں تم پر نظر رکھوں گی کہیں خود کشی نہ کر لو تم۔"

اس نے ہر طرف سے اپنی صفائی پیش کی۔اور آخر میں ہنستے ہوئے بات مزاق میں اڑا دی تو حیات بھی ہنس دی اسکی بات اور انداز پر۔ایک عرصے بعد۔آخر وہ ہنس دی۔اور محبت سے لاریب کو گلے سے لگایا۔لاریب واقعی پر امید نہیں تھی اپنے ٹیسٹ پاس ہونے کے لیے مگر لاء میں حیات کے ساتھ جانے کا فیصلہ اس نے اچانک کیا تھا وہ بس حیات کو اس مشکل فیز میں اکیلا نہیں چھوڑنا چاہتی تھی۔

حیات اسکی اتنی فکر پر رو ہی تو پڑی تھی۔اسکی آنکھوں میں آتی نمی کو دیکھ کر لاریب نے اسے جھڑکا۔

"خبردار تم روئی تو۔پاگل لڑکی۔ساری آنکھوں کی خوبصورتی ضائع کر دیتی ہو رگڑ رگڑ کر۔"

وہ لاریب نے جھڑکل، پر ہنس دی۔ دھوپ چھاؤں کا منظر لگا۔ آنکھوں میں آنسو اور لبوں پر مسکراہٹ۔

"چلو علیزہ اور ماہا کو کال کرتے ہیں۔"

لاریب نے کہتے ہوئے پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا اور گروپ کال کر دی۔ تھوڑی دیر بعد دونوں نے اتفاق سے اکھٹے کال اٹھائی۔

"اوہووو۔۔۔ چڑیلیں مغرب سے پہلے ہی نکل آئیں۔"

علیزے نے اپنی ازلی شوخی سے کہا۔ تو وہ ہنس دیں۔

"گرلز میں اور حیات لاء میں ایڈمیشن لے رہے ہیں وہ بھی اسلام آباد۔"

لاریب نے بم پھوڑا تو وہ چیخیں۔

"کیا؟ واقعی؟؟؟"

پھر انکے سوالات شروع ہو گئے تو حیات اور لاریب وہیں تخت نما جھولے پر بیٹھ کر انکے سوالات کے جوابات دینے لگیں.

ooooooooooooooooooooooooooooo

urdunovelsblog

دو دن بعد عمیر پاکستان پہنچ چکا تھا۔

"اکتوبر میں تو بس اب ایک ہی یونی کے ایڈمیشن اوپن ہیں۔

NUST."

عمیر نے کھانا کھاتے ہوئے بتایا۔

"تو اس سے پہلے وہ بھی بند ہو جائیں۔ تم دونوں کل تک ڈاکومنٹس کمپلیٹ کر لو اور پرسوں صبح ہم اسلام آباد کے لیے نکلیں گے۔ تب تک میں اپنے ضروری کام بھی نبٹا لوں گا۔"

عمیر نے کہنے کے بعد نوالہ منہ میں رکھا اور اسے دیکھا جو بہت بدلہ بدلی سی تھی۔ خاموش۔ گم سم۔

"ٹھیک ہے۔ میں لاریب کو انفارم کر دوں گی۔"

حیات نے پانی کا گلاس منہ سے ہٹاتے ہوئے کہا اور اپنے سنہری آنکھیں اٹھا کر عمیر کو دیکھا جو مزید کچھ کہہ رہا تھا۔ سب خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے اور عمیر کی باتیں سن رہے تھے۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

ایک وقت ہو گا جب آپ کو کچھ چیزیں، کچھ رشتے، کچھ لوگ اتنے عزیز ہوں گے کہ آپ کو ان کے بغیر جینے کا تصور بھی محال لگے گا۔ آپ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ وہ چیزیں، وہ رشتے، وہ لوگ آپ سے مت چھینیں ورنہ آپ زندہ نہیں رہ پاؤ گے، آپ مر جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے جب وہ چیزیں لے لیتے ہیں، ہمیں مضبوط بنانے کے لیے یا پھر کسی مصلحت کے تحت اور پھر بندے سے پوچھتے ہیں کہ بتا اب تو انکے بغیر مر گیا؟ اور انسان۔ آہ انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ایسا کیوں نہیں ہوا؟ ایسا کیسے ممکن ہے بھلا؟ ہم مرے کیوں نہیں؟ ہم زندہ کیسے ہیں؟ مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:~

ترجمہ:

"کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی طاقت اسے دے رکھی ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تنگی کے بعد آسانی بھی عطا فرمادے۔"

(القرآن 65: 7)

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

حیات اور لاریب عمیر کے ساتھ اسلام آباد کے لیے نکل چکے تھے ایک نئے باب کے لیے؟؟ نہیں وہ باب ختم ہی نہیں ہوا تو نیا کیسے شروع ہو گا؟ مگر یہ شاید باب کے اندر اک باب ہے۔

وہ باہر گزرتی سڑکوں کو دیکھ رہی تھی اور حسرت سے آسمان کو تک رہی تھی۔ لاریب گدھے گوڑھے بیچ کر سو رہی تھی اور ایک وہ تھی جو فلک کو حسرت سے تک رہی تھی اور اس انسان کو یاد کر رہی تھی جسے ہمیشہ بھولنے کی کوشش کی تھی مگر ناممکن سا کام ہو گیا تھا۔

اب کوئی خواب نہیں آنکھ میں سجانے کو

تمہارے بعد تو کچھ بھی نہیں گنوانے کو
وہی ایک وقت تھا جب تیری ضرورت تھی مجھ کو
کیا وہی وقت ملا تھا تجھے بھی جانے کو؟

وہ نا چاہتے ہوئے بھی گلے شکوے کرنے لگتی تھی۔ مگر پھر سب کچھ خدا کی ذات پر چھوڑ کر خاموش ہو جاتی۔
وہ اسے یاد کرتی تھی اور بہت شدت سے کرتی تھی۔

ooooooooooooooooooooooooo

ٹیسٹ میں پچاس فیصد نمبرز چاہیے تھے مگر حیات اور لاریب جیسی قابل اسٹوڈینٹس کے لیے یہ مشکل نہیں تھا۔
لاریب گھر میں اکلوتی بیٹی ہونے کی وجہ سے اپنے باپ کی لاڈلی تھی۔ اس نے اپنے والد مزمل کو منایا تو وہ بیٹی کے پیار میں مان گئے اور مزمل حسین کا ماننا پورے خاندان کا ماننا تھا۔
حیات لوگوں کا ایڈمیشن جب کنفرم ہوا تو عمیر نے ہاسٹل وغیرہ کی اچھے سے جانچ پڑتال کر کے انہیں ہاسٹل میں بھی کمرہ لے دیا۔
اب زندگی ایک نئی دوڑ پر چل رہی تھی۔
وہ ایڈمیشن کروانے اور باقی معاملات دیکھنے کے بعد یونی سے نکلے اور لاہور کے لیے نکل گئے۔

ooooooooooooooooooooooooooooo

چار سال بعد:
اب زندگی ایک نئی دوڑ پر چل رہی تھی۔
اس نے ان چار سالوں میں ہر ایک سے رابطہ ختم کر رکھا تھا۔
وہ پندرہ دن بعد دونوں لاہور جاتی تھیں اور پھر گھر والوں سے مل کر واپس آ جاتیں۔

یونی میں بھی اس نے خود کو خود تک محدود کرر کھا تھا مگر اسکی زہانت نے اسے ممتاز بنا دیا تھا۔وہ کم ہی کسی سے بات کرتی تھی۔چار سال کی وجہ سے اور مختلف پروجیکٹس کی بیس پر انکا ایک اچھا گروپ بن گیا تھا۔
اور کچھ لاریب کی کینچی جیسی چلتی زبان کے عوض بھی انکا دوستوں کا گروپ بن گیا تھا۔
وہ بس ضروری کے وقت سوچ سمجھ کر بولی تھی البتہ لاریب بغیر کچھ سوچے سمجھے کبھی بھی کہیں بھی کچھ بھی بول دیتی تھی۔اور چار سالوں میں کوئی چار سو پنگے لاریب لے چکی تھی جس کا پھیلاوا ہمیشہ حیات سمیٹتی تھی۔
سورج کو غروب ہوتا دیکھنے کے ساتھ ساتھ دو لوگوں کو یاد کرنے کی عادت اب بھی نہیں چھوٹی تھی۔
آج چار سال بعد بھی وہ ہاسٹل میں اپنے روم کے ساتھ بنی بالکنی میں کھڑی چائے کا مگ ہاتھوں میں تھامے سورج کو غروب ہوتا دیکھ رہی تھی اور اسے یاد کر رہی تھی۔

سنو تم عزم والے ہو
بلا کا ضبط رکھتے ہو
تمہیں کچھ بھی نہیں ہو گا
مگر دیکھو جسے تم چھوڑ جاتے ہو
اسے تو ٹھیک سے شاید
بچھڑنا بھی نہیں آتا۔۔۔۔

urdunovelsblog

کوئی ایک دن بھی حیات کا اسے یاد کیے بغیر نہیں گزرتا تھا۔لاریب جو اس کے معمول کا پتہ تھا تو وہ عصر کے بعد اسے اکیلا چھوڑ دیتی تھی۔لاریب یہ بھی جانتی تھی کہ وہ شاہیر کو دعا میں یاد کرتی ہے اور سورج کو دیکھتے ہوئے وہ ایک ہی انسان کو سوچتی ہے۔
اداس شامیں کچھ حسین شاموں کا ازالہ ہوتی ہیں۔

==============

جون کا ماہ تھا اور بارشیں شروع ہو چکی تھیں۔

سمیسٹر کے اختتام پر چھٹیاں ملی تھیں اور وہ گھر آئی ہوئی تھی۔ ناشتے کے ٹیبل پر موجود وہ اب سعدیہ کو اپنی عمر سے زیادہ لگتی تھی۔

"تم لوگوں کے تایا کے بیٹے کی شادی ہے۔"

سعدیہ نے بات شروع کی۔

"تو؟"

عبداللہ نے استفسار کیا، وہ ٹین ایجر لڑکا بھی عمر سے زیادہ بڑا ہو گیا تھا۔

"تو یہ کہ ہم سب کو ایبٹ آباد جانا ہے۔ تمہارے تایا کے بیٹے کی شادی پر۔"

حیات لاپرواہی سے کندھے اچکا گئی کہ مجھے کیا۔

"ماما! وہ تایا جو پہلی اور آخری مرتبہ بابا کے جنازے پر آئے تھے؟؟ آپ کیسے سوچ سکتی ہیں کہ ہم وہاں جائیں گے۔"

عبداللہ نے عمر سے بڑی بات کی۔

"عبداللہ! یہ تمہارے بابا کی خواہش تھے کہ وہ حویلی والوں سے تعلقات درست کر لیں۔ مگر ان کی زندگی نے ساتھ نہ دیا۔ وہ گئی مرتبہ گئے بھی تھے ایبٹ آباد۔"

سعدیہ نے نرمی سے سمجھایا مگر عبداللہ کھانے سے ہاتھ روک چکا تھا۔ سچ تو یہ تھا کہ وہ چاہتی تھیں کہ انکے بچے پہلے جیسے سب سے گھلنے ملنے والے ہو جائیں جو شاید اب ممکن ہی نہیں تھا۔ سب نے اپنے اوپر وقت کے خول چڑھا لیے تھے۔

"ماما ہم لوگ حویلی نہیں جانا چاہتے کیونکہ بابا کو حویلی پسند نہیں تھی۔"

عبداللہ نے کہا۔ بینش اور حیات سکون سے باری باری دونوں کا چہرہ دیکھتیں کھانا کھا رہی تھیں۔

"میں تم لوگوں سے پوچھ نہیں رہی بتا رہی ہوں۔ عمیر پاکستان آئے گا اس بار تو اسکا نکاح بھی کر دینا ہے میں نے۔"

نکاح کا لفظ سن کر حیات کے گلے میں نوالہ اٹکا تھا۔

"سب تیاری کرلو۔ حویلی سے کل ڈرائیور آرہا ہے لینے اور کپڑے وغیرہ وہاں کے رسم ورواج کے مطابق حویلی والوں کی طرف سے ہیں تو تم لوگ فکر نہ کرو۔ اپنا ضروری سامان پیک کرو، ہمیں کل صبح نکلنا ہے۔ اور اس میں تم بھی شامل ہو حیات۔"

سعدیہ نے تھوڑے رعب سے کہا تو سب کے پیچ ڈھیلے ہوئے مگر آخری بات پر حیات چونکی تھی۔

"نو ماما! یو ناؤ ویل کہ میں نہیں جاسکتی۔"

"تم جاؤ گی اور سب جائیں گے۔ اب کوئی بحث نہیں۔"

سعدیہ سختی سے کہتی برتن سمیٹنے لگیں۔ حیات کا یک دم دل گھبرانے لگا۔ اسے لوگوں کا ہجوم زہر لگتا تھا اور پھر شادی ؟؟؟ وہ بھی حویلی میں ؟؟ جہاں کبھی وہ گئی تھی اور نہ کبھی ان میں سے کوئی سوائے شاہیر کے۔

ooooooooooooooooooooooooooooooo

شاہیر لوگ دو بھائی اور ایک بہن تھے۔ شاہیر کے والد حسین بلوچ ایبٹ آباد میں بلوچ حویلی میں رہائش پذیر تھے۔ شاہیر کو پہلے دن سے حویلی کے رسم ورواج سے کوفت محسوس ہوتی تھی۔ وہ سب تنگ نظر تھے۔ شاہیر کسی طرح حسین بلوچ کو منا کر باہر پڑھنے گئے تھے اور وہاں انکی ملاقات افتخار میر سے ہوئی تھی۔ پھر کچھ سالوں میں انکی بہت گہری دوستی ہو گئی۔ جب وہ افتخار کی شادی پر لاہور گئے تو وہاں نفیسہ بھابھی کی بہن سعدیہ کو پسند کر لیا اور حویلی والوں کے خلاف جا کر سعدیہ سے نکاح کر لیا۔ حویلی والے نکاح میں شامل ضرور ہوئے تھے مگر خوش دلی سے نہیں۔ پھر شاہیر نے افتخار کے کہنے پر حویلی سے نکل جانا بہتر سمجھا۔

اس بغاوت کر حسین بلوچ نے انہیں کبھی معاف نہ کیا تھا مگر جبکہ اب وہ نہیں رہے تھے تو شاید انکا دل نرم ہو گیا تھا۔

urdunovelsblog

شاہیر کے بڑے بھائی طارق بلوچ نے اپنے بڑے بیٹے کی شادی پر شاہیر کی گھروالی اور بچوں کو مدعو کیا تھااور انکے آنے کا ڈنکا پورے علاقے میں بج چکا تھا۔ بلوچ حویلی کی جاگیر بہت بڑی تھی جس کی وجہ سے وہ بہت رعب ودبدبے والے لوگ تھے۔

oooooooooooooooooooooooo

وہ تینوں بہن بھائی بے دلی سے ایبٹ آباد جانے کے لیے نکل چکے تھے۔ گاڑی اور ڈرائیور ان کے لیے بھجوائے گئے تھے۔۔حیات کو ذرا برابر بھی کوئی دلچسپی نہیں تھی اپنے تایا اور دادا سے ملنے میں۔ پھر بھی تربیت پر کوئی بات نہ آئے اس لیے سب سے مسکرا کر ملی تھی۔ عبداللہ بھی مروتا مسکرا رہا تھا مگر بینش تو آتے ساتھ ہی اپنی پھوپھی زاد پاکیزہ سے گھل مل گئی تھی وجہ دونوں کا ہم عمر ہونا تھا۔اسکا نام سن کر حیات کے چہرے پر اداس مسکراہٹ در آئی تھی۔ پاکیزہ۔ وہ ننھی سی بچی اسے پھر یاد آئی۔ پھر وجہ یاد آئی کہ کیوں اس نے پاکیزہ کا نام رکھا تھا۔ پھر وہ یاد آیا تھا۔ مسکراہٹ سمٹی تھی۔اور پھر سب یاد آیا تھا۔

مہندی کا فنکشن شروع ہونے والا تھا۔اور حیات لوگوں کے جوڑے حویلی کے رسم ورواج کے مطابق حویلی والوں کی طرف سے تھے۔اس کا جوڑا اسکی پھوپھی نے پسند کیا تھا۔

مہندی رنگ کا لہنگا جس پر تلے اور شیشے کا کام ہوا ہوا تھا۔ ساتھ ہم رنگ دوپٹہ اور پنک کرتی پہنے وہ سادہ سے حلیے میں بھی کافی اچھی لگ رہی تھی۔اسے لہنگا بہت زیادہ کام والا تھا مگر کیا فرق پڑتا تھا۔

یہاں کسی کو کچھ بھی حسب آرزو نہ ملا

کسی کو ہم نہ ملے اور ہم کو تو نہ ملا۔۔۔!!

وہ تنگ آچکی تھی خود سے اور اپنے دل سے جو اسے یاد کرتے تھکتا نہیں تھا۔اور حیات کے مطابق آیان افتخار کو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ اسے کتنا یاد کرتی ہے۔

اس نے بے دلی سے درمیان کی مانگ نکال کر بندیا سیٹ کی اور سنہرے آبشار کو کمر پر پھیلا دیا۔ پھر سنہری آنکھوں پر مسکارا لگایا۔ ہلکا پھلکا میک اپ کیا اور کانوں میں جھمکے ڈالے۔ چوڑیاں پہننے کا تو دل ہی نہ چاہا تھا۔

تیار ہو کر کمرے سے باہر نکلی اور سعدیہ بیگم کے لیے نظریں ادھر ادھر گھمائیں مگر وہ نظر نہ آئیں۔ ہر طرف مہمان کی مہمان تھے، اڈے کو فت ہوئی۔

واصف اور جنت کی شادی کے بعد اب وہ کسی شادی پر آئی تھی۔

وہ پلٹنے ہی لگی تھی کہ کال آنے لگی۔ فون پر لاریب کا نمبر دیکھا تو لہنگا سنبھالتی حویلی کی چھت پر آگئی۔ تایا کی بیٹی پہلے ہی انہیں پوری حویلی دکھا چکی تھی۔ لاریب کی کال وہ خاموشی میں سننا چاہتی تھی۔

"منحوس کدھر مری ہو؟"

لاریب نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

چھت پر اکا دکا لوگ تھے نہیں وہ قطعاً نہیں جانتی تھی اور نہ جاننا چاہتی تھی۔

"ایبٹ آباد آئی ہوں یاررررر۔۔۔۔"

حیات نے بے بسی سے کہا۔

"کیوں خیریت؟"

دوسری طرف لاریب نے حیرت سے پوچھا۔

"خیریت ہی ہے۔ تایا کے نامعلوم بیٹے کی شادی ہے۔"

حیات کھسے میں قید اپنے پاؤں کو گھورتی ہوئی بولی۔

"تایا؟ حیات تمہارا تایا بھی ہے؟"

لاریب مزید حیران ہوئی۔

"میں تو خود پہلی بار مل رہی ہوں۔ کسی کا معلوم ہی نہیں ہے یہاں۔"

حیات اکتاہٹ سے بولی۔صاف ظاہر تھا وہ بہت ضبط کیے بیٹھی تھی۔ تھوڑی بہت بات کرنے کے بعد لاریب نے فون رکھ دیا تو وہ پلٹی اور جانے لگی کہ پیچھے سے کسی نے پکارا۔اس کا بالکل دل نہ تھا کہ پلٹ کر کسی سے بات کرے مگر وہی تربیت۔۔۔۔

"آپ! حیات ہی ہیں نا؟؟ شاہیر چاچو کی بیٹی۔"

اس چھ فٹ کے نوجوان کے سامنے وہ کچھ بچی بچی سی لگی تھی۔

"جی!"

یک لفظی جواب دے کر وہ مڑنے لگی کہ وہ پھر بولا۔

"میں۔میں صائم طارق بلوچ ہوں۔"

اس نے اپنا تعارف کروایا اور مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا مگر حیات نے ایک نظر اسے اور ایک نظر اسکے ہاتھ کو ڈال کر بغیر ہاتھ ملائے مروتاً مسکرا کر کہا۔

"اچھا لگا مل کر۔"

وہ پھر مڑنے لگی کہ اس نے دوبارہ مخاطب کیا۔حیات کو غصہ آیا مگر ضبط کر گئی۔

"آپ کو پہلی بار دیکھا ہے۔ عمیر کا سنا تھا۔وہ نہیں آیا؟"

"عمیر بھائی بحرین ہوتے ہیں۔بابا کی جگہ۔"

وہ مروتاً بولی۔

"اور عبداللہ اور چھوٹی کا نام کیا تھا بھلا۔"

وہ بات بڑھانا چاہ رہا تھا۔

"بینش۔وہ پاکیزہ کے ساتھ ہے۔"

اس نے جواب دے کر پھر مڑنا چاہا مگر وہ پہلے ہی بول اٹھا۔

"کیا کرتی ہو تم."

حیات کا میٹر گھوما۔۔۔۔یہ آپ سے تم پر آگیا تھا۔زیادہ ہی بری ہو رہا تھا۔

"اپنے کام سے کام رکھتی ہوں۔"

حیات شاہیر بلوچ کسی کا لحاظ نہیں کرتی تھی۔"

"کافی سخت مزاج واقع ہوئی ہو۔"

اس نے گہری مسکراہٹ سے کہا اور آخر میں ہنس دیا۔

"آئی ایم سوری اگر آپ کو ایسا لگا مگر مجھے اب چلنا چاہیے ماما بلا رہی تھیں۔"

اس نے جھوٹ بول کر اپنی جان چھڑانی چاہی۔

"پھر ملتے ہیں۔"

ابن ڈھیٹ۔

"اللہ نہ کرے۔"

حیات نے دل میں کہا۔اسے حویلی کا ایک فرد پسند نہ آیا تھا۔سب کے چہروں پر مسکراہٹ ہوتی تھی مگر اس نے بھی اب رنگ برنگی دنیا دیکھ لی تھی۔جانتی تھی حاسد ہیں سارے۔۔

ایک وقت کا چکر بدلے تو۔۔۔۔

رشتے چھوڑے جاتے ہیں، بندھن توڑے جاتے ہیں

جو ساتھ ہوتا ہے، وہ بھی اک دم بیگانہ لگتا ہے

حالات نے ہمیں بتلا ڈالا، یوں بھی منہ موڑے جاتے ہیں

گنتی میں نہ آئیں جو ہر شخص کے پاس وہ چہرے ہیں

یکدم سے زمانے آتے ہیں، پھر خوب ہمیں ڈراتے ہیں

یہ ایک چکر کا کھیل ہے پیارے!!

دو پل میں ہاتھ چھڑاتے ہیں، اک پل میں چھوڑ کے جاتے ہیں

(از قلم زھرہ بنت خالد)

oooooooooooooooooooooooooooo

عبداللہ اور حیات نے بے دلی سے فنکشن اٹینڈ کیا البتہ سعدیہ بیگم تائی اور پھوپھی کے ساتھ خوب گھل مل گئی تھیں۔اور بینش میڈم تو اپنے کیمرے اور پاکیزہ کے ساتھ فنکشن کا ولاگ بنا رہی تھی۔

وہ دونوں بے دلی سے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے۔عبداللہ بینش کے مسلسل بلانے پر اٹھ گیا تو وہ موبائل چلانے لگی۔

"احمممم!!!"

کسی نے اپنی موجودگی کا احساس دلایا تو حیات نے سر اٹھایا۔

"جی؟"

اسی چھ فٹ کے بھرپور مرد کو دیکھا جو کہہ رہا تھا۔

"بیٹھ سکتا ہوں یہاں؟"

اس نے حیات کے سامنے موجود کرسی کی جانب اشارہ کیا۔

"بیٹھ جائیں۔میں ویسے بھی جا رہی تھی۔"

"مگر میں تو آپ سے بات کرنے آیا تھا۔"

"جی فرمائیں؟"

حیات نے مروتاً کہا۔وہ مہمان تھی یہاں۔وہ چاہ رہی تھی کہ کوئی اسکے ماں باپ۔کی تربیت پر انگلی نہ اٹھائے۔

"آپ کا نام بہت خوبصورت ہے۔"

وہ مزے سے حیات کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔حیات کو کوفت ہوئی۔

"شکریہ صائم بھائی۔"

اس نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا مگر ابن ڈھیٹ کے چہرے سے مسکراہٹ جدا نہ ہوئی۔

تب ہی ایک خوبصورت سی تیکھے نین نقش والی لڑکی نوجوان سی لڑکی وہاں کے روائیتی طرز کا لباس پہنے ان تک آئی۔

"چھوٹے سائیں۔بڑے سائیں آپ کو بلا رہے ہیں۔"

حیات کو وہ لڑکی پہلی نظر میں ہی اچھی لگی تھی مگر سائیں لفظ پر تعجب سے انکی شکلیں دیکھنے لگیں۔ لڑکی کے لہجے میں خالص پنجابی اور سرائیکی ایکسینٹ تھا۔

"میں آرہا ہوں۔ ان سے ملو۔ شاہیر چاچو کی بیٹی ہے حیات اور حیات یہ ہے زارا میری منگیتر اور خالہ زاد۔"

صائم نے دونوں کا تعارف ایک دوسرے کو کروایا تو صائم کے تعارف پر حیات کے دل میں ٹھنڈک محسوس ہوئی۔ وہ جو اسے ٹھرک سمجھ رہی تھی اندر ہی اندر شرمندہ ہوئی اور خوش دلی سے اٹھ کر زارا سے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

"السلام علیکم زارا!"

مگر زارا نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے گرم جوشی سے گلے لگایا۔

"وعلیکم السلام۔ بہت پیاری ہو اور لگ بھی رہی ہو۔ ماشاءاللہ۔"

وہ دونوں باتوں میں مصروف ہو گئیں تو صائم اپنے باپ کی بات سننے کو پہنچا۔

حیات کو پوری حویلی میں صرف زارا ہی صاف دل اور اچھی لگی تھی جو سچے جذبات سے صائم کی محبت میں گرفتار تھی۔ اس طرح اسے بھی ایک کمپنی مل گئی۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

urdunovelsblog

"یہ ہم کیا دیکھ اور سن رہے ہیں صائم بلوچ؟"

طارق کی گرج دار آواز صائم کے کمرے میں داخل ہوتے ہیں گونجی تھی۔ صائم نے نگاہیں اور سر جھکا لیا۔

"آپ سہی دیکھ اور سن رہے ہیں باباسائیں۔"

آواز میں کسی قسم کا کوئی خوف نہیں تھا۔ سفید شلوار قمیض پر وہ پشاوری چپل پہنے حقہ پینے میں مصروف، خون برساتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"بکو مت!! تمہارا رشتہ طے ہو چکا ہے۔ تم زبان سے مکر نہیں سکتے۔"

وہ غصے سے بولے تو صائم نے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔

"باباسائیں مجھے وہ پسند آگئی ہے۔"

"وہ شاہیر کی لڑکی تجھے پسند آگئی ہے؟"

وہ غصے میں بولے تو صائم سٹپٹایا۔

"جی باباسائیں! "

اس نے تابعداری سے کہا اور نظریں جھکادیں۔

"تیرا دماغ چل گیا ہے کیا؟؟؟ تو بھول گیا ہے کہ یہ وہی لڑکی ہے جس کی وجہ سے۔۔۔۔"

وہ غصے سے بولتے ہوئے آخر میں دھیمی آواز میں بول رہے تھے کہ صائم نے انکی بات نرمی سے کاٹی۔

"باباسائیں دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ میں سب جانتا ہوں۔"

" ہممممم!"

انہوں نے ہنکارا بھرا۔

"بہر حال تو اس آفت کی پڑیا سے دور رہ۔"

انہوں نے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا۔

"جو حکم باباسائیں۔"

وہ تابعداری سے نظریں جھکا گیا۔

urdunovelsblog

oooooooooooooooooooooooooooooooo

بارات کے دن وہ مہرون غرارہ قمیض میں تھی اور ساتھ گولڈن دوپٹے کو نفاست سے سیٹ کر رکھا تھا۔ سنہری آبشاروں کو کھلا ہی چھوڑے، میک اپ کے نام پر مہرون لپ اسٹک لگا رکھی تھی۔ نہروں رنگ اسکے سانولے رنگ پر بہت کچھ رہا تھا۔ وہ خود بھی حیران ہوئی تھی۔ اس نے کبھی اتنا ڈارک اور ہیوی سوٹ نہیں پہنے تھے جتنے وہ اس شادی میں پہن رہی تھی۔ حویلی والوں کے رسم و رواج ہی عجیب طرز کے تھے۔ وہ سانولی تھی مگر اسکا یہ رنگ اچھی اچھی لڑکیوں کو کھٹکتا تھا۔

اس نے جھمکے پہن کر خود کو شیشے میں دیکھا اور ایک تلخ مسکراہٹ ہونٹوں پر آئی۔

تیرا ہجر کھا گیا ورنہ۔۔۔

میں اپنی سہیلیوں میں سب سے حسین لڑکی تھی۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

زارا اور اس کی اچھی دوستی ہو گئی تھی مگر وہ فوراً سے کسی پر یقین نہیں کرتی تھی اب۔ ویسے کا فنکشن بھی خدا خدا کر کے گزرا تھا۔ اس نے بس ایک بار ہی دلہا دلہن کو دیکھنا اور ملنا گوارہ کیا تھا۔ اسے دلہا کافی سلجھا ہوا لگا تھا اور دلہن کافی حد تک معصوم۔ صائم نے اس سے بہت موقعوں پر بات کی تھی مگر حیات نے اب کی بار تمیز سے جواب دیے تھے کیونکہ اب وہ زارا کو جانتی تھی۔ جانتی تھی اب کہ وہ کسی کا منگیتر ہے۔

شاہیر ولا واپسی پر صائم ہی حویلی کی گاڑی پر انہیں چھوڑنے آیا تھا۔ وہ مسلسل صائم کی نظروں میں رہی تھی مگر اس نے توجہ نہ دی تھی، اپنی توجہ سے نکلتی تو توجہ دیتی۔

"حیات بلوچ تم میں کونسا ایسا سحر ہے جو مجھے تمہاری جانب کھینچ رہا ہے۔ تمہیں خود بھی نہیں معلوم کہ کوئی تمہارا دیوانہ ہوتا جا رہا ہے۔"

صائم نے فرنٹ مرر میں حیات کے عکس کو دیکھتے ہوئے دل میں سوچا تھا۔

urdunovelsblog

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

"رفیق! مجھے اس لڑکی کی ساری تفصیل لا کر دو۔ کہاں جاتی ہے۔ کیا کرتی ہے۔ کیا مشغلے ہیں۔"

صائم نے حیات کی بارات کے روز کی تصویر اس کے سامنے کرتے ہوئے کہا جو اس نے چپکے سے اپنے موبائل میں لی تھی۔

"جی سائیں جو حکم!

رفیق اسکا خاص ملازم تھا جو تابعداری سے سر ہلاتا ہوا بولا۔

"اور ہاں بابا سائیں کو اس بارے میں بھنک بھی نہ پڑے ورنہ گردن اکھیڑ دوں گا تمہاری۔"

صائم نے غصے سے بولا تو وہ سر ہلاتا چلا گیا۔

oooooooooooooooooooooooooooo

وہ چھٹیوں کے بعد اپنے سیکنڈ لاسٹ سمیسٹر کے لیے یونی واپس آگئی تھی۔لاریب دو دن لیٹ تھی کیونکہ وہ اس مرتبہ لیٹ گئی تھی۔

"ارے حیات آپ۔"

وہ لائبریری سے نکل رہی تھی کہ کسی جانی پہچانی آواز نے قدم روکے۔وہ مڑی۔

"السلام علیکم صائم بھائی۔آپ یہاں؟"

حیات حیرت سے سلام کرتے ہوئے بولی۔

"وعلیکم السلام! ہاں کچھ کام تھا یہاں اور اب تو آتے جاتے رہنا ہے یہاں۔تم یہاں پڑھتی ہو؟"

وہ ایسے بولا جیسے وہ جانتا ہی نہیں تھا اور جیسے وہ صرف اس سے ملنے اس کی یونی میں نہیں آیا تھا۔

"جی!"

یک حرفی جواب دے کر وہ خاموش ہو گئی۔اسے کچھ کھٹکا تھا۔

"اوہ ڈیٹس گریٹ۔"

وہ خوش دلی سے بولا اور تھوڑی بہت بات کرنے کے بعد حیات اپنی کلاس کا کہہ کر چل دی۔

oooooooooooooooooooooooooooo

"کیسی ہو حیات؟"

وہ کچھ دنوں بعد پھر اسکے سامنے تھے۔مگر اب کی بار حیات اکیلی نہیں تھی لاریب بھی اس کے ہمراہ تھی۔

"جی صائم بھائی ٹھیک ہوں۔آپ کیسے ہیں؟یہ میری دوست ہے لاریب اور لاریب یہ صائم بھائی ہیں تایا ابو کے بیٹے۔"

حیات نے دونوں کا تعارف کروایا تو لاریب نے سلام لی اور تھوڑی بہت بات کرنے کے بعد وہ چلا گیا۔صائم بس حیات کی نظروں میں آنا چاہتا تھا کسی طرح بھی۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟"

لاریب نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"معلوم نہیں۔ دو دن پہلے ملے تھے۔ کہہ رہے تھے کچھ کام سے آئے ہیں اور آنا جانا لگا رہے گا۔"

حیات نے لاپرواہی سے کہا اور اسائمنٹ کے پیجز سیٹ کیے۔

"مجھے تو دال میں کچھ کالا لگ رہا ہے۔"

لاریب کا جاسوسی موڈ آن تھا۔ دال میں کالا تو حیات کو بھی لگ رہا تھا مگر وہ خاموش تھی کہ شاید وہم ہو۔

"ڈفر۔ ان کی منگیتر ہے زارا۔ میں ملی بھی ہوں۔"

حیات نے لاریب کو اطلاع دی تو وہ سیدھی ہوئی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ مگر احتیاط کرنا۔"

"ٹھیک ہے میری ماں اب بنالوں اسائمنٹ۔"

حیات نے ہنستے ہوئے کہا.

"ہاں بنالو."

وہ برگر منہ میں ٹھونستے ہوئے بولی۔

"تم بھی بنالو منحوس عورت۔"

"بنالوں گی۔ چل مار بہت دن ہیں۔

لاریب نے لاپرواہی سے ٹالا۔

oooooooooooooooooooooooooooo

"یار حیات! اکٹھے چلیں گے نا۔ اس ویک اینڈ نہ جاؤ تم۔ پلیز۔"

لاریب نے پروفیسر کے کلاس سے جاتے ہی اسکی منت کی۔

"لاریب تمہیں کہا بھی تھا اسائمنٹ ٹائم سے تیار کرلو۔ مگر تب صرف نیٹ فلیکس اور ٹھونسنے کی پڑی ہوتی ہے۔"

حیات نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو لاریب نے معصومیت سے اوپر کا لب نچلے لب میں دبایا۔

"کل عمیر بھائی آرہے ہیں اور ماما کی برتھ ڈے بھی ہے۔ تو میں آج گھر جاکر سرپرائز دوں گی۔"

حیات نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ نا جانے کیوں اس کا اس بار یونی میں دل نہیں لگ رہا تھا۔ وہ ماں اور بہن بھائیوں سے جلد ملنا چاہ رہی تھی۔ ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ حیات ایک ماہ میں دو تین بار لاہور جائے۔

"تو اگر میری اسائمنٹ بن گئی تو میں کس کے ساتھ جاؤں گی گھر؟"

شاہیر والی گاڑی حیات کے پاس تھی اور وہ دونوں اسی پر اسلام آباد سے لاہور جاتی تھیں۔ لاریب کو ڈرائیونگ نہیں آتی تھی تو وہ ہمیشہ حیات کے ساتھ ہی آتی جاتی تھی۔

لاریب اسے ہر صورت روکنا چاہتی تھی کیونکہ حیات کے بغیر اس کا ہاسٹل میں تو کیا یونی میں بھی دل نہیں لگتا تھا۔

"میں مان ہی نہیں سکتی کہ تم کل تک یہ بنا لو گی۔ پکڑو میری اسائمنٹ اور کچھ پوائنٹس نوٹ کر لینا مگر خدارا ہمیشہ کی طرح پوری نہ چھاپ لینا۔"

حیات نے بیگ سے اسائمنٹ نکال کر اسکی طرف بڑھاتے ہوئے اسے وارن کیا۔ لاریب نے بے دلی سے وہ اسائمنٹ پکڑ لی اور منہ لٹکا کر بیٹھ گئی۔

"میں نکل رہی ہوں پھر۔"

حیات نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی اور اٹھی تو لاریب سیدھی ہوئی۔

"اتنی جلدی؟"

پریشانی میں استفسار کیا گیا۔

"یار ایک بج گئے ہیں۔ پیکنگ بھی کرنی ہے اور گفٹس بھی لینے ہیں۔ پھر امید ہے کہ دو بجے تک نکل جاؤں گی تب ہی رات تک پہنچ پاؤں گی۔"

حیات نے کھڑے ہوتے ہوئے تفصیل سے اسے سمجھایا اور سارا ارادہ بتایا تو لاریب بھی اٹھ گئی۔

"دھیان سے جانا اور خیال رکھنا اپنا۔"

وہ اسکی فکرمندی پر مسکرا دی۔ کلاس میں اکا دکا سٹوڈینٹ تھے اور حیات کو مسلسل کوئی نظروں میں رکھے ہوئے تھا۔

حیات لاریب کو تسلی کروا کر بیگ سنبھالتی، اپنا دوپٹہ درست کرتی نکلنے لگی کہ جاتے جاتے پلٹ کر دیکھا تو آخری بینچ پر

urdunovelsblog

کالے چشمے پہنے، ماسک لگائے اور سر پر پی کیپ پہنے ایک لڑکا بیٹھا تھا جو نا جانے کس طرف دیکھ رہا تھا کیونکہ اسکے گاگلز کی وجہ سے اندازہ لگانا مشکل تھا۔ حیات نے ایک سیکنڈ سے پہلے ہی نظروں کا ضاویہ بدلہ تھا اور چل دی۔

وہ باہر کی جانب بڑھ رہی تھی کہ کوریڈور کے وسط میں اسکے گروپ کے لڑکے حمزہ نے اسے پکارا۔

وہ انکے پروجیکٹس میں کچھ عرصہ پہلے شامل ہوا تھا۔

"مس حیات!"

اسکے قدم تھمے اور حمزہ تیز قدموں سے بات کرنے کے لیے اس کے سامنے آیا۔

"جی حمزہ بھائی۔"

حیات نے ٹائم دیکھا اور بولی۔ اسے نکلنا تھا مگر کوئی ضروری بات نہ ہو یہ سوچ کر رک گئی تھی۔

"مجھے آپ سے بات کرنی تھی مس حیات۔"

وہ خوبرو تھا اور کافی حد تک ہینڈسم بھی تھا۔ ساتھ ساتھ وہ کنفیوز بھی لگ رہا تھا۔

"جی بولیں۔"

اس نے سنجیدگی سے کہا۔ دھوپ آنکھوں میں پڑ رہی تھی مگر اسلام آباد میں اکتوبر کی دھوپ بھی بھلی معلوم ہوتی تھی۔ دھوپ کی کرنوں کی وجہ سے اسکی آنکھیں مزید گولڈن اور چمکدار لگ رہی تھیں۔ ایک دنیا اسکی گولڈن آنکھوں کی دیوانی تھی۔

"کہیں بیٹھ کر کر لیں۔"

حمزہ ہمت متجمع کر کے بولا۔

"سوری حمزہ بھائی میں جلدی میں ہوں۔ آپ ایسے ہی بتا دیں۔"

حیات نے آنکھوں پر ہاتھ کا چھجا بناتے ہوئے کہا۔ دھیمی دھیمی ہوا چل رہی تھی جو سرد تھی اس کے دل کی طرح۔

"وہ۔۔۔ مس حیات۔۔۔۔ آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔

Will you marry me?"

urdunovelsblog

وہ کہتا ہوا اپنے پیچھے سے ایک گلاب نکال کے حیات کے سامنے کر گیا۔ کوریڈور کا یہ حصہ کافی خاموش اور سنسان تھا اور اکا دکا سٹوڈینٹ ہی گزر رہے تھے جو حمزہ کی اس حرکت پر مڑ مڑ کر انہیں دیکھنے لگے۔

حیات نے کچھ لمحے اس کا چہرہ دیکھا۔ خود اس کا چہرہ کسی قسم کے جذبے سے عاری تھا۔ سرد۔ پھر ایک گہرہ سانس بھرا اور سنجیدگی سے کہنے لگی۔

"مس حیات نہیں۔ مسز حیات۔"

وہ حیران ہوا۔

"میں جانتا ہوں آپ شادی شدہ نہیں ہیں۔ بس مجھ سے پیچھا چھڑوانے کے لیے کہہ رہی ہیں۔ ہے نا؟"

حمزہ ایک امید سے بولا۔ حیات کو افسوس ہوا۔ بیچارا کس سے دل لگا بیٹھا تھا۔ اسے حمزہ پر ترس آیا۔

"مسٹر حمزہ آپ نے سہی کہا۔ میں شادی شدہ نہیں ہوں۔ میں نکاح شدہ ہوں۔ اور آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میرے نکاح کو چار سال ہو چکے ہیں۔"

حیات نے ماتھے پر ہاتھ کا چھجا بناتے ہوئے نہایت تحمل سے جواب دیا۔ اس بات پر حمزہ کا گلاب والا ہاتھ نیچے ہو گیا اور مایوسی اس کے چہرے پر پھیل گئی اور چہرے کی جوت بجھی۔

"تم ہمارے گروپ میں نئے ہو اس لیے معلوم نہیں ورنہ لاریب نے پہلے ہی سب کو آگاہ کر رکھا تھا۔"

اس کے لہجے کی سختی اور اس کے چہرے کے سرد تاثرات کی وجہ سے حمزہ تھوڑا گھبرایا اور گلے کی گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

وہ کہہ کر اس کی بائیں جانب سے نکلتی اپنی راہ کو چل دی۔ اسے دیر ہو رہی تھی۔

یہ سچ تھا کہ حیات کی ذات میں ایک ایسا ٹھہراؤ اور سنجیدگی آگئی ہوئی تھی کہ اس سے کسی قسم کا مزاق کرتے ہوئے بھی سب کو ڈر لگتا تھا۔

اسکی سنجیدہ طبیعت نے اسے بارعب بنا دیا تھا۔

وحشت نے زندگی کی روانی اجاڑ دی

ایک واقعے نے ساری کہانی اجاڑ دی

کمسن بدن پہ بوجھ ہے بوڑھے دماغ کا

سنجیدگی نے میری جوانی اجاڑ دی۔

ooooooooooooooooooooooooooooooo

وہ گھر آئی تو گھر میں سناٹا تھا۔وہ کافی لیٹ ہو گئی تھی۔ہاسٹل آ کر پیکنگ کے دوران لاریب کو ساری بات بتائی تھی۔پھر سعدیہ، عمیر، عبداللہ اور بینش کے لیے گفٹس لینے نکل گئی جس کی وجہ سے وہ لیٹ ہو گئی تھی۔
رات کے گیارہ بج رہے تھے۔وہ رات میں سفر نہیں کرتی تھی اور وہ بھی اکیلے تو کبھی نہیں کرتی تھی۔اس لیے پورا راستہ لاریب کے ساتھ کال پر باتیں کرتی آئی تھی۔وہ بھی اپنی اسائنمنٹ کمپلیٹ کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے بات کر رہی تھی اور کچھ پوائنٹس میں ہیلپ لے لیتی تھی۔خاموشی سے گاڑی پارک کی اور لاریب کو پہنچنے کی اطلاع دیتی، جلدی سونے کی تاکید کرتی کال کاٹ گئی۔لاریب جتنا اسکا خیال رکھتی تھی وہ اسے وڈی اماں کہتی تھی۔وہ زرینہ بی کو اپنے آنے کی اطلاع دے چکی تھی جو حیات کے لیے ابھی تک جاگ رہی تھیں۔راستے سے وہ کیک اور پھول بھی لے آئی تھی۔سرخ پھول۔اب گلابی رنگ پسند نہیں تھا اسے۔وہ رنگ جو معصومیت، نرم دلی اور بچپنے کی علامت تھا، وہ تو چار سال پہلے والی حیات کے ساتھ دفن ہو گیا تھا۔
پورچ میں گاڑی کھڑی کرتی وہ گفٹس نکال کر زرینہ بی کے حوالے کرنے لگی اور خود کیک اور پھول پکڑے اندر آ گئی۔

ماں کے کمرے کا دروازہ کھولا تو وہ معمول کے مطابق سو چکی تھیں۔تسلی سے وہ اپنے کمرے میں گئی۔لائٹس جلاتے ہوئے نظر دیواروں کے رنگ پر پڑی تو ایک اداس تبسم چہرے پر پھیلا۔کبھی یہ کمرہ گلابی دیواروں والا کمرہ ہوا کرتا تھا ایک شہزادی کے کمرے جیسا۔مگر اب وہی کمرہ گہرے رنگ کی دیواروں سے مزین تھا۔وہ رنگ جو ذات میں ٹھہراؤ اور سنجیدگی کی علامت تھا۔وہی سنجیدگی جو حیات کے اندر گھل گئی تھی۔وہ پانچ منٹ میں فریش ہو کر لاریب کے کمرے میں آئی جو کب کا الگ ہو گیا ہوا تھا۔اس نے دروازہ کھولا تو بینش نے کتابوں سے سر اٹھا کر دیکھا تو حیات کو دیکھ کر خوشی سے چیخنے لگی مگر حیات نے فوراً اس کے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔
"ششش!! ماما کو نہیں معلوم۔خاموش رہو۔"
بینش نے اثبات میں سر ہلایا تو حیات نے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا تو وہ اچھل کر خوشی سے اس کے گلے لگی۔

"اتنی دیر تک پڑھ رہی ہو۔"

حیات نے اس سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔

"خواب بھی تو پورے کرنے ہیں۔"

بینش مسکراتے ہوئے کہہ کر اسٹڈی چیئر پر دوبارہ بیٹھ گئی اور حیات کی جانب رخ موڑ کر بیٹھ گئی جو بستر پر جمی تھی۔

"اور خواب کیا ہوتے ہیں؟"

حیات نے ہاتھوں کے پیالے میں چہرہ بھرا اور مزے سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا جو اب ٹین ایجر تھی اور سادی سی فراک جینز کے ساتھ کافی خوبصورت اور پرکشش ہو گئی تھی۔

"خواب۔۔۔۔خواب وہ نہیں ہوتے جو ہم سوتے ہوئے دیکھتے ہیں، خواب تو وہ ہوتے ہیں جو ہمیں سونے نہیں دیتے۔"

حیات تیر کی طرح سیدھی ہوئی تھی اور بینش کا چہرہ دیکھا جہاں بلا کی معصومیت تھی اور اس کی باتیں۔۔۔۔۔افففف!!! وقت۔۔۔۔۔۔یہ وقت کے چکر تھے سارے۔

سارا تماشہ وقت نے لگا رکھا تھا۔

خوبصورت سے خوبصورت رشتہ بھی وقت کی بھینٹ چڑھتا ہے تو فنا ہو جاتا ہے۔

وقت رشتوں کی ساری خوبصورتی چھین لیتا ہے۔

وہ تھوڑی سی بات کرنے کے بعد اسے بارہ بجے سرپرائز دینے کا بتا کر عبداللہ کے کمرے میں چلی گئی۔

"تم بھی پڑھ رہے ہو۔"

حیات نے عبداللہ کے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو وہ حیران ہوا اور ہنس دیا۔

"بس خواب بڑے ہوں تو کرنا پڑتا۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آیا اور محبت سے گلے لگایا۔

عبداللہ کا قد اب حیات سے بڑا تھا اور وہ لگتا بھی حیات سے بڑا تھا وجہ کچھ اسکا اچھا قد اور اسکی سنجیدگی تھی۔

urdunovelsblog

"افف !! تم سب وقت سے پہلے بڑے ہو گئے ہو۔"
حیات نے محبت سے عبداللہ سے علیحدہ ہوتے ہوئے اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے کہا اور اسے بھی سرپرائز کا بتادیا۔

پھر بارہ بجے بینش ماں کو نیند سے اٹھا کر کسی بہانے لائی تو موم بتی کی روشنی میں پڑا کیک اور اس کے ارد گرد پڑے پھولوں کو دیکھ کر حیران ہوئیں۔ اصل مزہ تو تب آیا جب حیات ان کے سامنے آئی۔ سعدیہ خوشی سے نہال ہو گئیں۔
انہوں نے محبت سے دیکھتے ہوئے آنکھوں میں خوشی کے آنسو لیے کیک کاٹا اور تھوڑی بہت چھیڑ خانی کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ شاہیر ولا کے مکین بدل کر رہ گئے تھے۔ ایک وہ مکین تھے جو چھوٹی سی چھوٹی خوشی کو بہت بڑا کر کے منایا کرتے تھے اور اب یہ تھا کہ نا جانے کتنے عرصے بعد اب جا کر کوئی خوشی منائی تھی۔

صبح عمیر بھی آ گیا تو ان کا خاندان مکمل ہو گیا۔ پانچ لوگوں کا خاندان۔ حیات نے باتوں باتوں میں صائم کی یونیورسٹی میں ملاقات سب کو بتائی تو سعدیہ حیران ہوئیں کہ اس کا کیا کام وہاں بھلا البتہ عمیر اس کی بات پر خاموش ہو گیا اور کسی گہری سوچ میں مبتلا ہو گیا۔

ooooooooooooooooooooooooooooo

بینش کے کالج اور عبدللہ کے یونیورسٹی سے آنے کے بعد وہ حیات اور عمیر دونوں کو گھیر کر بیٹھ گئے اور سارے بچپن کی تصاویر دیکھنے لگے۔ وہ ہنستے مسکراتے اپنے بچپن کی ویڈیوز اور تصاویر دیکھ رہے تھے اور سعدیہ ہر تصویر کی کہانی سنا رہی تھیں جس پر سب کے قہقہے ایک عرصے بعد شاہیر ولا میں گونجے تھے۔ وہ لاؤنج میں ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھے خود چاروں کارپٹ پر بیٹھے تھے جبکہ سعدیہ صوفے پر بیٹھی تھیں اور ان کا ساتھ دے رہی تھیں۔

فولڈر ختم ہو گیا تو بینش نے واصف کی شادی کا ولاگ لگا دیا۔
حیات کی مسکراہٹ ماند پڑ گئی مگر وہ یوں سب کو چھوڑ کر نہیں اٹھ سکتی تھی۔
بینش اور عبداللہ نے سارے ولاگز کو ملا کر کافی لمبی ایک طرح کی شادی کی ویڈیو بنا رکھی تھی بالکل کسی کیمرہ مین کی طرح۔

نکاح کا ولاگ چل رہا تھا۔حیات کے سامنے اپنی اور آیان کی وہ گفتگو یاد آنے لگی۔اس نے سر جھٹکا اور خود کو نارمل شو کرتی سب کے ساتھ مووی دیکھنے لگی۔

پھر وہ لمحہ بھی آیا کی مہندی کے روز کی ویڈیوز میں سب کا ڈانس بھی تھا۔آیان اور وہ ایک فریم میں تھے۔کتنے خوش تھے وہ لوگ۔حیات کے اندر بدگمانی نے سر اٹھانا شروع کیا۔

پھر وہ لمحہ آیا جب سٹیج سے اترتے ہوئے حیات اور آیان کوئی بات کر رہے تھے۔بظاہر معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ وہ کیا بات کر رہے ہیں مگر صاف پتا چل رہا تھا کہ ہمیشہ کی طرح جھگڑ رہے تھے۔بینش نے تب بھی یہ ویڈیو زوم کر کے بنائی تھی۔اس لمحے سب نے نامحسوس انداز میں اسے دیکھا تھا تو حیات اچانک اٹھ کر اندر بھاگ گئی۔

"تم تھوڑی سی ویڈیو آگے کر دیتی۔"

عبداللہ نے بینش کو گھورتے ہوئے کہا تو بینش نے ہڑبڑاتے ہوئے عمیر اور سعدیہ کو دیکھا جو افسوس سے ادھر دیکھ رہے تھے جدھر سے حیات واک آؤٹ کر گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد سب کچھ دوبارہ پہلے جیسا سیر یس ہو گیا۔وہ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

عمیر کسی کام سے گھر سے باہر تھا۔

سعدیہ بیگم رات کے کھانے کی تیاری کر رہی تھیں۔

عبداللہ اور بینش اپنے اپنے کمروں میں پڑھنے چلے گئے ہوئے تھے۔

ooooooooooooooooooooooooo

تھوڑی دیر بعد بینش کے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے آنے کی اجازت دی۔

"بینش مجھے وہ سارا ڈیٹا چاہیئے۔"

حیات نے سنجیدگی سے کہا۔

"کونسا ڈیٹا؟"

بینش نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"جس میں۔۔۔۔۔جس میں ہم سب۔۔۔۔کزنز کے ولا گز ہیں۔۔۔۔۔ہر ایک۔۔۔"

وہ ٹھہر ٹھہر کر لفظ ادا کر رہی تھی۔

بینش حیرت سے اسے دیکھنے لگی وہ یہ کیا کہہ رہی تھی۔

"دو بھی۔"

بینش اسکی گھوری پر ہر بڑائی اور ایک یو ایس پی اپنے کبرڈ سے نکال کر اس کی طرف بڑھا گئی اور خود خاموش ہی رہی۔

حیات نے لرزتے ہاتھوں سے وہ پکڑی اور بغیر کچھ کہے اور دیکھے کمرے سے نکل گئی۔ پیچھے بینش حیران و پریشان تھی۔

oooooooooooooooooooooooooooo

وہ کمرے میں داخل ہوئی اور دروازہ بند کر کے لیپ ٹاپ کھول کر یو ایس بی اس میں انسلٹ کر دی۔

ہمت کر کے اس نے ایلبمز کے نام پڑھے اور باری باری ہر ولاگ دیکھنے لگی۔

ہر ولاگ میں انہوں نے کچھ نیا پنگا لیا ہوا تھا اور کچھ نیا کیا ہوا تھا مگر ان سب ولا گز میں ایک چیز مشترکہ تھی۔اور وہ تھی حیات اور آیان کی لڑائیاں۔۔۔۔وہ آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ مسکرا دی۔

وہ پورا دن کمرے میں بیٹھی یہی دیکھتی رہی۔سب سے ملنے کی شدت سے طلب ہوئی اور یہ اذیت مزید تھی کہ اس نے خود ہی سب سے رابطہ ختم کیا ہوا تھا۔ہر ایک نے اس نے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر حیات کے خشک لہجے کی وجہ سے جلد و بدیر سب پیچھے ہٹ گئے تھے۔

وہ سوچنے لگی کہ نا جانے زندگی میں کبھی سب ٹھیک ہو گا بھی کہ نہیں اور اگر کبھی سب ٹھیک ہو گیا تو کیسے ہو گا۔۔۔؟؟

oooooooooooooooooooooooooooo

رات کو کھانے کا پیغام دینے کے لیے سعدیہ بیگم آئیں اور آنے کا کہہ کر چل دیں۔حیات اس وقت عشاء ادا کر رہی تھی۔جائے نماز بغیر سمیٹے،ایک کونا موڑا اور کمرے سے نکل آئی۔دعا رہ گئی تھی اور عشاء کے بعد وہ دعا بہت لمبی مانگا کرتی تھی۔بہت لمبی۔۔۔۔۔۔کیوں کہ وہی تو ہے جو ہزار بار بھی مانگنے پر خالی ہاتھ نہیں لٹاتا۔ہاں قبولیت کی تاخیر ہو سکتی ہے کیونکہ تاخیر میں بہتری بھی ہو سکتی ہے۔مگر یہ طے ہے کہ دعا اگر دل سے نکل گئی ہے تو وہ دعا ضرور قبول ہو گی۔

"بس عمیر اتنی عمر کافی ہے۔اب کوئی اچھا سا رشتہ دیکھ کر میں تمہاری شادی کرنے لگی ہوں۔"

سعدیہ نے کھانا کھاتے ہوئے عمیر کو نظروں میں رکھتے ہوئے کہا جو انکی بات پر زرا خجل ہوا۔

"اس مرتبہ تم شادی کے بغیر نہیں جا سکتے۔"

"ماما! بس ایک سال اور، میرا بزنس مکمل طور پر ایک سال میں پاکستان شفٹ ہو جائے گا۔"

عمیر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمیر پچھلے تین سالوں سے سن رہی ہوں یہ۔"

سعدیہ نے چڑتے ہوئے کہا جیسے کہہ رہی ہوں کہ کم از کم بہانہ ہی بدل لو۔

"بس ایک سال اور۔ایک آخری سال؟"

عمیر نے کھانے سے ہاتھ روک کر منت بھرے انداز میں کہا۔

"نہیں! جو میں نے کہہ دیا تو کہہ دیا۔اگر تم کسی کو پسند کرتے ہو تو بتادو۔"

اس مرتبہ سعدیہ نے تھوڑے رعب اور آخر میں نرمی سے استفسار کیا۔

"نہیں ماما! جو آپ کی پسند وہی میری پسند۔"

عمیر نے تابعداری سے کہا تو سعدیہ کے ساتھ باقی تینوں بھی مسکرا دیے۔

"تو پھر طے ہوا کہ تمہارے ولیمہ پر ہی حیات کی رخصتی ہو جائے گی."

حیات کے چہرے کی مسکراہٹ سیکنڈ کے اندر سمٹی تھی اور منہ سے لگا پانی کا گلاس ہاتھ سے چھوٹ کر ٹیبل پر بکھر چکا تھا۔بری طرح غوطہ جو لگا تھا وہ الگ۔چار سال۔پورے چار سال بعد اس گھر میں اس کا ذکر ہوا تھا آج۔

حیات آہستگی سے ٹیبل سے اٹھی اور ایک شکوہ کناں نظر ماں پر ڈالتی وہاں سے نکل گئی اور سعدیہ عمیر کا چہرہ دیکھتیں مزید پریشان ہو گئی تھیں۔

"ماما! بہت غلط وقت پر بولا ہے آپ نے۔"

عمیر نے افسوس سے سیڑھیوں کی جانب دیکھا جہاں سے وہ غائب ہوئی تھی۔سعدیہ بھی اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں۔عبداللہ اور بینش بھی پریشان ہو گئے تھے۔

urdunovelsblog

oooooooooooooooo

حیات کمرہ بند کر کے دروازے کے ساتھ ہی بیٹھ گئی کیوں اس کی یاد ایک نئے سرے سے اذیت دیتی تھی؟اور اس کے گھر والے رخصتی کا کہہ رہے تھے،ایک ایسے شخص کے ساتھ جو نکاح کے بعد ایسا غائب ہوا کہ جیسے کبھی تھا ہی نہیں اسکی زندگی میں۔آج کی رات آیان افتخار میر کے نام۔آج رات آنکھیں نیند کے انتظار میں بوڑھی ہو جائیں گی۔پھر سے ایک بار۔۔۔۔۔۔

رات اتنی جا چکی ہے اور سونا ہے ابھی
اس نگر میں اک خوشی کا خواب بونا ہے ابھی

کیوں دیا دل اس بت کمسن کو ایسے وقت میں
دل سی شے جس کے لیے بس اک کھلونا ہے ابھی

ایسی یادوں میں گھرے ہیں جن سے کچھ حاصل نہیں
اور کتنا وقت ان یادوں میں کھونا ہے ابھی

جو ہوا ہونا ہی تھا سو ہو گیا ہے دوستو
داغ اس عہد ستم کا دل سے دھونا ہے ابھی

ہم نے کھلتے دیکھنا ہے پھر خیابان بہار
شہر کے اطراف کی مٹی میں سونا ہے ابھی۔

oooooooooooooooooooooooooooooooo

وہ چھت پر چاند کو دیکھ رہی تھی اور اس پر لگے داغ کو۔
یہ وہ چاند تھا جس نے کبھی اس کی مسکراہٹ کے صدا برقرار رہنے کی دعا کی تھی مگر شاید وہ وقت قبولیت کا نہ تھا۔
"بھول جاؤ اسے۔"

urdunovelsblog

عمیر کی آواز نے فضا کی خاموشی کو توڑا تو وہ چونکی۔ وہ پاس ہی جھولے پر بیٹھ رہا تھا۔ حیات نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔

"کسے بھول جاؤں ؟"

اس نے شکن زدہ ماتھے سے پوچھا۔

" جسے چاند کو دیکھ کر یاد کر رہی تھی۔"

حیات نے اس سے نظریں پھیر لیں اور چاند پر دوبارہ نظریں جماتے ہوئے کہنے لگی۔

"آپ بہت عجیب باتیں کرتے ہیں بھائی۔"

اس نے استہزایہ ہنستے ہوئے کہا تھا۔

"اس میں عجیب کیا ہے ؟"

عمیر اس کے چہرے پر نظریں گاڑے نا جانے کیا کھوج رہا تھا۔

"وہ میرا ان لکھ ہے۔ میں چار سال سے اس کے نکاح میں ہوں یہ رشتہ بابا کی مرضی سے جڑا تھا۔ مگر مجھے نہیں معلوم کب، کیسے، کہاں اور کیوں مجھے اس رشتے سے انسیت ہو گئی ہے۔ میں نے چار سال اس کا نام نہیں لیا تو آپ لوگ سوچتے ہیں کہ میں بھول گئی ہوں اسے ؟"

حیات کی آواز اور آنکھوں میں نمی گھلنے لگی۔

"حیات ہم واقعی یہی سمجھے تھے کہ تم نے یہ رشتہ قبول نہیں کیا۔ مگر آج تمہارا ری ایکشن دیکھ کر مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ اب معاملات کو ٹھیک کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے۔"

وہ آہستہ آواز میں سوچ سوچ کر بول رہا تھا۔ حیات نے چاند سے نظریں ہٹائیں اور عمیر پر سنہری آنکھوں کو جما دیا۔

"تو آپ کر دیں نا معاملات ٹھیک۔"

حیات نے آہستگی سے کہا تو عمیر بے بسی سے نظریں جھکا گیا۔

"میرے پاس یہ اختیار نہیں ہے۔ وعدے کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ بہترین وقت آنے پر سب تمہیں خود معلوم پڑ جائے گا۔"

urdunovelsblog

عمیر نے اسکی آنکھوں میں امید کی ڈوری کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا تھا۔ حیات نے آنکھوں میں آئی نمی چھپانے کے لیے نظریں پھیر لیں۔

"آئندہ اس کا ذکر میرے سامنے مت کریئے گا۔ کچھ تو میری آنکھوں پر بھی ترس کھالیں۔"

حیات یہ کہہ کر جھولے سے کھڑی ہوئی اور ایک آخری نظر عمیر پر ڈال کر نیچے چلی گئی۔ عمیر نے ایک نگاہ خالی جھولے پر ڈالی اور تھکن زدہ سانس خارج کی۔ پھر جیب سے موبائل نکالا اور افسوس سے سکرین کو دیکھتے ہوئے کال کاٹ دی۔

oooooooooooooooooooooooooooooooooooo

حیات اگلے دن ہی اسلام آباد آ گئی تھی۔ لاریب دو دن سے اس سے یہی پوچھ رہی تھی کہ اسے کیا ہوا ہے کیونکہ وہ دن پہلے لاہور سے آئی تھی اور ہر وقت غائب دماغی کی سی حالت میں تھی۔ لاریب نے اسے حمزہ کی زخمی حالت کا بتایا تو وہ حیران ہوئی۔ معلوم ہوا تھا کہ حیات کو پرپوز کرنے کے اگلے روز ہی وہ زخمی حالت میں یونی آیا تھا۔ مزید پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اس کا کسی سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ لاریب تو خوب جی بھر کر ہنسی تھی کہ حیات نے کوئی بددعا دی ہو گی۔ مگر واللہ حیات کبھی کسی کو بددعا نہیں دے سکتی تھی۔ حیات کو اس کی حالت پر افسوس ہوا تھا۔

اب بھی وہ پروفیسر کے جانے کے بعد کلاس میں ہی بیٹھی تھیں کہ لاریب مسلسل اس سے پوچھ رہی تھی۔

"حیات تمہیں مسئلہ کیا ہے؟ کیوں شئیر نہیں کر رہی؟"

لاریب نے جنجھلاتے ہوئے کہا۔ کلاس میں اکا دکا سٹوڈینٹ تھے۔ اور وہ آخری بینچ پر بیٹھی تھیں۔

حیات اس کے سوال پر اٹھ کر جانے لگی کہ لاریب نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے سامنے بٹھایا۔

"پھر کوئی بات ہوئی ہے آیان کے بارے میں؟"

اس کی بات پر حیات کے ماتھے پر آنے والے بل فوری تھے۔

"بس کر دو یار۔۔۔۔ میں ہر بار اس کا نام سن کر اسے یاد کرنے لگ جاتی ہوں۔ کہاں ہو گا۔ کیسا ہو گا۔ یہ سیاہ حلقے جن کا تم پوچھتی ہو یہ اسی کے ہجر سے ملے ہیں۔ اور دکھ صرف اس بات کا ہے کہ اسے اس سب کا اندازہ بھی نہیں۔"

ایک آنسو نکل کر گالوں کی زینت بنا تھا جسے ٹھوڑی تک پہنچنے سے پہلے ہی بے دردی سے فنا کر دیا گیا تھا۔ حیات کی آواز تھوڑی اونچی ہو گئی تھی تو چند ایک کے علاوہ باقی سٹوڈینٹ مڑ کر انہیں دیکھنے لگے تو اس نے اپنی آواز دھیمی کی۔

"مت کیا کرو اس کی بات لاریب۔ میں تھک چکی ہوں۔"

"کس چیز سے؟"

لاریب نے جان بوجھ کر کریدا تا کہ وہ اپنا دل ہلکا کر سکے۔

"اپنے دل سے۔

اس کی یاد سے۔

اس کے انتظار سے۔

اس کے ہجر سے۔"

اس نے گہری سانس بھرتے ہوئے کہا۔

"اور سب سے زیادہ میں اپنے دل سے تنگ ہوں جو اسے یاد کرتے نہیں تھکتا۔"

وہ ضبط کے بندھن باندھے کھڑی تھی۔ایک ایسے سمندر کو خود میں قید کیے جس پر لگے پہرے ہٹ گئے تو سب بہا لے جائیں گے۔

لاریب نے افسوس سے اسے دیکھتے ہوئے گلے لگایا اور اپنے ہونے کا احساس دلایا۔ پھر اسے کلاس سے لے کر نکل گئی۔

urdunovelsblog

مجھے آزاد کر اپنے اختیار سے

تھک چکی ہوں تیرے انتظار سے

تجھے کہا بھی تھا، جدائی حل نہیں

بچے سدھرتے نہیں ہیں مار سے۔

ooooooooooooooooooooooooo

وہ ہاسٹل کے کمرے میں بستر پر بیٹھی کسی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی کہ لاریب چلتی ہوئی اس تک آئی اور دھڑام سے بستر پر بیٹھی۔

"جانی!!!"

حیات نے ایک آبرو اٹھا کر اسے دیکھا جو ایسا مسکا صرف کام پڑنے پر لگاتی تھی۔
"لاریب یہ مت کہنا کہ تم نے پھر کسی لڑکے کا سر پھاڑ دیا ہے اور پروفیسر کے سامنے میں تمہاری طرف داری کرنے جاؤں گی۔"
لاریب نے اس کی بات پر برا سا منہ بنایا جیسے ایسے تو کبھی ہوا ہی نہ ہو۔
"یار نہیں! اس ویک اینڈ جانا ہے تم نے؟"
لاریب مزید تھوڑا قریب کھسکی تو حیات نے دوبارہ کتاب پر نظریں جمائیں۔اس نے شاہیر کی یاد میں شاہیر کی لائبریری کی ہر کتاب پڑھ لی تھی۔اور اب ایسا نشہ چڑھا تھا کہ جب بھی فارغ ہوتی تو کتاب لے کر بیٹھ جاتی۔
"کدھر؟"
حیات نے بغیر کتاب سے سر اٹھائے پوچھا تھا۔حالانکہ وہ جان گئی تھی کہ وہ کدھر کہہ رہی ہے۔
"لاہور اور کدھر؟"
"یاررر۔۔۔ابھی تین دن پہلے ہی تو ہو کر آئی ہوں اور وہاں جو ٹاپک ڈسکس ہو رہا ہے اس وجہ سے۔۔۔۔
".I don't want to go there
حیات نے بغیر کتاب سے سر اٹھائے اسے جواب دیا۔
"یارا! ماہا کی برتھ ڈے ہے تو اس ویک اینڈ سلیبریٹ کریں گے اکٹھے اور میں تو لاسٹ ٹائم بھی نہیں گئی تھی۔"
لاریب نے معصومیت سے کہا اور کہتے ہوئے کتاب حیات کے ہاتھوں سے لے لی۔وہ سخت بدمزہ ہوئی۔
"تمہیں ایک سو ایک بار کہا ہے کہ یوں ہاتھ سے کتاب مت چھینا کرو۔سن تو رہی تھی تمہاری بات۔"
حیات نے جھٹکے سے کتاب واپس لی۔ماتھوں پر پڑا شکنوں کا جال دیکھ کر لاریب گھبرائی۔
"کیا ہے یار۔پہلے میں تمہارے چائے کے نشے سے تنگ تھی اور اب یہ کتابیں بھی۔"
حیات نے کوئی جواب نہ دیا اور کتاب کا صفحہ ڈھونڈنے لگی۔
"کیوں پڑھتی ہو یہ کتابیں؟"
لاریب نے سوال کیا اور سر کے نیچے ایک کہنی ٹکائے لیٹنے کے سے انداز میں بیٹھ گئی۔

"بہت ہی فضول سوال تھا مگر بتا دیتی ہوں۔

یہ دنیا میرے لیے کافی نہیں ہے۔ میں نے جتنی کتابیں پڑھی ہیں ہر کردار کے ساتھ ایک نئی داستان پڑھی اور ایک نئی دنیا گھومی ہے۔"

حیات کتاب بند کر کے کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے بولی رہی تھی۔

"اور؟؟"

لاریب دلچسپی سے سننے لگی۔

"لاریب! لوگ کہتے ہیں کہ دوست وہ ہوتا ہے جو مصیبت میں کام آتا ہے۔ پھر اس لحاظ سے کتابیں انسان کی سب سے بہترین دوست ہوتی ہیں۔ جو انسان کا ہر لمحے، ہر مقام، ہر گھڑی، ہر اٹھتے قدم، ہر ڈھلتی امید، ہر ابھرتے منظر، ہر مڑتے قدم پر ساتھ دیتی ہیں۔ جب انسان کو امید چاہیئے ہو تو اسے کتاب کے کسی ایک لفظ سے ہوپ مل جائے گی۔ اگر سکون چاہیئے ہو اور حقیقی دنیا سے فرار تو بھی کتابیں بہترین پناہ گاہ ثابت ہوں گی۔ ہر اٹھتے قدم پر ہمیں سیدھا راستہ دکھائے گی اور برائی کی طرف بڑھتے قدموں کو اپنے الفاظ سے جکڑ دے گی۔ اور مجھے اس لیے بھی کتابیں پسند ہیں کہ یہ بولتی کچھ نہیں مگر کہتی ہزار ہیں۔"

عشق ہے کچھ اس لیے بھی کتابوں سے مجھے
بولتی کچھ نہیں مگر کہتی ہزار ہیں۔۔۔

(از قلم زھرہ بنت خالد)

وہ ایک جذب سے یہ بول رہی تھی اور لاریب خاموشی سے سنتی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔

"جس شدت سے تم بول رہی ہو میرا ابھی دل چاہ رہا ہے کہ کتابیں شروع کر دوں مگر لاء کی کتابیں پڑھی نہیں جاتیں میں دوسری کیا خاک پڑھوں گی"

لاریب کی دہائی پر حیات مسکرا دی۔

"اچھا بتاؤ اس ویک اینڈ کر دوں ڈن ماہا اور علیزے کو؟"

لاریب پھر سے شروع ہو گئی تو حیات نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلا دیا۔

○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○○

آج لاریب کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی تو وہ دوا لے کر سو گئی تھی۔ حیات اکیلی یونیورسٹی آئی ہوئی تھی۔ وہ کینٹین میں بیٹھی کچھ نوٹس پھیلائے کوئی اسائمنٹ بنا رہی تھی جب کسی نے میز کھٹکھٹایا۔ اس نے جھکا ہوا سر اٹھایا اور گولڈن نشیلی آنکھوں کو سامنے والے پر جمایا۔

"اسلام و علیکم کیسی ہو حیات؟"

وہ آکر بغیر اجازت سے سامنے والی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"وعلیکم السلام میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں؟"

حیات نے احترام کا مظاہرہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"فٹ! تمہاری دوست نہیں آئی۔"

اس نے بات بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں وہ کچھ ٹھیک نہیں تھی اس لیے۔"

حیات نے نوٹس اور اپنا سارا پھیلاوا سمیٹ کر بیگ میں اڑسا۔

"مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

اس کے ذپ بند کرتے ہاتھ تھمے۔ ایسا مرد کب بولتے ہیں؟؟؟

وہ خاموش ہو گئی۔ کون جانتا تھا کچھ دیر میں کونسا طوفان آنے کو تھا۔

تب تک کینٹین والا لڑکا دو سلش کے گلاس ٹیبل پر رکھ گیا تھا۔ یہ یقیناً صائم بیٹھنے سے پہلے کہہ کر آیا تھا۔

"جی صائم بھائی۔ میں سن رہی ہوں۔"

اس نے بھائی پر زور دیا کہ جو وہ وہم کر رہی تھی ویسا نہ ہو۔

"حیات تسلی سے میری بات سننا۔ تم مجھے پہلی نظر میں ہی دل کے نزدیک محسوس ہوئی تھی۔ میں پہلی نظر میں تمہاری آنکھوں کا دیوانہ ہو گیا تھا۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تم سے شادی کا خواہشمند ہوں۔ کیا تم مجھ سے شادی کرو گی؟ دیکھو میں نے تمہارے لیے زارا کو بھی چھوڑ دیا ہے۔ میں سچ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔"

اس نے ہلکے گلابی رنگ کی شلوار قمیض پہنے سر پر گلابی دوپٹہ جمائے بیٹھی حیات کو دیکھا جو اسے دیکھتے ہوئے سکون سے سلش کے گھونٹ بھر رہی تھی۔اسے تھوڑی تسلی ہوئی کہ حیات نے فوراً ری ایکٹ نہیں کیا۔وہ مزید گویا ہوا۔

"جس رات میں نے تمہیں چھت پر دیکھا تھا میں اسی دن سے تم پر دل ہار گیا تھا۔جب تم لوگ واپس گئے تو میں نے تمہاری معلومات نکلوا کر اس یونی تک پہنچا۔مجھے اس یونیورسٹی اور پڑھائی وغیرہ میں کوئی دلچسپی نہیں مگر تم مجھے اپنا ایسا دیوانہ بنا چکی تھی کہ میں نے باباسائیں کے خلاف جا کر زارا سے منگنی توڑ دی اور صرف تمہیں دیکھنے کے لیے اور تمہارے بارے میں جاننے کے لیے یہاں آیا تھا۔کچھ بولو حیات؟"

حیات ابھی بھی آہستہ آہستہ سلش کے گھونٹ اپنے اندر اتار رہی تھی اور صائم کی باتوں کو بھی۔

"تم نے بول لیا؟"

صائم نے اس کا 'آپ' سے 'تم' پر آنا واضح نوٹ کیا تھا مگر ہاں میں سر ہلا گیا۔

"بس ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں صائم طارق بلوچ کہ جو شخص کسی ایک لڑکی کے پیچھے اپنی بچپن کی منگنی توڑ سکتا ہے تو وہ کسی اور سے کیا وفا نبھائے گا؟محبت وفا کا دوسرا نام ہے اور تمہارے منہ سے محبت کی باتیں اچھی نہیں لگ رہیں۔"

حیات نے سرد لہجے میں کہا۔

"حیات میری با۔۔۔۔"

وہ کچھ کہنا چاہتا تھا کہ وہ غصے سے بولی۔

"خاموش! بالکل خاموش! صائم بلوچ تمہیں موقع دیا تھا بولنے کا اب میں بولوں گی۔میرے باپ کو شروع سے حویلی پسند نہیں تھی۔اور مجھے حویلی پسند آئی مگر وہاں کے لوگ انتہائی فضول اور دل پھینک قسم کے تھے۔پوری حویلی میں سے صرف ایک انسان پسند آیا تھا مجھے۔۔۔صرف ایک انسان۔۔۔۔وہ تمہاری منگیتر تھی زارا جسے تم ایک ایسی لڑکی کے پیچھے چھوڑ چکے ہو جو پہلے سے کسی کے نکاح میں ہے۔"

حیات نے سختی سے کہا اور اٹھنے لگی۔مگر وہ اس انکشاف پر سن ہو گیا۔

"اگر تم کسی کے نکاح میں ہو تو بھی مجھے کوئی مسلئہ نہیں ہے۔میں طلاق دلوا دوں گا اور اگر وہ طلاق نہیں دے گا تو تم خلع۔۔۔۔۔۔۔"

صائم کے الفاظ منہ میں رہ گئے تھے کہ وہ بپھری شیرنی کی طرح اٹھی اور ٹیبل پر پڑا صائم کا سلش اٹھا کر اس کے منہ پر پھینک دیا۔

"بکواس بند کرو اپنی۔۔۔۔۔"

شدت ضبط سے حیات کی آواز بلند ہو گئی تھی اور آس پاس کے سٹوڈینٹس کے کیمرے بھی آن ہو چکے تھے۔

"آج یہ بکواس کی ہے صائم بلوچ۔ آئیندہ مت کرنا ورنہ تمہاری زبان نکال کر تمہارے ہی ہاتھ میں پکڑا دوں گی۔"

حیات نے غراتے ہوئے صائم کو کالر سے دبوچ کر اٹھایا جو ششدر سا بیٹھا تھا۔ اس کے تو وہم و گماں میں بھی حیات کا یہ روپ نہیں تھا۔

اب منظر ایسا تھا کہ حیران سا چھ فٹ کا لڑکا ایک ساڑھے پانچ فٹ کی لڑکی سے بری طرح ذلیل ہو رہا تھا اور اس کی سفید قمیص کا کالر حیات کے ہاتھ میں تھا۔

"میں تمہیں صرف اس بکواس پر اس لیے بخش رہی ہوں کہ تم میرے بابا کے رشتے دار ہو ورنہ تم جیسے دل پھینک قسم کے مرد میں اپنی جوتی کی نوک پر رکھ کر گھومتی ہوں۔"

حیات نے جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑا اور سخت تیوروں سے اسے حیرت میں گھرا چھوڑ کر بیگ اٹھایا اور چلی گئی۔

حیات کبھی اتنا برا ری ایکٹ نہ کرتی اگر اس نے طلاق کا لفظ استعمال نہ کیا ہوتا۔

وہ اسے جاتا دیکھ کر اس کے پیچھے لپکا تھا۔ ابن ڈھیٹ۔

"حیات میری بات سنو میں کلئیر کر سکتا ہوں۔ حیات۔"

اس نے کہتے ہوئے حیات کی کلائی دبوچی تو وہ اچانک پلٹی اور اپنے ہاتھ کا گہرا نقش اس کے چہرے پر ثبت کر گئی۔

"آج ہاتھ لگا دیا ہے۔ پھر کبھی ایسا سوچنے کی غلطی بھی کی تو صائم بلوچ تمہارا دنیا میں آخری دن ہو گا۔"

وہ بھوکی شیرنی کی طرح غرائی تھی اور چل دی۔

وہ سناٹے میں جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔ آس پاس کے سٹوڈینٹس کیمرے بند کر کے چل دیے۔

urdunovelsblog

پوری یونیورسٹی میں بات آگ کی طرح پھیلی تھی کہ حیات نے کسی لڑکے کے پرپوز کرنے پر ایساری ایکٹ کیا تھا کہ ہر ایک کے پورے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے اور جو لڑکے حیات کی آس لگائے بیٹھے تھے وہ بھی اپنے خیالات پر لعنت بھیجنے لگے۔

ooooooooooooooooooooooooooooo

"حیات تم نے اس صائم ہر پہلے سلش پھینکا، پھر گریبان پکڑا اور پھر تھپڑ بھی مار دیا۔اب ایسا بھی کیا ہو گیا تھا۔پرپوز ہی کیا تھا۔اتنا براری ایکٹ۔"

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی تو لاریب چیختے ہوئے بولی یقیناً اس تک بھی خبر پہنچ گئی تھی۔حیات نے اصل بات بتائی جس پر اس نے ری ایکٹ کیا تھا۔

"اوہ۔مگر حیات!! بلوچ حویلی والے بہت سر پھرے لوگ ہیں۔اس نے تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیا تو؟"

لاریب نے فکر مندی سے کہا۔

"لاریب پلیز یار چپ ہو جاؤ۔بس ضروری چیزیں اٹھاؤ اور تیار ہو جاؤ ہم ابھی لاہور کے لیے نکل رہے ہیں۔"

حیات کہتے ساتھ واش روم میں گھس گئی۔

"مگر ہم نے تو کل صبح نکلنا تھا نا۔۔۔۔یار حیات۔۔۔۔۔۔۔ہلو۔۔۔۔"

لاریب حیران ہوتے ہوئے بولی مگر حیات کی جانب سے کوئی جواب نہ پا کر چار و ناچار بخار کی حالت میں سفر کرنے کے لیے تیار ہونے لگی۔

ooooooooooooooo

"ہم سیدھا شاہیر ولا جا رہے ہیں؟"

لاریب نے ڈرائیونگ کرتی حیات کو دیکھا۔

"نہیں تمہیں گھر چھوڑوں گی پھر جاؤں گی۔"

urdunovelsblog

"ہر گز نہیں۔۔۔مجھے صائم سر پھرا لگتا ہے۔وہ ضرور تم سے اپنی انسلٹ کا بدلہ لے گا.ہم سیدھا شاہیر ولا جائیں گے اور وہاں سے میں بابا کو بلاؤں گی تو وہ مجھے لے جائیں گے۔"

حیات اس کی فکر پر مسکرائی مگر وہ خود بھی اس بات پر پریشان تھی۔

حیات نے لاریب کے جانے کے بعد ساری بات عمیر کو بتادی اور کسی اور کو بتانے سے منع کر دیا کہ کوئی پریشان نہ ہو۔

"تمہیں تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا وہ لوگ پاگل ہیں۔ گرم خون والے۔

عمیر نے فکر مندی سے کہا۔

"بھائی آپ بھی۔۔۔۔۔۔لاریب بھی یہی کہتی ہے۔"

اس نے اکتا کر کہا۔

"خیر تم اپنا دھیان رکھنا بس اور بہت اچھا کیا جو یہاں آگئی۔"

عمیر ابھی کہہ ہی رہا تھا کہ اس کا فون بجا۔اس نے نام پڑھ کر فوراً حیات کو دیکھا جس کی نظر نہیں پڑی تھی اور اس نے نا محسوس انداز میں سکرین چھپادی۔

"اچھا سو جاؤ تھک گئی ہو گی۔میں چلتا ہوں۔امپورٹنٹ کال ہے۔"

"اوہووووو۔۔۔۔۔۔کہیں ماما نے رشتہ تو پکا نہیں کر دیا؟"

حیات نے شرارت سے کہا تو عمیر ہنستا ہوا نفی میں سر ہلاتا کمرے سے نکل گیا۔

کون جانے حیات کا وہ تھپڑ اسے کیا دن دکھانے والا تھا۔۔۔

کون ہی جانے ؟؟؟

===========

دو دن تک حیات گھر میں ہی رہی اور کوئی عجیب بات بھی نہ ہوئی تو حیات،لاریب اور عمیر کو تسلی ہو گئی کہ صائم نے ان کا پیچھا نہیں کیا۔وہ لاریب کے ساتھ ماہا اور علیزے سے ملنے آئی ہوئی تھی۔

ماہا کی برتھ ڈے تھی اور وہ سیلیبریٹ کرنے ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھی ہوئی تھیں۔سب نے لاریب کے کہنے پر ایک جیسی ویسٹرن سٹائل کی پیر تک آتی فراک پہن رکھی تھی جس کے بائیں جانب کٹ کی صورت ڈیزائن بنا تھا اور ساتھ جینز

urdunovelsblog

پہن رکھی تھیں۔ حیات اور ماہا کا اسٹالر سر پر جما تھا اس کی بنسبت لاریب اور علیزے نے اسٹالر گلے میں سہی سے لپیٹ رکھا تھا۔

وہ سیلیبریٹ کرنے کے بعد مال میں ونڈو شاپنگ کر رہی تھیں۔ اس کے بعد وہ تینوں علیزے کی شادی کی پلاننگ کرنے لگیں۔ علیزے کی شادی طے پائی تھی اور وہ تینوں بہت خوش تھیں۔

"شکر ہمارے گروپ میں بھی کسی کی شادی آئی۔ ورنہ مجھے تو لگ رہا تھا کنوارے ہی مر رہا ہے۔"

لاریب نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ تینوں ہنسنے لگیں۔

"تم اپنی کروا لیتی۔"

ماہا نے بھی ہنستے ہوئے لاریب کے کان کھینچتے ہوئے کہا۔

"علیزے کروا رہی ہے نا یہی کافی ہے۔"

لاریب کی بات پر علیزے نے دانتوں کی نمائش کی۔

"شرم کرو۔ دلہنیں ایسے نہیں ہنستی منہ کھول کر۔ تھوڑا شرما ہی لو۔"

لاریب نے اسے شرم دلانے چاہی تھی۔

"علیزے ہر کام کر سکتی ہے، شرمانے کے علاوہ۔"

علیزے کی بات پر سب ہنس دیے۔

"اس بے شرم کو چھوڑو۔ اپنے جیجو بہت شرماتے ہیں۔"

ماہا نے ہنستے ہوئے اعلان کیا تو حیات اور لاریب حیرت سے ہنس دیں۔

"یار رر دعا ناز سے کوئی رابطہ ہے کہ نہیں؟"

ماہا نے اچانک چلتے چلتے پوچھا تو حیات بولی۔

"ہاں! میرا رابطہ ہے۔ جب سے جرمنی شفٹ ہوئے ہیں وہ لوگ تب سے بات تھوڑی ہوتی ہے مگر ہوتی ضرور ہے۔"

urdunovelsblog

حیات نے مسکراتے ہوئے بتایا۔ دعاناز دو سال پہلے اپنی فیملی سمیت جرمنی شفٹ ہو گئی تھی تو باقیوں کا رابطہ حیات کی نسبت کم تھا۔ دعاناز چار سال بعد بھی ویسے ہی حیات کو روز کی آیات بھیجا کرتی تھی۔ اور حیات کے ہر مسئلے کا جواب وہ قرآن پاک کی آیات سے ہی دیتی تھی۔

ابھی وہ سب باتیں کرتے ہوئے پارکنگ کی طرف بڑھ رہی تھیں کی حیات کا موبائل بجنے لگا۔ وہ تینوں علیزے کی گاڑی میں آئی تھیں تو علیزے گاڑی لینے گئی ہوئی تھی۔ ماہا اور لاریب کوئی چیز بھول گئے تھے تو لاریب کو گاڑی نکالنے کا کہہ کر وہ چیز لینے واپس گئے تھے۔ حیات اس طرف اکیلے کھڑی تھی۔ فون بجتا محسوس ہوا تو تھوڑا سائیڈ پر آکر کال اٹینڈ کی اور اس کے اٹھانے کے ساتھ ہی کال کٹ ہو گئی۔ حیات نے ان ناؤن دیکھا تو موبائل فراک کی لمبی سی نامحسوس سے انداز میں بنی جیب میں ڈال دیا۔ مگر ابھی وہ مڑی ہی تھی کہ کسی نے اس کے منہ پر رومال رکھا اور کچھ سمجھ آنے سے پہلے ہی وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی تھی۔ لاریب اور ماہا کی آنکھوں نے یہ منظر دیکھا تھا اور فضا میں ان کی چیخ بلند ہوئی تھی۔ مگر وہ گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی جس میں وہ حیات کو ڈال کر لے گئے تھے۔

لاریب نے کچھ سیکنڈز کے اندر سارا معاملہ سمجھا اور دور سے ہی گاڑی کا نمبر نوٹ کیا۔ اور فوراً عمیر کو کال ملائی۔

"بھائی۔۔۔۔ عمیر بھائی۔۔۔ حیات کو کوئی لے گیا۔"

لاریب نے تیز تنفس سے کہا تھا اور دوسری جانب عمیر پریشان ہو گیا تھا۔ یہ اس نے کیا کر دیا تھا۔

"لاریب مجھے لوکیشن بتاؤ اور تم لوگ احتیاط سے گھر جاؤ پلیز۔ کسی سے کچھ مت کہنا۔"

عمیر نے بے چینی سے گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے اسے سمجھایا۔

"عمیر بھائی میں نے گاڑی کا نمبر نوٹ کر لیا ہے۔۔۔"

اس کی بات پر عمیر متاثر ہوا اور گاڑی کا نمبر پوچھتا ہوا جانے کا ارادہ ترک کرتا کسی کو کال ملانے لگا۔ اسے ہی جس کی امانت تھی وہ۔

oooooooooooooooooooooooooooooooooooo

نگاہوں سے بے ہوشی کا پردہ ہٹا تو احساس ہوا کہ وہ کسی تاریک کمرے میں قید ہے۔ جس میں صرف ایک روشن دان سے روشنی اس تک پہنچ رہی ہے۔اس نے حرکت کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ وہ کرسی پر بیٹھی ہے اور ہاتھ کرسی سے پیچھے بندھے ہیں۔ وہ مدد کے لیے چیخنے لگی مگر یکدم کھلا منہ بند کر لیا۔اس کا منہ کھلا تھا؟؟؟ حیرت!! کیا دو نمبر کڈنیپر تھا۔اس نے دماغ کا استعمال کرنا شروع کیا۔ مدد۔۔۔۔۔۔ مدد کہاں سے لی جائے۔ حیات کے دماغ میں فوراً کلک ہوا۔ فون۔۔۔۔ہاں اس کا فون اس کے پاس تھا۔۔۔۔۔ کاش کہ وہ پاس ہی ہو۔۔۔۔اور ان کا فون کی طرف دھیان نہ گیا ہو۔اس نے دھیمی سی روشنی میں ٹانگ کو ہلکی سی حرکت دی تو بائیں جانب کی فراک گھٹنے سے تھوڑا نیچے کھسک گئی اور جینز نظر آنے لگیں۔اس نے اس حرکت سے اپنی بائیں جیب کو بھاری محسوس کیا۔

وہ جتنا شکر ادا کرتی وہ کم تھا۔۔۔۔

موبائل اس کی جیب میں تھا۔

اسے پھر حیرت ہوئی کہ بھلا پاگلوں کو پتا ہی نہ چل سکا۔

خیر جب مدد کرنے والا اللہ ہو تو ایسی غلطیاں باطل سے ہو ہی جاتی ہیں۔

اس نے ہاتھوں کو کھولنے کی کوشش مگر بے سود وہ مزید تکلیف دے رہے تھے۔ وہ اکتوبر جیسے موسم میں پسینے سے شرابور ہو چکی تھی۔ بال بکھر کر چہرے کا طواف کر رہے تھے اور کچھ پسینے کی وجہ سے چہرے پر ہی چپک گئے تھے۔ہائی ٹیل ڈھیلی ہو گئی تھی۔

وہ کچھ سوچتے ہوئے نیچے کو جھکی اور فراک کی جیب کو دانتوں سے پکڑ کر گھٹنے پر اس انداز سے ٹکایا کہ وہ موبائل پکڑ سکے۔ اس بار اس نے گھٹنے کو حرکت دی تو موبائل جیب میں نظر آیا۔ وہ یہ سب کچھ بہت احتیاط سے کر رہی تھی۔بس کسی طرح موبائل باہر نکالنا تھا۔

"یاالٰہی مدد!!!"

دل میں وہ اپنے رب سے مدد طلب کرتی دانتوں سے احتیاط کے ساتھ موبائل نکالنا شروع کیا۔ وہ آہستہ آہستہ نہایت احتیاط کے ساتھ موبائل نکال رہی تھی۔ایک چھوٹی سی غلطی بھی اسکی ہمیشہ کی زندگی برباد کر سکتی تھی۔

بالآخر موبائل نکل گیا تو وہ حیات کے گھٹنوں پر تھا۔ ذرا سا گھٹنا ہلانے پر وہ زمین کی نظر ہو سکتا تھا۔

حیات نے جھک کر اپنا چہرہ سامنے کیا تو وہ کھل گیا۔دل میں حیات نے خدا کا شکر ادا کیا اور ایک مرتبہ دروازے کی سمت دیکھا جو اندھیرے میں نظر نہ آنے کے برابر تھا۔

".Hey siri...Make a Call to MERI MAA"

".CALLING MERI MAA"

سیری نے جواباً کہا تھا۔بیل جا رہی تھی اور حیات بے صبری سے کبھی موبائل اور کبھی دروازے کو دیکھتی۔

"لاریب بات سنو۔میں نہیں جانتی میں کہاں ہوں۔بس کسی طرح مجھے بچا لو۔"

"ہیلو ہیلو۔حیات۔۔۔۔حیات کہاں ہو تم۔۔۔۔ہیلو۔۔۔کچھ بولو حیات کدھر ہو۔؟؟"

لاریب کو شاید آواز نہیں آ رہی تھی تبھی کال ڈراپ ہو گئی اور حیات نے بے بسی سے موبائل کو دیکھا۔تبھی اچانک دروازہ ایک دھاڑ سے کھلا اور حیات ہڑبڑائی۔اسی ہڑبڑاہٹ میں موبائل زمین کی نظر ہو گیا۔

داخل ہونے والا کوئی اور نہیں صائم بلوچ تھا۔اس نے غصے سے لال ہوتی آنکھوں سے موبائل کو دیکھا اور رفیق کو انگارہ ہوتی آنکھوں سے گھورا تو وہ گڑبڑا گیا اور بغیر کچھ کہے اور سنے حیات کا موبائل ہاتھوں میں جکڑ کر باہر نکل گیا۔

صائم نے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے دروازہ بند کیا اور چہرے کے تاثرات فوراً بدلے تھے۔حیات کے پورے جسم میں ایک نفرت کی لہر دوڑ گئی تھی۔صائم کی شکل دیکھ کر اسے صائم کی طلاق والی بات پھر یاد آئی تھی۔اور اس کا پارا چڑھ گیا تھا۔

"آہ۔۔۔۔میری حیات۔میری پیاری حیات۔"

وہ چلتا ہوا قدم قدم اس کے سامنے آیا اور ایک کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے رکھ کر بیٹھ گیا۔چہرے پر جلا دینی والی مسکراہٹ تھی اور بات کے آخر میں سگریٹ کا دھواں حیات کے چہرے پر پھینک چکا تھا۔

"بکواس بند کرو اپنی۔کیوں لائے ہو مجھے یہاں؟"

حیات نے غراتے ہوئے کہا۔

"ابھی بھی اکڑ نہیں گئی تیری ہاں؟؟بہت سے حساب رہتے ہیں تیرے ساتھ اور تیرے اس سو کالڈ شوہر کے ساتھ۔۔"

صائم نے اس کے بال پکڑتے ہوئے اس کا چہرہ اونچا کیا اور نفرت سے بولا۔

حیات خاموش رہی البتہ اسے کھا جانی والی نظروں سے دیکھنا نہ بھولی تھی۔

"اور تیری اتنی ہمت کیسے ہوئی کہ تو صائم بلوچ کو تھپڑ مار گئی۔ یہ تھپڑ اس تھپڑ کے بدلے۔"

صائم نے کہتے ساتھ ہی حیات کے منہ پر زوردار تمانچہ مارا۔ صائم کی انگلی میں پہنی انگوٹھی سے حیات کا ہونٹ پھٹ گیا اور خون رسنے لگا۔ بال بکھر کر چہرے کا طواف کرنے لگے اور دوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا۔

"مجھے سو دفع موقع ملا تو میں سو دفع یہی کروں گی۔"

حیات نے بنا ڈرے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا تھا۔اس نے غصے سے ایک اور تھپڑ حیات کے گال پر مارا جو اس کے چہرے پر پانچ انگلیوں کا نقش چھوڑ گیا۔

"یہ تھپڑ میرا گریبان پکڑنے کے لیے۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی تھی میرا گریبان پکڑنے کی۔ہاں؟؟؟"

صائم نے غراتے ہوئے کہا تو حیات نے چہرہ جو تھپڑ کی وجہ سے ایک طرف ڈھلک گیا تھا وہ اٹھایا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کمال اعتماد سے کہا۔

"تو میرے ہاتھ کھول کر تو دیکھ، بالکل اسی طرح دوبارہ بھی پکڑ سکتی ہوں۔"

اس بات پر ایک اور تھپڑ حیات کے چہرے کی نظر ہوا تھا۔دنیا میں سب سے کمزور اور گرا ہوا مرد وہ ہوتا ہے جو کسی عورت پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔اس چھ فٹ کے مرد کا ہاتھ اس قدر بھاری تھا کہ اس کے رخسار لال ہو گئے تھے۔

"تجھے تو تیرے انجام تک پہنچاؤں گا مگر جس کی وجہ سے تو نے میرا گریبان پکڑا تھا، اسے ڈھونڈ کر بھی اس کے انجام تک نہ پہنچایا تو میرا نام بھی صائم بلوچ نہیں۔"

صائم نے اس کے بال کھینچ کر چہرہ اونچا کرتے ہوئے کہا۔

"تم خدا نہیں ہو صائم بلوچ کہ لوگوں کو ان کے انجام تک پہنچاؤ اور رہی بات میرے شوہر کی تو اگر ڈھونڈ لو اسے تو مجھ سے بھی ایک بار ملوا دینا، تمہاری تاحیات شکر گزار رہوں گی۔"

حیات نے اس بار طنزیہ ہنستے ہوئے کہا۔ صائم نے جھٹکے سے اس کے بال چھوڑے تو اس کا چہرہ ایک طرف ڈھلک گیا۔ صائم نے اپنے ہاتھ میں پکڑا سگریٹ اس کے بازوؤں پر رگڑ دیا جس سے حیات سسک کر رہ گئی۔۔ دل ہی دل میں وہ اپنی عزت کی سلامتی کی دعا کر رہی تھی۔

"رفیق!!!"

وہ دھاڑا تھا۔

"جی سائیں جی!"

وہی رفیق نامی خاص بندہ سر جھکائے اندر داخل ہوا تو صائم نے کوئی اشارہ کیا۔ وہ واپس گیا اور ایک انجیکشن لا کر حیات کو لگانے لگا۔ حیات چیخی اور ہنگامہ کرنے لگی تو صائم نے اس کے منہ میں ایک رومال ٹھونس دیا۔ وہ بار بار نفی میں سر ہلاتی رو رہی تھی۔

"اللہ۔۔۔۔ پلیز بچا لیں۔ آپ ہی بچا سکتے ہیں۔ عمیر بھائی۔۔۔ بابا۔۔۔۔ آیان۔۔۔ لاریب۔۔۔۔ بچا لو کوئی تو۔ اللہ تعالیٰ میری عزت کی حفاظت کرنا۔ چاہے موت دے دینا مگر عزت پر آنچ نہ آنے دینا۔"

حیات روتے ہوئے دل میں اپنے رب سے مخاطب تھی۔

کیسی بے بسی تھی۔۔۔۔ ایک لڑکی جتنی بھی مضبوط ہو جائے مگر جب بات عزت پر آ جاتی ہے تو وہی لڑکی کمزور ہو جاتی ہے ہر معاملے میں۔ وہ بے بس نہیں ہوئی تھی اسے بے بس کیا گیا تھا۔

"رفیق! جو لڑکیوں والا ٹرک آج رات جا رہا ہے۔ اس میں اسے بھی ڈال دو اور یاد رہے۔ اس کی قیمت سب سے زیادہ ہونی چاہیے۔ ان چھوئی کلی ہے۔"

صائم نے کہتے ہوئے حیات کا جبڑا سختی سے بھینچ رکھا تھا۔ وہ اور بھی کچھ کہہ رہا تھا بلوچستان اور نا جانے کیا کیا۔ مگر حیات ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔ زیر لب بس اپنی عزت کے محفوظ رہنے کی دعا کر رہی تھی۔

وہ شاید یہ بھول رہی تھی کہ اللہ نے اس کا ایک محافظ طے کر رکھا تھا۔ جو اس کی حفاظت کرنا اچھے سے جانتا تھا۔

oooooooooooooooooooooooooooooooo

آنکھوں سے اندھیرے کا پردہ ہٹا اور اس نے اپنی موندی ہوئی آنکھیں کھولیں۔ نگاہیں سیدھا کمرے کی سیلنگ پر ٹکی تھیں۔ اس نے ذہن پر زور ڈالا تو اسے کمرہ کچھ جانا پہچانا لگا۔ ذہن پر مزید زور ڈالا گیا تو سب آہستہ آہستہ یاد آنے لگا۔

وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ یہ تو اس کا کمرہ تھا۔

وہ حیران و پریشان بستر پر اٹھ بیٹھی۔ ایک جھٹکے سے اٹھنے پر اسکے ریشمی سنہری بال بکھر کر دائیں کاندھے پر آ گرے۔

بستر پر بیٹھتے ساتھ ہی اس کی نظر بیڈ کے بالکل سامنے پڑے صوفے پر بیٹھے شخص پر پڑی تھی۔اس کی دنیا ساکت ہو گئی۔

لاریب اس کے گلے لگ کر زار و قطار رو رہی تھی مگر وہ صرف اسے دیکھ رہی تھی۔اس کی نظریں صرف اس شخص پر جمی تھیں۔عمیر، بینش، سعدیہ بیگم، عبداللہ سب اس کے ارد گرد جمع تھے اور کچھ نہ کچھ کہہ رہے تھے مگر وہ صرف اسے تک رہی تھی جو خاموش بیٹھا اپنی گہری کالی آنکھوں کو اس کی گولڈن آنکھوں میں جمائے بیٹھا تھا۔

سب اس کی حالت سمجھتے، اس شخص کے اشارے پر ایک ایک کر کے کمرے سے نکل گئے تو وہ تب بھی مسلسل اسے تکتی گئی۔

وہ بھی بغیر تسلسل توڑے اسے تک رہا تھا۔جیسے آج ان کالی آنکھوں نے اپنی دید کی پیاس بجھانی ہو جبکہ حیات کی آنکھیں تو اس سے ہٹنے سے انکاری تھیں کہ کہیں آج نظریں ہٹ گئیں تو ایک خواب ٹوٹ جائے گا۔

پھر اس کی گہری کالی آنکھوں کی تپش کی تاب نہ لیتے ہوئے حیات کا تسلسل ٹوٹا اور وہ ہوش میں لوٹی۔بے یقینی کا لمحہ گزر گیا۔پھر ایک انتہائی مری ہوئے انداز میں کہہ بھی سکی تو کیا۔

"تم؟؟؟"

جیسے یقین کرنا چاہتی ہو۔

"ہاں میں!!"

جیسے یقین کروایا جا رہا ہو۔

وہ کہتا ہوا صوفے سے اٹھا اور چھوٹے چھوٹے قدموں سے اس کے سامنے پہنچا۔

"کیوں آئے ہو۔اب کیوں؟؟؟"

وہ جھٹکے سے بستر سے اٹھی اور مقابل کے سامنے کھڑی ہو گئی۔آج حساب کتاب کا وقت آ پہنچا تھا۔

"کیونکہ اب مزید وجہ نہیں تھی چھپنے کی۔"

وہ دو قدم آگے بڑھا تو حیات دو قدم پیچھے ہٹی۔

"چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔میں کہتی ہوں چلے جاؤ۔"

urdunovelsblog

وہ جس کے آنے کی دعائیں چار سالوں سے کر رہی تھی۔ آج اسے کہہ رہی تھی کہ چلے جاؤ۔

"تمہیں میری بات سننی پڑے گی مسز حیات۔"

اس نے نرمی سے کہا اور دو قدم مزید آگے بڑھائے۔ حیات دو قدم مزید دور ہوئی۔

"میں کچھ نہیں سننا چاہتی۔ جاؤ یہاں سے۔"

وہ تیز ہوتے تنفس سے بول رہی تھی۔ مگر دل کہہ رہا تھا وہ یوں ہی سامنے رہے اور وہ اسے دیکھتی رہے۔ یوں ہی وہ دو دو قدم اس کی طرف بڑھائے اور وہ اس سے دو دو قدم پیچھے ہوتی جائے۔ مگر زبان وہ بول رہی تھی جو اسے خود سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

اس کی آواز پہلے سے بھاری اور مزید پر کشش تھی۔ گہری کالی آنکھوں سے وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔ حیات اس کے یوں دیکھنے سے ڈسٹرب ہو رہی تھی۔ وہ اس کی بات پر بھی کچھ نہ بولا بس اسے دیکھے گیا جیسے برسوں کا پیاسا سمندر کو دیکھتا ہے۔

"جاؤ پلیز چلے جاؤ۔ مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ میں ابھی کسی سے بات نہیں کرنا چاہتی۔"

حیات نے پاس پڑا گلاس ٹیبل سے نیچے پھینک دیا۔ اور اس نے بس ایک نظر اس کے پھٹے ہونٹ کو دیکھا جو صائم کی انگوٹھی کے لگنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ پھر ایک نظر اسکا دائیاں رخسار دیکھا جہاں انگلیوں کے نشان اب بھی تھے۔ پھر ایک نظر اسکی آنکھوں میں دیکھا جو برسنے کو تیار تھیں۔

پھر وہ خاموشی سے اس کے قریب سے گزر گیا۔ مگر دروازے تک پہنچ کر وہ پلٹا۔ حیات اسی طرح اسکی پشت تک رہی تھی، چوڑے چوڑے شانے جو اپنی مسلسل دیکھ بھال کا منہ بولتا ثبوت تھے۔ اسکے پلٹنے ہر دونوں کی نظریں ملیں۔ کالی گہری آنکھوں نے سنہری روئی روئی آنکھوں کو دیکھا۔

"ابھی جا رہا ہوں۔ سارے مسئلے ختم کر کے آؤں گا۔ دو دن۔۔۔ حیات میر۔۔۔ دو دن بعد تمہیں میری ہر بات سننی ہو گی۔"

urdunovelsblog

اس نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ لہجہ باور کروانے والا تھا مگر نرمی بھی شامل تھی۔ کسی قسم کی کوئی التجا نہیں۔
کچھ دیر یونہی دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر وہ یکدم پلٹ کر دروازہ کھول کر کمرے سے نکل گیا۔

وہ اس کے جانے کے بعد زاروقطار رودی تھی۔ اسے یہ سب خواب سا معلوم ہو رہا تھا۔
میری آنکھیں اور دیدار آپ کا
یا قیامت آگئی یا خواب ہے

ooooooooooooooooooooooooooooooo

وہ ہمیشہ کی طرح روتے روتے سو گئی تھی۔ اسے نہیں معلوم صائم سے اسے کس نے کیسے اور کیوں بچایا۔ وہ اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس کے پاس اس سے بڑا موضوع تھا بات کرنے کا۔
وہ اگلی صبح اٹھی اور شکرانے کے نفل ادا کیے۔ اپنے رب کا شکر ادا کرنا نہیں بھولی تھی۔ جس نے بھی اسے صائم کے ناپاک ارادوں سے بچایا تھا، اسے اس کے بارے میں جاننے کا تجسس تھا مگر وہ سب سے پہلے اپنے پروردگار کا شکر ادا کرنا چاہتی تھی کہ اس کی مدد کے بغیر کبھی بھی اسکی عزت کی حفاظت نہ ہو پاتی۔

خیر وہ نوافل ادا کرنے کے بعد عمیر کے پاس پہنچی۔ عمیر اپنے کمرے میں لیپ ٹاپ سامنے رکھے کام کرنے میں مصروف تھا۔ اتنا نارمل کوئی کیسے ہو سکتا تھا جب اس کی زندگی میں بوچھال آیا ہوا تھا۔ وہ بغیر اجازت کے کمرے میں داخل ہوئی۔
عمیر نے دروازہ کھلنے کی آواز پر نگاہیں اٹھائیں تو حیات پر ٹکیں جس کے تیور خطرناک تھے۔ وہ آگے بڑھی اور عمیر کا لیپ ٹاپ پوری قوت سے بند کیا۔ عمیر نے افسوس سے لیپ ٹاپ کو دیکھا جس کی عمر پوری ہو گئی تھی۔
"عمیر بھائی۔ میں پہلے دن سے جانتی تھی کہ آپ اس سے رابطے میں ہیں۔ پھر مجھے کیوں ہر انسان نے ہر بات سے لاعلم رکھا ہوا ہے؟ میرا کیا قصور ہے؟ آپ سب چاہتے کیا ہیں؟؟؟"
وہ پھٹ پڑی تھی۔ آج اس کے چپ کا روزہ ٹوٹا گیا تھا۔ اور صبر جواب دینے کو تھا۔
"حیات تمہارے ہر سوال کا جواب وہی دے گا۔"

البتہ عمیر نے سکون سے کہا جیسے وہ جانتا تھا کہ حیات یہی سب کرنے والی ہے۔

"کیوں؟؟ عمیر بھائی کیوں؟ آپ ہر سوال کا جواب دے سکتے ہیں۔ مگر آپ نہیں دے رہے کیوں؟؟ پچھلے چار سال کسی نے غلطی سے اس کا نام بھی میرے سامنے نہیں لیا۔ آپ لوگ کیا سمجھتے ہیں ایسا کرنے سے میں اس کے اور اپنے درمیان موجود رشتے کو بھول جاؤں گی؟؟؟"

حیات نے تقریباً چیختے ہوئے کہا تھا عمیر نے تحمل سے اسے دیکھا جو بھوکی شیرنی بنی ہوئی تھی۔ ایک عرصے بعد حیات کو غصہ کرتے دیکھا تھا۔

"حیات سمجھو۔ میں مجبور ہوں۔"

عمیر نے نرمی سے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا جسے وہ غصے سے جھٹک گئی۔

"کیا سمجھوں بھائی؟؟ آپ سب مجبور ہیں ٹھیک۔۔۔۔ صرف میں پاگل ہوں۔ صرف میں۔ بابا نے بھی ایک ایسے انسان سے پکڑ کر میرا نکاح کروا دیا جسے کوئی فکر ہی نہیں، اسکی بیوی کو جو مرضی آکر طلاق کے مشورے دے رہا ہے۔"

حیات کی آواز شدتِ جذبات سے بلند ہو گئی تھی اور آواز میں نمی بھی گھل گئی تھی۔ اس کی آواز رندھی گئی تو عمیر نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

"پلیز آج کا دن حیات۔ جہاں چار سال صبر کیا ہے وہاں آج کا دن بھی کر لو۔ پلیز میری پیاری پری۔"

عمیر نے پیار سے کہتے ہوئے اسے گلے لگا لیا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اے کاش! تو بھی سنتا کبھی آہٹوں کی گونج

اے کاش! تو بھی میری طرح ڈھونڈتا مجھے

ooooooooooooooooooooooooooooooooooo

حیات نے پورا دن بے چینی سے گزارا۔ وہ پریشان سی پورے گھر میں گھوم رہی تھی۔ آج تو شاہیر کی اسٹڈی میں بھی دل نہیں لگ رہا تھا۔

تجسس انسان کی بہت بڑی کمزوری ہے۔

انسان سادہ سی زندگی گزارا کرتا تھا۔
کبھی کبھی سوچتے ہیں کہ وہ سادہ سی زندگی کتنی پر سکون ہوتی تھی۔
مگر اف رے یہ تجسس کا مارا انسان۔
اپنے تجسس کی بنا پر دنیا فتح کر لی۔
زمین و آسمان کا کوئی چپا نہ چھوڑا جس پر قدم نہ رکھا ہو۔
تجسس نے زندگی کو مشکل و آساں دونوں بنا دیا۔
کیونکہ مشکل کے ساتھ آسانی ہوتی ہے۔
اور آسانی اپنے ساتھ ایک مشکل بھی لاتی ہے۔
حیات بھی کچھ اسی طرح کے تجسس میں گرفتار تھی۔ سوالات کا انبار لگا تھا اور جواب دینے والے سے ملاقات کا وقت آ پہنچا تھا۔

ooooooooooooooooooooooooooooooo

اگلے روز وہ ماں کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔ ملاقات کا وقت قریب سے قریب تر تھا۔

urdunovelsblog

"ماما مجھے نہیں ملنا اس سے۔"
وہ اپنے بے چین ہوتے دل کے ساتھ بولی تھی۔
"حیات تم ہر بار ایسے ہی کرتی ہو۔ بیٹا جن سے محبت ہو ان کی بات سن لیا کرتے ہیں۔ انہیں موقع دیتے ہیں۔"
حیات ماں کی بات پر سناٹے میں چلی گئی۔
"محبت؟"
وہ بے خودی کے انداز میں بولی جیسے یہ نیا انکشاف ہوا ہو اس پر۔
"ہاں محبت۔"
سعدیہ نے دوبدو بولا تھا۔
جو اعتراف وہ آج تک نہیں کر پائی تھی خود سے، آج اسکی ماں نے کروا دیا تھا۔

"ماما! میں اس سے محبت کرتی ہوں؟"

وہ اٹھ بیٹھی اور خالی خالی نظروں سے ماں کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔

"ہاں حیات! کوئی یونہی کسی کو چار سال تک یاد نہیں کرتا

یاد تو صرف ان کو کیا جاتا ہے جن سے محبت ہو۔"

حیات خاموشی سے وہاں سے اٹھ گئی۔

وہ کچھ نہیں جانتی تھی محبت کے بارے میں مگر اسے اتنا معلوم تھا کہ وہ اس کے لیے خاص ہے۔ان چار سالوں میں اس نے کئی مرتبہ اس سے نفرت کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ ایسا نہیں کر پائی تھی کیونکہ وہ اس سے محبت کرنے لگی تھی۔ جیسے ایک نیزے میں دو تلواریں نہیں آسکتیں ویسے ہی ایک ہی شخص سے کبھی محبت و نفرت اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ یا محبت یا نفرت اور اسے آیان سے محبت ہو چکی تھی

مگر کب سے ؟؟؟ یہ بھی اسے معلوم نہیں تھا۔اتنا معلوم تھا کہ وہ ہجر برداشت کر رہی تھی، یہ سوچ کر کہ ایک وقت آئے گا جب وہ اس کے ساتھ ہو گا تو کیا وہ وقت آگیا تھا؟ اسے صبح دعا کی بھیجی آیت یاد آئی۔

ترجمہ:

"اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔"

(القرآن 93 :05)

کیا وہ یہی تھا؟ جس مشکل کے بعد آسانی کا وعدہ اللہ نے کیا تھا وہ یہی تھا؟ وہ خاموشی سے کھڑی اپنی سوچوں میں گم غروب ہوتے سورج کو دیکھ رہی تھی۔ شام کا وقت تھا تو ہلکی ہلکی سردی تھی مگر وہ بے پرواہ تھی۔

کوئی خاموشی سے پاس آکر کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ڈوبتے سورج کو دیکھنے لگا۔

" کیا تم بات سنو گی میری حیات؟"

نرم لہجہ۔حیات نے دیکھنے کی زحمت بھی نہ کی۔حالانکہ اپنے آج ہوئے انکشاف کے بعد اس کا دل شدت سے چاہا کہ اسے جی بھر کر دیکھے مگر وہ یہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اس نے بات کے ساتھ 'میری' کہا ہے یا 'حیات' کے ساتھ۔وہ خاموش ہی رہی۔وہ بھی کچھ دیر تک دوبارہ نہ بولا۔

یہ خاموشی جو گفتگو کے بیچ ٹھہری ہے
یہی ایک بات ساری گفتگو میں سب سے گہری ہے

خاموش فضا تھی۔اداس ڈھلتی شام۔حیات اور وہ۔
وہ دونوں اس اداس شام کو دیکھنے لگے۔اداس شامیں کچھ حسین شاموں کا ازالہ ہوتی ہیں۔لمحے پھسلتے گئے۔خاموشی ہنوز برقرار رہی۔تاریکی اور سردی آہستگی سے بھر رہی تھی۔
"حیات۔"
اس نے نرمی سے اس کا نام پکارا تو اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی مگر بولی تو فقط اتنا۔
"ہمم؟"
گردن ابھی بھی ڈوبے ہوئے سورج پر تھی۔سورج مکمل غروب ہو چکا تھا۔
"بات بھی نہیں کرو گی مجھ سے؟"
اس نے اسکے چہرے کی طرف رخ موڑا اور دیوار سے کمر ٹکا کر کھڑا ہو گیا۔اب حیات کا چہرہ اس کے سامنے تھا۔وہ کچھ نہ بولی۔یہ۔خاموشی آنے والے طوفان کا پتہ دے رہی تھی
"چار سال کافی نہیں تھے کیا دل میں شکوے رکھنے کے لیے؟"
وہ چنگاری میں تیل ڈال چکا تھا۔وہ بھی آیان تھا، جانتا تھا کہ حیات کیسے بولنا شروع کرے گی۔
"بس کر دو آیان! میں خاموش ہوں مجھے خاموش رہنے دو۔"
اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا تھا جسے آیان نے بہت نرمی سے اپنے ہاتھوں پر چن لیا تھا۔

urdunovelsblog

"کس نے کہا ہے خاموش رہو۔ تمہارا مجرم کھڑا ہے تمہارے سامنے۔ جو سزا دو گی منظور ہے۔ مگر پہلے میری بات سن لینا۔"

آیان نے اسے کاندھوں سے تھامتے ہوئے کہا تو حیات نے اسکے ہاتھ کاندھوں سے ہٹائے تھے۔

"تم نے میری زندگی کو تماشہ بنا کر رکھ دیا آیان۔ چار سال۔۔ چار سال جانتے ہو کتنے دن ہوتے ہیں؟"

اس نے غصے سے کہا۔ آنسوؤں کی برسات ہنوز برقرار تھی۔

"چار سال چار ماہ چھ دن."

وہ بھی انگلیوں پر حساب کیے بیٹھا تھا۔ حیات ایک لمحے کے لیے چپ ہوئی اور پھر شروع ہو گئی۔

"تم آیان! میرے باپ کے جنازے پر بھی نہ آئے۔ تم تو میرے بابا کے بعد مجھ سے یوں منہ پھیر گئے جیسے زبردستی کا رشتہ تھا۔ مانتی ہوں رشتہ زبردستی کا تھا مگر آیان! رشتہ تو تھا۔ نکاح ہوا تھا ہمارا۔ تم چار سال اپنی منکوحہ سے بے خبر رہے اور آج آئے ہو صرف اپنی صفائی پیش کرنے۔ تم آئے ہی کیوں ہو اب؟؟؟؟"

وہ اس کا گریبان پکڑے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی اور روتے ہوئے سر اس کے سینے پر ٹکا دیا۔ وہ کچھ دیر خاموش رہا اور اس کے بالوں میں نرمی سے انگلیاں چلاتا رہا۔ ایک سکون اس کے اندر تک اتر رہا تھا کہ وہ کم از کم اس کے ساتھ ہے۔ اس کی بات سننے کو تیار تو ہے۔

"سوچ سمجھ کر بولو مسز آیان!

ابھی تو مجرم بنا کھڑا ہوں

تیرے کٹہرے میں بے بسی سے

اگر سماعت میں تیری جانب

حساب نکلے تو کیا کرو گی؟"

اس نے حیات کے کان کے قریب جھکتے ہوئے کہا تھا وہ چند قدم دور ہوئی اور اپنی کی گئی حرکت پر شرمندہ بھی ہوئی۔

"میری طرف تمہارے کونسے حساب نکلتے ہیں۔ ہاں؟؟"

وہ اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے تھوڑے غصے سے بولی اور آنسو صاف کیے۔

"آج سارے سوالات کے جواب مل جائیں گے۔ کہیں بیٹھ کر بات کریں تو زیادہ بہتر ہو گا۔"

وہ کہتے ہوئے حیات کا ہاتھ پکڑ کر تخت نما جھولے پر آبیٹھا۔ وہی جھولا جہاں سالوں پہلے حیات اور آیت بیٹھی تھیں۔

تبھی بینش ٹرے میں دو کپ رکھے آئی اور ان دونوں کو ایک ایک کپ دے کر چلی گئی۔ کپ کافی کے تھے۔ حیات چائے زیادہ شوق سے پیتی تھی مگر وہ جان گئی تھی کہ آیان کافی پیتا ہے، اس لیے خاموشی سے کپ اٹھا لیا تھا۔

"میں سارے سوالات کے جواب دوں گا مگر پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے کبھی سوچا کہ خالو کی ڈیتھ کیسے ہوئی تھی؟"

آیان نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے سرسری سے لہجے میں پوچھا۔ وہ اس غیر متوقع سوال پر اسے دیکھنے لگی۔

"ایکسیڈنٹ سے!"

حیات نے کہہ کر کافی کی تلخی اپنے اندر اتاری۔

"ہممممم!!"

آیان خاموش ہو گیا۔ جیسے الفاظ تول رہا ہو۔

"تمہیں معلوم نہیں ہے۔ اس روز دو اموات ہوئی تھیں۔"

آیان نے ایک اور گھونٹ بھرا تھا۔

"میں جانتی ہوں۔ ایک میرے بابا کی اور دوسرا حیات شاہیر کے اندر کی ہنستی مسکراتی لڑکی کی۔"

حیات نے اسے دیکھتے ہوئے کہا جو بلیک پینٹ پر بلیک شرٹ پہنے اسی رات کا حصہ معلوم ہو رہا تھا۔

"اس رات دو اموات ہوئی تھیں۔ مگر جس دوسرے شخص کی ہوئی تھی وہ تم نہیں جانتی اور یہیں سے داستان آیان شروع ہوتی ہے۔"

آیان نے اسے نظروں میں رکھتے ہوئے کہا جو سفید کرتے شلوار کے ساتھ کالا دوپٹہ گلے میں ڈالے ہوئے تھی۔ اس نے نا سمجھی سے اپنی گولڈن آنکھوں سے گہری کالی آنکھوں میں دیکھا۔

حیات اسکے جواب کی منتظر تھی۔

"اگر میں کہوں کہ اس رات تمہارے ساتھ ساتھ میں بھی یتیم ہو گیا تھا تو؟"

آیان نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نہایت سکون سے اس کا سکون برباد کیا تھا۔

urdunovelsblog

"اللہ نہ کرے۔۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ خالو؟ خالو ٹھیک تو ہیں۔"

حیات دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے جو منہ میں آیا وہ بولتی گئی۔

"نہیں حیات! بابا کو ہم سے زیادہ شاید اپنے دوست سے محبت تھی۔ بابا اور خالو کی ڈیتھ ایک ہی دن ایک ہی ایکسیڈنٹ میں ہوئی تھی۔"

حیات بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ ایک جھٹکے سے اٹھی اور کافی کا مگ ہاتھ سے چھلک کر ٹوٹ گیا۔ کچھ کافی حیات کے پاؤں پر بھی گری تھی مگر پرواہ کسے تھی۔

"کہہ دو کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

حیات نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھتے ہوئے بے یقینی سے کہا۔ آیان کھڑا ہوا اور جوتے کی مدد سے ٹوٹے ہوئے مگ کے ٹکرے ایک طرف کرنے لگا۔ پھر کچھ لمحوں بعد بولا۔

"میں بالکل سچ کہہ رہا ہوں حیات! ایسا مذاق میں کیوں کرونگا؟"

آیان آہستگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا جو ششدر سی کھڑی تھی۔

"ایسا۔۔۔۔ ایسا۔۔۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

وہ بے یقین تھی۔ الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے۔

"اور رہی بات جنازے پر نا آنے کی تو تمہیں کس نے کہا کہ میں خالو کے جنازے میں شامل نہیں تھا؟"

وہ کچھ نہ بولی۔ سہی کہہ رہا تھا۔ وہ خود تو بے ہوش تھی اسے کیسے معلوم کہ وہ آیا تھا یا نہیں۔ وہ وہاں اس وقت موجود نہیں تھا جب جنازہ گیا تو اس کا مطلب وہ جنازے میں شامل بھی نہ ہوا تھا؟؟ وہ بے یقین تھی۔

"چار سال۔۔۔۔ چار سال تک مجھے کسی نے نہیں بتایا۔ کیوں؟"

وہ حیرت سے گھٹی گھٹی آواز میں بولی تھی کہ آیان نے اس کی کلائی تھامی اور اپنے برابر جھولے پر بٹھایا۔

پہلو میں میرے بیٹھ کے بانٹیں گا میرے دکھ

یہ ہو سکے گا تجھ سے؟ کوئی اور بات کر

urdunovelsblog

"اگر تم اجازت دو تو داستان آیان شروع کروں؟"

اس نے تابعداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔اس کا دائیاں ہاتھ ابھی تک اس کے ہاتھوں میں تھا۔حیات نے ہاں میں سر ہلا دیا۔کیونکہ وہ بھی جانتی تھی کہ داستان حیات تو داستان آیان کے بغیر ادھوری ہے۔تو چلتے ہیں وقت میں پیچھے اور چار سال پہلے کے سفر پر۔آیان کے سفر پر۔

آیان افتخار میر کا جنون آرمی تھا۔وہ سب کی طرح بزنس کی دنیا میں نہیں جانا چاہتا تھا۔اسکا ایک الگ جنون اور خواہش تھی۔آرمی میں جانے کی۔جس کے لیے وہ حد درجہ تک سنجیدہ تھا۔

اس دن وہ اپنے کمرے میں بیٹھا ٹیسٹ کی تیاری کر رہا تھا کہ افتخار میر اس کے کمرے میں آئے اور کسی لڑکی کی بات کر رہے تھے جس سے وہ اسکی نسبت طے کر چکے تھے۔

"تمہیں اگر اس رشتے سے اعتراض ہو گا تو مجھے تمہاری اس فیلڈ سے مسئلہ ہو گا جس کو جوائن کرنے کی خواہش تم رکھتے ہو۔"

آیان آرمی میں جانے کے لیے جس قدر محنت کر رہا تھا،افتخار وہ جانتے تھے اس لیے اپنی بات منوانے کے لیے انہیں اس سے بہتر کوئی حل نہ ملا تھا۔ماں باپ اس کے لیے فکر مند تھے جیسے ہر آرمی میں جانے والے شخص کے ہوتے ہیں۔

"آپ مجھے بلیک میل کر رہے ہیں۔؟"

اس کی بات پر انکا قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔

ل

"ہاہاہاہا! جو مرضی سمجھ لو۔تمہاری بات مان رہا ہوں دل پہ پتھر رکھ کر،تو تمہیں بھی میری ماننی ہو گی۔"

افتخار نے کہا تو آیان کچھ لمحے سوچتا رہا۔وہ یہ سوچ رہا تھا کہ ایک طرف ملک کی محبت ہے تو دوسری طرف اس کی تازہ محبت۔کسی ایک کو قربان کرنا پڑنا تھا۔وطن کی محبت حاوی ہو گئی،پھر بولا۔

"کون ہے وہ؟"

وہ جاننا چاہتا تھا۔اس کے سوال پر افتخار نے ایک ابرو اٹھائی اور مسکرا کر کہا۔

"!!Itx none of your business"

urdunovelsblog

"واہ یہ کیا بات ہوئی۔"

وہ حیران ہوا اور عجیب تاثرات دینے لگا۔

"نکاح والے دن لگ جائے گا پتہ۔ آکر قبول ہے کہہ کر دستخط کر دینا۔"

وہ یہ کہہ کر جگہ سے اٹھ گئے تو پیچھے اس نے آنکھیں گھما کر کہا۔

"پاپا ڈیٹس ناٹ فئیر۔"

آیان کے انداز پر وہ قہقہہ لگا گئے اور ہنستے ہوئے کمرے سے نکل گئے تھے مگر آیان کی دنیا تھم گئی تھی۔ محبت کا مسلئہ تھا۔ دو محبتیں۔ وطن یا حیات۔ اسنے دل کو خاموش کروا کر وطن کو جگہ دے دی اور دل سرد کر دیا۔ پتھر رکھ کر وہ اپنی تازہ ہوتی محبت کو خاموش کروا چکا تھا۔

اگلے روز اسے ٹیسٹ کے لیے جانا تھا تو وہ سر جھٹک کر تیاری میں مصروف ہو گیا۔

oooooooooooooooooooooo

تین ماہ کے اندر اندر آیان نے سارے ٹیسٹ دیے اور اپلائے کر دیا۔ اب وہ آج کل نوٹس آنے کا انتظار کر رہا تھا۔

وہ پورے تین ماہ بعد اسے دیکھ رہا تھا اور ایک لمحے کے لیے فقط ایک لمحے کے لیے اسے پچھتاوا محسوس ہوا تھا پیچھے ہٹنے کا مگر اگلے ہی لمحے وطن کی محبت حاوی ہو گئی تھی۔ اس روز واصف اور جنت کی شادی کی ڈیٹ فکس ہوئی تھی اور جنت نے دونوں سے نہ لڑنے کا وعدہ بھی لیا تھا۔

آیان شادی کے سارے فنکشنز میں خود بھی کشمکش میں رہا تھا اور بات بات پر اسے بھی تنگ کر رہا تھا۔ مگر اسے بس ایک چیز بری لگتی تھی۔ زین کا حیات سے بات کرنا کیونکہ زین کی آنکھوں میں چمکتے محبت کے دیے وہ دیکھ چکا تھا جو حیات کے لیے تھے۔ اور اسے یہ چیز بہت ڈسٹرب کر رہی تھی مگر وہ کچھ کر نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ اس پر کوئی حق نہیں رکھتا تھا۔

oooooooooooooooooooooooooooooo

واصف کے ولیمے کی رات جب سب بیٹھے چھت پر کھیل رہے تھے تو وہ چپکے سے اسے دیکھ رہا تھا، خود سے اور ہر ایک سے نظر بچا کر۔ خود کے دل نے بھی کہاں قبول کیا تھا سب۔ یا شاید دل نے قبول کر لیا تھا مگر زبان ادا کرنے سے قاصر تھی۔

ماحول بھی اتنا خوبصورت تھا اور پھر اسکی آواز، اس کا ہنسنا اسے اٹریکٹ کر رہا تھا۔ وہ حد درجہ تک دل کو قابو میں رکھے ہوئے تھا اور لاکھ پہروں میں رکھنے کے باوجود دل مچل رہا تھا۔ جب سب میں کمپیٹیشن ہو رہا تھا وہ ہر کوشش کر کے خود کو گیم میں انوالو کر رہا تھا مگر اس کی ہنسی اسکا تسلسل توڑ دیتی تھی۔ آیان نے اپنی پسند کا گانا گایا تھا۔

"میں تینوں سمجھاواں کی....

نہ تیرے بنا لگدا جی۔۔۔۔

تو کی جانے پیار میرا۔۔۔۔

میں کروں انتظار تیرا۔۔۔۔

تو دل تو یوں جان میری۔۔۔۔

میں تینوں سمجھاواں کی۔۔۔۔

نہ تیرے بنا لگدا جی۔۔۔۔"

مگر کہیں ایک کونے میں دل نے کہا تھا کہ کیا یہ سامنے بیٹھی جھلی لڑکی کے لیے؟ تو آیان نے نفی میں سر ہلا کر دل کی باتوں کا گلہ گھونٹ دیا تھا۔ پھر جب حیات نے گانا گایا تو وہ مبہوت ہو گیا۔ اس کی آواز کانوں میں رس گھولنے لگی۔

"تم میرے ہو اس پل میرے ہو۔۔۔

کل شاید یہ عالم نہ رہے۔۔۔۔

کچھ ایسا ہو تم تم نا رہو۔۔۔

کچھ ایسا ہو ہم ہم نا رہیں۔۔۔۔

یہ راستے الگ ہو جائیں۔۔۔

چلتے چلتے ہم کھو جائیں۔۔۔۔۔

میں پھر بھی تم کو چاہوں گا۔۔۔۔

اس چاہت میں مر جاؤں گا۔۔۔۔۔

میں پھر بھی تم کو چاہوں گا۔۔۔۔"

urdunovelsblog

اس کے گیت کے بولوں پر وہ دل میں سوچ رہا تھا کی واقعی شاید یہ اس طرح آخری ملاقات ہو۔ پتہ نہیں دوبارہ ایسے سب ملیں یا نہیں۔ کیا معلوم اس کی آرمی میں سلیکشن ہو جائے۔ وہ اس وقت اپنی سلیکشن کا سوچ رہا تھا اور دل میں دعا کی کہ کاش ایسا ہو جائے پھر وہ دوبارہ حیات کے گانے کی طرف متوجہ ہو گیا اور اسے دیکھنے لگا جو بند آنکھوں سے گا رہی تھی۔ ہوا اس کے سر سے سر ملا رہی تھی۔ اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔ وہ ہمیشہ اسے بند آنکھوں میں کیوں پیاری لگتی تھی؟ اس کی آنکھیں جس کی ایک دنیا دیوانی تھی اور وہ بند ہوں تو اسے زیادہ اچھی لگتی تھیں۔ وہ یہی سب سوچ رہا تھا کہ حیات نے آنکھیں کھولیں اور دونوں کی نظریں ملیں۔ اس نے نظروں میں ہی سوال کیا تو آیان نے نظریں پھیر لیں۔

اسے کیا جواب دیتا۔ خود کو تو جواب دے نہیں پا رہا تھا۔

آیان نے صرف یہی سوچ کر اسے اپنی آرمی میں جانے کا نہ بتایا کہ ابھی سلیکشن کنفرم ہی نہیں تھی۔ اسے کوئی نوٹس نہیں آیا تھا۔

ooooooooooooooooooooooooooooooo

پھر وہ وقت بھی آیا جب آیان کی سلیکشن ہو گئی تھی اور پی ایم اے میں چھ ماہ کی ٹریننگ مکمل کر کے وہ گھر لوٹا تھا۔ نفیسہ ہمیشہ اس کے آرمی میں جانے کے خلاف تھی کیونکہ وہ ان کا لاڈلا تھا اور اپنے لاڈلے کو وہ اس کی فرمائش اور ضد پر وطن کے حوالے کر چکی تھیں۔

وہ ہر بار ماں کو سمجھا کر جاتا تھا کہ وہ اب ان کا ہی بیٹا نہیں بلکہ ملک و قوم کی ہر ماں کا بیٹا تھا۔

نفیسہ نے بھی اسے اللہ کی پناہ میں دے دیا تھا۔

oooooooooooooooooooo

وہ اس دن ناشتے کے بعد نفیسہ سے باتیں کر رہا تھا کہ شاہیر کی کال آئی اور وہ ان سے بات کرنے کے بعد تیار ہوا اور ابھی افتخار کے آفس جانے کی غرض سے گاڑی میں بیٹھا ہی تھا کہ راستے میں اسے شاہیر کی دوبارہ کال آئی۔

"جی خالو! خیریت؟"

urdunovelsblog

وہ فون اٹھا کر سیدھا بولا کیونکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اس کی بات ہوئی تھی اور وہ جلد ہی یہ کہہ کر فون بند کر گئے تھے کہ وہ گھر پہنچ کر کال کریں گے۔

"السلام وعلیکم بھائی صاحب۔ آپ اس شخص کے جو بھی لگتے ہیں ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور لاسٹ کال انہوں نے آپ کو ملائی تھی۔ میں انہیں لے کر قریبی ہسپتال آ گیا ہوں۔ آپ ادھر پہنچ جائیں۔"

کوئی انجان آواز میں کہہ رہا تھا۔ اس نے جھٹکے سے گاڑی روکی۔

"واٹ؟؟ کدھر ہوا ہے اور ٹھیک ہیں خالو؟"

اس نے گاڑی ریورس کرتے ہوئے کہا۔ فون کان اور کاندھے کے درمیان تھا۔ دوسری طرف انجان آدمی نے ہسپتال کا ایڈریس سمجھایا اور آیان نے سمجھتے ہوئے گاڑی ہسپتال کی طرف دوڑا دی۔ راستے میں واصف، نواز اور افتخار کو بھی فون کر کے ساری بات بتا چکا تھا۔ وہ ہسپتال میں پہنچا تو انہیں ایمرجنسی میں لے جایا گیا تھا اور آپریشن کا کہا گیا تھا۔ تب تک واصف اور افتخار بھی پہنچ چکے تھے۔ عثمان کو بھی جنت سے اطلاع مل چکی تھی اور وہ اسلام آباد سے نکل گئے تھے۔ واصف آیان کے پاس آیا۔

"آیان! یہاں سب میں اور بابا دیکھ لیتے ہیں۔ تم فوراً خالہ کو لے آؤ اور کوشش کرنا کہ بچوں کو معلوم نہ پڑے۔"

آیان خاموشی سے سر ہلا کر نکل گیا اور حیات اور سعدیہ کے ساتھ ہسپتال واپس پہنچا۔

urdunovelsblog

oooooooooooooooooooo

اسے ہر چیز میں جو چیز کھٹکی تھی وہ شاہیر کا ایبٹ آباد جانا تھا۔ وہ افتخار کے پاس پہنچا اور بولنے لگا۔

"بابا! ایک بات پوچھوں گا۔ سچ سچ بتائیے گا۔ خالو ایبٹ آباد کیوں گئے تھے؟"

اس کے سوال پر وہ گڑبڑائے تھے۔

"آیان! شاہیر کے باپ اور بھائی ہوتے ہیں وہاں تو ان سے ملنے گیا تھا۔"

وہ ٹال گئے مگر آیان نے ان کے چہرے کے اڑے رنگ دیکھ لیے تھے۔

"پاپا! میں نے کہا سچ!!!"

وہ انکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے لفظ چبا چبا کر بولا۔

"اگر تم اپنا منہ بند رکھو گے تو بتاؤ گا ورنہ بھول جاؤ۔"
انہوں نے ہار مانتے ہوئے کہا۔
"ایک تو آپ بلیک میل بہت کرتے ہیں۔ بولیں اب میں سن رہا ہوں۔"
آیان نے کہا تو وہ بولنے لگے۔
"شاہیر کا باپ تو کبھی اس چھوٹی سی بات پر اسے معاف نہ کر سکا کہ شاہیر نے بھابھی سے شادی اپنی پسند سے کی تھی اور اولاد کے لیے اپنا گھر بار چھوڑ دیا تھا۔ مگر اس کا بھائی۔ شاہیر کا ایک ہی بھائی ہے اور وہ بھائی کم اور ناگ زیادہ ہے۔ وہ شروع دن سے شاہیر سے اس کی زہانت کے عوض جلتا تھا۔ شاہیر ہمیشہ پڑھ لکھ کر بزنس کرنا چاہتا تھا۔ طارق ہمیشہ اسے ڈیگریڈ کرتا تھا۔ اس پر سونے پر سہاگہ یہ کہ شاہیر پڑھنے کے لیے باہر گیا تو سب کی نظروں میں مزید عزت حاصل کر لی اور یہی چیز کھٹکتی تھی۔ اسے شاہیر کا ممتاز ہونا کسی طرح قبول نہیں تھا۔ پھر جب شاہیر ان حاسدوں کے ٹولے سے شہر آیا تو کسی طور بھی طارق نے اسے یہاں سیٹ نہ ہونے دیا۔ طارق نہیں چاہتا تھا کہ شاہیر بزنس میں کامیاب ہو اور دوبارہ باپ کی نظروں میں ممتاز ہو جائے۔ اپنے حسد کے عوض وہ بھول بیٹھا تھا کہ وہ اپنے سگے بھائی کی زندگی اس پر تنگ کر رہا ہے۔ پھر شاہیر کو کسی طرح میں نے دوہا میں سیٹ کروایا تھا کیونکہ بلوچ حویلی والوں کی پہنچ کم از کم دوہا تک نہیں تھی۔ ہمیں لگا تھا کہ وقت کے ساتھ طارق کی حسد کم ہو جائے گی مگر وہ تو نا جانے کون کون سے بغض پال کر بیٹھا ہوا تھا۔ دو دن پہلے شاہیر کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا تو وہ ایبٹ آباد پہنچا تھا مگر طارق نے باپ کے زہن میں بھی ایسا زہر بھر دیا ہوا ہے کہ انہوں نے شاہیر کی کوئی بات نہ سنی اور اس کی والدہ کا آخری بار چہرہ بھی نہ دکھایا۔"

افتخار نے کہنے کے بعد ایک گہرہ سانس بھرا جیسے ایک لمبی داستاں مختصر عرصے میں سنا ڈالی ہو۔
"اب تم خدارا کسی کو مت بتانا۔ یہ میرے اور میرے یار کے راز ہیں جس میں اب تم بھی شریک ہو۔"
آیان خاموشی سے سب سن رہا تھا اور ششدر تھا۔
"آپ کو نہیں لگتا کہ یہ ایکسیڈنٹ بھی انکے تایا نے کروایا ہے؟"
"خدارا آیان! اپنی تفشیش کا ٹولہ یہاں مت شروع کر دیں نا۔"

افتخار نے واقعی ہاتھ جوڑ لیے تھے تو وہ خاموش ہو گیا۔اور سوچنے لگا کہ کوئی انسان اپنے سگے بھائی سے اتنی حسد کیسے کر سکتا ہے کہ اس کی مری ہوئی ماں کا چہرہ بھی دکھانے کا روادار نہ ہو۔اسے بہت افسوس ہوا تھا۔اسکی سوچوں کا تسلسل کسی کی سسکیوں کی آواز سے ٹوٹا تھا۔اس کی نگاہ پریئر ایریا کی طرف اٹھی تھی اور قدم خود بخود ادھر چل پڑے تھے۔وہ جانتا تھا یہ حیات تھی۔وہ حیات کے پاس چل دیا۔چھ ماہ۔۔۔۔۔۔۔۔چھ ماہ بعد ملے بھی تو کس حال میں۔وہ حیات کو تسلی دے رہا تھا کیونکہ اسکا رونا آیان کو اذیت دے رہا تھا۔وہ خود بھی تکلیف میں تھا کیونکہ اس کا شاہیر سے دوستوں والا پیار تھا۔

ooooooooooooooooooooooooooooo

ایک ہفتے بعد جب شاہیر گھر گئے تو پھر حیات نے اس سے اسکی فیلڈ پوچھی تھی۔اسے لگا تھا ہر ایک کی طرح وہ اسکے آرمی جوائن کرنے کے فیصلے پر ہنسے گی یا اسے پاگل کہے گی۔اور وہ حیات کے منہ سے ایسا کچھ سننے کا خواہشمند نہیں تھا۔بس اسی ڈر کی وجہ سے وہ بات ٹال گیا اور ایک اچھا وقت گزار کر واپس لوٹ گیا۔اسے اس کا ملک بلا رہا تھا۔اس نے کیپٹن کی حیثیت سے ڈیوٹی جوائن کرنی تھی۔اور وہ اگلے دن ہی پہنچ چکا تھا۔

ooooooooooooooooooooooooooooo

آیان باپ کے کہنے پر خاموش ہو گیا تھا مگر کہیں نہ کہیں اسے کھٹکتا تھا کہ شاہیر کا ایکسیڈنٹ طارق بلوچ نے کروایا ہے۔وہ خاموشی سے واپس چلا گیا تھا اپنی نئی دنیا میں۔جہاں وہ ہر روز ایک نئے مشن کا حصہ ہوتا اور ہر نیا دن اسے سکھا رہا تھا۔جب وطن بلاتا ہے تو لہو کھول اٹھتا ہے اور پھر سب پیچھے رہ جاتا ہے۔بہت پیچھے۔آیان نے بھی سب کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔سب کے حال پر۔مگر اپنی ناکام محبت کا دکھ وہ رات کے کسی پہر ضرور منایا کرتا تھا۔

ooooooooooooooooooooooooo

8ماہ بعد؛

نومبر کا مہینہ تھا اور اسے گھر سے چاچو بننے کی اطلاع آئی تھی۔اس نے شروع سے کہہ رکھا تھا کہ وہ نام رکھے گا مگر وہ سرحد میں ایک مشن میں بری طرح پھنس چکا تھا اور گھر نہ جا سکا۔

"بس اس ہفتے انشاءاللہ سب ہو جائے گا۔ پھر تمہیں مل جائے گی چھٹی۔ ہوپ سو۔"

عمر جو کہ آیان کا ٹریننگ سے ہی دوست تھا چلتے ہوئے بولا۔

"انشاءاللہ! میری بہت خواہش تھی کہ میں بے بی گرل کا نام رکھوں۔ مگر الحمد اللہ جو اللہ کو منظور۔"

وہ ساتھ چلتے ہوئے مدھم مسکراہٹ سے بول رہا تھا۔ چاند کی چاندنی میں اسکی وہ مدھم مسکراہٹ دل کو بھلی معلوم ہوتی تھی۔ پھر کلین شیو اور فوجی کٹ بالوں میں وہ اور بھی خوبرو لگتا تھا۔

"جس طرح سے تم کام کرتے ہو آیان! مجھے امید ہے کہ تم اپنی عمر سے پہلے ہی بہت ترقی کر لوگے۔"

آیان عمر کی بات پر ہنس دیا اور پھر اپنے کیمپز کی طرف چل دیے۔

oooooooooooooooooo

دوسری طرف؛

شاہیر اور افتخار:

(پاکیزہ کی پیدائش والے روز)

اس سب کا پس منظر کچھ یوں تھا کہ شاہیر نے اپنے ٹھیک ہونے کے بعد ایبٹ آباد کا رخ دوبارہ کیا تھا۔ گلے شکوے اپنی جگہ مگر خون بولتا ہے۔ باپ سے معافی مانگنے وہ سر جھکائے بیٹھے تھے۔

"بابا! معاف کر دیں! ایک ہی غلطی کی ہے زندگی میں۔ میں بس اپنی اولاد کا مستقبل چاہتا تھا۔"

وہ سر جھکائے پاس ہی کرسی پر بیٹھے تھے اور سامنے بیٹھے فتح بلوچ گرجے تھے۔ (یا شاید انکے بولنے کا انداز ہی ایسا تھا)

"شاہیر میاں یہیں رہ کر تجھے پالا تھا اور اچھی تعلیم دلوائی تھی۔ جس تھالی میں کھایا اسی میں چھید کر ڈالا تو نے۔ معافی تو بس اب ایک ہی صورت میں ملے گی."

فتح بلوچ نے کہتے ہوئے اپنی سنہری آنکھوں کو طارق بلوچ پر جمایا تو دونوں معنی خیزی سے مسکرا دیے۔ شاہیر نے جھکی ہوئی نظریں اٹھائیں۔

"کیا بابا سائیں؟"

"تجھے اپنی بیٹی کا نکاح طارق کے بڑے بیٹے سے کروانا ہوگا۔ بول منظور ہے؟"

وہ مسکراتے ہوئے بولے تو شاہیر نے ضبط کیا۔ یہاں کوئی اور ہوتا تو اس کو اس کی اوقات بتا دیتے مگر سامنے ان کا بھی باپ تھا۔ شاہیر نے ضبط کیا اور دونوں کو باری باری دیکھا۔

"آپ چاہتے ہیں کہ میں یہاں سے چلا جاؤں تو صاف صاف بول دیں۔"

وہ کہتے ساتھ جگہ سے اٹھ گئے اور اپنی نظر کو فتح پر رکھتے ہوئے بولے۔

"رہی بات میری بیٹی کی تو وہ بہت چھوٹی ہے بابا سائیں۔ میں معذرت خواہ ہوں ایسا کسی صورت بھی ممکن نہیں ہے۔ میری بیٹی نہیں۔ کبھی نہیں۔"

وہ سختی سے کہہ کر نکل رہے تھے کہ فتح بلوچ بولے۔

"تو بھول جاؤ پھر کہ تمہیں میں اپنے جنازے پر آنے کی اجازت دوں گا۔ طارق میرے جنازے پر اگر یہ آ بھی گیا تو اسے میرا منہ مت دکھائے کوئی۔"

شاہیر نے انکی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ ایک طرف جگر کا ٹکڑا بیٹی تھی اور دوسری طرف اس کا باپ جس کا وہ خون تھا۔ کیا کرتے؟ وہ ایک سخت نظر طارق پر ڈالتے وہاں سے نکل آئے۔

"اسکی اتنی ہمت کہ میرے منہ پر انکار کر گیا۔"

طارق نے غصے سے کہتے ہوئے دروازے کی طرف قدم بڑھائے۔

"طارق!! واپس آ۔ کسی کی بیٹی کھلونا نہیں ہوتی، اگر وہ نہیں کرنا چاہتا تو ہم زبردستی نہیں کر سکتے۔"

فتح بلوچ نے سختی سے کہا تھا تو طارق کے پیچ ڈھیلے ہوئے تھے مگر وہ دل میں اس چیز کے بدلے کا ارادہ رکھتا تھا مگر بہترین وقت پر۔ حیات کو تو وہ ہر صورت میں اسی حویلی میں لا کر چھوڑنے کا ارادہ رکھتا تھا۔

یہی باتیں شاہیر کو حویلی والوں کی بری لگتی تھیں۔ وہ مقدر میں لکھی چیزوں کو قبول کرنے کی بجائے، زبردستی چیزوں کو اپنے مقدر میں لکھوانے کی کوشش کرتے تھے۔ کوشش ضروری ہوتی ہے مگر جائز کاموں میں۔

شاہیر بلوچ پاکیزہ کو دیکھنے کے بعد گاڑی اور افتخار کے ساتھ اکیلے آئے تھے اور انہیں سارا مسئلہ بتا رہے تھے۔

"شاہیر یہ بہت غلط ہے سب۔ تمہیں ان سے بات کرنی چاہیے اور انہیں سمجھانا چاہئے۔ ایسے تو سب خراب ہو جائے گا۔"

urdunovelsblog

افتخار نے پریشانی سے ڈرائیونگ کرتے ہوئے کہا۔ شاہیر فرنٹ سیٹ پر بیٹھے تھے۔

"میں بات ہی تو کرنے گیا تھا ان کے پاس۔ مگر وہ سمجھ ہی نہیں رہے۔"

شاہیر پریشانی سے گویا ہوئے۔

"تو تم نے کیا سوچا پھر؟"

افتخار نے سوال کرتے ہوئے شاہیر کے چہرے کے تاثرات جانچے تھے۔

"سوچنا کیا ہے افتخار۔ وہ جہالت سے بھرپور رسم ورواج والی حویلی کو چھوڑ کر یہاں آیا تھا۔ میں نے اپنے بچوں کو اس سب سے بچا کر رکھا ہوا تھا اور اب وہ چاہتے ہیں کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

شاہیر نے نخوت سے کہتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"تمہیں کوئی اور فیصلہ کرنا ہوگا شاہیر۔ وہ لوگ اچھے نہیں ہیں۔ سر پھرے اور پاگل ہیں۔ کہیں بچی کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔"

افتخار نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"افتخار کیا کروں تم ہی بتاؤ۔"

وہ بے بسی سے بولے تھے۔

urdunovelsblog

"نکاح"

افتخار نے یک لفظی جواب دیا۔

"مگر افتخار وہ بہت چھوٹی ہے ابھی۔"

شاہیر نے بے بسی سے کہا۔

"میں شادی کا نہیں کہہ رہا۔ میں نکاح کا کہہ رہا ہوں۔ نکاح میں ہوگی کسی کے تو محفوظ رہے گی۔"

افتخار نے سمجھداری سے کہا تو شاہیر سوچ میں پڑ گئے۔

یہ تو وہ جانتے تھے کہ کس سے نکاح کا افتخار کہہ رہا تھا مگر وہ سوچ رہے تھے کہ دونوں بہت چھوٹے ہیں۔ آیان تو پھر سمجھدار ہو گیا ہے۔ انکی حیات ابھی بہت چھوٹی ہے اور ابھی وہ یہ قبول کر بھی نہیں پائے گی۔

ooooooooooooooooooooooooooooo

وہ نومبر کے اختتام پر لاہور آیا تھا اور معلوم ہوا تھا کہ حیات نام رکھ چکی ہے۔ پاکیزہ۔ اس نے اعتراض نہ کیا کیونکہ اسے بھی نام پسند آیا تھا۔

ooooooooooooooooooooooooooooo

7 ماہ بعد:

جون کے اختتام پر وہ لاہور آیا ہوا تھا ایک ہفتے کی چھٹی پر۔ اسی طرح وہ مہینوں غائب رہتا تھا۔ کبھی اسلام آباد، کبھی لاہور کبھی کراچی کہیں اور کبھی کہیں۔ وہ اپنی لگن، صلاحیت اور قابلیت کی بنا پر بہت جلد اپنے سینئرز کی نظر میں آگیا تھا۔ آج کے دن ہی حیات شاہیر کا سیکنڈ ائیر کا آخری امتحان تھا۔ گھر آتے ہی معلوم ہوا کہ افتخار اور نفیسہ ہسپتال شاہیر کے پاس گئے ہیں۔ وہ فوراً نکلنے لگا تبھی دونوں گھر میں داخل ہوئے۔

"کیا ہوا ہے خالو کو؟"

آیان اضطراب سے بولا۔

"حوصلہ! ٹھیک ہیں وہ۔ ماں سے تو مل لو۔"

افتخار نے یاد کروایا تو وہ تمیز سے نفیسہ سے ملا اور پھر کچھ دیر انکے پاس ہی بیٹھ گیا۔ جیسے ہی نفیسہ کچن دیکھنے کی غرض سے کمرے سے باہر نکلیں۔ آیان گہرے تاثرات سے باپ کی جانب مڑا۔

"سچ سننا ہے مجھے."

وہ افتخار کی طرف پورا گھومتے ہوئے بولا۔

"آیان!"

وہ کچھ کہہ کر ٹالنے لگے کہ آیان نے ٹوکا۔

"بابا نہیں۔ سچ۔ کیا ہوا تھا خالو کو۔؟"

آیان دوٹوک لہجے میں بولا۔

"بی پی شوٹ کر گیا تھا۔ کیا ہو گیا ہے؟"

افتخار نے نارمل لہجے میں کہا۔

"یونہی بی پی شوٹ نہیں ہو جاتے۔ آپ بول رہے ہیں کہ نہیں؟"

آیان نے گہری کالی آنکوں سے باپ کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ تو افتخار ہار مانتے ہوئے مجبوراً پاکیزہ کی پیدائش پر ہونے والا واقع اسے بتا گئے اور یہ بھی کہ طارق دھمکیاں دینے پر اتر آیا ہے کہ وہ اگر حیات کو حویلی میں نہ بیاہا تو اب سیدھا گولی شاہیر کے سینے میں اتارے گا۔ یہ سن کر آیان کتنے لمحے خاموش رہا۔ یقین کرنا مشکل تھا کہ سگا بھائی اپنے بھائی کو قتل کرنے کی دھمکی دے رہا ہے۔

"مگر وہ حیات سے کیوں نکاح کروانا چاہتے ہیں جبکہ خالو کو تو وہ پسند بھی نہیں کرتے."

آیان نے وہ پوچھا جو سب سے زیادہ کھٹک رہا تھا کیونکہ کہاں برداشت تھا اس کا نام کسی اور نام کے ساتھ، حالانکہ محبت کا جنازہ نکل چکا تھا مگر اسکی قبر کی مٹی ابھی بھی تازہ تھی اور جن محبتوں کو قبر میں دفنایا جاتا ہے انکی مٹی تاعمر تازہ رہتی ہے۔ کیونکہ انسان خود کو بھول سکتا ہے مگر اپنی پہلی محبت کو نہیں۔

"بیٹی کا باپ لوگوں کی نظر میں کمزور ترین انسان ہوتا ہے۔ وہ حیات کا نکاح اپنے بیٹے سے کروا کر صرف اور صرف شاہیر کو تاعمر اپنے سے کمزور بنا کر رکھنا چاہتا ہے۔ ہمیں مسئلہ نکاح سے نہیں ہے مگر وہ لوگ اچھے نہیں ہیں، پاگل سے سائیکو پیتھ قسم کے لوگ ہیں۔ صرف حیات کو نقصان پہنچائیں گے۔"

افتخار کے کہنے پر وہ خاموش سا ہو گیا اور پھر کچھ دیر بعد گویا ہوا۔

"تو آپ لوگوں نے کیا حل سوچا ہے اس کا؟"

"ہم حیات کا نکاح کروا رہے ہیں۔"

افتخار نے کہہ کر آیان کے چہرے کے تاثرات جانچے جس کا سانس ایک لمحے کو تھما تھا اور پھر خود کو نارمل کرتے ہوئے بولا۔

"وہ تو بہت چھوٹی ہے۔"

"صرف نکاح کروا رہے ہیں۔ رخصتی اس کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد ہو گی۔"

وہ کچھ نہ بولا اور کسی غیر مرئی نقطے کو گھورنے لگا۔افتخار اپنے بیٹے کو جانچ رہے تھے۔

"پوچھو گے نہیں کس سے ؟"

کمرے کی خاموشی کو افتخار کی آواز نے توڑا۔

"کس سے."

پسماندہ آواز۔

"تم سے۔"

افتخار کے جواب پر وہ تیر کی طرح سیدھا ہوا تھا۔

"واٹ ؟؟؟؟ وہ نہیں مانے گی۔"

آیان نے گڑبڑا کر کہا۔

"وہ مان جائے گی۔اگر تمہیں مسلئہ ہے تو اپنے تک رکھو۔"

افتخار نے سختی سے کہا تو وہ مسکرادیا۔

"اگر وہ مان جائے گی تو مجھے کوئی مسلئہ نہیں۔"

من میں لڈو پھوٹ رہے تھے اور چہرے پر مسکراہٹ تھی۔مگر ایک تشویش بھی تھی،وہ یہ کہ حیات شاہیر بلوچ اسے شوہر کے طور پر قبول کرے گی؟

"اسی جمعے کو نکاح ہے اور بہت سادگی سے ہو گا کیونکہ بلوچ حویلی میں بھنک بھی نہ پڑے۔"

افتخار نے بتایا تھا۔

" اور گھر والوں کو کیا بتانا ہے ؟"

آیان نے فکرمندی سے پوچھا۔

"گھر والوں کو میں دیکھ لوں گا۔آدھا سچ اور آدھا جھوٹ۔تمہارے چاچا چاچی تک بھی یہ بات نہ جائے۔میں خود ڈیل کروں گا سب کو۔"

افتخار کے کہنے پر وہ سر ہلا گیا اور کمرے سے نکل گیا۔

urdunovelsblog

oooooooooooooooooooooooooo

نکاح کے بعد جب وہ گھر آیا تو شکرانے کے نفل ادا کرنا نہ بھولا تھا کیونکہ اپنی ناکام محبت، جس کا وہ جنازہ پڑھ چکا تھا۔ آج اسکے ساتھ اس کی محرم بن کر اس کی زندگی میں آئی تھی۔ خدا بھی کس طرح سے نوازتا ہے نا۔ ہماری سوچ سے پڑے۔ ہماری سمجھ سے بالاتر۔

oooooooooooooooooooooooooo

یکم جولائی؛(شاہیر کی وفات کے روز)

"آج واپسی کی تیاری ہے پھر؟"

حاذق چلتا ہوا اس کے عین سامنے آن کھڑا ہوا۔

"ہاں بس چلتے ہیں اب۔"

آیان مسکرا کر بولا۔

"یہ تم دو دن سے جو مسکرا رہے ہو۔ کیا کمینہ پن ہے جو چھپا رہے ہو؟"

حاذق نے مشکوک نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو وہ بے ساختہ ہنس دیا۔ ایک چمک تھی اس کی ہنسی میں۔ دو دن وہ بہت مصروف رہا تھا جس کی وجہ سے دوبارہ حیات سے بات نہ ہو سکی تھی۔

" بس یار! یہ کمینہ پن نہیں ہے۔ قسمت ہے جگر۔"

آیان نے آنکھ دبائی اور شوز کے تسمے بند کیے۔ تبھی اس کا فون بجا۔ اس نے سرسری سی نگاہ ڈالی 'پاپا کالنگ' سکرین پر جگمگا رہا تھا۔ حاذق اسے خدا حافظ کہتا ہوا کمرے سے نکل گیا تو اس نے کال اٹھائی۔

"آیان میری بات سنو! میرے خیال سے ہمیں کوئی فالو کر رہا ہے۔ ہم نے تمہیں بہت امپورٹنٹ بات بھی بتانی ہے تو ایسا کرو میں لوکیشن بھیج رہا ہوں وہاں پہنچ جاؤ۔"

آیان کے کال اٹھاتے ہی افتخار کی جگہ شاہیر نے تیزی سے بولا اور فون کاٹ دیا۔

"ہیلو۔۔؟"

اتنی عجلت پر اسے پریشانی ہوئی تھی۔دن کے دس بھی نہیں بجے اور یہ لوگ کدھر ہیں بھلا۔آیان سوچتے ہوئے گاڑی کی چابی اور والٹ سنبھالتا نکلا تھا اور ساتھ ہی موبائل پر لوکیشن دیکھنے لگا۔

وہ بیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد مطلوبہ جگہ پہنچا۔افتخار اور شاہیر پہلے ہی موجود تھے۔وہ ایک سنسان علاقہ تھا۔اور یہی شاہیر لوگوں نے غلطی کی تھی۔اگر کوئی آپ کو فالو کر رہا ہے تو کسی سنسان علاقے میں جانے کی بجائے انسان کو بھیڑ میں جانا چاہیے ہے۔

آیان گاڑی کا دروازہ بند کرتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ سے نکلا ہی تھا کہ شاہیر نے کال کر کے اسے اپنی گاڑی میں آنے کا کہا۔وہ چلتا ہوا ادھر ادھر نگاہیں دوڑا رہا تھا۔دور اسے عمیر کی کرولا نظر آئی جو سڑک کے دوسری جانب تھی۔وہ ابھی سڑک پار کرنے ہی والا تھا کہ مخالف سمت سے ٹرک آیا اور افتخار یا شاہیر کے کسی بھی عمل سے پہلے ہی وہ گاڑی کو ایک زبردست جھٹکے سے دور گرا گیا۔آیان نے جھک کر پاؤں کے قریب سے پسٹل نکالی اور ٹرک کا نمبر نوٹ کیا۔ساتھ ہی ایک فائر وہ اسکے ٹائر پر کر چکا تھا مگر ٹرک جتنی سپیڈ سے آیا تھا اسی سپیڈ سے وہاں سے نکل گیا۔

آیان پھرتی سے بھاگتا ہوا شاہیر کی گاڑی تک آیا جو الٹ چکی تھی۔اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا تو شاہیر کا خون میں لت پت وجود سامنے تھا مگر سانسیں برقرار تھیں۔اس نے کوشش کر کے شاہیر کو گاڑی سے نکالا تو دیکھا کہ انکی ٹانگ بری طرح زخمی تھی۔وہ وہیں انہیں سڑک پر لٹا گیا۔ارد گرد کوئی بشر نہ تھا۔

"افتخار۔۔۔"

شاہیر کی آواز کسی پستی سے آ رہی تھی۔آیان نے سمجھتے ہوئے سر ہلا دیا اور گاڑی کی دوسری طرف بڑھا۔فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تو اس کا باپ بھی خون میں لت پت تھا البتہ وہ ہوش و حواس میں تھے۔آیان کے سہارے وہ باہر آئے تھے تو انکا بائیاں بازو بری طرح زخمی تھا۔آیان باپ کو لیے شاہیر کے پاس پہنچا جو گہرے گہرے سانس لے رہے تھے۔

"حیات۔۔۔۔"

وہ تکلیف میں بس بار بار یہی دہرا رہے تھے۔افتخار خود بھی خون میں لت پت تھے مگر اپنے زخمی بازو کو پکڑے گھٹنوں کے بل شاہیر کے پاس بیٹھے۔ان کے ماتھے سے خون کی بوندیں بارش کے قطروں کی طرح ٹپک رہی تھیں۔

"آیان! پانی لاؤ فوراً۔"

افتخار نے سر اٹھا کر بیٹے کو کہا تو وہ فوراً سڑک کے دوسری جانب اپنی گاڑی کی طرف بھاگا اور شاید یہی غلطی آیان نے کی تھی۔

"شاہیر! شاہیر ہمت مت ہارو آنکھیں کھلی رکھو شاہیر."

افتخار اپنی حالت سے بے پرواشاہیر کا سر گود میں رکھے بول رہے تھے۔ شاہیر افتخار کی نسبت زیادہ زخمی ہوئے تھے۔
آیان نے جیسے ہی بوتل ہاتھ میں پکڑی اور گاڑی کا دروازہ بند کیا تو فضامیں گولیوں کی آواز گونجی۔ وہ سیکنڈز کے اندر جھک کر اپنی پسٹل نکال چکا تھا۔ شاہیر اور افتخار پر گولیاں برس رہی تھیں مگر برسانے والے منظر میں نہیں تھے۔ جب پیٹھ پیچھے وار کیے جائیں تو مقابلہ مشکل ہو جاتا ہے۔ آیان بھرپور انداز سے اپنے پسٹل سے جوابی کارروائی کر رہا تھا مگر وہ جانتا تھا میگزین بہت جلد خالی ہونے والی تھی۔ وہ کسی طرح افتخار لوگوں تک پہنچنا چاہتا تھا، اسی لیے وہ بغیر خوف کھائے برستی گولیوں میں سڑک پار کرنے لگا جب ایک گولی اس کی ٹانگ کو چھو کر گزری تھی۔ آیان منہ کے بل گرا اور ہلکی نیلی پینٹ پر خون کے دھبے واضح ہو گئے۔ وہ اٹھا اور اس سے پہلے کے وہ شاہیر لوگوں تک پہنچتا، فائرنگ رک گئی اور فضا ساکت ہو گئی۔ دو جیپیں زناٹے سے پاس سے گزر گئیں۔ آیان جب پہنچا تو دیر ہو چکی تھی۔ اسکا باپ اور خالو دنیا سے بیگانہ وہاں پڑے تھے۔ وہ گھٹنوں کے بل گرا اور اتنی زور سے چیخا کہ در وزمین دہل گئے۔ وہ بھاگتا ہوا آنسوؤں کا گلا دباتا ان تک آیا تو دیکھا کہ افتخار کا ہاتھ شاہیر کے ہاتھ میں قید تھا۔ کیا دوستی نبھائی تھی یاروں نے۔

وہ بے دردی سے آنسو پونچھ کر واپس گاڑی کی طرف پلٹا اور اپنی گاڑی میں دونوں کو لٹا کر ہاسپٹل لے آیا۔ وہیں اس نے عمیر کو کال کی اور واصف کو اطلاع دی۔
مگر وہ ابھی کسی کو کچھ بھی بتانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ کیونکہ وہ ابھی خود بھی نہیں جانتا تھا کہ سب کیسے اور کیوں ہوا ہے اور کس نے کروایا ہے۔
اسکی ٹانگ پر بینڈیج ہوئی تھی اور مکمل ریسٹ کی ہدایات ملی تھیں مگر پرواہ کسے تھی۔ وہ اپنی بینڈیج کروا کر لنگڑاتا ہوا ڈاکٹر کے پاس پہنچا۔
"سوری مسٹر میر۔ آپ کے فادر اور خالو کی ڈیتھ ہسپتال آنے سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔"
ڈاکٹر نے مؤدبانہ انداز میں افسوس سے بولا۔

"اس شہر میں دو ہزار ایک سو چونیتس ہسپتال ہیں۔ جانتے ہیں میں صرف آپ کے پاس کیوں آیا؟"

ڈاکٹر احمد کچھ نہ بولے۔

"کیونکہ میرا کام صرف آپ کر سکتے ہیں۔"

"کون سا کام؟"

وہ بالکل حیران نہ ہوئے۔ آیان کے بہت احسان تھے ان پر۔ جب سے وہ فوج میں گیا تھا، تب سے ڈاکٹر احمد اس سے تین فیور زلے چکے تھے اور دونوں کے بہت اچھے تعلقات بھی تھے۔

"کام یہ ہے کہ خاندان والوں کو یہی پتہ لگنا چاہئے کہ یہ نارمل ایکسیڈنٹ ہے۔"

وہ سرد لہجے میں بولا۔ ہر قسم کے جذبات سے عاری۔

"آیان! یہ سراسر ایک پولیس کیس تھا مگر تمہارے کہنے پر میں نے پولیس کو انوالو نہیں کیا۔ تمہیں پولیس سے مدد لینی چاہیے۔ اتنا بڑا قاتلانہ حملہ۔ یہ پوری پلاننگ تھی آیان۔ مسٹر شاہیر کو چار گولیاں لگی ہیں اور تمہارے فادر کو دو گولیاں۔ تم پھر۔۔۔۔"

وہ مزید کچھ کہہ رہے تھے کہ آیان نے ان کی بات کاٹی۔

"آپ بس میرا کام کر دیں۔ فیملی میں سے کسی کو یہ علم نہیں ہونا چاہیے کہ یہ قتل ہے۔ کیونکہ میرے اندازے کے مطابق جو لوگ اس میں انوالو ہیں ان کی اپروچ اتنی ہے کہ وہ جج کو بھی خرید سکتے ہیں تو میں اس معاملے کو خود ہینڈل کروں گا۔

".In my own way

وہ کسی غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ڈاکٹر احمد نے سمجھ کر سر ہلا دیا۔ وہ انہیں ایک نظر دیکھ کر باہر نکل آیا۔ ابھی اسے بہت کچھ کرنا تھا۔ وہ یہ بات ہر ایک سے تو چھپا نہیں سکتا تھا اور چھپا بھی لیتا تو کتنی دیر۔ پھر عمیر سے چھپانے کا وہ ارادہ نہیں رکھتا تھا کیونکہ اس کا بھی باپ تھا۔ البتہ واصف کو بتانے کا وہ ابھی ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

"آیان کیسے ہوا ایکسیڈنٹ۔ کیسے ہیں بابا؟"

عمیر بھاگتا ہوا اس تک پہنچا، پیچھے سے تیز قدموں سے سعدیہ بھی چلتی ہوئی آرہی تھی۔

urdunovelsblog

"دونوں نہیں رہے۔"

آیان نے آہستگی سے کہا۔

"دونوں؟؟"

سعدیہ نے نا سمجھی اور اضطراب سے اسے دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ عمیر کو اس نے افتخار کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں اطلاع نہیں دی تھی اور اسی طرح واصف کو شاہیر کے ایکسیڈنٹ کی اطلاع نہیں دی تھی۔اس سے پہلے وہ کچھ بولتا، تبھی واصف اور نفیسہ وہاں پہنچے تھے۔

"آیان! پاپا کیسے ہیں۔کیسے ہوا ایکسیڈنٹ؟"

واصف نے تیز تنفس سے پوچھا۔

"دونوں نہیں رہے."

آیان نے وہی جواب دیا.

"کیا کہہ رہے ہو تم؟؟"

نفیسہ نے نا سمجھی اور اضطراب سے کہا۔

"پاپا اور خالو نہیں رہے۔"

آیان نے اب کی بار تھوڑے یقین دلانے والے لہجے میں کہا تھا۔

"کیا بکواس ہے یہ سب.ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

واصف چیخا تھا تو آس پاس کے لوگ افسوس سے انہیں دیکھنے لگے۔نفیسہ اور سعدیہ تو ششدر کھڑی تھیں اور عمیر تو چپ سا ہو گیا تھا۔

"میرے باپ کا جنازہ میر ہاؤس سے ہی اٹھے گا اور میں فون کر چکا ہوں عمر کو۔دو قبریں ساتھ ساتھ بنوا دے اور جنازے کا ٹائم عصر کے بعد ہو گا۔شاہیر خالو کو زیادہ دیر نہیں رکھ سکتے کیونکہ انکی حالت زیادہ کریٹیکل تھی تو انکا جنازہ ظہر کے بعد ہو گا۔"

آیان سرد لہجے میں بغیر کسی تاثر کے بول رہا تھا۔

urdunovelsblog

"تم کیا بکواس کیے جا رہے ہو؟"

واصف نے غصے سے کہا۔ دماغ یہ چیز قبول نہیں کر رہا تھا۔

"یہ بکواس نہیں ہے وقت کا تقاضا ہے۔"

آیان نے کہا تو واصف اسے تاسف سے دیکھنے لگا۔

"عمیر مجھے تم سے بات کرنی ہے اور خالہ ابھی گھر والوں کو کچھ مت بتائیے گا۔"

گھر والوں سے مراد سب جانتے تھے کون ہے۔

"واصف بھائی آپ زرااب ہسپتال کے معاملات دیکھ لیں اور ڈاکٹر احمد کے علاوہ کسی کے پاس بھی جانا بے کار ہے."

آیان کہتا ہوا خاموش کھڑے عمیر کے پاس آیا اور اسے لے کر ہسپتال کے گارڈن میں آ گیا۔

"عمیر میں تمہیں جو باتیں بتانے جا رہا ہوں وہ بہت صبر اور ہمت سے سننا۔ میں تمہیں ایک ایسے راز میں شریک کرنے جا رہا ہوں جو خالو، پاپا اور میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ خالو اور پاپا کا ایکسیڈنٹ نہیں قتل ہوا ہے۔"

آیان نے بغیر تمہید باندھے کہا تھا جبکہ عمیر کو دو سو واٹ جھٹکا لگا تھا۔

"واٹ؟؟؟؟ آیان تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم ہوش میں تو ہو۔ میرے بابا اور خالو کو کوئی کیوں مارے گا۔

".I can't believe this

عمیر قریباً چیختے ہوئے بولا تھا۔

"عمیر میں نے کہا نا تحمل اور صبر سے سننا۔ سب بتاؤں گا۔"

اس کی بات پر وہ ڈھیلا ہوا مگر بے چینی صاف ظاہر تھی۔

"شاید تمہارے لیے یہ ہضم کرنا مشکل ہو مگر جو سچ ہے وہ میں تمہیں آج بتا دینا چاہتا ہوں تا کہ وہ میری موت کے ساتھ دفن نہ ہو جائے ہمیشہ کے لیے۔ تمہارے تایا طارق بلوچ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس نے ساری بات عمیر کو بتا دی۔

"مگر اس سب سے کیا مراد ہے؟ بابا اور خالو کا قتل؟؟ کیوں؟؟ کیسے؟ میں سمجھ نہیں پا رہا۔"

عمیر نے ضبط کرتے ہوئے نا سمجھی سے کہا۔

urdunovelsblog

"حیات! وہ حیات کا رشتہ اپنے بڑے بیٹے سے کروا کر شاہیر خالو کو ہمیشہ اپنے انڈر رکھنا چاہتے تھے۔ شاہیر خالو کو مسئلہ رشتے سے نہیں تھا۔ مسئلہ اس حویلی میں رشتہ کرنے سے تھا۔ انہیں معلوم تھا وہ حیات کو ذہنی طور پر ٹارچر کریں گے کیونکہ وہ سب دماغی مریض ہیں۔ وہ حیات کو مارنے کی اور اٹھوانے کی دھمکیاں دیتے تھے۔ شاہیر خالو نے پاپا کے کہنے پر میرا اور حیات کا نکاح کروا دیا۔ جب اس نکاح کا تمہارے دادا کو علم ہوا تو انہوں نے شاہیر خالو کو عاق کر دیا۔ خالو ایک آخری بار انہیں منانے گئے تھے اور وہ نہ مانے تو خالو خاموشی سے لوٹ آئے۔ اور یہ ساری بات وہ پاپا کو بتا رہے تھے کہ کسی گاڑی نے انہیں فالو کرنا شروع کر دیا۔ وہ کسی طرح ایک سنسان علاقے میں انہیں لانے میں کامیاب ہو گئے۔ تو وہاں پہلے گاڑی کو ہٹ کیا گیا اور پھر گولیاں بھی چلائی گئیں۔ اور مجھے پورا یقین ہے کہ یہ سب طارق بلوچ نے کروایا ہے۔"

آیان نے ہر نقطے کو تفصیل سے سمجھاتے ہوئے جواب دیا تھا۔ عمیر نے سمجھ کر سر ہلایا۔ تکلیف کے آثار چہرے پر واضح تھے۔

"مگر ہمارے پاس کوئی پروف نہیں ہے۔"

عمیر نے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"یہی تو۔۔۔ ہم اس وقت خالی ہاتھ ہیں۔ ایک سکیور ون پر۔"

"کیا ہم پولیس سے مدد نہیں لے سکتے؟"

عمیر نے بے چینی سے استفسار کیا۔

"نہیں! تمہارے تایا کی اپروچ بہت اوپر تک ہے۔ میں اس معاملے کو خود ڈیل کروں گا مگر بہت وقت لے گا۔ خفیہ طور پر سب کرنا ہو گا اور تمہیں مجھ پر بھروسہ رکھنا ہے کیونکہ اب ایک نئی جنگ شروع ہونے کو ہے۔"

آیان نے خون برساتی آنکھوں سے کہا تھا۔

"مجھے کیا کرنا ہو گا؟"

عمیر نے گہری سانس بھرتے ہوئے کہا۔ دل کی حالت ایسی تھی کہ ابھی چیخ چیخ کر رو دے مگر وہ بڑا تھا اور اسے بڑا بن کر دکھانا تھا۔ بڑے بہن بھائی اپنی ساری زندگی صرف بڑا بن کر دکھانے میں گزار دیتے ہیں۔ خود کے احساسات کو وہ کچرے کے ڈبے میں پھینک دیتے ہیں۔

urdunovelsblog

"تمہیں صرف خاموش رہنا ہو گا کیونکہ وہ لوگ مجھے مارنے کی کوشش لازماً کریں گے۔اور اگر میں مر جاتا ہوں تو تمہیں اس راز کو کسی بھروسہ مند انسان تک منتقل کر کے اس پر کوشش کرنی ہو گی۔طارق بلوچ کو وہاں پر لا کر ماروں گا جہاں اس کی سوچ ختم ہو رہی ہو گی۔"

آیان نے ضبط کرتے ہوئے مٹھیاں بھینچ کر لبوں پر رکھی تھیں۔

"مگر اس سب میں افتخار خالو کا کیا قصور تھا؟"

عمیر کو دکھ ہو رہا تھا اور بہت زیادہ ہو رہا تھا۔ایک ساتھ دو انتہائی انمول رشتے وہ کھو چکا تھا۔

"شاہیر خالو کے سب سے بڑے رازدار پاپا ہی تھے اور طارق بلوچ یہ جانتا تھا،اسی لیے اس نے ہر راز کو دفنانے کے لیے پاپا کو بھی نہ چھوڑا۔"

عمیر نے سمجھ کر سر ہلایا۔اس کا انگ انگ تکلیف میں مبتلا تھا۔

"آیان!"

عمیر نے کچھ یاد کرتے ہوئے اسے پکارا جو نا جانے کیسے خود پر ضبط کیے بیٹھا تھا۔

"ہنہنہ؟"

آیان نے سوالیہ ابرو اٹھائی۔

"حیات کو کیسے سنبھالیں گے؟ وہ بہت زیادہ جذباتی ہے پاپا کے معاملے میں اور خالو کو تو وہ بابا کی جگہ سمجھتی ہے."

عمیر نے کہا تو آیان کچھ دیر سوچ میں مبتلا ہو گیا اور پھر بولا۔

"وقت و حالات کا تقاضا ہے کہ حیات کو پاپا کی موت کا نہ بتایا جائے۔"

آیان نے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔اسی چیز کی تو سب سے زیادہ فکر تھی اسے۔

"یہ تو بہت غلط ہے۔ایسی باتیں نہیں چھپتی۔"

عمیر نے کہا تو آیان نے نگاہیں اٹھائیں۔

"چھپائیں گے۔یہی بہتر ہے۔دو اموات کا صدمہ وہ نہیں سہہ سکتی سپیشلی دو ایسی اموات جو اس کے سب سے قریب ہوں."

آیان نے کہا تو عمیر نے سر ہلا دیا تبھی واصف ان تک آیا۔

"آیان ڈاکٹر احمد بلا رہے ہیں۔"

واصف رندھے ہوئے لہجے میں بولا۔

"جی اچھا۔"

وہ کہتا ہوا اندر چلا گیا۔ وہ چھوٹا تھا مگر بڑا ہونے کا ثبوت دے رہا تھا۔

تین گھنٹے بعد دو میتیں الگ الگ راہوں پر چل پڑیں۔

دو خاندانوں کے سربراہ چھن گئے۔

وہ دو اموات نہیں تھیں، وہ دو خاندانوں کے زوال کا وقت تھا۔

آزمائش کا وقت تھا۔

آیان کے کپڑے خون سے بھرے ہوئے تھے سو وہ واصف کے کہنے پر کپڑے بدلنے گھر گیا تھا اور تبھی اس کے باپ کی میت بھی گھر آئی تھی۔ چونکہ جنازہ پہلے شاہیر ولا سے اٹھنا تھا تو آدھے لوگ شاہیر ولا تھے اور جو لوگ شاہیر ولا تھے انہیں افتخار کی موت سے لاعلم رکھا گیا تھا۔ حیات کی حالت کا سوچ کر وہ تشویش میں مبتلا تھا۔ ہر ایک کو جیسے چپ ہی لگ گئی تھی۔ شاہیر ولا اور میر ہاؤس میں قیامت کا سماں تھا۔ اس ساری پریشانی میں بھی اسے حیات یاد تھی۔

وہ جب شاہیر ولا پہنچا تو میت کو گھر سے باہر نکالا جا رہا تھا، اس نے فوراً کاندھا دیا تھا۔ ایک نظر دیکھا ضرور تھا مگر ہجوم ہونے کی وجہ سے وہ نظریں موڑ گیا۔

شاہیر کی نمازِ جنازہ کے بعد افتخار کا جنازہ تھا اور عصر کی نماز ادا کر کے اس نے باپ کا جنازہ بھی کاندھوں پر اٹھایا تھا۔

تدفین کے بعد جب سب لوٹ گئے تو آیان آنے کا کہہ کر دوبارہ قبروں کی طرف لوٹا تھا۔

"آپ نے بتا دیا پاپا کہ آپ کو اپنی دوستی سے زیادہ کچھ عزیز نہیں تھا۔ ایسے کوئی کرتا ہے؟ خالو آپ تو میرے دوست تھے مگر پھر بھی کسی نے میرا نہیں سوچا کہ کیسے میں اپنی زندگی کی عزیز ترین ہستیوں کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتاروں گا! کیا

بیتی ہے مجھ پر اپنی عزیز ہستیوں کو کفن میں لپٹا دیکھ کر۔ پاپا اور خالو مجھے آپ سے ہمیشہ یہ گلہ رہے گا کہ آپ لوگوں نے مرتے دم تک صرف دوستی ہی نبھائی۔ ہمارا نہ سوچا پھر۔"

وہ زاروقطار روتے ہوئے دونوں قبروں کی نم مٹی پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ دونوں قبروں کے پاؤں کی طرف بیٹھے، وہ دائیاں ہاتھ باپ کی قبر پر اور بائیاں ہاتھ دوست جیسے خالو کی قبر پر پھیر رہا تھا۔

تبھی اسکا موبائل وائبریٹ ہوا۔ وہ پہلے ہی ایمرجنسی میں چھٹی اپلائی کر چکا تھا۔ وہ اٹھا اور قبرستان سے نکل کر بے دردی سے آنسو پونچھے۔ گاڑی میں بیٹھ کر خود کو کمپوز کیا اور دوبارہ آنے والی کال اٹھائی۔

"آیان! حیات چوتھی بار بے ہوش ہو چکی ہے۔ اس بار ہوش نہیں آ رہا۔ میں ہسپتال لے کر آیا ہوا ہوں۔ تم یہیں پہنچ جاؤ۔"

عمیر کی بات سن کر ایک لمحے کو آیان کی سانسیں تھمی تھیں۔ اسی سب سے وہ ڈر رہا تھا۔ دو عزیز رشتے وہ کھو چکا تھا، اب مزید وہ کسی کو کھونے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔ وہ رش ڈرائیونگ کرتا ہسپتال پہنچا تھا۔ گاڑی سے نکلا اور بھاگتا ہوا ریسیپشن پر پہنچا۔ پھر وہیں عمیر مل گیا جو اسے لیے آئی سی یو کے سامنے پہنچا۔ پھر سے ایک اذیت سے وہ گزر رہا تھا۔

"وہ کیسی ہے؟"

اس نے مدھم آواز سے پوچھا اور چلتا ہوا دروازے تک پہنچا۔

"نروس بریک ڈاؤن۔۔ بہت زیادہ سٹریس کی وجہ سے۔ انڈر آبزرویشن ہے۔ حالت کریٹیکل ہے۔ اللہ خیر کرے بس۔"

عمیر آنکھوں میں آنسو لیے اسے بتا رہا تھا۔"

وہ آئی سی یو کے گول شیشے سے نالیوں میں لپٹے وجود کو دیکھ رہا تھا اور ضبط سے کھڑا تھا۔

"میرے اللہ آپ نے پاپا اور خالو کو لے لیا۔ وہ امانت تھے اور ایک نہ ایک دن لینا ہی تھا۔ مگر اب ہم سب کو صبر عطا فرما اور میری مزید آزمائش نہ کر میرے رب! میری حیات کو مجھ سے مت لینا۔ میں اپنی حیات کو نہیں کھونا چاہتا۔ یارب کوئی معجزہ کر دیں اور میری حیات کو بچا لیں۔"

urdunovelsblog

وہ مالک حقیقی کے سامنے سجدہ ریز تھا۔ آنسو پونچھ کر وہ ہسپتال کے پریئر ایریا سے نکلا اور بے تاثر چہرے سے اپنے پورے خاندان کو دیکھنے لگا۔ بڑے سے لے کر ہر چھوٹا فرد، شاہیر ولا اور میر ہاؤس کا وہاں موجود تھا۔ آیان نے سب کو ایک نظر دیکھا اور کچھ سوچ کر عمیر کو اشارہ کیا۔ تو جواباً عمیر کھنکھارا اور گویا ہوا۔

"حیات کو روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔ اگلے اڑتالیس گھنٹے وہ انڈر آبزرویشن رہے گی۔"

عمیر کے بتانے پر سب نے الحمد اللہ کہا۔ آیت تو شکرانے کے نفل ادا کرنے دوڑنے لگی تھی کہ آیان کھنکھارا۔

"مجھے سب سے ایک بات کرنی ہے اور جب سب یہاں موجود ہیں تو یہی بہترین وقت ہے۔

آیان نے تمہید باندھی۔ تبھی عثمان لوگ بھی اندر داخل ہوئے۔ وہ سب روم کے باہر بنے لاؤنج میں بیٹھے تھے بلکہ آدھے تو کھڑے تھے اور بڑوں کو بیٹھنے کی جگہ دے رکھی تھی۔

"اچھا ہوا ماموں کہ آپ بھی آ گئے۔"

آیان نے عثمان کو دیکھتے ہوئے کہا تھا اور پھر دوبارہ گویا ہوا۔

"آپ سب لوگوں سے ریکویسٹ ہے کہ حیات کو کوئی بھی پاپا کی ڈیتھ کا نہیں بتائے گا۔"

آیان کے کہنے کی دیر تھی کہ ہر کوئی چونکا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو آیان۔"

نواز تیوری چڑھا کر بولے۔

"بیٹا یہ باتیں چھپانے والی نہیں ہوتیں۔"

عثمان بھی بولے تھے۔

"میں نے کہا حیات کو کوئی نہیں بتائے گا تو نہیں بتائے گا کیونکہ اسے نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے اور اس کے لیے سب سے خطرناک چیز سٹریس ہے۔ اور اگر پاپا کی ڈیتھ کا اسے معلوم ہو گیا تو ایک اور میت اٹھانے کے لیے تیار رہیے گا۔"

آیان اتنی سفاکی سے بولا کہ وہاں موجود ہر نفوس کا دل دہل گیا۔

"ہم لوگ نہیں بتائیں گے اگر حیات کے لیے یہی بہتر ہے تو یہی سہی۔"

آیت نے روتے ہوئے کہا تو آیان نے عمیر کو آنکھوں میں کوئی اشارہ کیا۔

urdunovelsblog

"بس بات ختم! اب تم سب لوگ شاباش گھر چلو۔ حیات ٹھیک ہو جائے گی۔"

عمیر نے کہا اور ساتھ ہی واصف کو اشارہ کر کے بلایا۔

"آیان بڑوں کو خود ڈیل کر لے گا۔ تم بچوں کو لے کر گھر چلو۔"

عمیر اسکے کان میں بڑبڑایا تو واصف سر ہلا گیا۔

واصف نے شاہیر ولا میں عبداللہ اور بینش کو اتارا اور ان کا خیال رکھنے کے لیے جنت اور پاکیزہ کو بھی وہیں اتار گیا۔

دوسری طرف عمیر نے زین، زینب، حانیہ اور حاذق کو میر ہاؤس اتارا تھا۔ جب وہ دونوں واپس ہسپتال پہنچے تو سب بیٹھے آیان کو گھور رہے تھے اور وہ ان دونوں کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جیسے ہی وہ دونوں آئے، آیان ان سب کی طرف متوجہ ہوا۔

"بات ساری یہ ہے کہ ٹھیک دو دن پہلے میرا اور حیات کا نکاح ہوا ہے۔ خالو اور پاپا کے کہنے پر۔"

آیان نے بتایا تو عثمان، نواز اور سامیہ حیران ہوئے۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟"

عثمان حیرت سے بولے۔

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ نکاح کے گواہوں میں میں اور واصف بھی شامل تھے۔ مزید براں اس نکاح سے خالہ اور ماما بھی واقف ہیں، اسکے علاوہ آیت بھی۔"

عمیر نے سکون سے جواب دیا تھا۔

"مگر ہمیں کیوں معلوم ں ہیں؟"

نواز نے حیرت و غصے سے استفسار کیا۔

"ہم نہیں جانتے چاچو۔ ہمیں خالو نے اس نکاح کو راز رکھنے کا کہا تھا۔ بس اتنا معلوم تھا کہ کوئی مجبوری تھی جس کی وجہ سے ایسا کرنا پڑا اور حیات کی جان کو نقصان بھی پہنچ سکتا تھا شاید۔ انکے خاندانی مسائل تھے بہت۔"

آیان نے ڈھکے چھپے الفاظ میں ناپ تول کر بات مکمل کی۔

" اور کچھ عرصے بعد یہ بات سب کو بتا دینی تھی مگر زندگی نے موقع نہیں دیا۔"

اس بار واصف نے اضافہ کیا تھا۔
"مگر آیان تمہارا یہ فیصلہ سراسر غلط ہے۔اتنی بری بات ہم کیسے چھپا سکتے ہیں؟"
نواز نے پریشانی سے کہا۔
"آپ لوگوں کو میرا ساتھ دینا ہوگا کیونکہ حالات کا تقاضہ یہی ہے۔اس سے بہتر مجھے کوئی حل نظر نہیں آرہا۔وہ میری منکوحہ ہے۔اس کی دلی،دماغی اور جسمانی صحت میرے لیے اول نمبر پر آتی ہے۔سو پلیز۔"
آیان نے نرمی سے سمجھایا۔
"مگر آیان جس دن اسے معلوم ہوا اس دن کیا ہوگا؟"
نفیسہ نے پریشانی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔
"آپ سب کو اسی دن کی فکر ہے نا تو ٹھیک ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ حیات کو خود ساری بات بتاؤں گا اور اپنے طریقے سے بتاؤں گا۔آپ لوگوں کو ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔اور پلیز ابھی بچوں میں سے کسی کو نکاح کا علم نہ ہو۔"
آیان نے کہا تو سب خاموش ہوگئے کیونکہ اب ان سب سے زیادہ آیان کا حق تھا حیات پر۔
"آیت بہتر رہے گا کہ تم لوگ سب حیات سے رابطہ ختم کردو۔اور میری بات سنو تمہیں حیات کی قسم ہے کہ تم نے اس سے رابطہ نہیں رکھنا۔"
آیان نے سختی سے بولا تھا تو حیات روتے ہوئے ہاں میں سر ہلا گئی۔یہ اس کے لیے سب سے مشکل کام تھا کیونکہ حیات اس کی دوست نہیں بلکہ بہن تھی۔
تین دن بعد حیات کو ہسپتال سے چھٹی ملی تو وہ اسی دن دوبارہ ڈیوٹی جوائن کر گیا۔وہ حیات سے ملنا چاہتا تھا مگر نہ ملا کیونکہ اسکے خیال سے ابھی وہ انکے نکاح کو قبول نہیں کر پائی تھی۔
پھر زندگی چلتی گئی کیونکہ وقت تھوڑی کسی کے لیے رکتا ہے۔اسے وقت کے ساتھ ساتھ حیات کے مختلف فیصلوں کا معلوم ہوتا رہا۔حیات ڈاکٹر نہیں بننا چاہتی تھی،وہ خاموش رہا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ حیات اپنا راستہ خود منتخب کرے۔پھر حیات نے اسلام آباد پڑھنے کا فیصلہ کیا۔وہ جانتا تھا کہ وہ ایسا کیوں کر رہی ہے۔نفیسہ میر اکثر شاہیر ولا جایا کرتی تھیں مگر

urdunovelsblog

حیات کم ہی کسی سے ملتی تھی۔آیت کو البتہ وہ روکنے کی ہر کوشش کر رہا تھا۔عمیر نے حیات کے اسلام آباد جانے کے فیصلے کے بعد آیان کو کال ملائی۔

"السلام وعلیکم!"

آیان کی شائشتہ آواز ابھری تھی۔

"وعلیکم السلام کیسے ہو دوست؟"

عمیر نے فرصت سے آفس چئیر سے ٹیک لگائی اور اس سے بات کرنے لگا۔

"جس انسان کی ساری قیمتی چیزیں لٹ جائیں اور جو باقی قیمتی ہوں ان سے اسے مجبوراً دور ہونا پڑے تو وہ انسان کیسا ہو سکتا ہے؟"

اس نے شاید آہ بھری تھی مگر بظاہر اس کی آواز کسی بھی تاثر سے پاک تھی۔عمیر نے گہری سانس کھینچی۔

"کیا تم پچھتا رہے ہو؟"

عمیر نے بند لیپ ٹاپ پر نگاہیں ٹکاتے ہوئے کہا۔

"مجھے اپنے فیصلے پر پچھتاوا نہیں ہے عمیر۔مگر میں نہیں جانتا کہ اب سب کچھ ٹھیک ہونے میں کتنا وقت لگے گا۔"

اس نے بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔وہ اس وقت حیدر آباد کسی کیس کے سلسلے میں آیا ہوا تھا۔جب عمیر کی کال آئی تو وہ کسی فائل کو کھولے بیٹھا تھا۔عمیر کی کال پر سب کچھ چھوڑ کر بالکنی میں آ کھڑا ہوا اور بات کرنے لگا۔آیان اب حاذق سے اپنی دل کی بات نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ تو انکے نکاح تک سے ناواقف تھا۔اس سب میں عمیر ہی سے وہ ساری بات کیا کرتا تھا۔

عمیر اس کی بات پر خاموش ہی رہا۔

"کال کیوں کی تھی؟"

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد آیان نے پوچھا۔اس وقت ہوا میں تھوڑی خنکی تھی۔

"وہ۔۔۔وہ حیات۔۔"

عمیر نے اٹک کر کہا کہ کیسے بتائے کہ حیات لاہور نہیں رہنا چاہتی۔

"کیا ہوا؟ وہ ٹھیک تو ہے؟"

آیان نے بے چینی سے کہا اور نام لینے سے ابھی بھی کترایا۔

"ہاں. اب وہ ٹھیک ہونا چاہتی ہے اور۔۔۔۔"

عمیر نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا تو آیان بے چین ہوا۔

"عمیر بات پوری کرو۔"

وہ تھوڑے سرد لہجے میں بولا۔

"آیان! وہ اسلام آباد پڑھنا چاہتی ہے اور میں نے اسے اجازت دے دی ہے۔اب کیا کروں؟؟"

عمیر نے ایک ہی سانس میں بول دیا تو دوسری طرف کچھ دیر خاموشی رہی پھر وہ بولا۔

"عمیر وہ جیسا چاہتی ہے، اسے کرنے دو۔بس وہ مینٹلی نارمل ہو جائے۔اس سے بڑھ کر میں کچھ نہیں چاہتا۔"

آیان نے آہستگی سے کہا تو عمیر نے سکھ کی سانس لی۔

"کہاں ہو اس وقت؟"

عمیر نے بات بدلنی چاہی۔

"اس کے ہجر کی اذیت میں۔"

آیان نے کہہ کر فون کاٹ دیا تو عمیر نے افسوس سے فون کی سکرین دیکھی۔

oooooooooooooooooooooooooooooooooooo

کچھ دنوں بعد وہ کیس مکمل کر کے ساری تفصیلات دینے ہیڈ آفس آیا ہوا تھا۔اسکی اپنے سینئرز کے ساتھ اچھی خاصی دوستی تھی۔وہ ایک رات اسلام آباد میں گزار کر اگلے دن دوبارہ ہیڈ کوارٹر سے ہو کر کیس کے سلسلے میں ایک نئے ممبر سے ملنے جا رہا تھا جس کے ساتھ اسے نیا مشن سونپا گیا تھا۔اسے اس ممبر کو ایک یونیورسٹی سے پک کرنا تھا کیونکہ وہ ممبر آز آسٹوڈینٹ اس مشن میں انوالو تھا۔وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کالا چشمہ آنکھوں پر چڑھائے، اپنے ممبر کا ویٹ کر رہا تھا تبھی اس کے موبائل پر کال آئی۔یہ وہ موبائل تھا جو مشنز وغیرہ پر آن ہوتا تھا۔اس نے کال اٹھائی تو دوسری طرف سے آواز ابھری۔

urdunovelsblog

"کیپٹن آیان میر؟"

اس کے کہنے پر آیان نے جواباً کہا۔

"یس!"

آیان نے آواز پر غور ہی نہ کیا تھا۔

"?Where are you Captain Meer"

اس سے پہلے کہ آیان اسے اپنی لوکیشن بتاتا، دوسری طرف وہ جلدی سے بولا۔

"!Okay! I got you"

یہ کہہ کر فون کاٹ دیا گیا۔ سامنے سے ایک نوجوان چلتا ہوا آرہا تھا۔ آیان کی جیسے ہی نظر پڑی تو حیران ہوتے ہوئے جلدی سے آنکھوں سے چشمہ ہٹایا۔

"تو؟؟"

حیرت سے کہا تو دوسرا انفوس ہنس دیا۔

"کیسے ہو کیپٹن آیان!"

وہ قریب آکر کان کے قریب جھک کر بولا۔ آیان نے اسے سرتاپیر دیکھا جو بلیو جینز کے ساتھ بلیو ہی شرٹ پہنے ہوئے تھا جس کے بٹن کھلے تھے اور اندر سے سفید شرٹ نظر آرہی تھی۔ وہ کیسے نہ پہنچانتا اسے۔

"کیسا لگا میرا سرپرائیز؟"

آیان ابھی تک حیران تھا۔

"عمر!!"

وہ کہہ کر اس کے گلے لگا۔

"عمر نہیں کیپٹن عمر جہانگیر۔"

وہ شوخ لہجے میں بولا تو آیان ہنس دیا۔

urdunovelsblog

عمراور آیان ٹریننگ کے دوران اکٹھے تھے۔ عمر کے شوخ پن اور حس مزاح کے عوض آیان کو وہ ہمیشہ حاذق سالگتا تھا۔ اس طرح عمراور آیان کی دوستی ہو گئی تھی۔ ٹریننگ کے بعد دونوں کی دوستی تو رہی مگر دونوں الگ الگ جگہ پر الگ الگ مشنز پر لگا دیے گئے۔ ٹریننگ کے کچھ عرصے تک ان کا آپس میں رابطہ تھا مگر شاہیر اور افتخار کی وفات کے کچھ ہفتوں بعد دونوں کا رابطہ مکمل طور پر ختم ہو گیا تھا وجہ دونوں کی الگ الگ جگہ پر پوسٹنگ تھی۔ اب قسمت نے انہیں دوبارہ ملوایا تھا۔ مگر اس ملاقات سے عمر آگاہ تھا آیان کے لیے یہ ملاقات سرپرائز تھی۔ آیان خوشی سے اپنے بچھڑے ہوئے یار کو دیکھ رہا تھا۔ ابھی وہ کچھ بولنے ہی لگا کہ آیان کی نظر عمر کے پیچھے پڑی۔ جہاں وہ تھی۔ آیان کے چہرے کی مسکراہٹ یکدم غائب ہوئی جسے عمر نے بخوبی نوٹ کیا اور آیان کے نگاہوں کے تعاقب میں مڑ کر دیکھا۔ اس سے پہلے کہ عمر پورا مڑتا، آیان نے عمر کو گردن سے پکڑ کر سیدھا کیا اور اس کے ساتھ خود بھی رخ موڑ گیا۔

"دیکھنے تو دے کون تھا؟"

عمر نے کراہ کر کہا کیونکہ ابھی تک عمر کی گردن عمیر کے ہاتھ میں تھی۔

"بکواس بند کر زرا دو.ں.ٹ۔"

اتنے میں گاڑی پاس سے گزر گئی تو آیان نے عمر کی گردن چھوڑی۔ عمر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کیا ہوا ہے تجھے؟ کون تھا جسے دیکھ کر سٹی گم ہو گئی؟"

عمر نے واقعی حیرت سے کہا اور اپنی چھوٹی آنکھیں گھمائیں۔ آیان نے ایک نظر عمر کو دیکھا جو انکے نکاح کو جانتا تھا اور باقی بھی ہر حالات سے واقف تھا کیونکہ شاہیر لوگوں کے کیس میں عمر ہی اس کی مدد کرنے والا تھا۔ پھر آیان نے ایک نظر گاڑی کے تعاقب میں دیکھا جو بہت دور جا چکی تھی۔ عمر کے دماغ میں کلک ہوا۔ اتنا تو وہ دیکھ ہی چکا تھا کہ وہ کوئی لڑکی تھی مگر کون؟

"جو گزری ہیں وہ بھابی تھیں ہیں نا؟"

آیان نے ایک نظر عمر کو دیکھا اور گاڑی کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عمر بھاگ کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تو آیان نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"آیان! وہ بھابھی تھیں نا؟"

عمر کا بھابی کہنا اسے اچھا لگا تھا تو وہ نارمل ہوتا ہوا مسکرا دیا۔ ایک آسودہ مسکراہٹ۔

"ہاں!"

یک لفظی جواب۔

"یہاں؟"

عمر جانتا تھا وہ لاہور میں رہتے ہیں۔

"ایڈمیشن کروانے۔"

آیان نے سڑک پر نظریں جمائے دو لفظی جواب دیا۔

"اس یونیورسٹی میں؟"

عمیر نے حیرت سے پوچھا۔

"ظاہر سی بات ہے۔"

اس بار وہ زچ ہو کر بولا۔

"آیان! ہمارا آدھا مشن اس یونی سے لنک رکھتا ہے."

عمر نے اسے یاد کروایا۔

"اس لیے ابھی سے بتا رہا ہوں کہ یہ آدھا حصہ تم کرو گے۔"

آیان نے سرد لہجے میں کہا تو عمر خاموش ہو گیا۔

اس نے کتنی دیر بعد اپنی منکوحہ کو دیکھا تھا اور جو اس وقت دل کی حالت تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے پرسنل مسائل کی وجہ سے مشن پر کوئی اثر پڑے۔ سچ تو یہ تھا کہ وہ بار بار حیات کا سامنا کر کے اپنے دل کو کیسے سنبھالتا۔ وہ صرف اسکی کزن اور دوست ہوتی تو اور بات تھی۔ اب وہ اس کی منکوحہ تھی اور وہ اپنی وجہ سے اس پر کوئی مشکل بھی نہیں لانا چاہتا تھا۔ وہ سکون کے لیے لاہور چھوڑ رہی تھی تو وہ اسے اس کے سکون کے لیے اکیلا چھوڑ رہا تھا۔

urdunovelsblog

وہ نہیں جانتا تھا کہ حیات نے ان کے رشتے کو قبول کیا ہو گا یا نہیں۔ وہ بس اتنا جانتا تھا کہ اسے حیات سے محبت ہو گئی تھی۔ آج سے نہیں تب سے جب پہلی بار اسے دیکھ کر اسکے دل نے بیٹ مس کی تھی۔ ہاں آیان نے اس وقت یہ بات قبول نہیں کی تھی مگر اب وہ قبول کر رہا تھا۔

اپنے اپارٹمنٹ میں آکر عمر فریش ہونے چلا گیا تو آیان نے عمیر کے لیے میسج چھوڑ دیا۔

"گھر پہنچ کر صبح سے پہلے رابطہ کرنا۔"

وہ میسج کر کے خود بھی فریش ہونے چل دیا۔

oooooooooooooooooooooooooooooooo

"وہ کس فیلڈ میں جانا چاہتی ہے؟"

آیان بالکنی میں کھڑا کافی کا مگ ہاتھ میں تھامے عمیر سے پوچھ رہا تھا۔ عمر لیپ ٹاپ سامنے رکھے کام کرنے میں مصروف تھا۔ رات کے ایک بجے کا وقت تھا۔

"Law"

عمیر نے کہا تو آیان کے تیور چڑھے۔

"باقی فلیڈز ختم ہو گئی تھیں کیا جو اسے لاء جیسی فیلڈ کو چوز کرنا پڑا؟"

آیان کو جیسے یہ فیصلہ پسند نہ آیا تھا۔

"تم نے خود کہا تھا کہ اس کی خواہش کا احترام کیا جائے۔"

عمیر نے جواباً مسکرا کر چھیڑا تو اس کا حلق تک کڑوا ہوا۔

"اگر وہ اس میں خوش ہے تو مجھے کوئی مسلئہ نہیں۔"

آیان نے کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا اور چلتا ہوا عمر کے پاس صوفے پر آ بیٹھا۔ ٹیبل پر موبائل رکھا اور اپنا لیپ ٹاپ آن کیا۔

"تمہیں لاء کی فیلڈ سے مسلہ ہے؟"

عمر نے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے اس سے پوچھا تو آیان نے ایک نظر عمر کو دیکھا اور گویا ہوا۔

urdunovelsblog

"مسئلہ لاء سے نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں جو مشن ملا ہے اس کا ٹوٹل لنک لاء ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔ تم بھی بہتر جانتے ہو۔"

آیان نے جل کر کہا تو عمر نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔ عمر جانتا تھا کہ آیان ابھی حیات کا سامنا نہیں کرنا چاہتا کیونکہ آیان اور حیات دونوں کو وقت چاہیے تھا۔ حیات کو سب سیکھنے میں اور آیان کو بہتر مستقبل کے لیے۔

===========

آیان اور عمر جس مشن میں ساتھ تھے اسکے ساتھ ساتھ باقی مشنز بھی جاری تھے کیونکہ یہ معاملہ کافی حد تک لمبا تھا۔ عمر کو اس مشن کے لیے لاء ڈیپارٹمنٹ کا حصہ بننا تھا تو اس طرح وہ حیات اور لاریب کے بیچ میں ہی تھا۔ وقتاً فوقتاً عمر آیان کو حیات کے بارے میں آگاہ کرتا رہتا تھا اور وہ جواباً خاموش رہتا تھا۔ کبھی کبھار چپکے سے اسکے ہوسٹل روم کے باہر ایک درخت کی چھاؤں میں کھڑا ہو جاتا اور کئی گھنٹوں حیات کو سوچوں میں گھرا دیکھا کرتا تھا۔ چار سال جس اذیت اور صبر سے گزارے تھے وہ آیان، عمر یا ان کا خدا جانتا تھا۔ جب کبھی وقت ملتا تو حیات کی طرح چاند کو تکتا رہتا اور اس کے بارے میں سوچتا رہتا تھا۔

وہ حیات کو کبھی یاد نہیں کرتا تھا کیونکہ یاد ان کو کیا جاتا ہے جسے انسان بھول جائے اور آیان تو کبھی حیات کو بھول ہی نہیں سکتا تھا۔

چار سال گزر چکے تھے اور اس ظالم کی یاد عروج پر تھی۔ اب وہ بہت کم ہی یونی جایا کرتا تھا کیونکہ اس مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کا وقت آ پہنچا تھا اور یہ بہت حساس وقت تھا تو وہ کسی قسم کی کوئی گڑبڑ افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔

ooooooooooooooooooooooooooooo

جون کا ماہ تھا اور وہ اسلام آباد آیا ہوا تھا۔ دشمن جاں کو دیکھنے کی خواہش ہوئی مگر مشن پر کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتا تھا۔ تبھی عمر کے بتانے پر معلوم پڑا کہ سمیسٹر بریک چل رہا تھا جس وجہ سے حیات اور لاریب لاہور جا چکی تھیں۔ اسی دن سعدیہ کی کال آئی اور نفیسہ نے اسے ایبٹ آباد جانے کی اطلاع دی۔ آیان کا عمیر اور نفیسہ سے رابطہ تھا۔ وہ ایبٹ آباد جانے کے فیصلے پر گڑبڑا یا۔

"نہیں خالہ! آپ وہاں نہیں جائیں گے۔"

آیان نے ان کی بات سن کر پہلو بدلا تھا۔

"مگر تمہارے انکار کی کوئی معقول وجہ؟"

سعدیہ نے حیرت سے پوچھا تھا تو آیان نے ضبط سے آنکھیں میچیں۔اب کیا بتاتا انہیں کہ کیا کیا وجوہات ہیں۔ پھر گہری سانس بھرتا انہیں جانے کی اجازت دے گیا۔

اضطراب اس کے چہرے پر پھیل چکا تھا۔

کال کاٹتے ساتھ ہی اس نے عمر کو کال ملائی اور سارا مسئلہ پیش کر دیا۔

"کیا مطلب؟ تم بھابھی کو اس جگہ کیسے بھیج سکتے ہو جس جگہ وہ پروٹیکٹ ہی نہیں؟"

عمر نے شاکی انداز میں پوچھا۔اسے آیان سے اتنی بڑی بیوقوفی کی امید نہیں تھی۔

انہیں روکنے کا کوئی معقول جواز نہیں تھا میرے پاس."

آیان نے اپنے لب کترتے ہوئے کہا تھا۔

"اففف کیپٹن کب عقل آئے گی تمہیں۔"

عمر نے جیسے اس کی عقل پر ماتم کیا تھا۔

"مجھے مسئلے کا حل چاہئے عمر۔"

وہ ترخ کر بولا تھا۔

"خود سوچو۔مجھے کچھ مت کہو."

وہ بھی دوبدو بولا۔

"یار عمر میرا ایک کام کر دے۔"

آیان نے کہا تھا کہ عمر نے اس کی بات کاٹی۔

"نہیں کیپٹن آیان افتخار میر! میں بالکل بھی اپنی بھابی کا پیچھا کرتے ہوئے ایبٹ آباد تک نہیں جانے والا۔وہ تمہاری زمہ داری ہیں، شاہیر انکل نے بہت کچھ سوچ سمجھ کر تم سے نکاح کروایا تھا۔"

عمر کے کہنے پر وہ خاموش ہوا اور کال کاٹ دی۔ اضطراب کے عالم میں یہاں سے وہاں ٹہلتا وہ کمرے کا چکر کاٹنے لگا۔ پھر وہ اٹھا اور سفری بیگ میں ضروری سامان ڈالا اور جانے کی تیاری پکڑی۔ ابھی وہ پیکنگ کر کے فارغ ہوا ہی تھا کہ اسے کال آئی۔ اس نے فوراً کال اٹینڈ کی کیونکہ اسکے سینئر کی کال تھی۔ دوسری طرف اسے کسی ایمرجنسی سیچویشن میں بلایا گیا تھا ۔وہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر وطن کے بلاوے پر دوڑا تھا۔ جاتے ہوئے اس نے عمر کو کال ملائی۔

"تو عزت سے اپنی بھابھی کے پیچھے جائے گا یا جوتیاں کھانا پسند کرے گا؟"

اور عمر چار و ناچار حیات لوگوں کے ساتھ ساتھ تھا۔ وہاں کے روائیتی لباس میں ان لوگوں کا حصہ لگتا تھا۔ عمر نے واپسی پر صائم کے بارے میں مشکوک رائے دی تھی اور دوبارہ سے اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا تھا۔

مگر سمیسٹر شروع ہوتے ہی ایک روز آیان کسی کام سے یونی آیا ہوا تھا تو صائم کو حیات سے بات کرتے پایا۔ وہ پہچان گیا تھا کہ یہ صائم ہے کیونکہ عمر نے اسکی ساری تفصیلات بھیج دی ہوئی تھیں۔ اس کے ماتھے پر تیور چڑھے مگر ضبط کرتا ہوا وہاں سے نکل گیا کیونکہ وہ پرسنل لائف کو پروفیشنل لائف سے مکس نہیں کرنا چاہتا تھا۔

دو دن بعد عمر نے اسے حیات، لاریب اور صائم کی بات کرتے ہوئے تصاویر بھیجی تھیں۔ اسے پہلے ہی وہ زہر لگتے تھے اب غصہ سے دماغ کی رگیں واضح ہونے لگیں۔

"صائم بلوچ! تمہیں پہلی بار چھوڑ دیا تھا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم میری بیوی پر نگاہ ڈالو."

وہ غصے سے کہتا ہوا ایک مکا دیوار پر جڑ گیا۔

آیان اگلے روز اسلام آباد میں تھا اور اپنے غصے پر قابو نہ کرتے ہوئے وہ گاڑی کی چابیاں اٹھاتا یونی کے لیے نکل گیا۔ وہ یونی پہنچ کر ماسک، پی کیپ اور گاگلز پہنے اپنی مطلوبہ کلاس میں جا پہنچا۔ دشمن جاں لاریب سے کوئی بات کر رہی تھی۔ وہ مسلسل اسے دیکھتا اپنی آنکھوں کی پیاس بجھانے کی تگ و دو میں تھا۔ پھر وہ جاتے ہوئے پلٹی اور نظر ڈال کر چلی گئی۔ وہ ہڑبڑا گیا۔ کیا اس کی نظروں کی تپش اتنی تھی کہ حیات پلٹ کر دیکھنے پر مجبور ہو گئی تھی؟ وہ کیسے بھول گیا کہ حیات ہمیشہ سے حساس تھی۔ ہر چیز فوراً نوٹ کر لینے والی۔ مگر اتنا تو اسے یقین تھا کہ وہ اسے نہیں پہچان پائی۔ وہ اس کے جاتے ہی اٹھا اور اس سے فاصلے پر پیچھے پیچھے چلنے لگا کہ اچانک وہ کسی لڑکے کے بلانے پر رکی۔ وہ پلر کے پیچھے اس طرح کھڑا ہوا کہ یوں لگتا تھا موبائل میں کوئی بہت ضروری کام کر رہا ہے۔ پھر وہ اس کی اور حمزہ نامی لڑکے کی باتیں سننے لگا۔

"وہ۔۔مس حیات۔۔آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔

"?Will you marry me

حمزہ کی آواز پر آیان نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا اور ہاتھوں کی مٹھیاں ضبط سے بند کیں۔صائم کم تھا کیا جو یہ بھی آگیا۔کیوں سب مل کر اس کے صبر کا امتحان لے رہے تھے؟ماتھے پر پڑے بل واضح تھے مگر وہ حیات کے جواب کا منتظر تھا۔

"مس حیات نہیں۔مسز حیات۔"

حیات کے الفاظ تھے یا خوشی کی نوید۔اسے حیات کے منہ سے وہ الفاظ سن کر جو خوشی محسوس ہوئی تھی وہ ناقابل بیان تھی۔کہاں وہ سمجھتا تھا کہ وہ اسے بھول گئی ہے اور کہاں؟بلکہ نہیں۔کیا معلوم وہ صرف اس سے پیچھا چھڑوانے کے لیے کہہ رہی ہو۔

"میں جانتا ہوں آپ شادی شدہ نہیں ہیں۔بس مجھ سے پیچھا چھڑوانے کے لیے کہہ رہی ہیں۔ہے نا؟"

اسے بھی یہی لگ رہا تھا۔

"مسٹر حمزہ آپ نے سہی کہا۔میں شادی شدہ نہیں ہوں۔میں نکاح شدہ ہوں۔اور آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میرے نکاح کو چار سال ہو چکے ہیں۔"

آیان کے چہرے پر تبسم پھیلا۔

"تم ہمارے گروپ میں نئے ہو اس لیے معلوم نہیں ورنہ لاریب نے پہلے ہی سب کو آگاہ کر رکھا تھا۔"

حیات کے لہجے کی سختی پر آیان کے دل میں ٹھنڈک محسوس ہوئی تھی۔

حیات میں بہت سے بدلاؤ آئے تھے۔سب سے بڑا بدلاؤ اس کی ڈریسنگ میں تھا۔وہ لڑکی جو جینز پر شارٹ فراکس پہن کر بے پرواہی سے دوپٹہ گلے میں ڈالے پھرتی تھی اب وہی لڑکی سادہ سے مگر نفیس کیپری شرٹ میں طریقے سے سر پر دوپٹہ جمائے ہوئے رہتی تھی۔جس حیات کے بال کس کر ہائی ٹیل میں رہتے تھے اب وہ ڈھیلی سی چٹیا یا پونی میں مقید ہوتے تھے۔

جس چہرے پر مسکراہٹ راج کرتی تھی وہ چہرہ اب حد درجہ سنجیدہ رہتا تھا۔

اس نے اسے دور تک جاتے دیکھا اور پھر عمر کو کال ملائی۔

"ہیلو؟ یونی میں ہو؟"

عمر کے جواب پر وہ سر ہلا گیا اور اگلا حکم صادر کیا۔

"جاوید کو لے کر ساتھ آؤ۔ ایک بندے کی ٹیوننگ کرنی ہے۔"

آیان نے کہہ کر حمزہ کو دیکھا جو پارکنگ کی طرف جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر میں وہ پارکنگ میں کھڑے بول رہے کیونکہ حمزہ اپنی گاڑی میں بیٹھا فون پر بات کر رہا تھا۔

"کیا کیا ہے اس نے بھائی؟"

جاوید اس سے جونیئر تھا تو وہ آیان اور عمر کو بھائی ہی کہتا تھا۔

"تیری بھابھی کو پرپوز۔"

آیان نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا تو عمر کے تیور چڑھے۔

"آیان یار۔۔ یہ نیک کام مجھے کرنے دے۔"

عمر نے منت بھرے لہجے میں کہا تو آیان نے کچھ سوچا۔

"چل تو کر لے اپنا شوق پورا مگر خیال رہے کہ وہ تم لوگوں کو پہچانے نہ۔ تو پھر میں لاہور کے لیے نکلتا ہوں۔"

آیان نے کہا تو عمر چونکا۔

"تم صبح نہیں جا رہے تھے؟"

"ہاں مگر اب ضروری کام یاد آ گیا ہے۔"

آیان نے کہتے ہوئے نظریں چرائیں۔

"اور اس ضروری کام کا نام حیات ہے؟ ہے نا؟"

عمر نے کہا تو آیان نے اسے گردن سے پکڑا۔

"دوبارہ بول جو بولا ہے۔"

آیان نے غصے سے کہا تو جاوید ساری سیچویشن سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

urdunovelsblog

"میرا۔۔میرا مطلب تھا حیات بھابھی۔"

عمر نے کہا تو آیان نے گردن پر مزید زور ڈالتے ہوئے کہا۔

"صرف بھابھی۔"

"ہاں ہاں۔بھابھی صرف بھابھی۔اب چھوڑ سالے درد ہو رہا ہے۔"

عمر نے کراہتے ہوئے کہا تو آیان نے گردن چھوڑی اور اسے گھورتا ہوا اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا اور عمر اور جاوید دوسری گاڑی میں بیٹھتے حمزہ کی دھلائی کرنے پہنچے تھے۔

آیان لاریب اور حیات کی تھوڑی بہت گفتگو سن چکا تھا جس سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ حیات اکیلی لاہور جا رہی ہے اور اسکے ہوتے ہوئے وہ اکیلی سفر کرے یہ اسے گوارہ نہیں تھا۔

oooooooooooooooooooooooooooooo

وہ اپنا سامان سمیٹتا اس کے ہاسٹل کی جانب چل پڑا اور اس کے ہاسٹل سے تھوڑے فاصلے پر گاڑی لا کھڑی کی مگر باہر نہ نکلا۔ کچھ دیر بعد وہ نیلی قمیض شلوار کے ساتھ سفید دوپٹہ طریقے سے سر پر جمائے کاندھوں پر بیگ پہنے باہر نکلی تو آیان کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

urdunovelsblog

کیا بتاؤں کتنا مشکل ہے

جن کے لیے جینا،ان کے بغیر جینا

وہ پورا راستہ اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ کبھی وہ دونوں گاڑیوں t درمیان فاصلہ زیادہ کر دیتا اور کبھی کم۔اتنا تو وہ جان ہی چکا تھا کہ وہ ڈیش بورڈ پر موبائل رکھے کسی سے بات کرنے میں مصروف ہے۔اسے خیریت سے گھر پہنچا کر وہ بھی میر ہاؤس روانہ ہو گیا۔

جب جب تجھے لگا کہ تجھے چاہ تھی میری

میں قریب تھا تیرے،میری بات کا یقین کر۔

(از قلم زھرہ بنت خالد)

oooooooooooooooooooooo

اگلے روز وہ ناشتہ کر کے اپنے کام سے نکل رہا تھا کہ عمیر کی کال آئی۔

"ہاں عمیر خیریت؟"

اس نے گاڑی کی چابی اٹھائی اور اپنی تیاری پر ایک نظر ڈالتا دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ مگر دوسری طرف اس کے قدم تھمے۔

"تم فکر مت کرو میں دیکھتا ہوں۔"

اس نے تسلی دے کر فون رکھ دیا مگر ماتھے پر شکنوں کا جاک بچھ چکا تھا۔ اس نے غصے سے ایک مکا دیوار پر جڑ دیا۔ خود کا ہاتھ زخمی ہو گیا تھا مگر پرواہ کسے تھی۔

"صائم بلوچ!! تم کیوں میرے راستے میں آرہے ہو۔ میری دشمنی صرف تمہارے باپ تک ہے۔ تم نے خود کو خود ہی میرے سامنے پیش کیا میری بیوی کے آگے پیچھے منڈلا کر۔"

وہ غصے سے کہتا ہوا تیزی سے کمرے سے نکل گیا اور عمر کو کال ملائی۔

"گدھے! تجھے میں نے کہا تھا کہ صائم پر نظر رکھنا۔ وہ یونی تک پہنچ گیا اور حیات کے آگے پیچھے منڈلاتا پھر رہا ہے اور تجھے علم نہ ہوا۔"

آیان نے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے ڈیش بورڈ پر موبائل رکھے کہا۔

"کیپٹن آیان! مجھے کچھ مت کہہ۔ میجر وہاب نے مجھے پورے ایک ماہ کے لیے بلوچستان بھیجا ہوا ہے۔ کیا بتاؤں۔"

وہ بے بسی سے کہہ رہا تھا۔ عمر کو بلوچستان کی فضا کچھ خاص راس نہیں آتی تھی۔ آیان کے چہرے پر ایک دھیمی مسکراہٹ ابھری۔

".Best of luck"

آیان کے کہنے پر عمر خوب چڑ گیا اور فون رکھ دیا۔

رات کو جب وہ گھر آیا تو عمیر کہ کئی مسڈ کالز دیکھ کر پریشان ہوا اور فوراً کال کی جسے دوسری طرف جلد ہی اٹھالیا گیا۔

"آیان!"

عمیر نے کال اٹھاتے ہوئے تیزی سے کہا۔

"عمیر کیا ہوا ہے؟"

وہ سیدھا مدعے پر آیا۔

"آیان یار! ہم جو سوچتے تھے کہ وہ تمہیں بھولے بیٹھی ہے تو ایسا نہیں ہے۔ وہ اس رشتے کو نہ صرف قبول کر چکی ہے بلکہ وہ اس نکاح کے بارے میں بہت پوزیسو ہو گئی ہوئی ہے۔"

عمیر نے بے بسی سے کہا۔

"ہوا کیا ہے عمیر؟"

آیان نے پہلو بدلا۔ یہ تو وہ جان چکا تھا کہ وہ اسے بھولی نہیں ہے، وہ اسے یاد کرتی ہے۔

دوسری طرف عمیر نے واصف کی شادی کی ویڈیو کے دوران اس کا اٹھ کر چلے جانا اور پھر کھانے پر سعد یہ کا رخصتی کی بات کرنا اور حیات کا ری ایکشن اسے بتایا تو آیان سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اس بات پر کہ وہ اس رشتے کو لے کر کتنی حساس ہو گئی ہوئی ہے۔

"آیان اب مزید مجھ سے یہ وعدہ نہیں نبھایا جاتا۔ وہ بہت پریشان ہے۔ بس اسے آج سب بتادوں گا۔"

عمیر کے کہنے پر آیان کے تیور چڑھے۔

"میں نے تم سب کو کہا تھا کہ یہ بات میں خود سنبھالوں گا۔ تم پر ایک وعدہ بھی بوجھ ہے؟ تمہیں بس کچھ دیر اور اس وعدے کو نبھانا ہے عمیر۔ تم لوگ سمجھتے کیوں نہیں ہو کہ وہ تمہارے یا کسی اور کے منہ سے ساری حقیقت جان کر سمجھے گی نہیں۔ حیات کو صرف آیان سمجھا سکتا ہے۔ وہ تم لوگوں سے جان کر مجھ سے مزید بدگمان ہو جائے گی۔ خدارا میرے رشتے کو ختم نہ کروا دینا۔ محبت کرتا ہوں تمہاری بہن سے، اس سے دور رہ سکتا ہوں مگر اس سے جدا نہیں."

آیان کی باتوں پر عمیر ٹھنڈا پڑ گیا۔ پھر کچھ دیر بعد گویا ہوا۔

"اب کیا کروں میں؟ وہ پریشان ہے."

"جاؤاوراس سے بات کرو مگر وعدے کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ بلکہ ایسا کرو کہ مجھے کال پر رکھواور ابھی اس سے بات کرنے جاؤ۔"

عمیر نے اس کی بات مانتے ہوئے جیب میں موبائل ڈالا اور حیات کے پاس چل دیا۔

"آئیندہ اس کا ذکر میرے سامنے مت کریئے گا۔ کچھ تو میری آنکھوں پر بھی ترس کھالیں۔"

حیات کی بات پر اس نے آنکھیں میچیں۔

حیات کی باتوں سے وہ محسوس کر سکتا تھا کہ اب سارے معاملات ٹھیک کرنا کس قدر ضروری ہو گیا ہے۔ حیات کی نم آواز پر اس کا دل دکھا تھا۔ وہ چاہتا تھا جلد از جلد یہ ہجر ختم ہو۔

ہجر لازم ہے تو یہ ہجر نبھائے جاؤ
جا رہے ہو تو کوئی ربط بنائے جاؤ

جو بھی اس دل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہو
کیسے ممکن ہے کتابو سے بھلائے جاؤ

شاید یہ طرز کسی روح میں گھر کر جائے
عین ممکن ہے کسی دل میں بسائے جاؤ

یہ مری رات بھی امید لگائے ہوئے ہے
اس کے دامن سے کوئی صبح لگائے جاؤ

گفتگو کرتے اگر ساتھ میں ہوتے کچھ دیر
جاتے جاتے مجھے اک شعر سنائے جاؤ

میری تخلیق کو آواز بنادو ماہم
میری تحریر کی خاموشی مٹائے جاؤ

oooooooooooooooooo

اگلے روز وہ کراچی پہنچا ہوا تھا اور دو دن بعد واپس لاہور میں موجود تھا۔ وہ میر ہاؤس کی بجائے اپنے اپارٹمنٹ میں تھا۔ لیپ ٹاپ کے سامنے بے شمار کاغذ پھیلائے وہ نا جانے کیا تلاش کر رہا تھا کہ جاوید کی کال نے اس کا دھیان اپنی جانب مبذول کیا۔ اس نے کال اٹھائی اور مصروف انداز میں بولا۔

"السلام علیکم جاوید! کیسے ہو؟"

"میں ٹھیک ہوں آیان بھائی! وہ ایک مسئلہ ہو گیا ہے یونی میں۔"

جاوید کی بات پر آیان کے ہاتھ تھمے۔ وہ سیدھا ہوا۔

"کیا ہوا؟ حیات ٹھیک ہے؟"

آیان نے بے چینی سے کہا۔

"ایک ویڈیو بھیج رہا ہوں سر۔ وہ دیکھیں۔"

جاوید نے کہا تو آیان نے فون رکھ دیا اور تبھی دوسری جانب سے ویڈیو موصول ہوئی۔ اس نے ویڈیو کھولی تو سامنے صائم کو پڑنے والے تھپڑ پر اس کی آنکھیں پھیلیں۔ پھر حیات کا غصہ اور صائم کی باتیں، اس کی دماغ کی رگیں پھٹنے کو تھیں۔

"تمہاری اتنی جرات صائم بلوچ!!"

آیان نے ٹیبل پر پڑے پانی کے جگ کو قوت سے زمین پر پھینکا اور کمرے کے چکر کاٹتا خود کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے دماغ کا استعمال کرنے لگا اور کچھ ہی دیر میں وہ ایک سینئر کے پاس پہنچا جو یونیورسٹی کیس ہینڈل کر رہے تھے اور آج کل لاہور میں تھے۔

"سر میرے ہاتھ بہت امپورٹنٹ کلیو لگا ہے۔ عمر آپ کو ساری تفصیلات سے آگاہ کر چکا ہے۔ مگر مجھے ایک نئی خبر ملی ہے۔"

آیان نے میجر طاہر کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے مسکرا دیے۔

"اور وہ نئی خبر کیا ہے؟"

میجر طاہر نے انگلیاں باہم پھنسائے مسکرا کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ کہنے لگا۔

"اس انفارمیشن کا تعلق اس کیس سے ہے جو کیپٹن اسامہ کے پاس ہے۔ بات یہ ہے کہ صائم بلوچ نامی بندہ بلوچستان سے لڑکیوں کو سرحد پار بھیجتا ہے اور یہی وہ چیز ہے جو کیپٹن اسامہ کو چاہئے، جگہ کا نام۔"

آیان نے تابعداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دھیمی آواز میں بتایا۔

"تمہارے پاس اس کا کوئی پروف ہے؟"

میجر طاہر نے ابرو اچکا کر سوالیہ تاثرات سے کہا۔

"نہیں سر! مجھے انفارمیشن ملی تو میں نے آپ تک پہنچادی۔ پروف اکٹھے کرنا کیپٹن اسامہ کا کام ہے۔"

آیان کے کہنے پر وہ قہقہہ لگا گئے۔ انہیں آیان کہ یہی صاف اور سیدھی باتیں بہت پسند تھیں۔ میجر طاہر کو آیان میں اپنی جوانی دکھتی تھی۔ وہی جوش وجذبہ، وہی کام سے کام رکھنے والی عادت۔ کچھ اس لیے بھی آیان ان کا پسندیدہ تھا۔

پھر وہ کچھ دیر بعد اسے نظروں میں رکھتے ہوئے پوچھنے لگے جو بلیو جینز پر وائٹ فارمل شرٹ پہنے ہوئے اپنی کالی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"یونی والے کیس کا کیا بنا؟ اسے ختم کرنے کا وقت آپہنچا ہے۔ ہمیں جو چاہئے تھا وہ مل چکا ہے۔"

"وہ سب تفصیلات جاوید کے پاس ہیں جو کل ہی لاہور آکر آپ کو دے دے گا۔ اور الحمداللہ ہم اس میں کامیاب رہے۔"

آیان نے آخر میں خوشی سے کہا تو میجر طاہر کی آنکھیں بھی خوشی سے چمکیں۔

"I am proud of you Captain!"

میجر طاہر نے فخر سے کہا تو آیان کے چہرے پر تبسم پھیلا۔

"That's an honour for me.Thank you sir!"

آیان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ پھر یونی کیس کے سلسلے میں۔ تھوڑی دیر بات کرنے کے بعد جب وہ جانے لگا تو میجر طاہر بولے۔

"مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی تھی آیان."

آیان انکے لہجے پر چونکا۔ میجر طاہر اسے ہمیشہ کیپٹن ہی کہتے تھے اب اچانک اس کا نام لیا گیا تھا مطلب معاملہ سیریس ہے۔

"جی سر میں سن رہا ہوں۔"

urdunovelsblog

آیان نے کہا میجر طاہر نے گہری سانس بھر کر کہنا شروع کیا۔

"آیان! میری چھوٹی بہن ہے۔ میرب۔ اس نے تمہیں اکثر میرے آفس میں آتے جاتے دیکھا ہے۔ اسے تم پسند ہو اور مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے تو کیا تم اس سے ایک بار مل سکتے ہو؟ وہ تم سے شادی کرنے کی خواہش مند ہے۔"

آیان اس سب کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔ اسے اس سب کی بالکل امید نہیں تھی۔

"سر مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی یہ بات نہیں مان سکتا کیونکہ میری ایک بیوی ہے جسے میں کسی صورت بھی چھوڑ نہیں سکتا."

آیان کا لہجہ باور کروانے والا تھا۔ میجر طاہر کی مسکراہٹ برقرار رہی۔

"کیا تم میرب سے مل کر یہ بات اسے خود بتا سکتے ہو؟"

میجر طاہر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں آپ کی بہن سے ملنے کا خواہشمند نہیں ہوں سر۔ میرے لیے میری حیات کافی ہے. کیا میں اب جا سکتا ہوں؟"

آیان نے بلا کی سنجیدگی سے کہا تو میجر طاہر نے مسکرا کر اسے دیکھا اور جانے کی اجازت دے دی۔

وہ آیان کو ویسے بھی بہت پسند کرتے تھے اور اس کی اپنی بیوی سے وفاداری اسے مزید متاثر کر گئی تھی۔ انہوں نے ہاں میں سر ہلا کر اسے جانے کی اجازت دے دی۔

وہ باہر نکلا تو میرب دروازے سے کان لگائے کھڑی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ سیدھی ہوئی اور اپنی سرمئی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔ آیان ایک نظر دیکھ کر پاس سے گزر گیا تو میرب اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ آیان نے مڑ کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو وہ کہنے لگی۔

"بس دو منٹ بات کر سکتے ہیں؟ پلیز؟"

وہ ابھی کچھ کہنے ہی لگا تھا کہ میرب پھر بولی۔

"صرف دو منٹ!"

آیان نے بے بسی سے نگاہیں پھیریں اور اسے آنے کے اشارہ کر کے آگے چلنے لگا۔ وہ چلتا ہوا سیٹنگ ایریا میں آگیا اور میرب اپنے دلکش سراپے کے ساتھ اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئی۔

urdunovelsblog

"کہیں۔"

آیان نے بھاری آواز میں کہا۔

"آیان میں آپ کو پسند کرتی ہوں۔ مگر میں اس بات سے انجان تھی کہ آپ کا نکاح ہو چکا ہے۔ آپ مجھے غلط مت سمجھیے گا۔"

میرب اضطرابی کیفیت میں کہہ رہی تھی۔ آیان اسے نہیں دیکھ رہا تھا وہ نظریں جھکائے بیٹھا تھا۔ جواباً وہ کچھ نہ بولا۔

"کیا ہم اچھے دوست بن سکتے ہیں؟"

میرب نے ہمت کر کے بولا کیونکہ مقابل بالکل ہی بے نیاز بیٹھا تھا۔

"نہیں."

یک لفظی جواب۔ وہ بھی بغیر نظریں اٹھائے۔

"کیا میں وجہ جان سکتی ہوں؟"

میرب نے اپنی سرمئی آنکھیں اس پر گاڑیں جو سفید فارمل شرٹ پر ماتھے پر بکھرے بالوں میں سیدھا دل میں اتر رہا تھا۔

پھر اس کا یوں نظریں جھکا کر بیٹھنا، اس کے دل میں اتر رہا تھا۔

"آپ اس چیز کا حق نہیں رکھتیں۔"

آیان نے سرد لہجے میں بغیر اس کی طرف دیکھے جواب دیا تھا۔

"حق تو میں واقعی نہیں رکھتی مگر آپ اگر اس بات کا جواب دے دیں گے تو میں آئندہ کبھی آپ کے راستے میں نہیں آؤں گی۔"

میرب نے اسے دیکھتے ہوئے کہا جس کی نظریں ہنوز جھکی ہوئی تھیں۔

"کون سی بات؟"

بے تاثر لہجے میں پوچھا گیا۔

"آپ مجھے دوست کیوں نہیں بنا سکتے؟"

میرب نے اپنی بات دہرائی۔

urdunovelsblog

"کیونکہ میں جس سے محبت کرتا ہوں وہی میری بہترین دوست ہے اور مجھے محبت میں تو کیا دوستی میں بھی شراکت پسند نہیں۔ وہ میرے لیے کافی ہے اور میں اس کے لیے۔ امید ہے آئندہ آپ سے سامنا نہیں ہو گا۔"

آیان یہ کہہ کر اٹھ گیا اور بغیر اسے دیکھے وہاں سے تیز قدموں سے نکل گیا۔ پیچھے وہ بے بسی سے کھڑی رہ گئی۔

اس کے بعد وہ گھر پہنچا تو آتے ہی عمیر کو کال کرنے لگا۔ دوسری طرف عمیر اس وقت حیات سے بات کر رہا تھا اور فون پر آیان کا نام پڑھ کر اس نے سکرین کو چھپا لیا تھا اور اسے آرام کرنے کا کہہ کر خود اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کال اٹھالی گئی تو آیان نے بے چینی سے پوچھا۔

"عمیر۔ حیات کدھر ہے؟"

اس کی بے چینی پر عمیر کے چہرے پر تبسم پھیلا۔

"ریلیکس! وہ لاہور آگئی ہے اور باقی کا معاملہ تو تمہارے علم میں ہو گا ہی۔"

"ہاں! وہ ٹھیک ہے؟"

آیان نے اضطراب سے پوچھا۔

"ہاں وہ ٹھیک ہے۔ مگر اس کی فکر ہے۔ اگر صائم نے۔۔"

عمیر کی بات آیان نے درمیان میں ہی اچک لی۔

"صائم کو جو کرنا ہے اسے کرنے دینا۔ وہ میرا اور صائم کا معاملہ ہے۔"

"مگر آیان۔۔"

عمیر احتجاج کرنے لگا کہ آیان بولنے لگا۔

"عمیر اس جنگ کے اختتام کا وقت آپہنچا ہے۔ حیات کا خیال رکھنا۔ خدا حافظ۔"

آیان نے کہہ کر فون رکھ دیا۔

دو دن اس نے صائم بلوچ کے خلاف ہر معلومات نکلوالی تھی اور دوسری طرف صرف اس ٹرک کے نمبر کو لے کر وہ چلا تھا اور قاتل سے آگاہ ہو چکا تھا۔ اور اس سب میں اسے ایک اندرونی انسان نے بے انتہا مدد کی تھی۔ اس کے بغیر شاید وہ سب نہ کر پاتا۔

"تمہارا شکریہ دائم!"

آیان نے تشکر سے اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا جو اس کے سامنے کھڑا اٹھائیس سال کا ایک بھرپور مرد تھا۔

"شکریہ کی بات نہیں۔ یہ میرا فرض تھا۔"

دائم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں تمہارے لیے یہ سب بہت مشکل تھا۔"

آیان کی بات دائم محض مسکرا دیا۔

تبھی اس کا فون بجا اور عمیر کالنگ دیکھ کر بے چینی سے فون اٹھایا۔

"ڈونٹ ٹیل می کہ حیات کو کچھ ہوا ہے۔"

آیان نے کہا تو دوسری طرف عمیر کے کہے جملوں پر اس کے ماتھے پر شکنوں کا جال بچھا۔

".I will deal with him"

آیان نے کہہ کر فون کاٹ دیا۔

"کیا ہوا؟"

دائم کے پوچھنے پر اس نے گہری سانس خارج کی۔

"صائم بلوچ نے اپنی اوقات دکھا دی۔ حیات کو لے گیا۔"

"میں جانتا ہوں وہ کہاں لے گیا ہو گا۔ اس شہر میں صرف ایک ہی جگہ ہو سکتی ہے۔"

دائم نے کہا تو اسے تھوڑی تسلی ہوئی۔

"کہاں؟"

urdunovelsblog

آیان نے بے چینی سے کہا تو دائم اسے ساتھ لیے مطلوبہ جگہ پر پہنچ چکا تھا۔ جاوید بھی لاہور ہی تھا تو آیان نے اسے اپنے ساتھ کے لیے بلا لیا۔

"مجھے معلوم ہے اس کے ساتھ رفیق کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا کیونکہ اس کے باپ کو اس بات کا علم نہیں ہے۔ طارق بلوچ اسے پہلے ہی وارن کر چکے تھے، مگر اس نے کسی کی نہیں سنی۔"

دائم فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اسے آنے والی سیچویشن کے متعلق بتا رہا تھا۔

وہ جب وہاں پہنچے تو صائم اپنی گاڑی میں بیٹھتا گاڑی بھگا لے گیا تو دائم کو گاڑی میں رہنے کا کہہ کر وہ جاوید کے ساتھ اندر داخل ہوا۔

اندر ہر جگہ اندھیرا تھا۔ یہ کوئی پرانا فارم ہاؤس تھا جس پر توجہ نہ دینے کی وجہ سے یہ اجڑ کر رہ گیا تھا۔ وہ دونوں دبے پاؤں اندر بڑھ رہے تھے کہ ایک کمرے سے کچھ آوازیں آنے لگیں جو کسی کے ہونے کا پتہ بتا رہی تھیں۔ وہ آگے بڑھے تو ایک کمرے کے باہر دو ہٹے کٹے آدمی کھڑے دانتوں کی نمائش کرتے کوئی بات کر رہے تھے۔ آیان نے جاوید کو اشارہ کیا تو وہ سمجھتا ہوا آگے کی طرف بڑھا اور مخالف سمت تھوڑا شور پیدا کیا جسے محسوس کرتے ہوئے وہ دونوں اس طرف بڑھے تھے۔ تبھی ایک طرف سے آیان نے اور دوسری طرف سے جاوید نے ان کی گردن دبوچی اور ایک ہی انداز میں مڑوری کہ وہ وہیں زمین پر ڈھے گئے۔ اس خاموش کاروائی کے بعد آیان کمرے کی جانب بڑھا تھا اور دروازہ کھول کر فضا میں فائر کیا تھا۔

رفیق اس سب کے لیے تیار نہیں تھا۔ وہ ہڑبڑا گیا اور اس سے پہلے کے وہ کچھ سمجھتا، وہ جاوید کے شکنجے میں آ چکا تھا۔

حیات کا ڈھلکا ہوا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بے ہوش ہے یا اسے بے ہوش کیا گیا ہے۔ آیان نے آگے بڑھ کر اس کے منہ سے کپڑا نکالا اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی مگر اسے ہنوز ہوش و حواس سے بیگانہ دیکھ کر بانہوں میں اٹھاتا گاڑی تک لایا اور اندر بٹھاتا اس کے ارد گرد طریقے سے دوپٹہ لپیٹ گیا۔

دائم نے فوراً سے گاڑی گھر کی طرف بڑھا دی کیونکہ یہ وہ پہلے سے بتا چکا تھا کہ حیات کو سیدھا گھر لے جائے گا۔ راستے میں اس نے فون کر کے ڈاکٹر کو شاہیر ولا آنے کا کہہ دیا تھا۔ ان کے پہنچنے تک ڈاکٹر احمد بھی وہاں موجود تھے۔

دائم انہیں شاہیر ولا میں اتارتا آیان کو کوئی اشارہ کرتا وہاں سے چلا گیا۔ آیان نے حیات کو بستر پر لٹایا اور ڈاکٹر کے چیک اپ کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ وہ کچھ گھنٹے مزید بے ہوش رہے گی اور پھر زخموں کا مرہم دے کر وہ چلے گئے۔

اب وہ اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ عمر یہاں نہیں تھا ورنہ یہ دن دیکھنا ہی نہ پڑتا اور وہ صائم کا معاملہ اب تک ختم کر چکا ہوتا۔

وہ بیٹھا اس کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ پھر اس کے ہوش میں آنے کے بعد ہونے والی بات سے وہ سمجھ گیا تھا کہ حیات کو ابھی اس کی موجودگی ہی شاک میں مبتلا کر گئی ہے تو اسے وہ سب کیسے بتائے گا۔

وہ دو دن کا وقت لے کر وہاں سے نکل آیا۔ اور آ کر عمر کو ساری بات بتائی۔ پھر اس نے میجر طاہر سے بات کر کے کیپٹن اسامہ کو ساری تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔

اب دو دن بعد وہ اس کے ساتھ بیٹھا اپنی داستان اس کے گوش گزار کر رہا تھا۔

اس نے ساری بات بتا کر ایک گہرا سانس بھرا اور شاک بیٹھی حیات کو دیکھا۔

وہ ششدر سی اسے دیکھ رہی تھی۔

آج اسے ہر سوال کا جواب مل چکا تھا۔

اور وہ بس ششدر تھی۔

اسے سمجھ نہ آئی کہ وہ کیسا ری ایکٹ کرے۔

آیان نے اسکے دائیں ہاتھ پر دباؤ ڈالا جو ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔ تب حیات کا تسلسل ٹوٹا۔

"میں سمجھ نہیں پا رہی کہ میں کیسا ری ایکشن دوں۔ میرا دماغ سب کچھ قبول نہیں کر پا رہا۔"

حیات نے دھیمی آواز میں کہا تو آیان اس کے تھوڑا قریب ہوا اور اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں تسلی دی۔

کچھ لمحے خاموشی سے سرکے تھے۔

urdunovelsblog

رات کی سیاہی اور ہوا کی خنکی سے دونوں بے نیاز تھے۔

"ویسے مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم میرے سامنے ہو۔"

آیان نے بات شروع کی تو مسکرا دی۔

"تمہیں میری اتنی فکر کیوں تھی؟"

حیات نے مسکراہٹ دباتے ہوئے عام سے لہجے میں کہا تو وہ قہقہہ لگا گیا۔

"تم جو سننا چاہتی ہو اس کے لیے ابھی ماحول ٹھیک نہیں۔"

آیان نے ایک آنکھ دبا کر مسکراتے ہوئے کہا تو حیات ہنس دی اور وہ اس کی ہنسی میں کھو سا گیا۔

کتنی دیر بعد اس کا مسکراتا ہوا چہرہ دیکھا تھا۔ مسکراتے ہوئے شاید دیکھا ہو، اسے خوش کافی عرصے بعد دیکھا تھا۔

حیات نے اسے خود میں کھویا ہوا پایا تو وہ کنفیوز ہوئی۔

"آج میری زندگی مکمل ہوگئی ہے۔"

آیان نے کھوئے سے لہجے میں کہا تو حیات کے رخسار گلابی پڑے۔

"آیان!"

اس کے پکارنے پر اس کا تسلسل ٹوٹا اور مسکرا کر شرارت سے کہنے لگا۔

"کیا ہے نا۔ میری زندگی میں ایک عدد چھپکلی کی کمی تھی۔ کافی عرصہ ہوگیا تھا اس چھپکلی کو دیکھے، اس لیے۔"

آیان کے چھپکلی کہنے پر سیکنڈز کے اندر حیات کے تاثرات بدلے تھے اور اس کی جگہ دباد با غصہ آگیا تھا۔ آیان بھی کہہ کر رکا نہیں تھا۔ وہ جھولے سے اٹھتا نیچے کی جانب بھاگا تھا کیوں کہ اگلے ہی لمحے حیات اس کے پیچھے تھی۔ آیان بھاگتا ہوا لان میں پہنچا تھا، اسے لگا کہ حیات سردی دیکھ کر اس کے پیچھے نہیں آئے گی مگر وہ غلط تھا۔ حیات اس کے پیچھے تھی۔

"بندر تم ٹھہرو ذرا تمہاری ساری کمیاں پوری کرتی ہوں میں رکو ذرا۔"

حیات کہہ کر اس کے پیچھے پیچھے تھی۔ ایک چکر لان کا لگا کر حیات تھکتے ہوئے لان کی نم گھاس پر بیٹھی تھی تو آیان اسے بیٹھتا دیکھ کر اس کے پاس آیا جو گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔

وہ مسکراہٹ دبا کر اس کے ساتھ ںم گھاس پر بیٹھ گیا اور خود بھی گہرے سانس بھرنے لگا۔

رات کا نا جانے کون سا پہر تھا تبھی گھاس پر شبنم کے قطرے واضح تھے۔

خود کو کمپوز کر کے حیات نے آیان کی طرف دیکھا تبھی اس نے بھی نگاہیں اٹھائیں۔ کالی آنکھیں جب بھوری آنکھوں سے ٹکرائیں تو دونوں یکدم ہنس دیے۔ جیسے عرصے بعد ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ کر اپنے گزرے دن یاد آئے تھے۔ اتنے بڑے ہو کر بھی وہ ویسے ہی تھے۔ وقت ہر رشتے کے درمیان نہیں ٹھہرتا۔ یہ ان دونوں کو اس وقت پاگلوں کی طرح ہنستے دیکھتے ہوئے چاند نے کہا تھا۔ ہوا کی خنکی سے بے پرواہ وہ لگاتار ہنستے جا رہے تھے۔ پھر ہنستے ہوئے آیان گھاس پر ہی لیٹ گیا۔ کچھ دیر بعد دونوں کے قہقہے بند ہوئے تو دونوں کے چہروں پر جاندار مسکراہٹ تھی۔

"اب مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ ہم نے شاید ایک دوسرے ک مس نہیں کیا۔ ہماری ان حرکتوں کو کیا ہے۔"

آیان کے کہنے پر ساتھ بیٹھی حیات پھر ہنس دی۔

"سنیں۔"

آیان نے آواز میں چاشنی بھرتے ہوئے کہا تو حیات ٹھٹکی۔

"معافی کی کوئی گنجائش ہے؟"

حیات نے اس کی بات پر نفی میں سر ہلا دیا اور اٹھ کر جانے لگی کہ آیان اٹھ بیٹھا اور اس کا ہاتھ تھام گیا۔

"کیسے ملے گی معافی بیگم صاحبہ؟"

کوئی قصور نہ ہونے کے باوجود وہ اس سے معافی کا طلبگار تھا۔ حیات نے ہاتھ چھڑوایا۔

"آیان۔ سردی بہت ہے اندر چلو۔"

حیات کے کہنے پر وہ ہنس دیا۔

"حیات ہم اسی سردی میں پانچ گھنٹے چھت پر بیٹھ کر آئے ہیں۔"

آیان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"لگتا ہے معافی کے لیے بہت پاپڑ بیلنے پڑیں گے۔"

اس کی بات پر وہ رخ موڑ کر اپنی مسکراہٹ چھپاتی اندر کی طرف بڑھ گئی تو آیان بھی ہنستا ہوا اندر چل دیا۔

urdunovelsblog

عمیر نے کھڑکی کے پردے برابر کیے اور مسکراتے ہوئے دروازے کی طرف متوجہ ہوا جہاں سے کچھ دیر بعد آیان داخل ہوا تھا۔

"مان گئے بھائی تجھے۔ میری بہن کو ڈیل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ مگر تم نے کمال کر دیا۔"

عمیر نے اسے داد دیتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیا اور کچھ یاد آنے پر بولا۔

"عمیر صاحب باز آ جائیں۔ آپ میاں بیوی کے رومینٹک لمحات پر نظر رکھے ہوئے تھے۔"

آیان کے کہنے پر وہ ہنسنے لگا۔

"رومینٹک نہیں، بے وقوفوں والے۔ جس میں دونوں پاگلوں کی طرح ہنس رہے تھے اور میں پریشان ہو رہا تھا کہ لان میں کون سی خلائی مخلوق نے قبضہ کر لیا ہے۔"

آیان اس کی بات پر مسکرا دیا اور جوتے اتارتا عمیر کے بیڈ پر براجمان ہو گیا۔

وہ بغیر کوئی شور کیے دھیمے قدموں سے کمرے سے باہر نکلی اور سفری بیگ کاندھے پر ڈالے ایک ہاتھ میں موبائل اور گاڑی کی چابیاں پکڑے وہ باہر کو چل دی۔ ابھی سورج کی ہلکی ہلکی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ فجر کو قضا ہوئے زیادہ وقت نہ گزرا تھا۔

کچھ دیر میں وہ گاڑی سڑک پر ڈال چکی تھی اور گوگل پر لوکیشن بھی ڈال چکی تھی۔

اپنی منزل پر گامزن ہوئے اسے بامشکل آدھا گھنٹہ ہی بیتا تھا کہ ایک سفید رنگ کی گاڑی تیز رفتاری سے اس کے پاس سے گزری اور آگے جا کر اس کا راستہ روک گئی۔

حیات نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی اور اس کا سر سٹیرنگ پر لگا جس وجہ سے ایک کراہ اس کے لبوں سے آزاد ہوئی۔

وہ گاڑی کا دروازہ کھولتا ماتھے پر بل ڈالے اس کی گاڑی کی جانب بڑھا تھا اور ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے بازو سے تھام کر باہر نکالا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے تم ایسے چپ چاپ گھر سے نکل آؤ گی اکیلے تو مجھے معلوم نہ پڑے گا؟"

urdunovelsblog

اس نے سخت تیوروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ حیات کا بازو ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔ حیات نے اپنا بازو چھڑوایا اور گویا ہوئی۔

"تمہیں کیسے علم کہ میں کہاں جا رہی ہوں؟"

حیات کی آواز میں تھوڑی حیرت تھی۔

"حیات میر میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ جانتا ہوں اس چھوٹے سے دماغ میں کیا چل رہا ہوتا ہے۔"

اس نے دماغ پر انگلی رکھے ہوئے کہا تو حیات منہ بسور گئی۔

"واپس چلو۔"

آیان نے غصے سے کہا تو حیات ٹس سے مس نہ ہوئی۔

"مجھے بلوچ حویلی جانا ہے۔"

وہ ضدی لہجے میں بولی تو آیان کے ماتھے کے بل مزید گہرے ہوئے۔

"حیات میں نے کہا واپس گھر چلو۔"

وہ تھوڑے سخت لہجے میں بولا تو حیات کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔

"آیان! تم کیوں نہیں سمجھ رہے مجھے جانا ہے۔ پلیز مجھے جانے دو ایک بار پلیز ایک بار۔"

حیات نے کہتے ہوئے آیان کا دائیاں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا تھا۔ اس کے ماتھے کے بل ڈھیلے ہوئے۔ وہ لوگ سڑک کے بیچ و بیچ کھڑے تھے جہاں اکا دکا گاڑیاں ہی گزر رہی تھیں۔

"پلیز مان جاؤ نا۔"

حیات نے رندھی ہوئی آواز میں کہا تو آیان اس سے اپنا ہاتھ چھڑواتا ہوا اپنی گاڑی کی جانب آیا اور گاڑی میں بیٹھے عمیر کو کچھ کہتا ہوا باہر نکل آیا۔ عمیر سوئی سوئی حالت میں فرنٹ سیٹ سے نکل کر ڈرائیونگ سیٹ پر آ گیا۔ وہ ایسے تھا جیسے نیند میں چل رہا ہو کیونکہ رات کو دیر سے سونے کے باوجود وہ آیان کے کہنے پر اس کے ساتھ آیا تھا۔ وہ گاڑی لے کر گھر کہ جانب روانہ ہو گیا تو آیان اس کی جانب مڑا اور اس کا ہاتھ پکڑتا اسے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا گیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

خود وہ کافی دیر خاموش رہا۔ ماتھے پر پڑے بل اس کی ناراضی کی نشانی تھے۔ حیات انگلیاں چٹخارتے ہوئے اپنے لب کترنے لگی۔ اس نے کبھی آیان کو غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ اس کے لیے تو وہ ہمیشہ خوش مزاج، شرارتی اور مسکراتا ہوا آیان تھا۔ وہ اس کا جلالی روپ پہلی بار دیکھ رہی تھی مگر وہ اپنے غصے میں بھی اس کی بات مان گیا تھا۔

"آیان!"

اس نے معصومیت کے ریکارڈ توڑتے ہوئے چاشنی بھرے لہجے میں کہا تو آیان کے دل نے بیٹ مس کی۔ جب وہ اس کا نام اتنی نرمی سے لیتی تھی تو وہ خود بخود پگھل جایا کرتا تھا۔

"حیات خاموش رہو۔"

آیان نے سختی سے کہا تو حیات کے تیور چڑھے۔

"کیا مسلئہ ہے تمہارے ساتھ۔ پیار سے بات کرو میرے ساتھ ورنہ گاڑی سے نکال دوں گی۔"

حیات کے غصے سے کہنے پر آیان نے بے یقینی سے ابرو اچکائے اور سٹیرنگ کو دیکھ کر جیسے یقین کیا ہو کہ گاڑی وہ چلا رہا ہے یا حیات۔ پھر اس نے ایک طرف گاڑی روکی اور اس کی طرف مڑا

"تمہارے پاس دماغ وغیرہ کی تو بہت زیادہ کمی ہے، یہ تو مجھے علم تھا مگر تم تو سرے سے عقل سے پیدل ہو۔"

وہ اسکی طرف گھومتا ہوا بیٹھا تھا تو حیات پیچھے کھسکی اور دروازے کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔

"میں کل رات کو تمہیں بتا رہا ہوں کہ وہ لوگ کیسے پاگل ہیں، سائیکو پیتھ قسم کے، حسد و جلن کے مارے، جو تم سے تمہارے دو عزیز رشتے چھین چکے ہیں اور حیات میڈم صبح ہی صبح اٹھ کر ان سے ملاقات کو نکل پڑی ہیں۔ مطلب کمال ہے! چلو تمہیں جانا تھا تو میں مر گیا تھا کیا؟ زندہ ہوں نا؟ کہہ نہیں سکتی تھی؟ اکیلے جانے کی کیا ضرورت تھی۔"

آیان کے لہجے میں سختی تھی مگر الفاظ سے واضح فکر جھلک رہی تھی۔ حیات کی آنکھوں کے کٹورے بھیگنے لگے۔

"تم یہ سب پیار سے بھی کہہ سکتے تھے۔"

اس نے رندھے ہوئے لہجے میں کہا تو آیان نے نظریں پھیریں۔

"پیار سے باقی باتیں کہوں گا نا وہ کافی ہوں گی۔"

urdunovelsblog

اس نے کہہ کر گاڑی دوبارہ راستے پر ڈالی۔ حیات نے خفگی کا اظہار کرتے ہوئے رخ موڑ لیا اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔
آیان نے ایک نظر اس کے خفا چہرے پر ڈالی اور مسکرا دیا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے حیات کو کیسے منانا ہے۔
"اچھا آئیندہ نہیں کروں گا غصے سے بات پکا۔ اب ناشتہ کر لو حیات، کھانے کو انتظار نہیں کرواتے۔"
کچھ دیر بعد وہ ایک ہوٹل کے باہر چار پائیوں پر بیٹھے تھے اور درمیان میں میز پڑی تھی جس پر ناشتے کے لوازمات سجے تھے۔ اور حیات خفگی دکھاتی رخ موڑے ہوئے تھی۔
"آئیندہ تم نے مجھ سے غصے سے بات کی تو میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی آیان۔"
حیات کہہ کر ناشتے کی جانب متوجہ ہو گئی تو وہ مسکرا گیا اور ناشتے کی طرف ہاتھ بڑھائے۔ وہ ہلکا پھلکا ناشتہ کر کے اب چائے پی رہے تھے۔ حیات ارد گرد دیکھتے ہوئے اس سے باتیں کر رہی تھی اور وہ صرف اسے دیکھ رہا تھا جو ہلکے گلابی رنگ کی قمیض کے ساتھ سفید کیپری پہنے، گلابی دوپٹہ سر پر جمائے، سفید نازک سی جرسی پہنے اس سے باتیں کر رہی تھی۔
"یہ رنگ اچھا لگ رہا ہے تم پر۔"
آیان نے بات کے دوران اچانک کہا تو وہ چونکی اور اسے دیکھنے لگی جو رات والے حلیے میں تھا، ماتھے پر بکھرے بال جنہیں وہ ہاتھوں سے سنوار چکا تھا۔ وہ مسکرا دی۔
"شکریہ۔"
اس کی شرمیلی مسکراہٹ کو دیکھ کر آیان ہنس دیا۔
"یار! تمہارا یہ کون سا روپ ہے؟"
حیات گڑبڑائی اور خود کو کمپوز کرتے ہوئے بولی۔
"چلیں۔ سردی ہو رہی ہے۔"
آیان حیات کے کہنے پر مسکراہٹ دباتا سر ہلا گیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

==================

urdunovelsblog

شام کے سائے ڈھل رہے تھے جب وہ بلوچ حویلی میں پہنچے تھے۔ پورا راستہ حیات اور آیان کبھی باتیں کرتے رہتے اور کبھی گزرے وقت کو یاد کرتے۔ یونہی سفر منزل تک پہنچا اور تمام ہوا۔

"آیان! تم مجھے آج کچھ بھی کرنے سے روکو گے نہیں۔"

حیات نے اترنے سے پہلے منت بھرے لہجے میں کہا تو وہ مسکرا کر سر ہلا گیا۔

چٹاخ!

اور یہ پڑا تھا صائم بلوچ کے چہرے پر حیات کے ہاتھوں کا نقش۔ مردان خانے میں بیٹھے سارے مرد یک دم ہی اسے دیکھ کر حیران ہوئے تھے جو آندھی کی سی تیزی سے آئی تھی اور آتے ہی صائم کو تھپڑ بھی مار چکی تھی۔ سارے حضرات صورتحال سمجھنے کی تگ ودو میں مصروف تھے۔ اور صائم تو چہرے پر ہاتھ رکھے بے یقین سا کھڑا تھا۔

"تمہاری اتنی ہمت۔۔"

اس سے پہلے کہ صائم کا خاص بندہ رفیق کچھ بولتا حیات نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"تم نے درمیان میں مداخلت کی تو میرے شوہر کو تمہاری زبان کاٹ کر تمہارے ہاتھ میں پکڑانے میں وقت نہیں لگے گا۔"

حیات کے انداز پر پلر کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے آیان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ وہ بنا ٹکٹ کی پکچر کو انجوائے کر رہا تھا۔

"یہ کیا حرکت ہے لڑکی؟"

طارق نے تیش سے لال ہوتی آنکھوں سے اس سے استفسار کیا تھا۔ تب تک مردان خانے میں بلوچ حویلی کی خواتین بھی جمع ہو چکی تھیں۔

"پہلی بات میرا نام حیات ہے لڑکی نہیں۔ دوسری بات یہ وہ تھپڑ ہے جو آپ کا دو ٹکے کا بیٹا ڈیزرو کرتا تھا۔"

حیات کے کہنے پر صائم نے غصے سے اس کی جانب دیکھا تھا تو آیان نے مداخلت کی۔

"صائم بلوچ اپنی نگاہیں جھکا لو ورنہ انجام کی زمہ داری تم پر ہے۔"

اب ہر شخص آیان کو دیکھ رہا تھا جس پر وہ بولا۔

"آؤں گا آؤں گا۔ میں بھی آؤں گا مگر میرے خیال سے ایک حیات پوری بلوچ حویلی کے لیے کافی ہے۔"

آیان کے کہنے پر حیات نے بامشکل اپنی مسکراہٹ دبائی تھی کیونکہ ابھی معاملہ سیریس تھا پھر اچانک صائم کا گریبان پکڑا تھا۔

"کیا کہا تھا تم نے؟ کیسے ہمت ہوئی کہ تمہارا گریبان پکڑنے کی تو یاد ہے صائم بلوچ کہ میں نے کیا کہا تھا۔ میں نے کہا تھا میرے ہاتھ کھول، میں دوبارہ سے ویسے ہی پکڑوں گی۔"

یہ کہہ کر اس نے جھٹکے سے صائم کا گریبان چھوڑا تھا۔ تبھی چوکھٹ پر ایک بوڑھے مگر رعب دار آدمی نے قدم رکھا۔

"یہ تم کیا باتیں کر رہی ہو؟"

فتح بلوچ نے بھاری رعب دار آواز میں پوچھا۔

"ساری بات یہ ہے کہ صائم بلوچ نے مجھے شادی کرنے کے لیے پرپوز کیا، جب میں نے یہ کہا کہ میرا نکاح ہو چکا ہے تو صائم صاحب نے اپنی ناموجودہ عقل کو استعمال کر کے مجھے طلاق کا مشورہ دیا جس پر میں نے ایک رکھ کر اسے لگادی اور اسی سب کا بدلہ لینے کے لیے اس نے مجھے اغواہ کروالیا اور کہانی یہیں ختم نہیں ہوتی، اس نے مجھے کسی لڑکیوں والے ٹرک میں ڈالنے کو بھی کہہ دیا اور میری قیمت بھی لگادی۔"

بات کے دوران حیات کی آنکھوں میں نمی اتر آئی جسے دیکھتے ہوئے آیان اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اپنے ساتھ ہونے کا احساس دلایا۔

فتح بلوچ کے ساتھ ساتھ وہاں موجود ہر نفوس کے چہروں پر سناٹا چھا گیا تھا۔ صائم نے نظریں جھکالی تھیں۔ اس نے اس وقت کے بارے میں سوچا ہی نہیں تھا کہ کبھی ایسا بھی وقت آئے گا۔ البتہ طارق بلوچ اسے افسوس سے تک رہے تھے۔

"تم نے ہی اس پر ڈورے ڈالیں ہوں گے جو تمہارے آگے پیچھے گھومنے لگا وہ۔"

صائم کی ماں نے نفرت خیز لہجے میں کہا تو آیان کے تیور چڑھے مگر اس کے بولنے سے پہلے ہی حیات بول اٹھی۔

"میرے بابا کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی آپ کی تربیت پر انگلی اٹھائے تو یہ ضرور دیکھ لینا چاہیے کہ اس کی تربیت کیسی تھی جو وہ دوسروں کی تربیت پر انگلی اٹھانے آ پہنچے۔"

حیات کی بات پر وہاں سناٹا چھا گیا۔

"رہی بات 'میری' تربیت کی تو یہیں سے اندازہ لگالیں کہ میں اپنے باپ اور باپ جیسے خالو کے قاتلوں کے کوٹھے میں ان سے تمیز سے پیش آنے کی کوشش کر رہی ہوں۔"

اس کی بات پر سب سے برا چونکنے والے انسان صائم، طارق اور رفیق تھے۔

"کیا مطلب؟ کچھ بولنا ہے تو سوچ سمجھ کر بولو لڑکی۔"

فتح بلوچ نے غصے سے کہا تو آیان نے حیات کو اپنے ساتھ کیا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے خاموش رہنے کا کہا پھر موبائل نکال کر کوئی میسج پڑھا اور بعد میں ان سب کی طرف متوجہ ہوا جو انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ اور قتل کی ساری حقیقت ان کو بتادی۔ پوری بات کے دوران طارق، رفیق اور صائم کے چہرے پر ایک سایہ آتا اور جاتا مگر فتح بلوچ تو سن ہو گئے البتہ خواتین آپس میں چہ مگوئیاں کرنے لگیں۔

"تمہارے پاس اس سب کا کیا ثبوت ہے؟"

طارق نے کمزور آواز میں احتجاج کیا تو انہیں دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"ثبوت آپ کے پاس چل کر خود آئے گا۔ آجاؤ دائم طارق بلوچ!"

اس کی آواز پر دروازے کی اوٹ سے دائم باہر نکلا جسے دیکھ کر طارق نے اپنا سر پیٹ دیا۔ ان کا خون ہی ان سے دغا کر گیا۔ دائم بلوچ کی شادی پر ہی حیات اور صائم کی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔

"کیوں؟"

طارق نے افسوس سے کہا تو دائم کہنے لگا۔

"حیات میرے لیے میری بہنوں جیسی تھی اور آپ نے بغیر مجھ سے پوچھے میرے لیے حیات کو مانگ لیا۔ باقی مجھے میرا ضمیر اجازت نہیں دیتا تھا کہ دو قتل کا راز میں اپنے دل تک محدود رکھوں۔"

دائم نے مضبوط لہجے میں کہا تو فتح بلوچ کو اس میں شاہیر کی جھلک نظر آئی۔ شاہیر بھی ایسا ہی تھا، حق بات ڈنکے کی چوٹ پر کرنے والا۔ تبھی عمر کچھ پولیس آفیسرز کے ساتھ اندر داخل ہوا اور صائم، طارق اور رفیق کی طرف بڑھے اور انہیں ہتھکڑیاں پہنانے لگے۔

"ابا سائیں! مجھے بچالیں۔"

urdunovelsblog

طارق نے فتح بلوچ کو دیکھتے ہوئے بے بسی سے کہا تو وہ بولے۔

"ایک منٹ۔"

ان کی آواز پر تینوں کی ہتھکڑیاں لگتے لگتے رہ گئیں۔

وہ چلتے ہوئے طارق تک پہنچے اور زوردار تھپڑ رسید کر دیا۔

"تجھے اپنا بیٹا کہتے ہوئے بھی مجھے شرم آ رہی ہے۔ حسد کی آگ میں جل جل کر تو بھسم ہو گیا اور تجھے یہ تک بھول گیا کہ شاہیر تیرا سگا بھائی تھا۔ میرا خون تھا جس سے تو نے مجھے بدگمان کر دیا اور پھر مار دیا؟؟ کوئی اپنے بھائی کو کیسے مار سکتا ہے؟ تجھے شرم نہ آئی، اسکی زندگی اس پر تنگ کرتے ہوئے اور اسے موت کے گھاٹ اتارے ہوئے؟ ایک بیٹا تو نے لے لیا مجھ سے اور تجھے میں صدقہ میں وار کر پھینکتا ہوں۔"

وہ کہتے ہوئے دل کے مقام پر ہوتے رکھتے ہوئے اسے مسلنے لگے اور صوفے پر بیٹھ کر لمبے لمبے سانس بھرنے لگے۔

"انہیں پھانسی سے کم کی سزا نہ ہو۔"

جب عمر اور اس کی ٹیم انہیں لے کر جانے لگیں تو فتح بلوچ کی آواز پر صائم نے بے بسی سے انہیں دیکھا۔

آیان ان پر صائم کی حقیقت بھی آشکار کر چکا تھا۔

پھر آیان حیات کا ہاتھ تھامے اسے گاڑی میں بٹھاتا ہوا لے گیا۔

یہ پورا کیس اب میجر طاہر ہی ہینڈل کرنے والے تھے۔

urdunovelsblog

===================

انہیں سفر کرتے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حیات بولی۔

"آیان۔"

وہ جب جب اسے اس کے نام سے پکارتی تھی اسے اپنا نام اچھا لگتا تھا۔

"جی؟"

اس نے بھی نرمی سے کہا تو حیات مسکراتے ہوئے بولی۔

"مجھے بھوک لگی ہے۔"

"ہاں حیات مجھے معلوم ہے۔بس تھوڑا آگے ہی ہم رک کر کھانا کھائیں گے۔"

آیان نے نرمی سے کہا تھا۔

"پھر آئس کریم بھی۔"

حیات نے چہک کر کہا تو وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"اتنی سردی میں؟"

"آئس کریم گرمیوں میں کون کھاتا ہے؟"

حیات کے کہنے پر زوردار قہقہہ گاڑی میں گونجا تھا

"مطلب تم آئس کریم صرف سردیوں میں کھاتی ہو؟"

اس نے ہنستے ہوئے کہا تو حیات نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔

"ہاں!"

اس نے عام سے انداز میں کہا تو وہ پھر ہنس دیا۔

"یار کیا ہے؟ہنسو نہیں۔"

urdunovelsblog

حیات نے چڑ کر کہا تھا۔

"ایک تو تمہاری باتیں اور حرکتیں ایسی ہیں کہ انسان ہنسنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور اوپر سے کہتی ہو ہنسو نہیں۔"

آیان نے ہنسنے کے دوران کہا تھا جس پر حیات نے اسے ایک مکا جڑ دیا۔

"تو مت کرتے مجھ سے شادی۔میں نے کون سا تمہیں دعائیں مانگ مانگ کر اپنے مقدر میں لکھوایا ہے۔ہنہنہ۔"

حیات نے ناک منہ سکوڑ کر کہا تو آیان کو وہ بالکل پانچ سال پہلے والی حیات لگی۔اس کے چہرے سے مسکراہٹ جدا نہیں ہو پا رہی تھی۔

"اور اگر میں یہ کہوں کہ میں نے تمہیں دعائیں مانگ کر اپنے مقدر میں لکھوایا ہے تو؟"

آیان نے مسکراہٹ دبا کر اسے ایک نظر دیکھتے ہوئے کہا تو وہ اسے دیکھتی رہ گئی۔

"میں تب بھی یہی کہوں گی کہ مجھے بھوک لگی ہے۔"

حیات نے بات بدل کر رخ باہر کی جانب پھیر لیا۔ آیان مسکرا کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ وہ آمنے سامنے بیٹھنے کی بجائے ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور کھانا کھا کر اب حیات کی فرمائش پر آئس کریم کا ویٹ کر رہے تھے۔ سردی کی وجہ سے وہ اپنے ہاتھوں کو آپس میں رگڑ کر گرمائش دے رہی تھی کہ آیان نے اپنے ہاتھ جیکٹ سے نکالے اور اس کے دونوں ہاتھ اپنے گرم ہاتھوں میں قید کر لیے۔ حیات حیرت سے اسے دیکھنے لگی مگر کہا کچھ نہیں۔ آئس کریم کھانے کے بعد مزید سردی کا احساس جاگا تو فوراً سے گاڑی کے ہیٹر میں آ بیٹھے اور لاہور کے لیے نکل پڑے۔ رات کے نا جانے کونسے پہر وہ گھر پہنچے تو آیان پورے دن کی ڈرائیونگ کے بعد تھکا ہارا عمیر کے کمرے میں ہی سو گیا۔

==================

طارق بلوچ نے خود کو حسد کی آگ میں بھسم کر لیا تھا اور صائم کی بھی تربیت اچھی نہ کر سکا تھا۔ مگر دائم اسی کا خون ہونے کے باوجود حق اور سچ کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ دائم بلوچ پہلے دن سے ہی اپنے باپ کی ہر بات جانتا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ اس کا چھوٹا بھائی صائم بھی انہی کے ساتھ شامل تھا۔ مگر وہ خاموش رہا کیونکہ وہ فلوقت آواز اٹھا کر اس راز کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔ دائم نے اپنی شادی پر یہ نوٹ کر لیا تھا کہ صائم حیات کے پیچھے ہے اور حیات کو اس کی حرکتیں ناگوار گزر رہی ہیں۔ تبھی اس نے ایک اور چیز دیکھی تھی۔ حیات لوگوں کی گاڑی کے پیچھے واپسی پر بھی ایک گاڑی رہی تھی اور آتے ہوئے بھی۔ اسے کچھ مشکوک محسوس ہوا تو وہ عمر تک پہنچ چکا تھا۔ عمر نے دائم کو آیان تک پہنچا دیا تا کہ وہ اس معاملے کو خود دیکھے۔ تب دائم کو معلوم ہوا کہ حیات آیان کے نکاح میں ہے تو اس نے آیان ہی پر بھروسہ کیا اور اسے ساری حقیقت بتائی۔ جس پر آیان نے حیرت کی بجائے یہ کہہ دیا کہ وہ یہ سب پہلے سے جانتا ہے مگر اسے اس سب کا پروف چاہیے۔ اس کے بعد دائم کی مدد سے آیان تک ہر پروف پہنچ چکا تھا۔

دائم نے خون کی بجائے حق کا انتخاب کیا۔

اور بلوچ حویلی کا قصہ یہیں اختتام پایا۔

========

وہ مہرون کرتے کے ساتھ سفید کیپری پہنے گلے میں دوپٹہ ڈالے فریش فریش سی خود کے لیے ناشتہ بنانے کی غرض سے کمرے سے نکلی تھی۔ دو دن میں زندگی مکمل سی لگنے لگی تھی۔ وہ اپنی سوچوں میں گم چہرے پر مسکراہٹ سجائے زینے اتر رہی تھی کہ اسے حال میں گہما گہمی کا احساس ہوا۔ وہ کچن میں جانے کی بجائے سیدھا حال میں داخل ہوئی مگر دروازے پر ہی قدم جم گئے کیونکہ وہاں سب موجود تھے۔ ایک عرصے بعد۔ میر ہاؤس بھی اور عثمان لوگ بھی۔ سب سے پہلے آیان کی نظر اس پر پڑی تھی، جو کنفیوز سی کھڑی تھی۔

آیان کے دیکھنے پر سب کی نظریں اس کی جانب اٹھیں۔

" آؤ حیات بیٹا۔"

سب سے پہلے نفیسہ نے بولا تھا۔ وہ باری باری سب کے چہرے دیکھ رہی تھی، ایک لمبے عرصے کے بعد۔

اسے احساس ہو رہا تھا سب کچھ کتنا بدل گیا ہے۔

آیت، ہانیہ اور زینب تینوں نے ایک ساتھ اسے گلے لگایا تھا اور ان کے گلے لگنے کی دیر تھی کہ حیات کے آنسو بہنے لگے۔

".We all miss your presence Hayat"

آیت نے آنسوؤں کے دوران کہا تھا۔ سب بڑے بیٹھے انہیں دیکھ رہے تھے۔ آیان حاذق اور ذہن کے درمیان بیٹھا اسے تک رہا تھا۔

کیسی ہو پرنسس؟"

حیات جب ان تینوں سے الگ ہوئی تو پیچھے سے آتے واصف نے اسے پیار سے دیکھتے ہوئے کہا تو حیات مسکرا دی۔

" میں ہمیشہ کی طرح پیاری۔"

وہ روتی آنکھوں کے ساتھ مسکرا کر بولی تو آیان کو دھوپ چھاؤں کا منظر لگا تھا۔

اس سے پہلے کہ واصف کچھ بولتا۔ ایک چھوٹی بچی جنت کے ساتھ حال میں داخل ہوئی اور واصف کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔

"?Pakiza! Who is she"

واصف نے حیات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا تو وہ کچھ دیر حیات کو دیکھنے کے بعد حیات کے جانب آئی۔

" ! چاچی ! چاچی"

پاکیزہ کے چاچی کہنے پر حیات نے فوراً آیان کو دیکھا تھا وہ جان گئی تھی کہ یہ اس کا سکھایا لفظ ہے۔

بڑے بڑے بیٹھے ہنستے ہوئے اب حیات کو دیکھ رہے تھے جو پاکیزہ کو اٹھائے ان کی طرف آ رہی تھی۔

البتہ زینب، حاذق اور ہانیہ حیرت سے سب کی شکلیں دیکھ رہے تھے جس پر نواز میر گلا کھنگار کر گویا ہوئے۔

"ایسا ہے کہ الحمد اللہ آیان نے وعدے کے مطابق تمام معاملات درست کر دیے ہیں. تو ہم بتاتے چلیں کہ حیات اور آیان کے نکاح کو چار سال ہو رہے ہیں۔"

اس پر وہ چاروں حیرت سے انہیں دیکھنے لگے اور پھر عثمان نے ان کو ساری بات بتا دی۔ زمین اور ہانیہ خاموش بیٹھے تھے البتہ حاذق اور زینب نے سب سمجھتے ہوئے سر ہلا دیا اور جلد ہی سب ہضم کر کے اب شوخ نظروں سے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

اب بھی نہ بتاتے آپ لوگ۔۔۔ ہنہنہ۔۔"۔ "

حاذق نے مصنوعی غصے سے کہا تو سب ہنس دیے۔

" اب ہم حیات کی رخصتی کا سوچ رہے ہیں تو اب تو بتانا لازمی ہو گیا تھا۔"

رخصتی کی بات پر حیات اور آیان کی نظریں ملی تھیں اور حیات کے چہرے کی جوت بجھی تھی جسے آیان نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔

سعدیہ بیگم اٹھ کر کھانے کی تیاری کرنے لگیں تو سامیہ اور نفیسہ بھی ان کے ساتھ زبردستی چل دیں۔

مرد حضرات اب سیاست اور بزنس کھول کر بیٹھ گئے تو حیات ہانیہ سے بات کرنے کے لیے اسے چھت پر لے گئی۔

ہاتھوں میں چائے کے مگ تھامے وہ جھولے پر بیٹھی بول رہی تھی۔

"ہانیہ ! میں جانتی ہوں تم آیان کو پسند کرتی تھی اور ہو۔"

حیات نے دھیمی آواز میں بولا تو ہانی ٹھٹکی۔ جو بات اس نے کبھی کسی کو نہ بتائی تھی وہ کیسے حیات کو معلوم ہو گئی۔ ہانی خاموش ہو گئی پھر کچھ دیر بعد بولی۔

urdunovelsblog

" نہیں۔ایسا کچھ نہیں ہے۔"
ہانی نے کمزور لہجے میں احتجاج کرنا چاہا۔
"ہانی! کچھ ستارے ہمارے مقدر کے نہیں ہوتے، مگر ان ستاروں کے بدلے اللہ نے پورا آسمان ہمارے لیے رکھا ہوتا ہے۔"
حیات نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے نرمی سے کہا تھا تو ہانی نے زور سے آنکھیں بند کیں۔
"میں سمجھ گئی ہوں حیات کہ آیان میرے مقدر کا ستارہ نہیں تھا۔میں اس سے دستبردار ہوتی ہوں۔میرے حصے کا پورا آسمان میرا ہے مگر اس ستارے کی خلا رہے گی۔"
ہانی ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولی۔
"مگر تم یہ بات کسی سے مت کرنا کبھی بھی۔اس بارے میں میں نے کبھی خود سے بھی بات نہیں کی۔"
ہانی نے التجائیہ انداز سے کہا تو حیات نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے اسے تسلی دی کہ وہ نہیں بتائے گی۔
"ہانی! مجھے بس ڈر لگتا ہے اب حسد سے۔میرے پاس اس وقت سب سے زیادہ خوبصورت رشتے ہیں مگر ان سب میں سے سب سے حسین رشتہ میرا اور آیان کا ہے
حیات ابھی کہہ رہی تھی کہ ہانی نے ٹوکا۔
" تمہیں لگتا ہے میں کبھی تم دونوں کی جوڑی سے حسد کر سکتی ہوں؟"
ہانی نے مصنوعی خفگی سے کہا تو حیات مسکرا دی۔
"پھر بھی۔۔"
"نہیں حیات۔میں اسے پسند کرتی تھی مگر میں نے کبھی اسے حاصل کرنے کی چاہ نہیں کی یا شاید میرے دل میں اسے حاصل کرنے کی چاہ ڈالی ہی نہ گئی کیونکہ وہ تمہارا تھا اور تمہارا ہے۔میں کبھی تم دونوں کے درمیان نہیں آؤں گی بلکہ تم دونوں پاگل ایک دوسرے کے لیے پرفیکٹ ہو۔"
ہانی نے آخر میں ہنستے ہوئے کہا تو حیات بھی مسکرا دی تھی حاذق کی اینٹری ہوئی تھی۔
" کیسی ہو حیات؟"

urdunovelsblog

اس نے اپنی ازلی مسکراہٹ سے کہا تو حیات کے لب مزید مسکراہٹ میں ڈھلے۔

" کھانا بہت خوبصورت۔اپنی بتاؤ؟"

حیات نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"میں تو بہت اچھا ہوں، قابل ہوں، باپ کا بزنس اگلے سال تک میرے پاس ہو گا تو کیا خیال ہے میرے بارے میں حیات؟"

حاذق نے ابرو اچکا کر سوالیہ انداز سے کہا تو ہانی اور وہ ہنسنے لگیں۔اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی حاذق چیخا تھا۔

" ابے.. پاگل ہے کیا؟اتنا بھاری ہاتھ ہے تیرا۔"

حاذق نے چیختے ہوئے کہا تھا تو آیان نے دانت پیسے۔

" بھابی بولا کر۔"

آیان نے اسے گردن سے پکڑ کر چبا چبا کر بولا تھا جس پر پیچھے سے آتی آیت اور وہاں موجود ہانی اور حیات ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

"حیات بھابی۔"

حاذق نے جلدی سے کہا تو آیان نے گردن چھوڑی۔

".That's good"

" اور اس ساری بکواس کا کیا مقصد تھا؟"

آیان نے تیور چڑھے کہا تھا۔

"وہ حیات۔۔میرا مطلب حیات بھابھی کے لیے تھوڑی تھا۔میں تو ان کی اس دوست کے بارے میں کہہ رہا تھا۔"

اس کی بات پر حیات تیر کی سیدھی ہوئی تھی۔

"کون؟لاریب؟ماہا یا علیزے؟"

حیات نے حیرت سے پوچھا تھا۔

"لاریب۔"

حاذق نے دانت نکال کر کہا تھا تو حیات کا منہ کھلا۔

"تم اسے بھولے نہیں؟"

"وہ بھی کوئی بھولنے والی بندی ہیں۔"

حاذق نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو آیان نے ایک مکا اس کی کمر میں رسید کیا تھا جس پر وہ کراہ اٹھا۔

"ہزار بار سمجھایا ہے کسی کی بہن بیٹی کے بارے میں ایسی بات نہیں کہتے۔ اگر تو سیریس ہے تو رشتہ بھیج۔"

"او کے باس۔"

حاذق نے اسے سلیوٹ کرتے ہوئے کہا تھا تو آیان نے اسکا گھٹیا سا سلیوٹ دیکھا جس کے نزدیک وہ سلیوٹ تھا ہی نہیں۔

========

اسکے بعد وہ کھانا کھانے نیچے آئے اور پھر کھانے کے بعد چائے کا وقفہ آیا جب بڑوں بڑوں کی میٹنگ ہوئی اور بچوں کو باہر نکال دیا گیا۔ اب بچوں میں واصف نہیں آتا تھا اس لیے وہ وہیں سب کے درمیان عمیر کے ہمراہ بیٹھ گیا تھا۔ اور باقی ٹولے نے حیات کے کمرے کا رخ کیا تھا۔

"یار میں نے تو مزاق میں کہا تھا کہ آپس میں شادیاں کر لیتے ہیں، ہمارا گینگ نہیں ٹوٹے گا۔ آیان تو نے تو سیریس ہی لے لی بات۔"

حاذق نے دہائی دیتے لہجے میں شرارت سے کہا۔ تو آیان مسکرا دیا البتہ حیات کے چہرے پر بھی تبسم پھیلا۔

"نیچے کیا بات ہو رہی ہے کسی کو معلوم ہے؟"

ہانی نے چہک کر اونچی آواز میں پوچھا۔

"ہمیں معلوم ہے مگر نہیں بتائیں گے۔"

بینش نے معصومیت سے کہا تو سب کی نظریں عبداللہ اور بینش پر جم گئیں۔

"ایسے مت دیکھیں۔ ہم واقعی نہیں بتائیں گے۔"

عبداللہ نے بینش کو ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔

"تم لوگ بتاؤ۔ میں بدلے میں پیزا کھلاؤں گا۔"

حاذق نے خوش دلی سے بولا تو بینش کے تیور چڑھے۔

"رہنے دیں حاذی بھائی۔ جتنے آپ کی طرف پیزے پینڈنگ ہیں نا، وہ سارے میں آپ سے نکلوانے بیٹھی تو آپ کی جائیداد ختم ہو جانی ہے۔"

بینش کے کہنے پر حاذق ڈھٹائی سے ہنس دیا تو باقی سب بھی ہنسنے لگے۔

"چلو پیزا میری طرف سے۔ اب بات بتاؤ۔"

زین نے کہا تو عبداللہ اور بینش نے ایک دوسرے کو دیکھا اور ایک دوسرے کے کان میں کچھ بول کر کہنے لگے۔

"ہاں تو ٹھیک ہے ڈیل۔ سنو پھر نیچے عمیر بھائی کی شادی کی بات ہو رہی ہے اور لڑکی خاندان میں سے ہی ہے۔"

بینش نے مسکرا کر بتایا تو سب کے چہرے حیرت سے پھیلے۔

"کون ہے؟"

حیات نے چہک کر پوچھا تو اس کا چہکنا آیان نے بخوبی نوٹ کیا اور ایک مدھم مسکراہٹ اسکے چہرے پر پھیل گئی۔

"یہ ہمیں نہیں معلوم۔ تھوڑی دیر تک پتا چل جائے گا۔"

عبداللہ نے کہہ کر لیپ ٹاپ اپنے سامنے کر لیا اور بینش کو ساتھ لیے کوئی چھان بین کرنے لگا۔

"ہمم اس کے مطابق ہمارے پاس تین آپشنز ہیں۔ ہانی زینب اور آیت۔"

آیان نے تینوں کو دیکھ کر کہا تو وہ تینوں گڑبڑائیں۔

"آیت کی تو شکل ہی نہیں اس لائق تو یہ تو کینسل۔"

حاذق نے نہایت سنجیدگی سے کہا تو آیت نے ایک تکیہ اس کو مارا تھا جس پر سب ہنس دیے۔

"شکل تو ویسے تمہاری بھی نہیں ہے ہانی۔"

حاذق نے اب کی بار ہانیہ کو چھیڑا تو اس نے زور سے ایک مکا جڑا تو وہ کراہ کر رہ گیا اور باقی سب کے قہقہے حیات کے کمرے میں گونجے تھے۔

اس کے بعد اچانک ہی دروازہ کھلا تو عمیر اندر آیا۔

"زینب کیا میں تم سے تھوڑی دیر بات کر سکتا ہوں۔"

عمیر نے سب کو نظر انداز کرتے ہوئے زینب کو کہا تو سب کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی البتہ زین حیران ہوا کہ اس کے باپ نے اتنا بڑا فیصلہ کیا اور بتایا بھی نہیں۔

"جی عمیر بھائی؟"

زینب کے بھائی کہنے پر عمیر نے آنکھیں میچیں اور باقی سب کے قہقہے کمرے میں گونجے جس پر زینب ناسمجھی سے سب جو دیکھنے لگی۔

"لان میں چلیں؟"

عمیر نے خجل سے انداز میں کہا تو حاذق نے ہوٹنگ کی اور زینب کچھ کچھ سمجھتے ہوئے ایک نظر زین پر ڈالتی کمرے سے چلی گئی۔

اس کے جانے کے بعد آیان نے حیات کو آنے کا اشارہ کیا اور کمرے سے نکل گیا۔

میں ذرا ایک ضروری کال سن لوں۔"

آیان کے نکلنے کے بعد حیات اٹھی تھی۔

" میں ذرا آئی۔"

حیات کے اٹھنے پر حاذق اور زینب ایک ساتھ مسکرائے تھے اور اسے تنگ کرنے لگے۔

" اوہو وووو۔ ملاقاتیں۔"

حاذق نے شوخ لہجے میں کہا تو حیات انہیں گھور کر کمرے سے نکل گئی اور شال لپیٹتی چھت پر چل دی جہاں وہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ چلتی ہوئی اس تک آئی اور اس سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہو گئی۔

"کیسی ہو؟

اس نے جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ جواباً بولی۔

"ٹھیک۔"

"حیات میں نے کہا کیسی ہو؟"

"میں ٹھیک نہیں ہوں آیان۔"

حیات نے بے بسی سے کہا۔

"وہ تو مجھے نظر آ رہا ہے۔اب مجھے بتاؤ کیا مسلئہ ہے؟"

آیان نے جیکٹ کی جیب سے ہاتھ نکال کر اس کا ایک ہاتھ پکڑا تھا۔

"میں ابھی رخصتی نہیں چاہتی۔"

"کیوں؟"

وہ اس کے ہاتھ کی ہتھیلی آگے کیے انگلی سے اس پر اپنے نام کے حروف لکھنے لگا۔

"دیکھو آیان۔۔"

"دیکھ رہا ہوں۔"

اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سنو نا۔۔"

" سن رہا ہوں۔"

آیان نے مسکرا کر کہا تو اس نے بے بسی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سیریس ہو جاؤ۔"

تم سے زیادہ آج تک میں کسی کے معاملے میں سیریس نہیں ہوا۔"

وہ مسلسل اسے نظروں میں رکھے گھمبیر لہجے میں کہہ رہا تھا۔

" تم نا اب دفع ہو جاؤ۔"

وہ کہتے ہوئے اس سے ہاتھ چھڑوا کر جانے لگی کہ اس نے اس کی کلائی تھامی۔

"اچھا بولو۔اب نہیں کچھ کہتا۔پرامس۔"

آیان نے کہا اور وہ لب دباتے اسے دیکھنے لگی۔

"آیان! جب ہم صرف کزنز تھے تب بھی ہمارے تعلقات کچھ زیادہ خوش گوار نہیں تھے۔ مجھے تمہیں سمجھنے میں تھوڑا وقت چاہیے۔اب ہم نے ساتھ زندگی گزارنی ہے اس کے لیے ایک دوسرے کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔"

حیات نے انگلیاں چٹخارتے ہوئے کہا تو آیان نے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں کی قید میں کے لیے تاکہ وہ دوبارہ انگلیاں نہ چٹائے۔

"میں اپنی حیات کو اتنا جانتا ہوں کہ اس کی داستان حیات پر ایک کتاب بھی لکھ سکتا ہوں۔"

آیان نے گھمبیر لہجے میں کہا تو حیات کے دل نے اپنی حیات پر بیٹ مس کی۔

مرد کی خوبصورتی اس کے چہرے پر نہیں اس کے الفاظ اور وفا میں ہوتی ہے۔

"آیان۔"

"جی؟"

آیان نے نرمی سے کہا تو اس نے ہمت کر کے کہا۔

"ہم نے ساتھ زندگی گزارنی ہے۔۔"

"حیات! وہ بات بتاؤ جو تمہیں ڈسٹرب کر رہی ہے۔"

آیان نے اس کے ہاتھوں پر ہلکا سا دباؤ ڈال کر کہا تو وہ گہری سانس بھر گئی۔ مطلب واقعی آیان حیات کو اچھے سے جانتا ہے کہ کب وہ جھوٹ بول رہی ہے اور کب نہیں۔

"مجھے ڈر لگتا ہے آیان."

"کس چیز سے؟"

آیان جیسے جانتا تھا وہ کیا کہنے والی ہے۔

"حسد۔ میرا اور تمہارا رشتہ بہت خوبصورت ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ کوئی دوبارہ مجھ سے میرا سب سے قیمتی رشتہ چھینے۔"

حیات نے نم لہجے میں کہا تھا۔

urdunovelsblog

"حیات! ہر چیز اللہ کے حکم سے ہوتی ہے۔ حسد کا کیا زور جب تک اللہ کسی کے دل میں نہ ڈالے۔ ہر احساس اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں ڈالتے ہیں، کسی کے لیے محبت، کسی کے لیے پسندیدگی۔ مگر درحقیقت وہ لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو برے احساسات کے خلاف جنگ کرتے ہیں۔ برے احساسات میں وسوسے آتے ہیں جن کا تم اس وقت شکار ہو۔ تم میرے نصیب کی ہو اور مجھے مل چکی ہو۔ کیا ہمارے لیے یہی کافی نہیں۔"

آیان نے نرمی سے ایک ایک لفظ اسے سمجھایا تھا۔ حیات نے روتے ہوئے سر ہلا دیا تو آیان نے اس کے آنسو پونچھے۔

"چلو اب چلتے ہیں۔ مجھے تو لگتا ہے کہ ہمیں سردی میں کھڑے ہو کر باتیں کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔"

آیان نے کہا مگر حیات نے قدم نہیں اٹھائے۔

"مگر میں پھر بھی رخصتی ابھی نہیں چاہتی۔"

"نہیں کر رہے، رخصتی تمہاری۔ جب تک تم نہیں کہتی۔"

آیان نے اسے تسلی دی۔

"اگر میں کہوں ساری زندگی نہیں تو؟"

" تم یہ کبھی نہیں سکتی۔"

کیا مان تھا۔ حیات نے دل میں داد دی تھی اور پھر اس کے ساتھ ہی نیچے آ گئی تھی۔

=============

عمیر اور زینب لان میں آ چکے تھے اور اب دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔

"زینب! آپ کو بتا دیتا ہوں کہ ہمارے گھر والے آپ کے اور میرے رشتے کی بات کر رہے ہیں۔"

عمیر نے اچھے سے شال لپیٹے ہوئے اس کے ساتھ چلتے کہا تو وہ چپ ہو گئی۔

"جی ابھی آپ کے منہ سے علم ہوا ہے۔"

زینب نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"اصل میں عثمان ماموں سے بھی ماما نے ابھی بات کی ہے تو ماموں تم سے بات کرنے والے تھے، مگر میں نے سوچا کہ میں بات کرتا ہوں تو مناسب رہے گا کیونکہ ہم تو اچھے دوست بھی ہیں۔اور بیٹیاں اکثر باپ کا مان رکھنے کے لیے مان جاتی ہیں۔"

یہ کہتے ہوئے عمیر کے سامنے حیات کا چہرہ گزرا تھا۔

"جی۔"

زینب کو سمجھ نہ آیا کو وہ کیا جواب دے۔

"تو میں مدعے پر آتا ہوں کہ آپ کو مجھ سے شادی کرنے پر اعتراض تو نہیں ہے؟آپ کے پاس مجھے انکار کرنے کا پورا حق موجود ہے۔"

عمیر نے ساتھ چلتے ہوئے رک کر اسے دیکھ کر کہا تھا جو کنفیوز سی لگ رہی تھی۔سردیوں کی شام تھی اور خنکی ہر طرف پھیلی تھی۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے عمیر بھا۔۔میرا مطلب عمیر آ"

زینب پہلے تو بھائی کہتے کہتے روکی اور صرف عمیر بولنا اچھا نہ لگا تو کوئی لفظ تلاش کرنے لگی۔عمیر اس کے اٹکنے پر ہنس دیا۔

" اٹس اوکے۔ریلیکس۔"

عمیر نے اسے نارمل کیا جو بہت کنفیوز سی تھی۔

"تم انکار کر سکتی ہو۔مجھے بالکل برا نہیں لگے گا۔"

عمیر نے دوبارہ آفر کروائی تھی۔

" نہیں مجھے کوئی مسلئہ نہیں۔"

زینب کہہ کر وہاں رکی نہیں اور بس بھاگتی ہوئی نکل گئی۔پیچھے عمیر بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکرا دیا۔

زینب کی ہاں کے بعد مبارک کا شور بلند ہوا اور ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

پھر سب کزنز نے ایک عرصے بعد رت جگا کیا اور بورن فائر کے مزے لیے۔قصے کہانیاں اور ہر ایک کی اپنی داستان۔

======

urdunovelsblog

وہ فیروزی کرتے کے ساتھ سفید کیپری پہنے، سفید دوپٹہ طریقے سے سر پر جمائے ہاتھوں میں سینڈل پکڑے عجلت میں سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ایک ہاتھ میں سینڈل تھے اور ایک ہاتھ میں ہینڈ بیگ پکڑ رکھا تھا، کان اور کاندھے کے درمیان موبائل پر کسی سے بات بھی جاری تھی۔ سیڑھیوں سے سیدھا وہ لاؤنج میں آئی تھی اور ٹیبل پر بیگ رکھتی صوفے پر بیٹھ کر جلدی جلدی سینڈل پہننے لگی تھی۔

"اوکے اوکے ! ٹھیک ہے۔اب فون رکھو گی تو نکلوں گی نا میری ماں !"

حیات نے کہہ کر فون کاٹ دیا اور فوراً سے اسے بیگ میں اڑستی اب لاؤنج میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔

"ماما! ماما! چابیاں؟ میں لیٹ ہو رہی ہوں۔"

حیات نے ڈھونڈتے ہوئے ماں کو پکارا تھا تو سعدیہ بیگم لاؤنج میں نمودار ہوئی تھیں۔

"کدھر جا رہی ہو؟"

وہ حیرت سے پوچھنے لگیں تو حیات نے سر پیٹا۔

"ماما! آپ کو بتایا تو تھا کہ لاریب کی شادی کی شاپنگ کے لیے جانا ہے ہم چاروں نے اور عمیر بھائی کے نکاح کے لیے بھی میرے پاس جوڑا نہیں ہے، وہ بھی لے لو نگی۔آپ نے کچھ منگوانا تو نہیں؟"

حیات نے تفصیل سے جواب دیا تو سعدیہ کو یاد آیا کہ ہاں وہ تو پہلے بتا چکی ہے۔

"نہیں میں نے کچھ نہیں منگوانا۔ساری شاپنگ مکمل ہے، بس زینب کے سوٹ لینے تھے وہ میں اور نفیسہ باجی لے آئیں گے۔"

سعدیہ نے کہا اور ایک طرف لگے چابیوں والے ہولڈر سے گاڑی کی چابیاں اتاری اور اسے پکڑائیں جو ابھی بھی چابیاں ہی ڈھونڈ رہی تھی۔

"یہ لو گاڑی کی چابیاں۔ کبھی جو تم کو یاد رہ جائیں۔"

سعدیہ کے کہنے پر حیات بغیر شرمندہ ہوئے وہ چابیاں پکڑ گئی۔

".Okay.Thank you Mama.bye bye"

حیات کہہ کر ماں کا ماتھا چومتی باہر کو بڑھ گئی۔

"دھیان سے جانا۔"

سعدیہ نے پیچھے سے پکارا تھا۔

"اوکے ماما۔"

حیات بھی عجلت میں کہتے ہوئے نکل گئی تھی۔ تو پیچھے سعدیہ بیگم مسکرا کر رہ گئیں۔ حیات کے چہرے کی رونق واپس آگئی تھی۔ کون کہتا ہے کہ انسان کہ خوشیاں کسی انسان سے وابستہ نہیں ہوتیں۔ حیات کی خوشیاں اس کے باپ سے وابستہ تھیں مگر اس کے باپ کی زندگی اللہ نے اتنی ہی دی تھی۔ اب حیات کی خوشیاں جس انسان سے وابستہ تھیں، وہ کون نہیں جانتا تھا؟

ڈھیر ساری خوشی وہ لاتا ہے

میرے دامن میں بھر کے جاتا ہے

======================

"یار شادی تیری ہے اور خوش ہم ہیں۔"

ماہا نے ساتھ بیٹھی علیزے کو چھیڑتے ہوئے کہا تھا۔

"تو بہن تم بھی کرلو شادی۔ جل کیوں رہی ہو؟"

علیزے نے ابرو اچکاتے ہوئے شرارت سے کہا تھا۔

"نہیں بابو بھیا۔ اپنے کو شادی نہیں کروانی ابھی۔ ابھی اپنے کو امریکا جا کر پڑھنا ہے۔"

ماہا نے فخریہ انداز سے اپنا پلین بتایا تھا جو ہر دو دن بعد بدل جاتا تھا۔

"پڑھ پڑھ کے بھی بعد میں برتن ہی ڈھونے ہیں تم نے۔"

لاریب نے شرارت سے کہا جو فرنٹ سیٹ پر بیٹھی تھی۔

"نہیں۔ تب میں برتن واش کروں گی۔"

ماہا کے کہنے پر چاروں کے مشترکہ قہقہے گاڑی میں گونجے تھے۔

urdunovelsblog

"ویسے نامیری شادی پر علیزے اور حیات نے اپنے چنے منے بچوں کے ساتھ آنا ہے اور اپنے اپنے شوہر کو کہنا ہے۔ آ جی سنیے یہ چنٹو کو پکڑیے گا زرا بہت تنگ کر رہا ہے۔"

ماہا نے منہ کے زاویے بگاڑ بگاڑ کر کہا تھا جس پر علیزے نے تو ایک زور دار جھاپڑ اسے جڑ دیا تھا، لاریب کی ہنسی آؤٹ آف کنٹرول تھی اور حیات بس اسے گھورتی رہ گئی۔

"ماہا کی بچی۔ احتیاط سے بولو تم زرا۔ اللہ کے بعد تمہاری جان ڈرائیور کے ہاتھ میں ہے۔"

حیات نے گاڑی چلاتے ہوئے مزے سے کہا تو ماہا نے دانتوں کی نمائش کی اور باقی سب اس کی حرکتوں پر ہنس دیے۔

اگر کسی نے دیکھنا ہے کہ کوئی انسان کتنا مخلص ہے تو یہ دیکھے کہ اس کے دوست کتنے پرانے ہیں۔ حیات، ماہا، علیزے اور لاریب کی دوستی بلاشبہ خالص تھی کیونکہ وقت اور فاصلہ ہونے کے باوجود ان کی دوستی میں دوری نہیں آئی تھی۔ وہ جو اپنے سکول سے نکلنے پر اپنے الگ ہونے کا سوچ کر پریشان ہوتی تھیں، وہ آج بھی اکٹھے تھیں۔ اپنے بچپن سے لے کر اب تک وہ ساتھ تھیں اور یقیناً وہ ساتھ رہنے والے تھیں۔

============

وہ لوگ بیش بہا شاپنگ کرنے کے بعد سارا سامان گاڑی میں رکھتے اب لنچ کرنے ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔ انتہا کا تھکنے کے بعد اب وہ فرصت سے کھانا کھا رہے تھے اور ساتھ ساتھ باتوں میں مصروف بھی تھے کہ اچانک حیات کی نظر سامنے اٹھی اور سامنے سے آتے آیان سے ٹکرائی جو ادھر ہی آ رہا تھا۔ حیات کا نوالہ حلق میں اٹکا۔ تینوں کو معلوم تھا کہ ان دونوں کے درمیان ہر چیز ٹھیک ہو گئی تھی۔

لاریب اور باقی دونوں نے بھی اس کی نظروں کے ضاویے پر دیکھا تو لاریب نے پہچان کر منہ کھولا اور ماہا، علیزے بھی حیرت سے دیکھنے لگیں۔ وہ نکاح کی پکچرز میں کافی چھوٹا تھا مگر اب وہ نہایت بھرپور اور وجیہہ مرد تھا، بلاشبہ وہ خوبصورت بھی تھا۔ حیات کا کھلا منہ دیکھ کر آیان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے اور اس نے ایک آنکھ شرارت سے دبائی تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ ان کی ٹیبل تک پہنچتا، حیات اٹھی اور چلتی ہوئی اس تک پہنچی تھی اور اسے وہیں پر روک لیا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

حیات نے ایک نظر تینوں دوستوں کو دیکھا جو اشتیاق سے انہیں دیکھ رہی تھیں اور ایک نظر سامنے کھڑے آیان کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"اپنی بیگم سے ملنے آیا ہوں۔"

آیان نے مسکرا کر شرارت سے کہا تھا۔

"یار! تم جاؤ۔ ہم پھر مل لیں گے نا۔"

حیات نے بے بسی سے کہا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ آیان اس کی دوستوں سے ملے اور کہیں غلطی سے بھی ان تینوں کے منہ سے وہ یہ سن لے کہ وہ اسے یاد کرتی تھی یا ایسا کچھ بھی جس سے وہ شو خا ہو جائے۔

"پھر کب؟ اور مجھے میری سالیوں سے ملواؤ گی نہیں؟"

وہ یہ کہہ کر اسے ایک طرف کرتا خود ہی ٹیبل تک پہنچ گیا تھا۔ اس کے ٹیبل تک پہنچنے تک حیات کے ساتھ والی جگہ لاریب خالی کر چکی تھی۔ وہ جا کر سیدھا حیات کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ حیات چار و ناچار آیان کے برابر جا کر بیٹھ گئی اور غصے سے منہ پھلاتی سامنے پڑا کولڈ ڈرنک کا کین اٹھا کر منہ سے لگا گئی۔

"السلام علیکم! میں آیان میر، حیات کا مجازی خدا۔"

آیان کے تعارف پر حیات کو غوطہ لگا تھا اور باقی تینوں کی دبی دبی ہنسی کی آواز آئی تھی۔

"Are you okay?"

آیان نے پانی کا گلاس اسکی طرف بڑھاتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا تو حیات نے جواباً گلاس تھام کر اسے بری طرح گھورا تھا اور ٹیبل کے نیچے سے اس کے پاؤں پر پاؤں بھی مارا تھا جس کا اسے کوئی اثر نہ ہوا تھا۔

"I am totally fine."

حیات نے چبا چبا کر کہا تو آیان کے چہرے کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"آپ کیا لیں گے جیجو؟"

علیزے نے حسبِ عادت خوش دلی سے پوچھا تھا تو حیات اس کے طرزِ تخاطب پر تلملا کر رہ گئی۔

"پہلے تعارف تو کروا لیں۔"

urdunovelsblog

ماہانے مسکراتے ہوئے کہا تھااور حیات کو مکمل اگنور کیا جوان تینوں کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔

"میں ہوں ماہا۔ یہ ہے لاریب اور یہ ہے علیزے جس کی شادی کی شاپنگ پر ہم آئے ہیں۔"

ماہانے کہا تو علیزے نے اضافہ کیا۔

"اور ہاں! جب کہ اب سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے تو حیات بالکل بھی اکیلے نہیں آئے گی۔ وہ آپ کے ساتھ آئے گی۔"

علیزے کے کہنے پر حیات نے ضبط سے اپنی آنکھیں میچیں اور دل کیا کہ علیزے کو کچا چبا جائے۔

"آپ مجھے انوائیٹ کر رہی ہیں؟"

آیان نے حیات کو دیکھتے ہوئے علیزے کو کہا تو حیات نے گھور کر نظریں پھیر لیں۔

"بالکل! کہیں تو ویڈنگ کارڈ پر مسٹر اینڈ مسز آیان لکھ کر بھجواؤں گی اور آنٹی لوگوں کا کارڈ میں الگ سے بھجوا دوں گی۔ کیسا رہے گا؟"

علیزے نے حیات کو مکمل اگنور کرتے ہوئے جان بوجھ کر کہا تھا جس پر آیان مسکرا دیا۔ آج وہ سب مل کر حیات کو تنگ کر رہے تھے۔

"یہ پرفیکٹ رہے گا۔"

آیان کے جواب پر حیات بس اسے گھور کر رہ گئی۔

"جیجو کیا ایک بات پوچھوں؟"

لاریب کیوں پیچھے رہتی، اس نے بھی اضافہ کرنا اپنا حق سمجھا۔ دوسری طرف انکے جیجو کہنے پر آیان کے چہرے سے مسکراہٹ الگ نہیں ہو رہی تھی جسے دیکھ دیکھ کر حیات کڑھ رہی تھی۔

"ضرور سالی صاحبہ!"

آیان نے کہتے ہوئے حیات کی کولڈ ڈرنک کین اٹھائی اور ایک سپ لیا۔ حیات کی چیزیں کھانے کی عادت اس کی پرانی تھی۔

"آپ اپنی حیات سے محبت کرتے ہیں؟"

لاریب نے شرارت سے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تو اس کی بات پر دونوں کی نظریں ملیں۔

urdunovelsblog

"حیات مطلب زندگی اور زندگی مطلب حیات۔اور اپنی زندگی سے کس کو محبت نہیں ہوتی؟"
آیان نے حیات کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو وہ تینوں ہوٹنگ کرنے لگیں۔
"اوہو۔۔"
حیات کا دل چاہا وہ یہاں سے غائب ہو جائے۔
".Well ladies.Nice to meet with you all"
آیان کہہ کر کھڑا ہوا تو حیات نے شکر کی سانس لی۔
"اب مجھے اور میری بیگم کو اجازت دیں۔مجھے انہیں کہیں لے کر جانا ہے۔"
آیان کی بات پر حیات گڑبڑائی۔
"مگر میں نہیں۔۔"
حیات کچھ کہنے لگی تھی کہ آیان نے نرمی سے بات کاٹی۔
"میں نے پوچھا ہی نہیں آپ سے۔"
آیان نے نرمی سے کہتے ہوئے اسکی ناک دبائی تو حیات نے فوراً اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔
"ہم سب میری گاڑی پر آئے ہیں تو۔۔"
حیات ایک نیا بہانہ گڑھنے لگی کہ لاریب جھٹ بولی۔
"کوئی مسلئہ ہی نہیں۔ماہا کو ڈرائیونگ آتی ہے نا۔ماہا ہمیں ڈراپ کر کے گاڑی شاہیر ولا پہنچادے گی اور وہاں سے اسکے بابا اسے پک کر لیں گے۔"
لاریب نے کہا تو حیات بے بسی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔اسے سہی معنوں میں آج ان پر غصہ آرہا تھا جو جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہی تھیں۔
".Have a good time"
ماہا نے مسکراتے ہوئے کہا تو حیات نے تینوں کو گھورا اور دل ہی دل میں ان سے بدلہ لینے کا سوچتی آیان کے ساتھ چل دی۔

================

"آیان کیا تھا یہ سب؟"

حیات نے پارکنگ ایریا میں آتے ساتھ ہی غصے سے اس سے پوچھا تھا۔

"اپنی سالیوں سے ملاقات۔"

آیان نے اس کے غصے سے پھولے پھولے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا تھا جو اسے بہت بھلا لگا تھا۔

"تم سدھر جاؤ آیان۔"

حیات نے اسے وارن کرتے ہوئے کہا۔

"تم سدھار دینا۔ابھی چلو۔"

دوسری طرف ویسی ہی بے نیازی تھی۔

"کدھر؟"

حیات کے پوچھنے پر اس نے سر پیٹا۔

"بس چلو نا۔"

"میں نہیں جا رہی۔"

حیات نے انکار کیا۔

"کیوں؟"

آیان نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا تھا۔

"ماما کو بتایا ہی ں ہیں۔"

حیات کی بات پر وہ اسے دیکھتا رہ گیا۔

"افف۔حیات۔منکوحہ ہو میری۔ویسے بھی میں خالہ سے پوچھ کر ہی یہاں تک آیا تھا اور انہیں بتا چکا ہوں کہ تم میرے ساتھ ہو۔اب بیٹھو۔"

urdunovelsblog

آیان نے کہتے ہوئے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تو وہ اندر بیٹھ گئی۔ وہ شکر کرتا فوراً سے ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا اور گاڑی سڑک پر ڈال دی تھی۔

"تم کچھ زیادہ ہی لشکارے نہیں مار رہے ؟"

حیات نے ایک نظر اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا جو وائٹ ڈریس شرٹ پر بلیک جیکٹ اور بلیک جینز پہنے ہوئے بہت پرکشش لگ رہا تھا اور جب وہ لوگ پارکنگ میں کھڑے بحث کر رہے تھے تب بھی حیات نے اس کی طرف اٹھتی بہت سی نگاہیں دیکھی تھیں۔

"جیلس ہو رہی ہو ؟"

آیان نے شرارت سے کہا۔

"ہنہنہ خوش فہمیاں تو دیکھیں حضور کی۔ اور کیا کہا تھا مزاجی خدا۔ کچھ تو خدا کا خوف کھایا کرو، جو دل چاہا وہ بول دیا۔"

حیات تلملا کر کہہ رہی تھی۔

"میں سچ ہی بولتا ہوں۔"

اس نے کہتے ہوئے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

"آئے بڑے۔۔ سچ ہی بولتا ہوں۔"

حیات نے کہتے ہوئے اس کی بھرپور نقل اتاری تھی جس پر آیان کا قہقہہ گاڑی میں گونجا تھا تو حیات نے اسکے بازو پر ایک مکا جڑ دیا اور غصے سے گاڑی کے باہر دیکھنے لگی۔ اسے ناجانے کس بات پر غصہ آ رہا تھا۔

"ہم میر ہاؤس جا رہے ہیں ؟"

حیات نے جانا پہچانا راستہ دیکھا تو پوچھا۔

"جی۔"

آیان نے یک لفظی جواب دیا اور میر ہاؤس کے اندر لا کر گاڑی کھڑی کر دی۔ حیات گھبرائی سی بیٹھی رہی۔ وہ پاکیزہ کی پیدائش کے بعد آج میر ہاؤس آئی تھی۔ آیان نے پچھلی سیٹ سے دو بیگ حیات کی طرف بڑھائے۔

"یہ کیا ہے ؟"

urdunovelsblog

اس نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"ایکچولی۔مجھے تمہاری مدد چاہیے۔"

آیان نے معصومیت کے ریکارڈ توڑتے ہوئے کہا تھا۔

"کیسی مدد؟"

حیات نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"میرے سینیر نے اپنی پرموشن کی خوشی میں ایک دعوت رکھی ہے اور اسے حال ہی میں عمر کے منہ سے معلوم ہوا تھا کہ میں شادی شدہ ہوں تو اس نے مجھے اور میری بیوی کو خاص طور پر مدعو کیا ہے۔دیکھو اگر وہ میرے سینیر نہ ہوتے تو میں انکار کر دیتا مگر میں انہیں انکار بھی نہیں کر سکتا تو کیا تم میرے ساتھ چلو گی؟"

آیان نے معصومیت سے کہتے ہوئے اسکا ایک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے رکھا تھا اور اسے منانے کی ہر سعی کر رہا تھا۔

"تم نا بہت مطلبی ہو۔"

حیات نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو اس نے معصومیت سے نچلا لب دبایا۔وہ ایسا کرتا بالکل معصوم سا لگا تھا۔حیات کی ہنسی چھوٹ گئی اور اس نے حامی بھر لی۔

"اچھا ٹھیک ہے میں چلوں گی مگر مجھے واپسی پر آئسکریم بھی کھانی ہے۔"

"اوکے ڈن۔اب جلدی سے تیار ہو کر آجاؤ۔میں آدھے گھنٹے تک واپس آکر تمہیں پک کر لوں گا۔"

آیان نے تشکر بھرے لہجے میں کہا اور پھر باہر نکل کر اس کی طرف کا دروازہ کھول دیا۔

"تھینک یو۔"

حیات کہتے ہوئے باہر نکلنے لگی کہ آیان نے اس کے ہاتھ سے بیگز لیے اور خود اٹھا کر اسے اندر تک چھوڑ کر چلا گیا۔

حیات باری باری سب سے مل کر اب آیت کے کمرے میں موجود تھی۔

کچھ دیر بعد وہ بالکل تیار سی بیٹھی تھی۔

سفید پیروں تک آتی سادہ مگر نفیس سی فراک جس کے گھیر پر ہلکا سا کام تھا اور باقی بالکل سادہ تھی۔ مگر اس کی سادگی میں ہی اس کی خوبصورتی چھپی تھی۔ اس کے ساتھ ہی سفید دوپٹہ لیے وہ ایک طرف بال ڈالے ہلکے سے میک اپ کے ساتھ اب تیار بیٹھی آیان کا انتظار کر رہی تھی۔

"آیت! میں ہمیشہ سوچتی ہوں کہ تمہارا اور میرا دکھ برابر تھا۔ ہم دونوں ایک ساتھ یتیم ہوئے تھے، پھر تم نے ایسا کیا کیا تھا کہ تم نارمل ہو گئی۔"

حیات ٹھوڑی تلے ہاتھ جمائے صوفے پر بیٹھی سامنے کھڑی آیت کو دیکھ رہی تھی جو اب سنگھار میز سے چیزیں اٹھا رہی تھی۔

"میں نے صبر کیا تھا حیات۔"

آیت نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ آ کر بیٹھ گئی۔

"اور جو میں نے کیا تھا وہ کیا تھا؟"

اس نے سوچتے ہوئے کہا تو آیت بولی۔

"تم نے صبر کرنا سیکھا تھا۔"

"کیا صبر کرنے میں اور صبر کرنا سیکھنے میں فرق ہوتا ہے؟"

اس نے ایک بار پھر پوچھا۔

"بالکل۔ یقین جانو حیات۔ اگر تمہاری صحت کی فکر نہ ہوتی تو میں کبھی تم سے اتنی دیر دور نہ رہتی۔ تم میرے لیے میری کزن نہیں تھی میری بہن تھی۔ میں اور ہانی اکٹھے رہنے کے باوجود کبھی بہنوں والا سین نہیں بنا سکے مگر تم تھی جسے میں بہن ہی کہتی تھی۔ تمہارے جانے کے بعد میری کوئی دوست نہیں بنی، نہ ہی میرے دل نے کسی کو دوست قبول کیا۔ میں چار سال تم سے بھی دور رہی اور آیان سے بھی اکھڑی اکھڑی رہتی۔ اور اس سب میں سب سے زیادہ فیس آیان نے ہی کیا ہے۔ وہ شروع سے تمہیں چاہتا تھا۔ جب تم ہاسپٹل میں تھی، میں نے اسے تڑپتا دیکھا تھا سجدوں میں۔ وہ تمہارے لیے بہت رویا تھا۔ وہ تمہیں بہت چاہتا ہے حیات۔ وہ کہے گا نہیں مگر تم محسوس کرنا۔"

آیت نے کہتے ہوئے اسے گلے لگا لیا تو حیات نے گہری سانس بھری۔

"اچھا یہ بتاؤ کیسی لگ رہی ہوں؟"

اس نے جان بوجھ کر بات بدلی تھی۔ گزرے ہوئے وقت کو یاد کرنا صرف تکلیف کا سامان تھا۔

"اسپرا لگ رہی ہو میری جان۔اسپرا۔"

آیت نے کہا تو حیات ہنس دی۔

"مجھے معلوم تھا کہ تم یہی کہو گی۔"

اس کی بات پر آیت بھی ہنس دی۔

"میں نے تمہیں بہت مس کیا حیات۔"

آیت نے کہہ کر اسے گلے لگا لیا۔

"میں نے بھی جانم۔"

تبھی نیچے سے گاڑی کے ہارن کی آواز آئی تو حیات فوراً سیدھی ہوئی اور اٹھ کر خود کو شیشے میں دیکھنے لگی۔

"اچھی لگ رہی ہوں ناں؟"

وہ کنفیوز سی پوچھنے لگی کہ آیت ہنس دی۔

"آیان کو تم ہر لحاظ سے اور ہر حالت میں اچھی لگتی ہو۔"

آیت کی بات پر وہ مسکرا دی اور اسے خدا حافظ کہتی نیچے کو بھاگی۔

وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جیکٹ اتار کر پچھلی سیٹ پر رکھ چکا تھا۔ کچھ دیر کے انتظار کے بعد دروازہ کھلا اور دشمن جاں اپنے خوبصورت سراپے کے ساتھ باہر آئی۔ وہ سفید رنگ میں اسے اپنے دل میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔

وہ کفیوز سی گاڑی کا دروازہ کھول کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی تو آیان نے بغیر کچھ کہے گاڑی سڑک پر ڈال دی۔ کچھ دیر بعد وہ گویا ہوا۔

"تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔"

"تمہارے منہ سے ایسی باتیں سچ میں عجیب لگتی ہیں۔"

urdunovelsblog

وہ کنفیوز سی بولی تھی۔

"عادت ہو جائے گی تو پھر عجیب نہیں لگیں گی۔"

آیان نے ایک آنکھ دبا کر شرارت سے کہا تو وہ مسکرا کر رہ گئی۔ وہ سچ میں کنفیوز تھی۔ پہلی بار ایسے سج سنور کر اس کے ساتھ اکیلے کہیں جا رہی تھی وہ بھی بیوی کی حیثیت سے۔

گاڑی منزل پر آ پہنچی تو حیات نے نگاہیں اٹھائیں۔ وہ لاہور کا معروف ترین مونال ریسٹورنٹ تھا۔

آیان گاڑی سے اترا اور اس کے لیے فرنٹ سیٹ کر دروازہ کھولا جو اپنی فراک سنبھالتی اتر رہی تھی۔ آیان نے اسے ہاتھ دیا تو حیات نے چپ چاپ ہاتھ تھام لیا۔

وہ چلتے ہوئے ریسٹورنٹ کی بالائی منزل پر بنے اوپن ایریا کی طرف بڑھ رہے تھے کہ حیات کے قدم جمے۔

آیان جس ٹیبل کی طرف بڑھ رہا تھا اس کے ارد گرد کی ساری ٹیبلز خالی تھیں۔ اتنا بڑا ریسٹورنٹ اور خالی ٹیبلز۔ ناممکن۔

حیات خاموشی سے آیان کے پیچھے چلنے لگی کہ وہ رکا اور مڑا۔ مڑ کر اسے دیکھا جو کنفیوز سی تھی۔ پھر اسکی طرف قدم بڑھائے اور اس کے سامنے اپنا دائیاں ہاتھ کیا جس پر حیات نے اپنا بائیاں ہاتھ رکھ دیا۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا ایک بالکل الگ لگی میز پر لے آیا۔ حیات کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہ میز پوری گلابوں سے سجی تھی۔ ٹیبل کے ایک طرف موجود دیوار کو رنگ برنگے سٹیکرز اور نوٹس سے سجایا گیا تھا۔ میز کے وسط میں ایک چھوٹی سی ڈبیہ تھی اور خوبصورت سی کینڈل جل رہی تھی۔ وہ ارد گرد کا جائزہ لیتی اب اسے دیکھ رہی تھی جو نہایت اشتیاق سے اس کے چہرے کی اڑی رنگت دیکھ رہا تھا۔ حیات حیران تھی بہت حیران۔ وہ آیان سے اس سب کی توقع نہیں کر سکتی تھی۔

"یہ۔۔ یہ سب کیا ہے؟"

اس نے حیرت سے پوچھا تھا۔

"چار سال کا کفارہ تو ادا نہیں کر سکتا مگر معافی تو مانگ ہی سکتا ہوں۔"

آیان کی بات پر حیات سر پیٹ کر رہ گئی۔

"تمہاری کوئی غلطی بھی نہیں ہے تو تم معافی کیوں مانگ رہے ہو۔ یہ سب وقت کا تقاضا تھا۔ اس سب کی کوئی ضرورت نہیں تھی آیان۔"

وہ پریشان سا بولی تو آیان مسکرا دیا۔
"کچھ چیزیں بلاضرورت بھی اچھی لگتی ہیں۔"
وہ اسے دیکھ کر بول رہا تھا۔حیات کچھ کہنے لگی کہ آیان نے اسکے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور بولا۔
"آج مجھے کہہ لینے دو کہ حیات تم میری زندگی میں آنے والی وہ پہلی لڑکی تھی جس کے لیے میرا دل دھڑکا تھا اور میں نے خود سے جنگیں کی تھیں اور ہارا تھا۔دل کے سامنے۔میرے دل نے تمہیں چنا تھا۔مجھے آج تک خود بھی معلوم نہیں کہ میں تمہیں کیوں اتنا چاہنے لگا ہوں۔تم نے ہمیشہ میری زندگی کو پر رونق کیا اور تمہارے بغیر آیان کی زندگی میں کوئی رونق نہیں تھی۔میری زندگی میں آکر میری زندگی مکمل کرنے کا شکریہ۔"
آیان ایک جذب سے کہہ رہا تھا اور آخر میں حیات کے دائیں ہاتھ کی پشت چوم گیا۔
"بس کرو اب رولاؤ گے کیا۔"
حیات نے نم لہجے میں کہا تو آیان نے اسے خود میں بھینچا اور اسکی پیشانی چوم گیا۔حیات شرم سے لال ہوتے چہرے کے ساتھ اس سے الگ ہوئی تو آیان نے ٹیبل پر پڑی ڈبیہ اٹھائی اور اسے کھول کر اس میں سے ایک نازک سی انگوٹھی نکالی جس پر 'ایچ' اور 'اے' اس انداز سے لکھا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کو مکمل کر رہے تھے۔نکاح کے بعد نفیسہ کی پہنائی گئی انگوٹھی حیات کے ہاتھ میں پہلے سے موجود تھی جسے اس نے فوراً دوسرے ہاتھ پر پہنا تھا اور آیان نے وہ نازک سی انگوٹھی اس کی انگلی میں ڈال دی تھی۔
حیات آنکھوں میں نمی لیے مسکرانے لگی۔
"تھینک یو ہر چیز کے لیے۔مجھے ہر اس جگہ پروٹیکٹ کرنے کے لیے جہاں مجھے معلوم بھی نہیں تھا۔میرا ہمیشہ اتنا خیال رکھنے کے لیے۔میرے فیصلوں کا احترام کرنے کے لیے۔میرے لہجے کی سختیوں کو برداشت کرنے کے لیے اور میری زندگی میں آنے کے لیے۔"
حیات نے کہا اور ایک آنسو اس کی دائیں آنکھ سے نکل کر گالوں کی زینت بنا مگر آیان نے اسے درمیان میں ہی پونچھ ڈالا۔
"اپنی آنکھوں کی خوبصورتی یوں رو رو کر ضائع مت کیا کرو۔"
آیان نے پیار سے کہا تو وہ مسکرا دی۔

"کیااب ہم کھانا کھالیں؟ یہ ناچیز صبح کا بھوکا ہے۔"
آیان نے معصومیت سے کیا تو وہ ہنس دی اور ہاں میں سر ہلا گئی۔ خوشگوار ماحول میں ڈھیر ساری باتوں کے درمیان انہوں نے کھانا کھایا اور اب وہ بیٹھے کافی پی رہے تھے۔ وہ اپنی دائیں جانب لاہور کی خوبصورتی دیکھ رہی تھی اور وہ اپنے بالکل سامنے بیٹھی اپنی منکوحہ کی خوبصورتی دیکھ رہا تھا۔
ہوا کی خنکی بڑھ گئی تھی کیونکہ شہر لاہور پر رات کا قبضہ ہو رہا تھا۔ وہ دونوں کچھ دیر بیٹھ کر باتیں کرتے رہے اور جب سردی مزید بڑھی اور حیات کی برداشت جواب دینے لگی تو واپسی کے لیے نکل آئے۔ ایک خوبصورت شام ساتھ گزار کر۔

==========================

شاہیر ولا میں رونق عروج پر تھی کیونکہ صبح فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد ہی اسلام آباد کے لیے نکلنا تھا۔ میر ہاؤس پورا شاہیر ولا میں جمع تھا۔ صبح عمیر اور زینب کا نکاح تھا۔
وہ لوگ بیٹھے مزے کر رہے تھے کہ حاذق کو شرارت سوجھی اور کہنے لگا۔
"کچھ کھیلیں کیا؟"
"کیا؟"
ہانی نے پوچھا تو وہ چہک کر بولا۔
"Truth and dares."
حاذق کی بات پر سب کی آنکھیں چمکیں تھیں اور فوراً حامی بھر گئے۔ ان کے گینگ میں اب واصف نہیں رہا تھا، نہ ہی جنت کیونکہ بقول حاذق ان کا شمار بڑوں میں ہوتا ہے۔ واصف، جنت، سامیہ اور پاکیزہ پہلے سے ہی اسلام آباد میں موجود تھے اور نکاح کے انتظامات دیکھ رہے تھے۔ زین اور زینب بھی موجود نہیں تھے۔ باقی پورا ٹولہ بیٹھا اب کھیل رہا تھا۔
کہ ہمیشہ کی طرح الٹا ڈیئر حاذق پر آیا۔
"جاؤ اور لان میں جا کر رومینٹک گانا گاؤ۔"
ڈیئر دینے والا کوئی اور نہیں عمیر ہی تھا۔

"خدا کا خوف کھاؤ۔ اس وقت رومینٹک گانے گائے تو میری سریلی آواز سے چڑیلوں کی نیند ڈسٹرب ہو جائے گی۔"

حاذق کی بات پر سب کے قہقہے حیات کے کمرے میں گونجے تھے۔

"تمہیں جانا تو پڑے گا ہی اور اگر تم نے ڈئیر مکمل نہ کیا تو پھر تمہیں ہمیں پیزا پارٹی دینی ہو گی۔"

اب حیات نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔ کیوں کہ وہاں بیٹھا ہر نفوس اچھے سے جانتا تھا کہ حاذق اس وقت باہر کسی صورت نہیں جانے والا۔

"یہ غلط ہے۔"

حاذق نے منہ بسورا اور پھر ہمت کرتا ہوا اٹھ گیا۔ وہ لان میں پہنچا ہی تھا کہ سردی اور خوف سے ٹھر ٹھرانے لگا۔ ساری گینگ حیات کے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی اسے دیکھ رہی تھی اور بینش نے تو کیمرہ بھی باہر نکال لیا تھا۔

"عشق سچا ہو ہی،

جس کو ملتی نہیں۔۔

منزلیں۔"

وہ اپنی سریلی آواز میں بغیر سروں کے اونچی آواز میں گا رہا تھا۔ اس سے پہلے وہاں کسی چڑیل کی آمد ہوتی، نواز لاؤنج کا دروازہ کھولے اپنے بیٹے کو ملامتی نظروں سے دیکھنے لگے جس پر حاذق نے دانتوں کی نمائش کی۔ پھر نواز نے ایک نظر اٹھا کر حیات کے کمرے کی کھڑکی کو دیکھا جو لان میں کھلتی تھی اور جس پر فلوقت پوری بچہ پارٹی کھڑی تھی۔ نواز نے اونچی آواز میں کہا تا کہ آواز ان تک پہنچ جائے۔

"صبح فجر کی ادائیگی کے بعد سفر شروع ہو جائے گا اور فجر ہونے میں پانچ گھنٹے رہتے ہیں صرف۔ سب خاموشی سے سو جاؤ اور اب مجھے کسی کی آواز نہ آئے۔"

نواز کی آواز پر سب سہم کر کھڑکی بند کر گئے اور حاذق وہاں سے کھسکا تھا۔ افتخار نے جاتے ہوئے لاؤنج کے دروازے کو لاک لگا دیا تھا۔

"حاذق تم ہار گئے ہو چیلنج، تم پیزا پارٹی دے رہے ہو۔"

آیت نے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

urdunovelsblog

"لاؤنج کا دروازہ بند ہے، نہ ہم جا سکتے ہیں، نہ ہم منگوا سکتے ہیں۔"

حاذق نے کہا تو عبداللہ نے گلہ کھنکارا۔

"ب۔گوا تو ہم سکتے ہیں۔"

"کیسے؟"

آیان نے ابرو اچکاتے ہوئے کہا تو عبداللہ مسکرا دیا۔

"میرے کمرے کی بالکنی کس دن کام آئے گی؟"

عبداللہ کے کمرے کی بالکنی کی سیڑھیاں لان میں پہنچتی تھیں۔اس کی بات پر سب کو یاد آیا۔

"پرفیکٹ۔"

ہانی کہتے ہوئے خوشی سے اچھلی اور حاذق نے چار و ناچار پیسے پکڑا دیے۔جب کچھ دیر بعد آرڈر پہنچ گیا تو انکی ہدایت کے مطابق آرڈر پہنچانے والے نے گھر کی بیل نہ بجائی۔اب نیا مسئلہ۔جائے گا کون؟ حیات نے باری باری سب کے منہ دیکھے جو سردی کی وجہ سے لحاف اوڑھے دبک کر بیٹھے تھے اور ہلنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔پھر خود اٹھ گئی۔اب آیان کے ہوتے حیات اکیلی جائے؟ ایسا ہو سکتا تھا؟

سو آیان بھی اٹھ گیا۔وہ دونوں عبداللہ کے کمرے کی بالکنی سے ہو کر اب لان میں پہنچ چکے تھے اور دھیمے قدموں سے چلتے ہوئے گیٹ تک آئے اور آرڈر لے کر پیسے دے کر اب پیزا باکسز پکڑے واپس جا رہے تھے۔

"حیات ادھر دو یہ مجھے اور تم چڑھو۔"

آیان نے اسکے ہاتھ سے پیزا باکس لیے تھے اور خود پکڑے ہوئے باکسز کے ساتھ پکڑ لیا تھا۔یہ سیڑھیاں زیادہ استعمال میں نہ تھیں اور پرانے طرز کی بل دار سیڑھی تھی جسے احتیاط سے چڑھنا ضروری تھا۔

حیات بغیر کچھ کہے سیڑھیاں چڑھنے لگی تو وہ بھی پیچھے آنے لگا کہ اچانک حیات کا پیر اٹکا جو آیان کو چونکا گیا مگر حیات نے جلد ہی خود کو سنبھال لیا۔

"احتیاط سے چلو چھپکلی۔میرے ہاتھ فارغ نہیں ہیں کہ تمہیں کیچ کر سکوں۔"

آیان نے شرارت سے کہا تو اس کے چھپکلی کہنے پر وہ تلملائی اور وہ اس کے تلملانے پر ہنس دیا۔

پیزا پارٹی کے بعد وہ لوگ دو بجے کے قریب سو گئے۔

=================

صبح فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد نیند میں ڈوبی آنکھوں سے وہ اسلام آباد کے سفر پر نکل گئے۔ان سب نے اپنی الگ الگ گاڑیوں میں جانے کی بجائے ایک ہی گاڑی میں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔اس لیے بچہ پارٹی پچھلی سیٹیوں پر بیٹھی ایک دوسروں کے کاندھوں پر سر رکھے نیند پوری کر رہی تھی۔پورے راستے ایک دوسروں کے کاندھوں پر سر پھینکے وہ بس نیند پوری کرنے کے چکروں میں تھے۔لاریب بھی ان کے ساتھ تھی جسے راستے میں اسکے گھر سے پک کیا گیا تھا۔وہ بھی ان کا ساتھ دیتی سونے میں مصروف تھی۔لاریب کو دیکھ کیر حاذق کی آنکھیں چمکیں تھیں۔البتہ ماہا اور علیزے نے لمبے سفر کا کہہ کر ٹال دیا۔لاریب بھی پہلے نہ مانی تھی مگر وہ حیات ہی کیا جو لاریب کو نہ منا سکے۔

عمیر اور زینب کا نکاح مارکی میں ہونے والا تھا اور لاہوری سیدھا فنکشن ہال میں ہی پہنچنے والے تھے۔ابھی تو وہ اجڑی حالتوں میں اٹھ کر آ گئے تھے مگر فنکشن ایریا میں پہنچنے سے قبل،قریباً ایک گھنٹے کی مسافت پر وہ لوگ ایک ہوٹل میں رکے تھے اور وہیں تیار ہوئے تھے۔

اب عالم کچھ یوں تھا کہ اجڑی حالتوں میں اندر جانے والی گینگ اب پہچان میں نہیں آ رہی تھی۔تیار ہونے کے بعد ہی ان کو ہوش آیا تھا اور اب وہ ہنستے مسکراتے مزید ایک گھنٹے کا سفر کر رہے تھے۔جب وہ واپس گاڑی میں آ کر بیٹھے تو اولڈ جنریشن پہلے سے بیٹھی انکے انتظار میں تھی اور اب ان کو لشکارے مارتا دیکھ کر ہنس رہی تھیں۔

"تم کچھ بول کیوں نہیں رہی؟"

حاذق نے بہن کو چھیڑا جو خاموشی سے سب کی باتیں سن رہی تھی۔اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی اشارہ کیا جسے حیات،آیت،لاریب اور بینش سمجھ گئی تھیں مگر عمیر،حاذق،آیان اور عبداللہ نا سمجھی سے دیکھنے لگے۔

"وہ نہیں بولے گی تم لوگ ہم سے بات کر لو۔"

حیات نے کہا تو چاروں لڑکے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے کہ بھلا ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ہانی خاموش ہو جائے۔

"کیوں؟؟؟؟"

عمیر نے نا سمجھی سے پوچھا تھا۔

"ارے عمیر بھائی اسکی سائل بڑی ہے ناتو اسکی بیس خراب ہو جاتی ہے زیادہ بولنے سے یا ہنسنے سے۔"

لاریب کی بات پر چاروں لڑکوں نے آنکھیں پھاڑے ہانی کو دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو کہ ایسے بھی ہوتا ہے؟ پھر ایک ساتھ ان کے قہقہے گاڑی میں گونجے تھے مگر ہانیہ بت بنی بیٹھی رہی۔

ایک گھنٹے کا سفر کب ختم ہوا کسی کو معلوم ہی نا ہو سکا اور پھر وہ لوگ خود کو سیٹ کرتے باری باری گاڑی سے نکلے۔

بڑے چونکہ آگے بیٹھے تھے تو سب سے پہلے نواز میر سفید شلوار قمیض پر مہرون واسکوٹ پہنے گاڑی سے نکلے تھے۔ پھر نفیسہ اور سعدیہ بھی مہرون ہلکے پھلکے کام والے سوٹ پہنے باہر نکلیں۔

اس کے پیچھے پوری گینگ باہر آئی تھی۔

ہمیشہ کی طرح اس بار بھی ساری گینگ کا ڈریس کورڈ سیم تھا۔ لڑکوں نے سفید شلوار قمیض پر مہرون واسکوٹ پہن رکھی تھی اور لڑکیوں نے وائٹ انارکلی فراک پر مہرون دوپٹے لے رکھے تھے۔ سب کی فراکوں کے گھیر پر مہرون رنگ کا ہلکا پھلکا کام ہوا تھا۔

حاذق بالوں میں ہاتھ پھیرتا باہر نکلا تھا، پھر لاریب اپنا دوپٹہ سنبھالتی باہر نکلی، اسکے پیچھے عمیر سفید شلوار قمیض پر گولڈن واسکوٹ پہنے فل دولہے والی لک دیتا گاڑی سے باہر نکلا تھا، اسکے پیچھے عبداللہ اور بینش ایک ساتھ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے باہر نکلے تھے، پھر ہانی اپنی زلفیں سنبھالتی باہر آئی تھی اور اسکے پیچھے ہی آیان اپنے گاگلز آنکھوں پر چڑھاتا باہر نکل کر حیات کے انتظار میں تھا۔ حیات اپنی فراک سنبھالتی باہر نکلی تو آیان نے ہاتھ آگے بڑھایا تو وہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتی گاڑی سے باہر نکلی تھی اور انکے اس لمحے کو بینش نے کیمرے میں قید کیا تھا۔

ہال کی انٹری پر ہی زین، واصف، جنت، سامیہ اور عثمان کھڑے انکا انتظار کر رہے تھے۔ بچوں نے اس بار سب کو سیم ڈریسنگ کے لیے منایا تھا جس پر عثمان نے اعتراض اٹھایا کہ ایک سے کپڑے پہن کر وہ یونیفارم لگیں گے مگر آیان نے یہ کہہ کر منالیا کہ اس بار ہماری مان لیں تو اگلی بار سے ایسا نہیں ہو گا۔ اس لیے زین، واصف اور عثمان بھی سفید شلوار قمیض پر مہرون واسکوٹ پہنے کھڑے تھے۔ بالکل اسی طرح جنت اور پاکیزہ نے بھی سفید انارکلی فراک پر مہرون دوپٹے لے رکھے تھے۔ جبکہ سامیہ نے نفیسہ اور سعدیہ کی طرح مہرون سوٹ پہن رکھا تھا۔

خوش گوار ماحول میں استقبال کے بعد اب نکاح کے لیے دلہا اور دلہن کو سٹیج پر لایا گیا۔ ان دونوں کو ایک ہی صوفے پر بٹھایا گیا مگر درمیان میں پھولوں کی سیج تھی۔

زینب گولڈن پیروں کو چھوتی میکسی پہنے تیار ہوئے معصوم سی دلہن لگ رہی تھی۔

نکاح کا آغاز ہوا تھا۔

"زینب عثمان بنت عثمان رضا آپ کا نکاح عمیر شاہیر ولد شاہیر بلوچ سے بعوض دو لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت طے پایا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

زینب نے تین بار 'قبول ہے' کہہ کر اپنی زندگی کا ایک نیا باب شروع کر لیا۔ نکاح خواں اب سائن لینے کے بعد عمیر کے پاس آ بیٹھا۔

"عمیر شاہیر ولد شاہیر بلوچ۔ آپ کا نکاح زینب عثمان بنت عثمان رضا سے بعوض دو لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت طے پایا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

عمیر کو اس وقت شاہیر کی کمی شدت سے محسوس ہوئی تھی مگر اپنے آنسوؤں کا گلہ گھونٹتا تین بار 'قبول ہے' کہہ کر ایک زندگی کو اپنی زندگی کے ساتھ جوڑ گیا تھا۔

نکاح کے بعد مبارک کا شور بلند ہوا اور پھر پھولوں کی سیج ہٹ گئی تو عمیر نے زینب کے ماتھے پر محبت کی مہر ثبت کی جس پر سب نے ہوٹنگ کی۔ زینب اور زین کے کچھ دوست اور عثمان کے اسلام آباد میں موجود رشتے دار بھی نکاح کی تقریب میں شریک تھے۔

"میری بات سنیں عمیر اور واصف بھائی؟"

آیان نے منہ لٹکا کر انہیں بلایا تھا جو گروپ فوٹو کے لیے کھڑے تھے۔

"کیا؟"

عمیر نے ناسمجھی سے پوچھا۔

"آپ دونوں نے اپنے اپنے نکاح کے بعد اپنی بیویوں کے ماتھے پر۔۔"

اس سے پہلے کہ آیان آگے بولتا حیات نے اسکے منہ میں گلاب جامن ڈال دیا۔

"یار تمہیں پتا ہے نا مجھے گلاب جامن نہیں پسند۔"

آیان نے منہ کے ٹیڑھے میڑھے زاویے بنا کر کہا اور ساتھ گلاب جامن کھا بھی گیا۔

"اور مجھے تم نہیں پسند۔ پھر کیا ہو سکتا ہے؟ کر رہی ہوں نا برداشت تو تم بھی ناپسندیدہ چیزوں کی عادت ڈال لو۔"

حیات نے گھورتے ہوئے کہا تو سب ہنس دیے اور سب کے ہنسنے پر انہیں احساس ہوا کہ سب ان کی جانب ہی متوجہ تھے۔

حیات خجل سی ہوتی سٹیج سے اتر گئی۔

کھانے کا دور چلا اور کھانے کے بعد بیش بہا تصاویر کا دور بھی دور چل پڑا۔

"?Excuse me"

لاریب اپنے دوپٹے پر گری ساس صاف کرنے واشروم تک آئی تھی جب اسے دروازے کے پاس سے آواز سنائی دی۔

"جی؟"

لاریب نے نگاہیں اٹھا کر سامنے کھڑے حاذق کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"ایکچولی۔ یہ میل واشروم ہے۔"

حاذق نے کہا تو لاریب نے اسکے بالکل پیچھے دیکھا جہاں اسکی سیدھ میں فی میل واشروم کا ٹائٹل تھا۔ وہ شرمندہ ہو گئی۔

"سوری میرا جلدی میں دھیان نہیں گیا۔"

"اٹس ٹوٹلی اوکے۔"

وہ کہتا ہوا اس کے پاس سے گزر کر سنک کی طرف آیا اور ہاتھ دھونے لگا۔ لاریب وہاں سے جانے لگی تو وہ کہنے لگا۔

"سنیں۔"

"جی؟"

لاریب نے اسے دیکھا جو مکمل سنجیدہ تھا۔

"آپ کا دوپٹہ فرش کی صفائی کر رہا ہے۔"

حاذق نے کہتے ہوئے اس کا دوپٹہ جو نیچے لگ رہا تھا وہ اٹھایا اور اس کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

"شکریہ۔"

urdunovelsblog

وہ کہتے ہوئے تیزی سی وہاں سے نکل گئی اور وہ پیچھے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکرا دیا۔

ہال میں پہنچ کر وہ کنفیوز سی ہاتھ آپس میں رگڑتی خود کو نارمل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے حیات کے پاس پہنچ گئی۔

"دھیان سے بہنوئی صاحب۔ ابھی رخصتی نہیں کروانی میں نے اپنی بہن کی۔"

زین نے مسکراتے ہوئے عمیر کو چھیڑا جو والہانہ انداز سے زینب کو دیکھ رہا تھا جس کا باقی لڑکیوں کے ساتھ شوٹ ہو رہا تھا۔

"اب مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ صرف نکاح نہیں ہونا چاہیے تھا۔ لگے ہاتھ رخصتی بھی ہو جاتی۔"

عمیر کی بات پر آیان، زین اور حاذق تینوں ہنس دیے تھے۔ کھانے کے بعد نواز میر نے واپسی کی ہڑبڑی مچادی کیونکہ نا چاہتے ہوئے بھی وہ لیٹ ہو چکے تھے۔ پھر وہ سب چار و ناچار واپسی کے لیے پلٹ آئے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ جاتے وقت عمیر بھی سنگل تھا مگر اب وہ خوش خوش سا ایک زندگی کو اپنی زندگی میں شامل کر چکا تھا۔

واصف اور سامیہ واپسی پر ان کے ساتھ ہی واپس آچکے تھے البتہ جنت اور پاکیزہ کا ابھی کچھ دن ٹھہرنے کا ارادہ تھا۔

واپسی کے سفر پر نواز، سامیہ، نفیسہ اور سعدیہ کے معصوم کانوں کی شامت آئی تھی کیونکہ جنات کا ٹولہ ہوش و حواس میں تھا۔ صبح والا سکون غائب تھا۔ اور انتاکشری کھیلتے، ٹروتھ اور ڈیئر کھیلتے، ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے وقت کا پتا ہی نہ چلا اور ایک بجے کے قریب وہ شاہیر ولا پہنچے تھے۔ آکر وہ سب بمشکل کپڑے ہی بدل سکے تھے اور جسے جہاں جگہ ملی بس وہ سو گیا۔ کچھ لمبے سفر کی تھکان اور کچھ نیند بھی بھرپور آرہی تھی۔

==================

نومبر کا وسط تھا اور وہ عجلت میں لاریب کی مہندی کے فنکشن کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ اچانک دروازہ کھلا اور بینش ریڈ فراک پہنے ہلکا پھلکا تیار ہوئے اندر آئی تھی۔

"آپی جلدی تیار ہو جائیں۔ آپ کو کل کہا بھی تھا کہ آجائیں۔ اب اسلام آباد کا سفر کرنے کے بعد آپ لیٹ نائٹ تک مہندی کا فنکشن اٹینڈ کریں گی تو مزید تھک جائیں گی۔"

بینش نے فکرمندی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا جو جلدی جلدی تیار ہو رہی تھی۔

"بینش بیٹے دروازہ تمہارے پیچھے ہی ہے، دفع ہو جاؤ۔"

حیات کے کہنے پر وہ منہ بسورتی کمرے سے نکل گئی اور تبھی سعدیہ ہلکا سا کام دار جوڑا پہنے مہندی کی مناسبت سے تیار ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔

"حیات بیٹا ہم لوگ عمیر کے ساتھ نکل رہے ہیں۔ آپ آیان کے ساتھ آجانا۔"

سعدیہ کے کہنے پر حیات کے مسکارا لگاتے ہاتھ رکے۔

"آیان؟"

اس نے سوالیہ نظروں سے پوچھا۔ اسے امید نہیں تھی کہ آیان علیزے کی دعوت کو سیریس لے لے گا۔ مگر علیزے نے بھی تو حد کی تھی جب شادی کے کارڈ پر سب میں مسٹر اینڈ مسز آیان لکھ کر بھیجا تھا۔ اس کے بعد حیات کچھ دن ان سے ناراض رہی تھی مگر اب وہ بڑے ہو چکے تھے، خود بخود ہی مان بھی جایا کرتے تھے۔

""ہاں وہ نیچے تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ اب جلدی آجانا ہم جا رہے ہیں۔"

سعدیہ نے کہا اور جانے لگیں کہ حیات کہنے لگی۔

"مگر ماما مجھے تو لاریب اور ماہا نے پک کرنا تھا۔"

حیات نے پریشانی سے کہا۔

"یہ سب مجھے نہیں معلوم۔ تم دیکھ لو کس کے ساتھ آنا ہے بس جلدی آجانا۔ علیزے کا معلوم ہے نا تمہیں پھر غصہ کرے گی لیٹ آنے پر۔"

سعدیہ جلدی جلدی کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئیں تو حیات نے بیڈ سے اپنا فون اٹھایا اور لاریب کو کال ملائی۔

"ہیلو لاریب منحوس کدھر ہو؟"

حیات نے چھوٹتے ہی پوچھا مگر لاریب کے بولنے سے پہلے ہی پیچھے بجتے تیز موسیقی سے وہ جان چکی تھی کہ وہ علیزے کے پاس پہنچ چکی ہے۔

"میں تو فنکشن ایریا میں ہوں اور ماہا نے ہی مجھے پک کیا تھا تم کب تک آرہی ہو؟"

لاریب کے جواب پر اسکا دل چاہا وہ اپنا سر دیوار میں دے مارے۔ وہ لاریب ہی کیا جو کوئی بات یاد رکھ لے۔

"مجھے کس نے پک کرنا تھا؟"

urdunovelsblog

اس نے غصے سے کہا تو لاریب کہنے لگی۔

"بی بی۔ تمہارا ایک عدد شوہر ہے اسی نے۔ میں اور ماہی پہنچ گئے ہیں تم جلدی آؤ۔"

لاریب نے کہہ کر کال کاٹ دی تو حیات دانت کچکچاتی رہ گئی۔

"اللہ تعالیٰ اس چیز کا الگ سے حساب لیجئے گا اس سے۔"

وہ کلستی ہوئی کہہ رہی تھی۔

"حیات کتنی دیر ہے؟"

آیان کی آواز پر وہ مڑی تو دونوں کی نگاہیں ٹکرائیں۔ وہ آیان کو دیکھتی رہ گئی جو سفید شلوار کے ساتھ مہندی رنگ کی قمیض پہنے ہوئے بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ دوسری طرف حیات مہندی رنگ کی فراک کے ساتھ ہم رنگ کیپری پہنے گولڈن دوپٹہ ایک طرف ڈالے ہوئے تھی۔ بال کھلے تھے اور میک اپ ادھورا تھا۔ دونوں کی میچنگ ہو گئی تھی مگر بغیر کیے۔ وہ دونوں اس قدرتی طور پر ہونے والی میچنگ کو دیکھتے مسکرا دیے تھے۔ ایسا تو پہلے بھی ہوتا آیا تھا۔

"بس تھوڑی دیر۔"

حیات کہہ کر سنگھار میز کی طرف بڑھی اور ہاتھ میں پکڑا موبائل ایک طرف رکھا۔ پھر کنفیوز سی اپنا ادھورا میک اپ تیزی سے کرنے لگی۔ آیان اسکے بستر پر براجمان اب اسے بالوں کو خوبصورتی سے باندھتا دیکھ رہا تھا۔

"اپنی نظریں پھیر لو۔ آنکھیں نکال دوں گی۔"

حیات نے مسلسل اس کی نظروں کی تپش خود پر محسوس کرتے ہوئے کہا تو وہ ایک دم ہنس دیا۔

"تمہیں کیسے معلوم کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں؟"

آیان نے مصنوعی حیرت سے کہا کیونکہ حیات کی اس کی جانب پشت تھی۔

"تمہاری آنکھوں کو خود پر محسوس کر سکتی ہوں."

حیات نے کہا اور سنگھار میز سے چیزیں سمیٹیں۔

"باقی چیزیں بھی محسوس کیا کرو۔"

آیان نے مسکرا کر کہا تو وہ مسکراہٹ دبا گئی۔

urdunovelsblog

"جیسے کہ؟"

حیات کہتے ہوئے بستر پر دوسری جانب بیٹھتی کھسا پہننے لگی۔

"جیسے کہ میری محبت۔"

آیان نے کہتے ہوئے اسکا بائیاں ہاتھ پکڑا جہاں اسکی پہنائی انگوٹھی پہلے سے موجود تھی، وہ مسکرا دیا۔

"اٹھو ہم لیٹ ہو رہے ہیں۔"

وہ مسکراہٹ دباتی دوپٹہ درست کرتی سنگھار میز تک آ کر خود پر آخری نگاہ ڈالی۔

"تیار تو ہو جاؤ۔ کیا ایسے ہی جاؤ گی شادی میں؟"

آیان نے شرارت سے کہا تو حیات نے صوفے پر پڑے کشنز اسکی طرف اچھال دیے جسے بڑی مہارت سے کیچ کر لیا گیا اور ساتھ اس کا ایک زوردار قہقہہ بھی کمرے میں گونجا تھا۔

=================

"مہندی کیوں نہیں لگائی؟"

آیان نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے اسکے خالی ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں آج ہی اسلام آباد سے آئی ہوں۔"

حیات کے کہنے پر وہ مسکرا دیا۔

"مجھے معلوم ہے۔"

آیان کے کہنے پر وہ ہنس دی۔

"تم کتنے ویلے انسان ہو۔"

حیات نے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"بیگم ایک ماہ کی چھٹی پر ہوں۔ اسی لیے کہہ رہا تھا کہ چھٹی کا فائدہ اٹھا کر آپ کو اپنے گھر لے جاؤں۔"

آیان نے کہتے ہوئے آخر میں اس پر نظر ڈالی۔

"آگے دیکھ کر گاڑی چلاؤ۔"

urdunovelsblog

حیات نے گھورتے ہوئے کہا تو وہ پھر بولا۔

"چوڑیاں کیوں نہیں پہنیں؟"

آیان نے پوچھا تو حیات حیران ہوئی کہ وہ اسے اتنے غور سے دیکھ رہا تھا کیا؟

"میرا دل نہیں چاہتا اب."

حیات نے دھیمے لہجے میں کہا تھا۔ وہ چوڑیوں کی دیوانی لڑکی اب کہہ رہی تھی کہ اسکا دل نہیں چاہتا۔ یہ وقت کے چھوٹے چھوٹے ستم جب ملتے ہیں تو ایک بڑے ستم سے زیادہ گہرے گھاؤ چھوڑ جاتے ہیں۔

آیان نے اسے ایک نظر دیکھا اور کوئی جواب نہ دیا۔

تھوڑی دیر بعد پھولوں کی دکان کے سامنے گاڑی رکی تھی اور حیات حیرت سے اسے دیکھنے لگی جو گاڑی کا دروازہ کھولتا اب دکاندار کو کچھ کہہ رہا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ ہاتھوں میں دو گجرے پکڑے گاڑی میں بیٹھا اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

حیات نے خاموشی سے ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا تو وہ نرمی سے دونوں کلائیوں میں گجرے پہنا گیا۔ حیات کے لیے یہ سب ناقابل یقین تھا۔ یہ آیان کا کون سا روپ تھا۔

".That's perfect"

اس نے کہہ کر نرمی سے کلائیوں کو آزاد کیا۔ حیات کے چہرے پر ڈھیروں رنگ آئے جسے وہ چاہ کر بھی چھپا نہ پائی۔ گاڑی میں خاموشی تھی۔ آیان اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا اور وہ کنفیوز تھی۔

"ہم آل ریڈی لیٹ ہیں۔"

حیات نے کہا تو اس نے مسکرا کر گاڑی آگے بڑھا دی

فنکشن کے دوران آیان، عمیر، علیزے اور ماہا کا بھائی اور ساتھ علیزے کے بھائی کے کچھ دوست ایک گروپ بنائے ساتھ ساتھ تھے اور تھوڑے ہی عرصے میں آپس میں کافی گھل مل گئے تھے۔ جبکہ ان چاروں پاگلوں کی ٹولی نے خوب مزہ کیا تھا۔ دوسری طرف سعدیہ اپنی عمر کی عورتوں میں گھل گئی تھیں جن میں علیزے، ماہا اور لاریب کی ماں تھی۔ لاریب کے ساتھ تو تعلقات کی نوعیت ہی کچھ اس قسم کی تھی کہ سعدیہ نے اسے ہمیشہ حیات جیسا سمجھا تھا اور اسی وجہ

سے لاریب کے پورے خاندان کو قریباً وہ جانتے تھے۔ حیات، ماہا، علیزے اور لاریب نے ہر طرح سے اپنے ارمان پورے کیے تھے۔ علیزے تو کسی اینگل سے دلہن نہیں لگ رہی تھی۔ اس کا ماننا تھا کہ زندگی میں ایک بار ہی میری شادی ہونی ہے اس پر بھی میں خاموشی سے تم سب کو دیکھتی رہوں تو خاک مزہ شادی کا۔ البتہ علیزے کا بے چارہ شوہر خوش تو لگ رہا تھا مگر علیزے کی حرکتوں پر کبھی ہنس دیتا اور کبھی گھبرا جاتا کہ اتنی بڑی ڈرامہ کو زندگی میں شامل کر چکا تھا۔
علیزے اور فیصل کا نکاح مہندی سے ایک روز پہلے ہو چکا تھا اس لیے فنکشنز اکٹھے رکھے گئے تھے۔

فنکشن کے بعد جب ڈھولک رکھی گئی اور ساتھ سب لڑکیاں مہندی لگوانے لگیں تو حیات نے بھی کچھ سوچتے ہوئے مہندی لگوا لی۔ کافی عرصے بعد اس نے ہاتھوں پر مہندی لگوائی تھی۔ واپسی پر وہ اس قدر تھک چکی تھی کہ آتے ہی فریش ہو کر سو گئی مگر آیان اس کے ہاتھوں پر لگی مہندی دیکھ کر مسکرا دیا تھا۔
اگلے دو فنکشنز بھی حیات نے بخار میں لپٹے وجود کے ساتھ اٹینڈ کیے تھے اور اب وہ ولیمے کے فنکشن سے آکر فریش ہوتی بستر میں بیٹھی تھی کہ دروازہ کھلا تو حاذق، آیان اور ہانی وہاں موجود تھے۔ حیات نے بے بسی سے تینوں کو دیکھا تھا۔

"میں کوئی مستی افورڈ نہیں کر سکتی۔ غائب ہو جاؤ یہاں سے۔"
صحت خرابی کے عوض وہ بہت چڑچڑی سی ہو گئی تھی۔
"ہاں تم دونوں جاؤ مجھے اپنی پیاری سی بھابھی سے ضروری بات کرنی ہے۔"
اس کے مسکا لگانے پر آیان گھورتا ہوا کمرے سے نکل گیا جبکہ ہانی بھی دانتوں کی نمائش کرتی وہاں سے چلی گئی۔
"کہو؟"

ان کے نکلتے ہی حیات اپنی بھاری ہوتی آواز سے بولی تھی۔ حاذق نے اسٹڈی چیئر گھسیٹی اور اس کے سامنے آبیٹھا۔
"یار میں لاریب کے معاملے میں بالکل سیریس ہوں۔ مجھے وہ ہمارے بچپن سے اچھی لگتی تھی۔ مگر ان چار سالوں میں مجھے کوئی لڑکی پسند نہ آئی کیونکہ میرے دل نے اس کے علاوہ کسی کو جگہ نہ دی۔ میں اس کے گھر رشتہ بھیجنا چاہتا ہوں مگر مجھے معلوم پڑا ہے کہ وہ اکلوتی ہے اور اگر اس نے ریجیکٹ کر دیا تو اس کے پیرنٹس نے بھی ریجیکٹ کر دینا ہے۔"

حاذق جیسا لاپرواہ اور کبھی نہ سیریس ہونے والا انسان آج انتہائی سنجیدگی سے اس سے بات کر رہا تھا۔ حیات خاموش ہو گئی کیونکہ حاذق کے حرف حرف میں اسے سچائی نظر آ رہی تھی۔ وکالت کر رہی تھی، الفاظ کو پرکھنے کا ہنر رکھتی تھی۔

"ہاں ایسا ہی ہے۔ میں کیا کروں؟"

حیات نے کہا تو وہ خشک لبوں پر زبان پھیرتا کہنے لگا۔

"کیا تم لاریب سے میرے لیے بات کر سکتی ہو؟"

حاذق کو امید نہیں تھی کہ حیات مان جائے گی کیونکہ وہ اپنے سے جڑے ہر رشتے کے لیے بہت پوزیسیو تھی مگر وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کے پاس آیا تھا۔

"بالکل نہیں۔"

حیات نے ترخ کر جواب دیا تھا جس پر حاذق کے چہرے کی جوت بجھی تھی۔

"حیات یار میں اسے ہمیشہ خوش رکھوں گا اور اس سے زیادہ تمہارے لیے خوشی کی بات اور کیا ہو گی کہ تم اور تمہاری دوست ایک ہی گھر میں رہو گے؟"

حاذق نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تو حیات ڈھیلی پڑی اور اس کی بات پر ہنس دی۔ پھر کچھ دیر سوچ کر بولی۔

"میں اس سے بات کروں گی مگر اس پر کسی قسم کا کوئی پریشر نہیں ڈالوں گی۔ آخری فیصلہ اس کا ہو گا۔"

حیات نے دوٹوک لہجے میں کہا تو حاذق نے شکر ادا کیا کہ کم از کم وہ اس سے بات تو کر رہی ہے۔

"Okay thank you my sweet Bhabhi."

حاذق چہک کر کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا تو حیات ہنس دی۔

====================

آیت جب یونی سے لوٹی تو گھر میں سناٹا پایا۔ وہ ہانی کو ڈھونڈتے ہوئے اس کے کمرے میں آئی مگر خالی کمرہ منہ چڑا گیا۔ پھر وہ کچن میں پہنچی جدھر نفیسہ اور سامیہ کھانا پکاتے ہوئے ساتھ باتوں میں مصروف بھی تھیں۔ ان سے پوچھنے پر معلوم پڑا کہ آیان، حاذق اور ہانی شاہیر ولا کسی کام سے گئے ہیں۔ آیت دانت کچکچاتی رہ گئی کہ اسے کیوں نہ لے کر گئے۔ تبھی وہ واپس جانے لگی کہ ملازم نے آ کر اطلاع دی کہ گیٹ پر کوئی آیان صاحب سے ملنے آیا ہے۔ آیت نفیسہ کے کہنے پر گیٹ پر

گئی تو سامنے ایک ہینڈسم سالڑکا گاگلز آنکھوں پر چڑھائے اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اور دروازہ کھلتا دیکھ کر وہ سیدھا ہوا۔ دوسری طرف آیت نے کسی لڑکے کو دیکھا تو دوپٹہ درست کیا اور کچھ فاصلے پر کھڑی ہو کر کہنے لگی۔

"جی؟"

عمر کا تسلسل ٹوٹا تو وہ نگاہیں جھکا گیا۔

"مجھے کیپٹن آیان سے ملنا تھا۔

"آیان بھائی تو گھر پر نہیں ہیں۔"

آیت نے بامشکل اپنے منہ سے آیان کے ساتھ 'بھائی' کا اضافہ کیا تھا۔

"آپ بتا سکتی ہیں کہ وہ کدھر ملے گا کیونکہ وہ دو دن سے کال بھی اٹینڈ نہیں کر رہا۔"

عمر نے کہا تو آیت کہنے لگی۔

"جی دو دن سے وہ زرا ایک شادی میں مصروف تھے اور ابھی وہ آپ کی کال اٹینڈ بھی نہیں کریں گے۔"

"کیوں؟"

عمر کو حیرت ہوئی اور پھر کچھ سوچ کر فوراً بولا۔

"کیا وہ بھابی کے ساتھ ہیں؟"

آیت کو حیرت ہوئی کیونکہ آج تک آیان کا کوئی دوست ان کے دروازے تک نہیں آیا تھا اور آج جو آیا تھا وہ حیات تک کو جانتا تھا۔

"جی وہ ادھر ہی ہے ابھی بھی۔"

آیت نے حیرت سے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے بہت شکریہ آپ کا۔ اسے بتا دیجیۓ گا کہ کیپٹن عمر آیا تھا۔"

آیت 'کیپٹن' کے لفظ پر تھمی تھی۔ اسے فوجی بہت پسند تھے اور پاکستان کی نوے فیصد لڑکیوں کی طرح وہ بھی فوجیوں کو دیکھ کر مسکرا دینے والوں میں سے تھی مگر فل حال وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ واپس مڑ گئی۔

urdunovelsblog

==================

اگلے روز وہ لاریب سے بات کرنے کے لیے اس کے گھر آئی تھی۔اور اب وہ دونوں لان میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ حیات بولی۔

"لاریب! ایک بات کرنی تھی مجھے۔"

لاریب حیران ہوئی۔

"تو کرو۔تم کب سے تمہیدیں باندھنے لگیں۔"

"یار۔میرا کزن ہے جو حاذق، تمہیں معلوم ہے نا اس کا۔"

حیات نے کہا تو لاریب نے یاد کیا۔

"ہاں مجھے یاد ہے۔عمیر بھائی کے نکاح پر بھی تو ملے تھے ہم لوگ اور اس سے پہلے جب شاہیر انکل بیمار تھے تب بھی۔وہی نا جو شرارتی سا ہے؟"

لاریب نے یاد کرتے ہوئے کہا تو حیات ہنس دی۔

"ہاں وہی۔"

"تو؟"

لاریب نے سوال کیا۔

"لاریب وہ تمہیں پسند کرتا ہے۔"

وہ سیدھا مدعے پر آئی۔

"کیا؟"

لاریب حیران ہوئی۔

"ہاں لاریب۔آج سے نہیں۔اسی دن سے جس دن وہ تم سے پہلی بار ملا تھا۔"

"واؤ۔ایسا بھی ہوتا۔"

لاریب سن کر حیرت سے ہنس دی۔

urdunovelsblog

"لاریب! میں نے کبھی اسے اتنا سیریس کسی معاملے میں نہیں دیکھا۔ وہ چار پانچ سال پہلے سے تمہیں پسند کرتا ہے اور تمہارے لیے رشتہ بھجوانا چاہتا ہے۔"

اس کے کہنے پر لاریب خاموش ہو گئی۔

"حیات یار میں تو اسے زیادہ جانتی بھی نہیں ہوں۔"

"میں تو جانتی ہوں نا اسے، تم جو جاننا چاہتی ہو مجھے بتاؤ۔"

حیات نے کہا تو وہ کچھ سوچنے لگی۔

"تم جانتی ہو نا میں کبھی کسی لڑکے کے معاملے پڑی ہی نہیں کیونکہ میرے لیے میری دوستیں ہی کافی ہوتی ہیں، اس لیے مجھے نا عجیب سا لگ رہا۔"

لاریب نے کہا اور آخر میں ہنس دی۔ وہ کنفیوز ہو گئی تھی کہ کیا کیا جائے۔

"دیکھو شادی تو تم نے کرنی ہی ہے تو کیوں نا ایسے انسان سے کر لو جس نے تمہارے لیے چار پانچ سال انتظار کیا۔"

اس نے کہا تو لاریب سوچ میں گم ہو گئی۔

"مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔ تم بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

لاریب کے کہنے پر وہ مسکرا دی۔

"میرے لیے حاذق سے زیادہ تم ضروری ہو۔ میں اسے ایک طرف رکھ کر تمہیں ایک دوست کی حیثیت سے مشورہ دوں گی کہ وہ تمہیں پسند کرتا ہے، میں نے اسکی آنکھوں میں سچائی اور محبت دیکھی ہے تو اس کی قدر کرتے ہوئے تمہیں اس کا پروپوزل ایسپٹ کر لینا چاہئے۔ مگر اگر تمہارا دل مطمئن نہ ہو تو تم انکار کر دینا۔ مجھے بالکل برا نہیں لگے گا یقین کرو۔"

حیات نے کہا تو وہ سوچ میں پڑ گئی اور پھر بولی۔

"ٹھیک ہے اسے بولنا رشتہ بھیج دے، اگر ماما پاپا کو رشتہ پسند آ گیا تو میں انکار نہیں کروں گی۔ لیکن اگر ماما پاپا نے ہی انکار کر دیا تو میں انہیں فورس بھی نہیں کروں گی۔"

لاریب نے کہا تو حیات کہنے لگی۔

"ایک بار پھر سوچ لو۔ کسی قسم کی کوئی جلدی مت کرنا کیونکہ یہ تمہاری زندگی کا بہت بڑا فیصلہ ہے۔"
حیات کی فکرمندی پر وہ مسکرا دی۔
"حیات! مجھے نہیں معلوم کہ پسندیدگی وغیرہ کیا ہوتی ہے یا محبت وغیرہ مگر میں نے تمہیں آیان سے الگ رہ کر ہمیشہ اداس دیکھا ہے اور جب سے وہ تمہاری زندگی میں واپس آیا ہے میں نے تم دونوں کو ہمیشہ مسکراتے دیکھا ہے۔ تو مجھے لگتا ہے اگر اس لڑکے نے میرے لیے واقعی اتنی دیر انتظار کیا ہے تو مجھے اس کا انتظار رائیگاں نہیں کرنا چاہیے۔ شادی تو کرنی ہی ہے تو کیوں نا اس سے کر لوں جس سے کرنے کے بعد میں اور تم ہمیشہ ساتھ رہیں۔"
لاریب نے آخر میں شرارت سے کہا تو وہ دونوں ایک ساتھ ہنس دیں۔ پھر وہ مزید بہت سی باتیں کرنے کے بعد جب گھر لوٹی تو حاذق کو بتا دیا کہ وہ رشتہ بھیج دے۔ جس پر حاذق کی خوشی کا کوئی سماں نہیں تھا۔
حاذق نے نواز اور سامیہ سے بات کی اور نفیسہ کی مدد سے دونوں کو رشتہ بھیجنے کے لیے رضامند کروایا۔
پھر لاریب کے گھر والوں نے خوش دلی سے ان کا پروپوزل قبول کیا تھا۔

==============

ہانی اور آیت چہکتی ہوئی لاؤنج میں داخل ہوئی تھیں مگر ان کے قدم دروازے پر ہی جم گئے کیونکہ وہاں نفیسہ اور سامیہ کے ساتھ ایک خوبصورت اور خوبرو مرد بیٹھا بات کر رہا تھا۔ آیت اسے دیکھتی رہ گئی کیونکہ وہ پہچان گئی تھی کہ یہ عمر ہی ہے۔ اس دن آیت نے اسے اتنے غور سے نہ دیکھا تھا مگر آج اسے ہنستے ہوئے دیکھا تو اندازہ ہوا کہ وہ پرکشش تھا۔ فوجی کٹ بال اس پر بہت جچ رہے تھے۔ جو بھی تھا اسے زندگی میں پہلی بار کوئی مرد پرکشش لگا تھا۔ اسے اس دن بھی عمر کی یہ حرکت اچھی لگی تھی جب وہ اسے دیکھ کر نگاہیں جھکا گیا تھا۔ ہانی نے اسے مبہوت دیکھا تو شرارت سے کہنی ماری، آیت نے فوراً دوپٹہ درست کیا اور اسی وقت عمر کی نظر آیت پر پڑی تھی اور اسے دوپٹہ درست کرتا دیکھ کر نیچے جھک گئیں۔

".He is extra handsome"

آیت بڑبڑائی تو ہانی ہنس دی۔
"ہاں وہ تو ہے مگر یہ ہے کون؟ چلو اندر چلتے ہیں۔"

ہانی نے کہا تو آیت نے احتجاج کیا۔

"نہیں۔۔"

آیت نے قدم پیچھے ہٹائے تو ہانی نے اسے اپنے ساتھ کھینچا۔

"ابے چل نا۔"

یہ کہتی ہوئی وہ اسے اپنے ساتھ اندر دھکیل گئی کیونکہ وہ ابھی تک دروازے میں کھڑی تھیں۔

"السلام علیکم ! اوہ سوری ہم نے دیکھا نہیں۔تائی جی یہ کون ہیں ؟"

ہانی نے ڈرامہ کرتے ہوئے نفیسہ سے پوچھا تو آیت نے اپنا سر پیٹا جبکہ عمر دبا سا مسکرا دیا کیونکہ وہ انہیں دروازے میں کھڑا کوئی بات کرتا دیکھ چکا تھا۔

"بیٹا یہ آیان کے دوست ہیں عمر۔آیان سے کوئی ضروری کام تھا تو ملنے آئے ہیں مگر وہ نا جانے کدھر گیا ہے۔"

نفیسہ نے بتایا تو اس سے پہلے کہ ہانی کچھ بولتی پیچھے سے آیان کے سلام کی آواز آئی۔ جس کے ساتھ ہی وہ دونوں وہاں سے کھسک گئیں۔ مگر عمر کے دل کی تار چھڑ گئی تھی۔آیت کا دوپٹہ سیٹ کرنا اسے دونوں بار دل کو بھایا تھا۔

=====================

کچھ دنوں بعد آیت یونی سے نکلتی ہوئی گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی کہ اچانک اس کی نظر پارکنگ کی جانب اٹھی تھی جہاں کچھ لفنگے ایک لڑکی کو چھیڑ رہے تھے۔وہ غصے سے آگے بڑھنے لگی کہ ایک لڑکا ان تک پہنچا اور ان میں سے ایک لڑکے کو تھپڑ مار دیا، اور پھر غصے سے بولتا ہوئے دھمکی دیتا ہوئے انہیں وہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ پھر وہ لڑکا واپس لڑکی کی طرف مڑا اور زمین پر پڑا اس کا دوپٹہ اٹھا کر جھکی نظروں کے ساتھ اسکی طرف بڑھا گیا اور اسے گاڑی تک پہنچا کر تب تک گاڑی کو دیکھتا رہا جب تک وہ پارکنگ سے نکل کر اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔آیت نے ساری کاروائی خاموشی سے دیکھی تھی اور وہ کیسے نہ پہچانتی کہ وہ عمر تھا۔ پھر وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی اور یونی سے گھر تک پورا رستہ اسی بارے میں سوچتی رہی۔اسے عمر ایک بار پھر اچھا لگا تھا اور اس نے یہ بات آتے ہی حیات کو بتائی تھی۔

"میری بات سنو! مزید وقت برباد مت کرو۔ اگر وہ تمہیں اچھا لگتا ہے تو میں آیان سے بات کروں گی اس کے اور تمہارے رشتے کی۔"

حیات نے اس کی ساری بات سنتے ہوئے کہا تو آیت نے لمبی سانس بھری۔

"نہیں! میں خود بات کروں گی آیان سے۔ اتنا بھروسہ تو ہے مجھے اپنے بھائی پر کہ وہ دقیانوسی سوچ کا مالک نہیں ہے۔ اور میرا نہیں خیال کہ کسی اور کو بھی مسئلہ ہوگا اور اگر ہوا بھی تو آیان دیکھ لے گا۔"

کیا مان تھا اسے اپنے بھائی پر کہ وہ اس سے بات کیے بغیر بھی جانتی تھی کہ آیان اسے سپورٹ کرے گا۔

"تم واقعی خود بات کر لو گی؟"

حیات نے کہا تو وہ ڈھیٹ بنتی ہنس دی۔

"ہاں حیات! مجھ میں کونسی شرم نام کی چیز ہے."

آیت نے کہا تو فون کے دوسرے جانب حیات کا قہقہہ گونجا تھا۔ حیات اس وقت اسلام آباد میں موجود تھی۔

".I agree"

حیات کی بات پر وہ ہنس دی اور کچھ دیر مزید بات کرنے کے بعد اس نے فون کاٹ دیا۔

urdunovelsblog

==================

"اب بول بھی دو کیا مسلئہ ہے عمر؟"

آیان نے چڑ کر اسے دیکھتے ہوئے کہا تھا جو مسلسل تمہید باندھ رہا تھا۔

"آیان اگر میں کہوں کہ میں تمہاری بہن سے شادی کا خواہشمند ہوں تو؟"

عمر نے آنکھیں بند کیے جلدی جلدی بول دیا تو آیان اسے دیکھتا رہ گیا۔

"میں قسم کھانے کو تیار ہوں کہ میں نے انہیں نظر بھر کر نہیں دیکھا مگر میں انہیں اپنا محرم بنانے کا خواہشمند ہوں۔"

آیان کے سپاٹ چہرے کو دیکھ کر عمر کی ہمت جواب دینے کو تھی۔

"عمر تم میرے دوست ہو اور وہ میری بہن ہے۔ میں اس سے بغیر پوچھے تمہیں کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ اگر اس نے کوئی اچھا جواب دے دیا تو تم رشتہ لے کر آجانا لیکن اگر اس نے انکار کر دیا تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔"

آیان کندھے اچکا کر بولا تو عمر نے سکھ کی سانس لی۔

"تمہیں برا لگا؟ ہے نا؟"

عمر نے ناجانے کیوں پوچھ لیا۔

"آیان اپنوں کی باتوں کا برا نہیں مناتا۔ اور جیسا کہ تم نے کہا کہ تم نے نظر بھر کے بھی اسے نہیں دیکھا اور پھر بھی اسے محرم بنانے کے خواہش مند ہو تو یہ تمہارے دل کا فیصلہ ہے اور مجھے دل کے فیصلوں پر اعتراض نہیں ہوتا۔"

وہ ایسا ہی تھا، ہمیشہ بات کو ٹھنڈے طریقے سے ہینڈل کرتا تھا۔

جب وہ گھر پہنچا تو آیت سے رات میں بات کرنے کا سوچ کر اسٹڈی میں چل دیا۔ مگر کچھ دیر بعد اسٹڈی کا دروازہ کھلا اور آیت اندر آئی تو وہ مسکرا دیا۔

"آیان! مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔"

آیت نے کنفیوز سے لہجے میں کہا تو وہ ٹھٹکا کیونکہ آیت اور کفیوز؟ عجیب بات تھی۔

"ہاں کرو۔"

آیان نے کہتے ہوئے اسے سامنے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور لیپ ٹاپ بند کر دیا۔

"میں یہ بات بہن بھائی کے رشتے کو ایک طرف رکھ کر کرنا چاہتی ہوں۔"

آیت نے بیٹھتے ہوئے کہا تو آیان نے ابرو اچکائے۔

"اوکے۔۔"

"ہم اچھے دوست بھی ہیں نا تو میں تم سے ایک دوست کی حیثیت سے بات کروں گی۔"

آیت آئی تو پورے کانفیڈینس سے تھی مگر بہن بھائی کا رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ حیا آجاتی ہے۔ آیان کے دماغ میں الارم بجا۔

"آیت! کون ہے وہ؟"

آیان کی بات پر وہ گھبرائی اور کنفیوز ہو گئی۔

"عمر!"

اس نے کہہ کر زور سے آنکھیں میچیں۔

"میں عمر سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔"

آیت نے تیزی سے کہہ ڈالا اور خشک لبوں پر زبان پھیرتی آیان کے چہرے کو تکنے لگی۔ جو شاک سا بیٹھا تھا۔

"کیوں؟"

آیان کے غیر متوقع سوال پر وہ کہنے لگی۔

"بس وہ مجھے اچھا لگا ہے اور کبھی کوئی لڑکا مجھے ایسے اچھا نہیں لگا۔"

وہ گردن جھکا کر بیٹھ گئی تو آیان نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"آیت میر! نگاہیں اور گردن اٹھا کر بیٹھو۔ تم کوئی مجرم نہیں ہو۔ اپنی پسند ظاہر کرنے کا پورا حق ہے تمہیں۔"

آیان کے کہنے پر وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی اور اب کی بار گردن سیدھی رکھ کر بولی۔

"کبھی ملی ہو اس سے؟"

آیان نے نارمل لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ ایک دن تم سے ملنے آیا تھا تو بس اسے یہ بتایا تھا کہ تم نہیں ہو۔ اور آج اسے پارکنگ میں ایک لڑکی کو پروٹیکٹ کرتے دیکھا تھا۔"

آیت نے کہا تو آیان مسکرا دیا۔ عمر کے کردار کی گواہی تو وہ بھی دے سکتا تھا کہ وہ کیسے کبھی کسی لڑکی کی جانب نگاہ نہیں اٹھاتا تھا اور اگر اٹھ جائے تو کیسے وہ جھکا لیتا تھا۔

"مگر یہ سب جلدی کا فیصلہ نہ ثابت ہو جائے۔ تم کچھ دیر اسے پرکھ تو لو۔ یہ صرف وقتی اٹریکشن نہ ہو۔"

آیان نے کہا تو آیت کہنے لگی۔

"مجھے اسے مزید نہیں پرکھنا کیونکہ حیات کہتی ہے مجھے دیر نہیں کرنی چاہیے۔ اور اگر وہ تمہارا دوست ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ اچھا ہوگا۔"

آیت کے کہنے پر وہ حیات کی کہی بات پر مسکرا دیا۔

"کیا تم اس بارے میں سوچو گے؟'

"ہاں ضرور! اگر تم اس میں خوش ہو تو مجھے کوئی مسلئہ نہیں۔"

آیان کے کہنے پر وہ چہک اٹھی اور کرسی سے اٹھ کر اسے گلے لگا گئی۔

".Thank you.You are the best brother in the entire world"

آیت کی حرکت پر وہ ہنس دیا۔

"ایک کپ کافی بھجوا دو۔اور پلیز چینی مت ڈالنا۔کل سے مجھے دوبارہ ڈیوٹی جوائن کرنی ہے۔"

"اوکے میں ابھی لاتی ہوں کافی۔"

آیت کہہ کر نکلنے لگی کہ وہ ہنس کر بولا۔

"ارے واہ! آج تو بڑی جلدی مان گئی۔"

آیت اسکے کہنے پر دانتوں کی نمائش کرتی کمرے سے نکل گئی اور پیچھے وہ بیٹھ کر سوچنے لگا کہ قدرت نے جب دو لوگوں کو ملوانا ہو تو کیسے ان دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے انسیت ڈال دیتی ہے۔عمر اور آیت بغیر کسی ملاقات کے ایک دوسرے سے نکاح کے خواہش مند تھے اور یہ اس کے لیے بہت حیرت انگیز بات تھی۔

==================

چھ ماہ بعد:

آج وہ لوگ کافی عرصے بعد میر ہاؤس میں جمع ہوئے تھے اور مقصد عمیر اور زینب کی شادی کی ڈیٹ فکس کرنا تھا اور ساتھ ہی ساتھ حاذق اور لاریب کا نکاح بھی تھا۔شادی کی ساری تیاریاں مکمل تھیں اور عثمان کی رضامندی کے بعد اگلے اتوار کو بارات کا دن طہ ہوا تھا۔

مئی کا آغاز تھا اور لاہور میں گرمی کی آمد بھی تھی۔

حیات اور لاریب کی پڑھائی بھی مکمل ہو چکی تھی تو وہ بغیر کسی ٹینشن کے اب فنکشن انجوائے کرنا چاہتی تھیں۔لیکن جب لاریب کو اطلاع ملی کہ مزمل (لاریب کے والد) اسکا نکاح زینب کی بارات کے روز ہی طہ کر آئے ہیں تو اس نے واویلا مچا دیا۔

"پاپا یار آپ نے مجھ سے پوچھا بھی نہیں۔آپ ایسے کیسے نکاح رکھ آئے ہیں۔"

لاریب نے بے بسی سے کہا تو مزمل اور فاطمہ (لاریب کی والدہ) پریشان ہو گئیں۔

"بیٹا آپ کو معلوم تو تھا کہ اسی ماہ میں آپ کا نکاح ہے۔"

مزمل نے پیار سے کہا تو وہ روہانسی ہوئی۔

"مجھے معلوم تھا مگر میں بتا رہی ہوں میں نے اور حیات نے عمیر بھائی کی شادی پر بہت انجوائے کرنا تھا۔اب اگر میں خود ہی دلہن بن کر بیٹھ جاؤں گی تو میں انجوائے کیسے کروں گی؟"

لاریب کی بات پر مزمل اور فاطمہ نے اپنا سر پیٹا اور پھر میر ہاؤس پہنچ کر مسئلہ سامنے رکھا جسے دیکھتے ہوئے مزمل، عثمان، نواز اور واصف نے فیصلہ کیا کہ نکاح عمیر کی شادی کے بعد ہو گا مگر اب کی بار حاذق نے واویلا مچا دیا۔

"اگر نکاح کرنا ہے تو عمیر کی شادی سے پہلے کریں۔"

حاذق کے کہنے پر سب نے اسے اچنبے سے دیکھا۔

"کیوں بھئی؟ایسی بھی کیا جلدی ہے۔"

نواز نے حیرت سے پوچھا تو وہ کہنے لگا۔

"عمیر کی شادی پر جب وہ سج سنور کر آئے گی تو میں اسے دیکھوں گا تو پھر آپ لوگوں کو ہی مسئلہ ہو گا۔میں اسے پورے حق سے دیکھنا چاہتا ہوں۔"

حاذق نے اعلان کرتے ہوئے کیا تو مزمل اور فاطمہ کے ساتھ ساتھ سب ہنس دیے مگر نواز اسے تاسف سے دیکھنے لگے۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔لاریب اور حاذق کا نکاح عمیر کی مہندی سے ایک روز پہلے جمعہ کے دن ہو گا۔"

مزمل نے کہا تو سب خوش ہو گئے، حاذق کی تو خوشی سے چیخ بھی فضا میں گونجی تھی جسے دیکھ کر وہ ہنس دیے تھے۔

==============

لاریب کی خواہش کے مطابق ان کا نکاح بادشاہی مسجد میں طے پایا تھا۔اور اب سارے بڑے اور چھوٹے جمع ہوئے لاریب اور حاذق کو دیکھ رہے تھے۔

"لاریب مزمل بنت مزمل احمد آپ کا نکاح حاذق نواز ولد نواز میر سے بعوض دو لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت طے پایا ہے۔کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

مولوی صاحب کے پوچھنے پر لاریب نے تین بار 'قبول ہے' کہہ کر حاذق کو قبول کر لیا تھا۔ اور کانپتے ہاتھوں سے نکاح کے کاغذات پر سائن کرنے کے بعد اب حیات سے لپٹی رو دینے کو تھی۔

"حاذق نواز ولد نواز میر آپ کا نکاح لاریب مزمل بنت مزمل احمد سے بعوض دو لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت طہ پایا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

حاذق نے مولوی صاحب کے کہنے پر فوراً سے تین بار 'قبول ہے' بولا تھا اور اب خوشی خوشی سائن کر رہا تھا۔ نکاح کے بعد دونوں کا شوٹ ہوا تھا اور ایک طرف ان دونوں کا شوٹ ہو رہا تھا اور دوسری جانب ساری گینگ تماشے کرتے ہوئے شوٹ کروا رہی تھی۔

لاریب تھوڑا گھبرائی سی تھی کیونکہ وہ حاذق کو زیادہ جانتی بھی نہیں تھی اور اپنی زندگی میں اسکو شامل کر چکی تھی۔ اسکی گھبراہٹ قدرتی تھی۔ مگر دل میں ایک تسلی تھی کہ ابھی رخصتی نہیں ہونے والی تھی فوراً، رخصتی تک وہ ایک دوسرے کو جان لیں گے۔

جب لاریب کے لیے حاذق کا رشتہ آیا تو مزمل نے بخوشی رشتہ قبول کیا تھا کیوں کہ وہ نواز کو جانتے تھے اور اس وقت صرف رشتہ پکا کیا گیا تھا، نکاح لاریب کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد طہ پایا تھا۔

اب وہ دونوں ساتھ کھڑے شوٹ کروا رہے تھے مگر لاریب کنفیوز اور گھبرائی سی تھی۔

"میں آپ کو بس اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے اچھا نہیں کیا۔"

حاذق نے اسے دیکھتے ہوئے کہا تو وہ مزید پریشان ہوئی۔

"میں نے۔۔ میں نے کیا کیا ہے؟"

"آپ نے پہلے دن سے میرے دل پر حکومت جمالی اور میں نے آپ کی محبت میں یونی کی پیاری پیاری لڑکیوں کے دل اپنے قدموں تلے روندھ ڈالے۔"

حاذق نے کہا تو پہلے تو وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی پھر سمجھ آنے پر ہنسی کا فوارہ پھوٹا تھا جسے کیمرہ مین نے فوراً کیمرے میں قید کیا تھا۔ اسی طرح حاذق نے چھوٹی چھوٹی باتیں کر کے اسکی پریشانی کو ہنسی میں بدل دیا تھا جسے دیکھ کر مزمل اور فاطمہ کو مزید تسلی ہو گئی تھی۔

وہ روٹھتا ہے بات بات پر تو کیا

یہ پیار کا اصول ہے قبول ہے

ہمیں تو کوئی یار سے لگی ہوئی

یہ چہرے پہ دھول ہے قبول ہے

کہانی جو سناتا ہے مجھے وہ روز

اگرچہ کچھ فضول ہے قبول ہے

==============

عمیر کی مہندی کا روز تھا اور فنکشن شاہیر ولا کے لان میں ہی ہونے والا تھا۔ حیات، لاریب اور بینش تیار سی ادھر ادھر گھومتی کام نبٹا رہی تھیں۔

فنکشن جوائن ہی تھا اور اسلام آباد سے عثمان لوگ پہلے ہی آ چکے تھے مگر ان کا قیام میر ہاؤس میں تھا۔ میر ہاؤس میں بھی شادی کا سماں تھا اور سب بھاگ دوڑ میں تیار ہو رہے تھے۔

فنکشن لان میں ہونے کی وجہ سے سارے لڑکے لان کی سجاوٹ کروانے اور مختلف کاموں کو ساتھ ساتھ دیکھ رہے تھے۔ آیان بھی یہیں موجود تھا اور اب تیار ہو کر عمیر کے کمرے سے نکل رہا تھا کہ حیات کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

"عبداللہ تم لوگ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ میں نے صرف گجرے منگوائے تھے تم لوگوں سے اور تم وہ بھی نہ لا سکے؟ مجھے کم از کم پہلے بتا دیتے، ماہا اپنے لیے لائی تھی تو میں بھی منگوا لیتی۔"

وہ رو دینے کو تھی۔ آیان نے بغیر کچھ سوچے سمجھے باہر کی جانب قدم بڑھا دیے۔

"حیات آپی۔ اتنے کام تھے یاد ہی نہیں رہا۔ میں کل لا دوں گا پکا۔"

عبداللہ کہتا ہوا اپنے کمرے میں ہونے چل دیا تو وہ غصے سے پھولوں کا تھال اٹھائے باہر لے آئی اور ماہا کے پاس آئی جو لاریب کے ساتھ کھڑی تصاویر بنا رہی تھی۔ علیزے شادی کے بعد اپنے شوہر کے ساتھ دبئی سیٹل ہو گئی تھی جس وجہ سے انہیں تصاویر کھینچتے ہوئے اسکی بہت کمی محسوس ہوئی تھی۔

"حیات میری بات سنو گی ذرا."

وہ اسکی آواز پر خفا خفا سی مڑی تھی۔

"نہیں میں ذرا مصروف ہوں۔"

خفگی سے کہتی وہ نفیسہ کی جانب جانے لگی جو سعدیہ اور سامیہ کے پاس کھڑی کچھ کہہ رہی تھی۔ آیان نے اسکی کلائی تھامی تو وہ مزید خفگی سے اسے دیکھنے لگی اور وہیں صوفے پر ضدی بن کر بیٹھ گئی اور اپنی ہری پیروں تک آتی فل کا مدار فراک کو سیٹ کرنے لگی۔ وہ آج سنہری آبشاروں کو کھلا چھوڑے درمیان کی مانگ سے بندیا لگائے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

وہ اسکے پاس بیٹھا اور اپنے پیچھے سے گجرے نکالتا اس کی خالی کلائیوں میں بھر گیا اور ایک نظر اس کے ہاتھوں پر لگی مہندی کو دیکھتا مسکرا کر ہاتھ چھوڑ گیا۔

"اب بتاؤ خفا کیوں تھی؟"

وہ حیات کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا جو ہلکے سے میک اپ میں بھی اسے اچھی لگ رہی تھی۔

"جب سے فنکشن شروع ہوا ہے تم کہیں نظر نہیں آئے۔ ماہا اور لاریب کتنی بار پوچھ چکی ہیں۔"

حیات نے خفگی سے منہ پھلائے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"میں یہ گجرے لینے گیا تھا تو راستے میں حاذق کا فون آگیا کہ میر ہاؤس جاؤ اور زینب کو لے آؤ، پھر میں وہیں سے میر ہاؤس گیا اور زینب کو لے کر اب یہاں آرہا ہوں۔"

آیان نے صفائی پیش کی تو وہ خوشی سے بولی۔

"زینی آگئی؟"

"ہاں جی آگئی۔"

urdunovelsblog

آیان نے بھی مسکرا کر کہا تو وہ کہنے لگی۔

"باقی سب بھی آ گئے؟"

"ہاں جی باقی سب بھی آ گئے۔"

آیان نے پھر مسکرا کر جواب دیا تو وہ بھی اسے دیکھتی ہوئے مسکرا دی۔

"ہماری ہمیشہ میچنگ کیوں ہو جاتی ہے؟"

حیات نے اس کی وائٹ شلوار سوٹ پر پہنی ہری واسکوٹ دیکھی تو ہنستے ہوئے کہا۔

"اس بار خود کی ہے۔"

آیان نے آنکھ دبا کر شرارت سے کہا تو وہ بھی ہنس دی۔

پھر فنکشن شروع ہوا۔ خوشگوار ماحول میں ساری رسومات ادا ہوئیں۔ بیش بہا تصاویر کھینچنے اور شرارتوں کے بعد کھانے کا دور چلا تو سب کھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔

"بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔"

وہ لاریب کی طرف دیکھتے ہوئے بولا جو پنک کرتی کے ساتھ سترنگی غرارہ پہنے بالوں کا جوڑا بنائے ماہا کے ساتھ کھڑی تھی۔ ماہا مسکراہٹ دباتی وہاں سے نکل گئی۔

"شکریہ آپ بھی اچھے لگ رہے ہو۔"

حاذق تو اسکے 'آپ' کہنے پر فدا ہوتا ہوا بے ہوش ہونے کو تھا۔

"دو ماہ بعد آپ کو لے جاؤں گا اپنے سنگ۔"

حاذق نے کہا تو لاریب نے ایک نظر اسے دیکھا اور گویا ہوئی۔

"دیکھتے ہیں۔"

وہ کہہ کر پلٹنے لگی کہ حاذق حیران ہوا۔

"یہ چیلنج تھا؟"

"جو مرضی سمجھیں۔"

urdunovelsblog

لاریب کہہ کر مسکراہٹ دباتی وہاں سے چلی گئی تو وہ بھی مسکرادیا۔
ایک خوشیوں بھری رات کے بعد اب وہ لوگ تھکے ہارے سونے کے لیے لیٹ گئے تھے۔

===============

اگلے روز کا فنکشن بھی حسب توقع اچھا گزرا تھا اور شاہیر ولا میں ایک اضافہ ہو چکا تھا۔ حیات کو اپنی عمر کی اور اپنے ہی گروپ کی بندی مل گئی تھی اسے اور کیا چاہیے تھا۔
رخصتی کے وقت جب زینب عثمان اور زین کے گلے لگے رو رہی تھی تو لاریب کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے جسے دیکھ کر حاذق نے اسے بہت تنگ کیا۔
پھر دیر رات تک جاگ کر سب نے عمیر کو تنگ کیا تھا اور اس سے خوب سارا پیسہ بٹورنے کے بعد اسے کمرے میں جانے کی اجازت ملی تھی۔
عمیر کمرے میں داخل ہوا تو زینب کو سجا سنورا اس کے بستر پر بیٹھا دیکھ کر وہ مسکرادیا۔
"میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ جو لڑکی مجھے بھائی کہتی ہے وہ ایک دن میری بیوی ہو گی۔"
عمیر ہنستے ہوئے بولا تو زینب بھی مسکرادی۔
"میں نے بھی۔"
زینب کے کہنے پر وہ مسکرادیا۔
"زینب میں کوئی زیادہ ڈائلاگ بازی نہیں کروں گا مگر اتنا کہوں گا کہ تمہیں خوش رکھنے کی پوری کوشش کروں گا اور تمہیں کبھی یہ محسوس نہیں ہونے دوں گا کہ تم نے عثمان ماموں کی بات مان کر غلطی کی ہے۔"
زینب اس کی بات کر مسکرادی اور کہنے لگی۔
"میں کوشش کروں گی آپ کے ساتھ قدم ملا کر چل سکوں اور آپ کا ہر غم و خوشی میں ساتھ دوں۔"
زینب کی بات پر وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگا اور اسکے ہاتھ میں ایک انگوٹھی پہناتا اسکے ہاتھ چوم گیا۔

اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں سجالے مجھ کو
میں ہوں تیرا تو نصیب اپنا بنالے مجھ کو

میں جو کانٹا ہوں تو چل مجھ سے بچا کر دامن
میں ہوں گر پھول تو جوڑے میں سجالے مجھ کو

ترک الفت کی قسم بھی کوئی ہوتی ہے قسم
تو کبھی یاد تو کر بھولنے والے مجھ کو

مجھ سے تو پوچھنے آیا ہے وفا کے معنی
یہ تری سادہ دلی مار نہ ڈالے مجھ کو

میں سمندر بھی ہوں موتی بھی ہوں غوطہ زن بھی
کوئی بھی نام مرا لے کے بلالے مجھ کو

تو نے دیکھا نہیں آئینے سے آگے کچھ بھی
خود پرستی میں کہیں تو نہ گنوا لے مجھ کو

باندھ کر سنگ وفا کر دیا تو نے غرقاب
کون ایسا ہے جو اب ڈھونڈ نکالے مجھ کو

خود کو میں بانٹ نہ ڈالوں کہیں دامن دامن
کر دیا تو نے اگر میرے حوالے مجھ کو

میں کھلے در کے کسی گھر کا ہوں ساماں پیارے
تو دبے پاؤں کبھی آ کے چرا لے مجھ کو

urdunovelsblog

===================

ولیمے کے فنکشن کے بعد اب پورا ٹولہ شاہیر ولا کے لان میں صوفی ماحول بنا کر بیٹھے تھے۔حیات اور آیت نے مل کر لان میں مخملی چادریں بچھائی تھیں جس پر رنگ برنگے کشنز رکھے تھے۔واصف کے ولیمے کی رات کی طرح اب بھی تیری لائٹس لگا کر ماحول کو مزید خوبصورت بنایا گیا تھا اور پھر ایک طرف لڑکے اور لڑکیاں بیٹھیں،اپنی تھکاوٹ کو پڑے دھکیلتے کچھ یادیں بنانے بیٹھے تھے۔

اس بار بھی انتا کشری کھیلنا شروع کی تو لڑکیوں کی باری پر حیات نے گانا شروع کیا۔

"وقت نے ہے کیا، ہم پہ کیسا ستم۔۔

تم بھی بے زار ہو، برباد ہیں ہم۔۔

جانے کس راستے۔۔

مجھ کو لے جائیں گے۔۔

بے نشاں یہ میرے ڈگمگاتے قدم۔

ساتھ دیتی پرچھائیاں۔۔

اور مہرباں ہو رہے غم۔۔

تیرے بن اب نہ لیں گے اک بھی دم

تجھے کتنا چاہنے لگے ہم

تیرے ساتھ ہو جائیں گے ختم

تجھے کتنا چاہیں اور ہم۔"

گرمیوں کی ہواؤں نے جہاں دل کو فرحت بخشی تھی وہیں حیات کے بولوں پر دل بھی ڈولا تھا۔ شروع کے بول اس نے چاند کو تکتے ہوئے بولے تھے جبکہ آخری بول وہ مسکراتی ہوئی سامنے بیٹھے آیان کو دیکھ کر بولی تو سب نے ہوٹنگ شروع کی تو حیات نے نظریں پھیر لیں۔

گیم دوبارہ شروع ہوئی تو آیان نے گانا گایا۔

"کیسے کہوں میں تم سا کوئی۔۔ کوئی نا ہے

میں تیرے آس پاس رہوں۔۔ دل ویراں ہے

جذبات میرے سبھی تو ہی جانیں

جتنا بھی دیکھوں دل بھر نہ پائے۔۔

کیسا سماں ہے، ہم تم یہاں ہیں۔۔

ظاہر کروں کیا ہیں جو میرے ارادے۔۔

تیرے حوالے میں کسی بہانے۔۔

ظاہر کروں کیا ہیں جو میرے ارادے۔"

urdunovelsblog

آیان نے گایا تو ماحول میں مسکراہٹیں بکھر گئیں۔

"بس اب مزید کوئی رومینٹک گانا نہیں۔ ہم کنواروں کا لحاظ ہی کر لو۔"

ہانی نے دہائی دیتے ہوئے کہا تو سب ہنس دیے۔

پھر گیم دوبارہ شروع ہوئی تو زین نے گایا۔

"پاس آئے دوریاں پھر بھی کم نہ ہوئیں۔۔

اک ادھوری سی ہماری کہانی رہی

آسماں کو زمیں یہ ضروری نہیں جا ملے

عشق سچا وہی جس کو ملتی نہیں منزلیں

رنگ تھے نور تھا جب قریب تو تھا

اک جنت سا تھا یہ جہاں

وقت کی ریت پہ کچھ میرے نام سا

لکھ کہ چھوڑ گیا تو کہاں۔۔۔

ہماری ادھوری کہانی۔۔۔"

زین گا کر خاموش ہوا تو فضا میں سکوت تھا۔آیان اور حیات کی نظریں ملی تھیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ زین کی کہانی کیوں ادھوری رہ گئی تھی۔ مگر کچھ کہانیوں کے ادھورے ہونے سے ہی کبھی کبھی کچھ کہانیاں مکمل ہوتی ہیں۔یا شاید کچھ کہانیاں مکمل ہونے کے لیے ہوتی ہی نہیں۔

بہت اچھا وقت گزار کر سب اب اپنے کمروں میں چلے گئے تھے اور زین آنے کا کہہ کر لان میں کھڑا چودھویں کا چاند دیکھ رہا تھا جو مکمل تھا،اس کے علاوہ وہاں ہر چیز مکمل تھی۔

مگر وہ غلط تھا۔

ہانی حیات کے کمرے کی کھلی کھڑکی سے چاند کو حسرت سے دیکھ رہی تھی اور وہ بھی یہی سوچ رہی تھی کہ اس کے علاوہ ہر چیز مکمل تھی۔

urdunovelsblog

یہ اکیلے پن کی اداسیاں

یہ فراق لمحے عذاب سے

کبھی شدت دل پہ آر کیں

تیری چاہتوں کے سحاب سے

میں ہوں تجھ کو جاں سے عزیز تر

میں یہ کیسے مان لوا جنبی

تیری بات لگتی ہے وہم سی

تیرے لفظ لگتے ہیں خواب سے

یہ جو میرا رنگ وروپ ہے

یوہی بے سبب نہیں ہے

میرے خوشبوؤں سے ہیں سلسلے

میری نسبتیں ہیں گلاب سے

اسے جیتنا ہے تو ہم نشیں

یوہی گفتگو سے نا کام لے

کوئی چاند لا کے جبیں پہ رکھ

لا کوئی تہہ آب سے

وہی معتبر ہے میرے لیے

وہ جو حاصل دل وجا ہے

وہ جو باب کسی نے چرا لیا

میری زندگی کی کتاب سے

==============

دو ماہ بعد:

عید الفطر سے پانچ دن پہلے عثمان اور نواز نے سب کو میر ہاؤس میں جمع کیا تھا۔اور کسی ضروری بات کی وجہ سے لاریب کے ساتھ مزمل اور فاطمہ کو بھی بلوایا تھا۔

"مجھے لگتا ہے کہ حیات اور آیان کے نکاح کو بہت لمبا عرصہ ہو چکا ہے تو کیوں نا اب حیات کو میر ہاؤس میں لے آیا جایا۔" نواز نے مسکراتے ہوئے کہا تو حیات کے چہرے پہ ایک رنگ آیا اور ایک گزرا۔

"ہم نے یہ بھی سوچا ہے کہ لاریب اور حیات کی رخصتی ایک ہی دن ہو جائے تو میر ہاؤس کی رونق دو بالا ہو جائے گی۔"

urdunovelsblog

عثمان کی بات پر لاریب اور حاذق کی نظریں ملی تھیں۔ان دو ماہ میں لاریب اور حاذی کی بہت اچھی انڈرسٹینڈنگ ہو گئی تھی۔مزمل اور فاطمہ نے کچھ سوچا اور ایک دوسرے کو کچھ کہتے ہوئے پھر انہیں کہنے لگے۔

"بیٹی تو ہم پہلے ہی دے چکے ہیں اب بس رخصت کرنا باقی ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔"

مزمل کے کہنے پر حاذق کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی جب کہ لاریب اور حیات ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔

دونوں کی ایک ہی دن رخصتی اور ایک ہی گھر میں۔

"ایک اور بات تھی۔"

نواز نے کہا تو ہانی نے آنکھیں گھمائیں۔

"پاپا آپ کو بھی رہ رہ کر یاد آ رہا ہے۔کتنے دھماکے رہتے ہیں مزید؟"

ہانی کی بات پر سب ہنس دیے تو وہ گویا ہوئے۔

"آیت کے لیے آیان کے دوست عمر کا رشتہ آیا تھا،اس بات سے تو سب ہی آگاہ ہیں مگر ہم نے سادگی سے بات پکی کر دی تھی۔اب میں چاہتا ہوں خاندان کی ریت کے مطابق انکے رشتے کو پوری طرح ایک نام دے دیا جائے تو سب کی رضامندی کے بعد ہم نے آیان اور حاذق کی بارات سے دو دن پہلے یعنی عید کے روز آیت اور عمر کے نکاح کی تقریب منعقد کی ہے۔۔"

حیات نے خوشی سے نہال ہوتے آیت کو گلے لگایا تو وہ مسکرا دی۔

"مگر ڈیٹ تو بتا دیں ہم نے تیاریاں کرنی ہیں۔"

عبداللہ نے کہا تو عثمان بولے۔

"بتایا تو ہے کہ عید کے روز آیت اور عمر کا نکاح ہے۔رخصتی ابھی آیت کی نہیں کروا سکتے کیونکہ اس کی پڑھائی کا ایک سال باقی ہے۔"

ان کی بات پر سب کے منہ کھلے تھے۔پانچ دن بعد عید تھی اور وہ سب منہ کھولے انہیں دیکھ رہے تھے کہ وہ پانچ دن پہلے انہیں بتا رہے ہیں یہ کیا مذاق ہے۔

urdunovelsblog

"عید کے دوسرے روز حاذق اور آیان کی مہندی ہو گی اور عید کے تیسرے روز لاریب اور حیات کی رخصتی اور ولیمہ پہلے آیان کا ہو جائے گا پھر حاذق کا۔"

نواز کی بات پر سب منہ کھولے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"پاپا یہ سب اتنی جلدی کیسے ہو گا؟"

حاذق نے کہتے ہوئے سب کی پریشانی کو زبان دی تھی۔

"جلدی کب ہے دو ماہ سے تیاریاں چل رہی ہیں۔اور ہاں کھانے وغیرہ کا ہم لوگ دیکھ لیں گے تم لوگ باقی کام دیکھ لیں نا۔کارڈ وغیرہ بھی عثمان بھائی دیکھ لیں گے۔"

نواز نے کہا تو وہ سب پریشان ہو گئے۔مگر بڑوں کو جیسے کوئی فکر ہی نہ تھی۔

==============

اب وہ سب آیت کے کمرے میں بیٹھے اس مسئلے پر غور کر رہے تھے۔

"گائز ہمارا پہلا گول چار دن کے لیے کوئی اچھا اور بہترین مارکی ڈھونڈنا ہے۔"

زین نے کہا تو عبداللہ گویا ہوا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ یہ ممکن ہے کیونکہ عید کے دن ہیں اور بہت سارے ڈنرز ، میٹ اینڈ گریٹ اور ہماری جیسی دیسی فیمیلیز میں عید کے روز شادیاں بھی ہوتی ہیں تو مجھے یہ کام ناممکن لگ رہا ہے۔"

"عبداللہ تمہیں معلوم ہے نا تمہاری بہن کو ناممکن کام کرنا پسند ہیں۔"

حیات نے کہہ کر فون اس کے سامنے لہرایا جہاں کسی کی چیٹ کھلی تھی۔

"یہ کیا ہے؟"

حاذق نے پوچھا تو وہ مسکرا کر بولی۔

"بارات کے روز کے لیے بہترین جگہ کا انتظام ہو گیا ہے۔"

حیات نے کہا تو آیان مسکرا دیا۔

"اور باقی تین دن؟"

"وہ بھی کچھ کر لیتے ہیں۔"

حیات کہہ کر موبائل پر کچھ ٹائپ کرنے لگی اور پھر ایک کال کرتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔ مگر جب وہ لوٹی تو چہرے کی جوت بجھی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا؟"

"نہیں ہو پایا۔"

حیات کہتی ہوئی لاریب اور آیت کے درمیان بیٹھ گئی کہ آیان نے اس بار موبائل نکالا اور باہر نکل گیا۔ جب وہ آیا تو کہنے لگا۔

"ولیموں کی بکنگ ہو گئی ہے بس اب آیت کے نکاح کے روز کی اور ہماری مہندی کی رہتی ہے اور یہی سب سے مشکل کام لگ رہا ہے۔ مجھے تو لگ رہا ہے کہ ڈیٹ آگے پیچھے کرنی پڑے گی۔"

آیان نے پریشانی سے کہا تو حیات کچھ سوچ کر گویا ہوئی۔

"کیا ہوا اگر میر ہاؤس میں ہی نکاح ہو جائے؟ مطلب واصی بھائی کا بھی تو لان میں ہی ہوا تھا۔"

"حیات! واصف بھائی کی بار دو ہفتے پہلے ایونٹ مینیجر اور ٹیم ہائیر کی تھی۔ ہمیں ابھی بھی بہت سے ایونٹ مینیجر ملیں گے مگر ہمارے معیار کے مطابق نہیں۔"

عمیر نے بتایا تو وہ پریشان ہو گئی۔

"لاہور جیسے شہر میں کیا ہمیں کوئی ایک ایونٹ مینیجر نہیں ملے گا؟"

زین نے حیرت سے پوچھا تھا.

"کوشش کرنے میں کیا جاتا ہے۔"

حاذق نے کہا تو سب نے سر ہلایا۔

"ایسا کرو سب اپنے اپنے کانٹیکٹ استعمال کرو اور ہمارا پہلا فوکس ایک اچھے اور بہترین ایونٹ مینیجر کو ڈھونڈنا ہے۔"

سب کافی دیر تک مختلف جگہ کالز کرتے رہے مگر کوئی بہترین ایونٹ مینیجر نہ مل سکا۔ ملے تو بہت تھے مگر اچھے نہیں۔ انکے معیار پر اترنے والے نہیں تھے۔

"مجھے لگتا ہے اب ہمیں آخری سٹیپ لے لینا چاہیے۔"

آیت نے کہا تو سب اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگے۔

"ہانی کو پکڑو وہ کس دن کام آئے گی تم لوگوں کے۔"

سب نے ایک ساتھ حیرت سے ہانی کو دیکھا تھا اور اچانک سب کو احساس ہوا کہ ہانی ایونٹ مینیجر ہے۔

"دیکھو مجھے ایسے مت دیکھو میرے پاس زیرو ایسپرینس ہے۔"

ہانی نے احتجاج کرنا چاہا تو حاذق نے اسکے بالوں لٹ کھینچی۔

"تم آیت کے نکاح پر ٹرائل مار لینا۔"

حاذق نے کہا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

"ہمارے پاس ٹیم بھی نہیں ہے۔"

ہانی نے پھر احتجاج کیا تو سب نے ایک ساتھ اسے گھورا تھا۔

"ہم چودہ لوگ کم ہیں تمہارے لیے؟"

عمر نے گھورا تو وہ ڈھیٹ بنتی مسکرا دی۔

"چودہ نہیں پندرہ، میری ماہا کو تو گن لو۔"

لاریب نے فوراً کہا تو وہ ہنس دیے۔

پھر ہانی نے ایک پلین بنایا اور اسکے پلین کرنے تک حیات اور آیان جا کر تینوں دن کے فنکشن ایریا دیکھ آئے تھے۔

دوسری طرف لاریب، سامیہ، نفیسہ اور فاطمہ کے ساتھ بازاروں کی طرف روانہ ہوئی تھی۔

تیسری طرف عمیر، حاذق اور عمر نے ہانی کے لیے ساری مطلوبہ چیزیں پوری کرنے کے لیے انکے آرڈر دیے تھے۔

چوتھی طرف عثمان اور واصف کھانے کے انتظامات کی لسٹ تیار کر رہے تھے۔

پانچویں جانب نواز اور مزمل شادی کے کارڈز کو دیکھ رہے تھے۔

چھٹی جانب جنت اور سعدیہ نے کچن اور گھر کے معاملات کو دیکھنے کی زمہ داری لی تھی۔

ساتویں جانب عبداللہ اور بینش نے کیمرہ مین کا بندوست کیا تھا۔

آٹھویں جانب آیت اور ماہا بیوٹی پارلر کی بکنگ کا دیکھ رہے تھے۔

ماہ رمضان کا ماہ تھا اور وہ پورا پورا دن گھر سے باہر مختلف کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ صرف افطار کے وقت وہ اکٹھے ہوتے اور ایسے ہی پھر مصروف ہو جاتے۔

اس طرح مل جل کر اور بہت سے کاموں کو ایک ساتھ نبٹا کر وہ لوگ اب ہانی کی ہدایات کے مطابق ہر چیز کر رہے تھے۔

پانچ دن سخت ٹینشن میں گزرے تھے اور عید سے ایک روز قبل سارے کام مکمل تھے جسے دیکھ کر سب نے سکون کی سانس لی تھی اور لڑکیاں سکون سے بیٹھی مہندی لگوا رہی تھیں۔ وہ سب آج کل میر ہاؤس میں ہی ہوتے تھے۔

"حیات بیٹا لاریب اور آیت کے برائیڈل ڈریسز آ گئے ہوئے ہیں۔ آپ آیان کے ساتھ جا کر اپنا بارات کا جوڑا لیتی آنا وہ مکمل ہو گیا ہو گا۔ ساتھ ہی ساتھ ولیمہ کا جوڑا بھی پسند کر لینا، اب دن ہی کتنے بچے ہیں۔"

نفیسہ نے محبت سے کہا تو وہ مسکرا دی۔ وہ اس وقت بینش کو مہندی لگا رہی تھی۔ اور لاریب ماہا کو مہندی لگاتی نظر آ رہی تھی اور بالکل اسی طرح آیت ہانی کو مہندی لگا رہی تھی۔ یعنی تینوں دلہنیں خود دوسروں کو مہندی لگا رہی تھیں۔

"حیات چلیں؟"

آیان اندر داخل ہوتا ہوا کہنے لگا تو وہ سر ہلا کر بینش کی مہندی کو آخری ٹچ دیتی ہاتھ دھوتی اٹھ گئی۔ مال آ کر اپنا ولیمے کا جوڑا پسند کیا اور بارات کا جوڑا پک کیا۔

"مجھے تو دکھا دو۔"

آیان نے حیات کے ہاتھ میں پکڑا بند بیگ دیکھا تو ناراضی سے بولا۔ اس میں حیات کا رخصتی کے دن کا جوڑا تھا۔

"شادی والے دن دیکھنا۔"

حیات جان بوجھ کر اسے تنگ کرتی جوڑا پچھلی سیٹ پر رکھتی واپس فرنٹ سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔

"بہت ظالم ہو۔"

آیان کی دہائی پر وہ ہنس دی۔

===========

urdunovelsblog

عید کی نماز کے بعد سب دوبارہ فنکشن کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے تھے۔ آیت، حیات اور لاریب مہندی لگوانے گئی تھیں اور ساتھ آیت کو تیار کروانے بھی۔

"تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ ماشاءاللہ!"

حیات نے محبت پاش نظروں سے آیت کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ مسکرادی۔ وہ لوگ گھر آکر تیار ہو کر اب آیت کو ریلیکس کر رہی تھیں جو پریشان سی تھی۔

"بیٹا آیت کو باہر لے آو۔"

سعدیہ اندر داخل ہوئی اور محبت سے آیت کا ماتھا چومتی کہہ کر چلی گئی تھیں۔

"ہانی مجھے ڈر لگ رہا۔ ہم تھوڑی دیر بعد کرلیں نکاح؟"

آیت کی بات پر سب ہنس دیے تھے اور حیات اسے گلے لگا گئی۔

"میری جان کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ عمر بہت اچھا لڑکا ہے۔"

آیت اسکے کہنے پر گہری سانس لیتی اٹھ گئی۔

اسے پھولوں کی سیج میں عمر کے سامنے بٹھایا گیا اور پھولوں کی سیج کو درمیان میں رکھا گیا۔ خلاف معمول آج ہوائیں چل رہی تھیں اور موسم خوشگوار تھا۔ ہانی کے پلین کے عوض لان پورا خوبصورتی سے سجا دل کو بھلا لگ رہا تھا۔

"آیت افتخار بنت افتخار میر آپ کا نکاح عمر جہانگیر ولد جہانگیر فرید سے بعوض دو لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت طے پایا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

آیت کو اس وقت شدت سے افتخار کی یاد آئی تھی۔ وہ مکمل رو دینے کو تھی جب آیان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور واصف نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنی موجودگی کا احساس کروایا تو وہ نم آنکھوں سے تین بار 'قبول ہے' کہہ گئی۔

سائن کرتے ہوئے اس کے آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ افتخار کی کمی اسے شدت سے محسوس ہوئی تھی۔

"عمر جہانگیر ولد جہانگیر فرید آپ کا نکاح آیت افتخار بنت افتخار میر سے بعوض دو لاکھ حق مہر سکہ رائج الوقت طے پایا ہے۔ کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے؟"

urdunovelsblog

عمر نے خوش دلی سے آیت کو اپنے نکاح میں قبول کیا تھا اور پھر سائن کرنے کے بعد دعا ہوئی اور مبارک کا شور بلند ہوا تھا۔
آیت زار و قطار رو رہی تھی کیونکہ اسے افتخار کی شدت سے یاد آ رہی تھی۔
"ہاہ۔۔آیت تمہارا سارا کاجل پھیل گیا افففففف۔ تمہیں کہا بھی تھا مت رونا۔"
حیات نے شاکی لہجے میں کہا تو آیت فوراً سیدھی ہوئی اور حیات کے ہاتھ میں پکڑے موبائل سے کیمرہ آن کرتی خود کو دیکھنے لگی جہاں میک اپ ٹس سے مس نہ ہوا تھا۔ آیت نے ایک زوردار مکا اسکی کمر میں جڑا تھا اور باقی سب ہنس دیے تھے۔
"حیات بھابی آپ تو بہت بڑی ڈرامہ ہیں۔"
عمر نے شرارتی لہجے میں کہا تو آیان بولا۔
"ایکسکیوز می؟ ڈرامہ نہیں فلم ہے وہ۔"
آیان نے مسکرا کر کہا تو سب ہنس دیے البتہ حیات نے ایک مکا اسے جڑ دیا تھا۔
نکاح کے بعد بہت سارا شوٹ ہوا تھا اور بہترین وقت گزر گیا تھا۔ بچہ پارٹی اس بار سہی سے انجوائے نہیں کر پائی تھی کیونکہ اس بار فنکشن کی ذمہ داریاں ان پر تھیں تو وہ پریشان سی ادھر ادھر کاموں میں بھی ساتھ ساتھ مصروف رہے تھے۔
"شکریہ مجھے جانے بغیر میرا پروپوزل ایسپٹ کرنے کے لیے۔"
شوٹ کے دوران عمر بولا تو آیت حیران ہوئی۔
"آپ کا پروپوزل؟"
آیت نے حیرت سے پوچھا تو وہ کفیوز ہوا۔
"جی مطلب میرا رشتہ قبول کرنے کے لیے۔"
آیت خاموش ہو گئی کیونکہ وہ سمجھ گئی تھی کہ اس بات کا جواب صرف آیان ہی دے سکتا تھا۔
"ایک منٹ میں ذرا آئی۔"
آیت شوٹ کے دوران عمر سے بولی تو وہ مسکرا دیا۔

"ضرور۔"

آیت آیان کی جانب آئی جو کھڑا حیات کو تنگ کر رہا تھا۔

"آیان! میرے لیے پروپوزل عمر نے خود بھیجا تھا یا تم نے میرے کہنے پر اسے کہا تھا؟"

آیت کی بات پر حیات نے آیان کو دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

"میں تمہیں بتانا بھول گیا کہ جس دن تم نے مجھ سے بات کی تھی اسی دن تم سے پہلے عمر تمہارا رشتہ مانگ چکا تھا اور میں نے اس سے کہا تھا کہ میں تم سے بات کروں گا مگر میرے بات کرنے سے پہلے ہی تم نے مجھ سے خود کہہ دیا۔"

آیان کی بات پر وہ ڈھیروں شرمندہ ہوتی اسے گھورنے لگی تو حیات ہنس دی۔

"کیا یہ بات عمر کو معلوم ہے؟"

آیت نے عمر کو دیکھتے ہوئے پوچھا جو حاذق اور عمیر کے ساتھ تصاویر بنوا رہا تھا۔

"نہیں۔ جیسے تمھیں بتانے کا یاد نہیں رہا ویسے ہی اسے بتانے کا بھی یاد نہیں رہا۔"

آیان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا تو آیت اسے گھورتے ہوئے اپنے دلہے کی جانب چل دی۔ پیچھے حیات اور آیان ہنس دیے۔

urdunovelsblog

==============

آج انکی مہندی کا روز تھا اور تقریب میر ہاؤس کے لان میں ہی منعقد پائی تھی۔ وہ سب تیار ہوئے اب دونوں دلہا دلہن کا انتظار کر رہے تھے جن کی انٹری کچھ دیر میں ہونے والی تھی۔

پھر کچھ دیر بعد لال دوپٹے تلے آیان کو لایا گیا اور اسکے ساتھ حاذق بھی موجود تھا۔ دونوں نے ایک جیسی سفید واسکوٹ جس کے نیچے سفید شلوار قمیض پہن رکھی تھی۔ دونوں بہت خوش و خرم نظر آرہے تھے۔

اس کے بعد حیات اور لاریب پھولوں کی برسات میں ساری لڑکیوں کے ہمراہ ان تک آئی تھیں۔ حیات نے سفید بھاری کامدار لہنگے کے ساتھ جامنی کرتی پہن رکھی تھی اور پھولوں کی جیولری اس پر بہت جچ رہی تھی۔ اس کے برعکس لاریب نے سفید کرتی کے ساتھ جامنی کامدار لہنگے کے ساتھ پھولوں کی جیولری پہنے ہوئے تھی اور کھلی کھلی سی لگ رہی تھی۔

مہندی کا فنکشن شروع ہوااور سب کے ڈانسز تو ہمیشہ کی طرح لازمی تھے۔سب کے چہروں پر ہنسی اور مسکراہٹیں تھیں۔ وہ بہت سارے مزے کرنے کے بعد اور بہت ساشور وہنگامہ کرنے کے بعد اب سکون سے بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ لاریب، ماہا، حیات اور آیت نے گول گپے کھانے میں ریس بھی لگائی جس میں لاریب جیت چکی تھی۔لاریب اور حیات بغیر کسی کی باتوں کی پرواہ کیے بغیر اپنی مہندی کی رات انجوائے کر رہی تھیں۔

حیات اور لاریب سٹیج پر بیٹھیں سب کو ڈانس کرتا دیکھ رہی تھیں کہ اچانک لائٹ بند ہوئیں اور ایک جگہ فوکس کر گئیں۔ فوکس والی جگہ پر انہیں آیان اور حاذق کھڑے نظر آئے۔
پھر ماحول میں گانے کی آواز گونجی جس پر حاذق اور آیان نے سرپرائز ڈانس کیا۔

"بنو کی سہیلی۔۔
ریشم کی ڈوری۔۔
چھپ چھپ کے شرمائے
دیکھے چوری چوری
یہ مانے یا نہ مانے میں تو اس پہ مر گیا
یہ لڑکی ہائے رے لا ہائے ہائے رے لا۔"

حیات اور لاریب حیرت سے ان نمونوں کو دیکھنے لگیں۔ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا ایسا کچھ۔وہ گانے کے آخر میں انہیں سٹیج سے اتار کر اپنے سنگ لے گئے جس پر خوب ہوٹنگ ہوئی۔نواز، سامیہ، عثمان اور باقی سب بڑے بیٹھ کر یہ سب انجوائے کر رہے تھے۔انہیں اپنے بچوں کی خوشی سے بڑھ کر کوئی چیز اہم نہیں تھی۔

بہت سے ہنگامے کے بعد یہ رات بھی اپنے اختتام کو پہنچی اور پھر سب ہنستے مسکراتے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے اور کل کے فنکشن کا سوچ کر سو گئے۔

===========

urdunovelsblog

اگلے روز حیات اور لاریب ایک ہی جگہ سے تیار ہو رہی تھیں اور دونوں کے دل کی حالت بھی ایک سی تھی۔ تھوڑا گھبرائیں، تھوڑا شرمائی۔ مگر انہوں نے سوچ رکھا تھا کہ وہ روئیں گی نہیں اور پوری طرح مزہ بھی کریں گی۔

وہ دونوں اب برائیڈل روم میں بیٹھیں تھیں اور ایک دوسرے کو سمجھا رہی تھیں۔

"حیات بالکل مت رونا۔ میک اپ خراب ہو گیا تو بھوتنی لگو گی۔"

لاریب کی بات پر اس نے مسکرا کر اپنی نتھ سیٹ کی اور خود کو شیشے میں دیکھتی کہنے لگی۔

"مجھے مت کہو، میں نہیں روتی۔ تم بھی مت رونا ورنہ پھیلے کاجل کے ساتھ چڑیل لگو گی۔"

لاریب نے خود کو پھیلے ہوئے کاجل میں تصور کیا اور جھرجھری لیتی سر جھٹک گئی۔

حیات نے لال رنگ کی جگہ گلابی رنگ کے جوڑے کو اہمیت دی تھی۔ اور گلابی کامدار کرتی کے ساتھ ہم رنگ بھاری کامدار لہنگے میں وہ نظر لگنے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔ اسے جو سب سے زیادہ پرکشش بنا رہی تھی وہ اسکی مسکراہٹ تھی۔ دوسری طرف لاریب نے روایتی انداز میں لال جوڑا پہن رکھا تھا اور وہ بھی اپنے نام کی ایک ہی لگ رہی تھی۔

"ارے خوبصورت لوگ۔"

زینب نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو حیات ہنس دی۔

"میری کیوٹ سی بھابھی بھی اس رنگ میں کھلا ہوا گلاب لگ رہی ہے۔"

حیات نے زینی کے لال غرارہ قمیض کو دیکھ کر کہا تو وہ مسکرا دی۔

"باراتیں آگئی ہیں لڑکیوں۔"

زینی نے شرارت سے کہا تو وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں۔

" مزمل انکل اور عمیر تم لوگوں کو لینے آئیں گے اور پھر انٹری ہو گی۔ ٹھیک ہے تو میں نکلتی ہوں باقی انتظامات دیکھ لوں."

زینب کہتے ہوئے نکل گئی تبھی سعدیہ اور فاطمہ اندر آئیں۔

"بیٹا میری ناک نہ کٹوا دینا۔ عزت رکھ لینا اپنے سسرال میں۔"

urdunovelsblog

فاطمہ نے لاریب کی نظر اتارے ہوئے کہا تو لاریب نے خفگی سے ماں کو دیکھا جس پر وہ ہنس دیں اور اسے محبت سے گلے لگا گئیں۔

"اللہ تعالیٰ تم دونوں کو ہر خوشی نصیب کریں اور اس گھر کے لیے رحمت و برکت کا باعث بنائیں۔"

سعدیہ نے حیات اور لاریب کو محبت سے دعا دی تو دونوں کی آنکھیں نم ہوئیں اور آمین کہہ دیا۔ پھر مزمل اور عمیر اندر آئے اور انہیں بہت ساری دعائیں دیتے ہوئے اپنے ساتھ باہر لے آئے۔ حاذق اور آیان بے تابی سے سٹیج پر کھڑے تھے اور پھر پہلے لاریب مزمل اور فاطمہ کے ساتھ چلتی ہوئی اسٹیج تک آئی اور مزمل نے اپنے ہاتھوں سے لاریب کا ہاتھ نکال کر حاذق کے ہاتھوں میں دیا اور کہنے لگے۔

"میں تمہاری امانت تمہیں سونپتا ہوں۔ نازوں میں پالی ہے سنبھال کر رکھنا۔"

حاذق نے انہیں مسکرا کر تسلی دی اور لاریب کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے سنگ سٹیج پر بٹھا گیا۔

اسکے بعد حیات کے ایک طرف عمیر تھا اور ایک طرف سعدیہ تھیں۔ انکے ہمراہ وہ سٹیج تک پہنچی تھی اور آیان کو ہاتھ تھماتے ہوئے عمیر بولا تھا۔

"میں یہ نہیں کہوں گا کہ اس کا خیال رکھنا کیونکہ مجھے یقین ہے وہ تم رکھو گے۔ میں یہ کہوں گا اب سے اپنا خیال رکھنا۔"

عمیر کی بات پر حیات مسکرا دی تھی اور باقی سب بھی ہنس دیے۔ پھر حیات کا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ اسے اسٹیج پر اپنے ساتھ لے آیا۔

بہت سارے شوٹ کے بعد اور کھانا کھانے کے بعد، مختلف رسومات کے بعد جب رخصتی کا وقت آیا تو حیات اور لاریب کے ایک دوسرے سے کیے وعدوں پر ان کے آنسو پھر گیے۔ اور اشک بار آنکھوں سے وہ میر ہاؤس میں رخصت ہو گئیں۔

رخصتی کے لئے نہیں اٹھتے

ہاتھ آرا مشین چاہتے ہیں

چھو نہیں سکتے آسماں سے تجھے

چاند تارے زمین چاہتے ہیں

تم جدا ہو کے لوٹ آؤ گے

ہم یہی تو یقین چاہتے ہیں

میری خواہش تو صرف آپ ہی ہیں

آپ کیا بہترین چاہتے ہیں

==============

بہت سارے ڈراموں اور ہنگاموں کے بعد آیان اور حاذق اپنے اپنے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

وہ حیات کو بیٹھا دیکھ کر مسکرا دیا۔

بلاشبہ آج وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ کم آیان بھی نہیں لگ رہا تھا جو بلیک شیروانی میں بہت دلکش لگ رہا تھا۔

وہ چلتا ہوا اس تک پہنچا اور حیات کے سامنے آ بیٹھا مگر حیات نے فوراً اسکے ہاتھ پر مکا مارا تھا۔

"کیا ہوا؟"

آیان حیران سا اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔

"میرے لہنگے پر بیٹھ گئے تھے۔ رکو اب بیٹھو۔"

حیات کی بات پر وہ حیران سے اسے لہنگا ایک طرف کرتا دیکھ رہا تھا جو پورے بستر پر پھیلا تھا۔

"اب بیٹھ جاؤں؟"

آیان نے جیسے اجازت طلب کی تھی۔

"ہاں اب بیٹھ جاؤ۔"

وہ مسکرا کر بولی تھی تو وہ بھی مسکرا دیا۔

"میں تم سے کوئی وعدہ نہیں کروں گا کہ تمہیں خوش رکھوں گا یا وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ میں تمہیں ایسا کر کے دکھاؤں گا۔"

آیان مسکرا کر کہتا اسکے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے گیا۔

"تم میری بچپن کی محبت ہو اور میں تمہیں پا کر بے انتہا خوش ہوں۔"

آیان نے کہتے ہوئے محبت سے اسکے ہاتھ چومے تھے۔ وہ کچھ نہ بولی تو آیان نے اسے دیکھا کہ وہ کنفیوز تھی۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہم اس نئے رشتے کے ساتھ اپنے دوستی کے پرانے رشتے کو بھی جگہ دیں۔ کیونکہ اگر ہم اچھے ہمسفر کے ساتھ اچھے دوست بن کر زندگی گزاریں گے تو میرے خیال سے زیادہ آسان رہے گا۔"

آیان کی بات پر وہ مسکرا دی۔

"تو چلو دوست میری منہ دکھائی نکالو۔"

حیات فوراً سیدھا ہوتے ہوئے بولی تھی اور آیان ہنس دیا تھا۔

پھر اس نے سائیڈ دراز سے ایک لمبی ڈبی نکالی اور اسکی جانب بڑھا دی۔

حیات نے کھولا تو اس میں ایک پینڈنٹ تھا جس پر 'hayan'

لکھا تھا۔ حیات کا منہ لٹکا۔

"اس پر سپیلنگ غلط ہیں میرے نام کے۔"

حیات نے لٹکے چہرے سے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"کیا تمہیں واقعی لگتا ہے کہ یہ صرف تمہارا نام ہے؟"

آیان کے کہنے پر اس نے غور کیا تو احساس ہوا کہ وہ آیان اور حیات کے حروف کو ملا کر ایک نیا نام بن رہا تھا۔ حیات مسکرا دی اور اسکی طرف بڑھایا جسے پکڑ کر آیان نے اسکی گردن میں ڈال دیا۔

"میری ایک خواہش ہے۔ کیا تم پوری کرو گے؟"

حیات نے آیان کو دیکھتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"خواہش نہیں حکم کرو۔"

آیان نے کہا تو وہ مسکرا دی۔

"دو نفل شکرانے کے۔ ابھی اور اسی وقت۔"

حیات کے کہنے پر وہ ہنس دیا۔

"میں صدقے جاؤں اپنی بیگم کے۔اتنی نیک خواہش۔"

آیان نے کہتے ہوئے اسکا ماتھا چوما تھا اور حیات کے چہرے پر بکھرتے حیا کے رنگ دیکھ کر وہ مسکرا دیا تھا۔

پھر وہ لوگ فریش ہوتے ہوئے شکرانے کے نفل ادا کرنے لگے۔

تجھے روز دیکھوں قریب سے

میرے شوق بھی عجیب سے

میں نے مانگا ہے بس تجھی کو

اپنے رب اور اسکے حبیب سے

میری آنکھوں میں ہے بس عاجزی

میرے خواب بھی ہیں غریب سے

میرے ہر درد کی دوا ہو تم

مجھے کیا سکوں ملے پھر طبیب سے

میں بہت خوش ہوں جوڑ کر

نصیب اپنا تیرے نصیب سے

==============

دوسری طرف حاذق کمرے میں داخل ہوا تو لاریب تھکی سی بیٹھی تھی۔اسے دیکھتی وہ سیدھی ہوئی تو حاذق نے اپنی مہرون واسکوٹ کے بٹن ڈھیلے کیے۔وہ چلتا ہوا اس کے قریب آ بیٹھا تو لاریب نظریں جھکا گئی۔

"دوست! ایسے نظریں نہیں چراؤ جیسے تم دلہن ہو۔"

حاذق کی بات پر وہ ہنس دی۔ان دونوں کی اتنی اچھی انڈرسٹینڈنگ ہو گئی تھی کہ وہ دونوں سوچ بیٹھے تھے کہ ایک دوسرے کو کنفیوز نہیں ہونے دینا۔

urdunovelsblog

"میری بات سنیں حاذی۔"

لاریب نے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

"اب تو ساری عمر آپ کو ہی سننا ہے۔ فرمائیں۔"

حاذق کے کہنے پر وہ سیدھی ہوئی۔

"مجھے نا بہت بھوک لگی ہے اور پیزا کھانا ہے۔ ابھی منگوالیں۔"

حاذق اسکی بات سنتا ہنس دیا تھا۔

"مطلب میری بیگم اپنی شادی کی خوشی میں مجھے پیزا کھلا رہی ہے۔"

حاذق نے کہا تو وہ تیور چڑھائے اسے دیکھنے لگی۔

"ہیلو؟ میں نے پیزا اپنے لیے منگوانا ہے۔ آپ نے کھانا ہے تو آپ الگ سے منگوالینا۔"

لاریب کی بات پر حاذق کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"مطلب مجھ غریب کو پیزے کا ایک سلائس بھی نہیں ملے گا؟"

حاذق نے استفسار کیا تو لاریب کچھ سوچ کر بولی۔

"اچھا ٹھیک ہے ایک سلائس لے لینا آپ۔ مگر ایک سے زیادہ نہیں۔"

لاریب نے فراغ دلی کا مظاہرہ کیا تو حاذق ہنستا ہوا پیزا آرڈر کرنے لگا۔

"آپ تب تک فریش ہو جائیں لاریب۔"

حاذق خود تو فریش ہو چکا تھا تو اسے بھی فریش ہونے کا کہہ دیا۔

"ادھر آنا ذرا۔ میرے بالوں میں لگی یہ ساری پنز آپ اتاریں گے اور میں اپنے دوپٹے کی پنز تمیز سے خود اتاروں گی۔"

لاریب کے کہنے پر وہ سر ہلاتا حکم کی تعمیل کرتا اسکے بالوں سے پنز نکالنے لگا اور پھر فریش ہونے کے بعد وہ دونوں پیزا کھا کر کل پہننے والے کپڑے ڈیسائیڈ کرنے لگے۔

ہم سفر جب دوست بن جائے تو زندگی آسان ہو جاتی ہے۔

==========

اگلے روز آیان اور حیات کا ولیمہ تھا اور حسبِ توقع فنکشن بہت خوشدلی اور ہنسی خوشی میں گزرا تھا۔ پھر اس سے اگلے روز حاذق اور لاریب کے ولیمے پر سب سے زیادہ ہلا گلا ہوا تھا کیونکہ بینش لوگوں کے مطابق یہ آخری فنکشن تھا تو وہ بہت زیادہ مزہ کرنے والے تھے۔ اسکے بعد زندگی خوبصورت ہو گئی تھی۔ کچھ کی مکمل اور کچھ کی ادھوری۔

زین نے عثمان کے ساتھ بزنس میں حصہ لے لیا تھا مگر فل وقت شادی سے انکار کر دیا تھا۔ زخم بھرنے میں وقت لگتا ہے اور خاموش محبت کے زخم تو پھر بھی گہرے ہوتے ہیں۔ دوسری طرف ہانیہ انکی شادی کے کچھ عرصے بعد ہی نیویارک مزید پڑھائی کے لیے چلی گئی تھی۔

باقی سب اپنی زندگی میں پر سکون تھے۔

============

پانچ سال بعد:

"ارے میری بات تو سن لو۔"

وہ شرارت سے کہتا ہوا اسکے پیچھے پیچھے کچن تک آیا تھا۔

"آیان! چلے جاؤ یہاں سے۔ مجھ سے پٹ جاؤ گے۔"

اس نے کہتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا چمچ اسے دکھایا تھا۔

"دیکھو جان! آپ کی ماما مجھے مار رہی ہیں۔"

آیان نے کچن میں داخل ہوتی اپنی تین سالہ بیٹی کو دیکھتے ہوئے کہا تو حیات نے تیور چڑھائے۔

"ماما بابا کو کچھ مت کہیں۔۔ ہی از مائی لو۔"

بیٹی نے باپ کی سائیڈ لی تو حیات نے چمچ نیچے رکھا اور اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"مرجان آپ کے بابا نے کسی دن میرے ہاتھوں ضائع ہو جانا ہے۔ کیا ضرورت تھی سب کے سامنے یہ کہنے کی کہ میں نے چائے میں چینی کی جگہ نمک ڈال کر انہیں پلایا تھا۔"

حیات کی بات پر آیان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔رات کو آیان نے جب حیات سے چائے کی فرمائش کی تو اس نے غلطی سے اسکی چائے میں نمک ڈال دیا تھا۔اب وہی بات آیان نے جان بوجھ کر اسے تنگ کرنے کے لیے سب کے سامنے کی تو حیات سیخ پا ہو گئی تھی۔

"ماما بابا بس کر دیں پلیج۔اتنا تو میں اور زیان نہیں جھگڑتے جتنا آپ دونوں لڑتے ہو۔اففففف."

اس تین سالہ ننھی کلی نے اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا تو آیان اس پر صدقے واری گیا۔

"بابا کی چمچی."

حیات بڑبڑاتے ہوئے اپنے کام میں مصروف ہو گئی تو آیان مسکراہٹ دباتا اسے چائے لانے کا کہہ کر کچن سے نکل گیا۔پیچھے وہ پیر پٹختی رہ گئی۔لاریب اور حاذق کا چار سالہ بیٹا زیان تھا اور حیات اور آیان کی تین سالہ بیٹی مرجان تھی جو ہر لحاظ سے اپنے باپ پر گئی تھی مگر سنہری آنکھیں اس نے حیات سے لی تھیں۔

==============

وہ سب ایک ساتھ بیٹھے رات کے کھانے کے بعد چائے پی رہے تھے اور ساتھ ہی ساتھ باتوں میں مصروف تھے کیونکہ آج آیت اور عمر بھی میر ہاؤس آئے ہوئے تھے۔حیات لوگوں کی شادی کے ایک سال بعد آیت کی رخصتی بھی ہو گئی تھی۔اس لیے آج وہ اپنی دو سالہ بیٹی کے ہمراہ میر ہاؤس آئی تھی۔آیان اور عمر کی پروموشن ہو گئی تھی جس سے وہ کیپٹن سے میجر کے رتبے پر فائز ہو گئے تھے۔عمیر بھی اب پاکستان ہوا کرتا تھا کیونکہ وہ اپنا بزنس پاکستان میں سیٹ کر چکا تھا۔عبداللہ نے آرمی جوائن کر لی تھی اور بینش آرمی ڈاکٹر کی تعلیم مکمل کر رہی تھی۔ہانی اور زین دونوں اپنی زندگی میں مصروف تھے اور ابھی تک شادی کا کوئی سین نہ تھا کیونکہ کچھ کہانیاں ادھوری رہ جانے پر تکلیف دیتی ہیں جس سے نکلنا آسان تھوڑی ہوتا ہے۔آیت اور عمر کے آنے کی اطلاع جب شاہ میر ولا پہنچی تو عمیر اور زینب نے سعدیہ کے ساتھ میر ہاؤس کا رخ کیا اور اب وہ سب بیٹھے چائے پیتے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک مرجان بھاگتی ہوئی آئی تھی۔

"چاچی خالہ چاچی خالہ۔"

مرجان کہتے ہوئے لاریب کی گود میں چڑھی تھی تو لاریب نے چائے کی پیالی ایک طرف رکھی اور اسے اٹھایا۔

"جی چاچی کی جان۔"

لاریب نے پیار سے کہا تو وہ لٹکے منہ سے کہنے لگی۔

"وہ بندر مجھے کھلونے نہیں دے رہا۔"

مرجان کے بندر کہنے پر حیات کی چائے گلے میں اٹکی تھی اور آیان اور حیات کی نظریں ملی تھیں۔

"جان وہ آپ سے بڑا ہے ایسے نہیں کہتے۔"

حیات نے اسے سمجھایا تو آیان کا قہقہہ ماحول میں گونجا تھا۔

"چاچو چاچو اسے کہیں مجھے اپنی کار دے۔"

مرجان کہتے ہوئے حاذق کی طرف آئی تھی۔

"نو بابا۔ میں کسی صورت اس چھپکلی کو اپنی کار نہیں دوں گا اس نے پچھلی مرتبہ بھی توڑ دی تھی اور پھر مجھے ٹوٹیں ہوئی کار دے کر کہنے لگی کہ میں نے واپس تو کر دی ہے اسے خود جوڑ لو۔"

چار سالہ زیان نے اس کی بھرپور نقل اتارتے ہوئے کہا تو سب ہنس دیے۔

"زیان بری بات۔ آپ سے چھوٹی ہے اسے مرجان بولا کرو۔ یہ کیا آپ دونوں نے بندر اور چھپکلی لگا رکھا ہے۔"

نفیسہ نے انہیں پیار سے سمجھایا تو آیان اور حیات ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"مجھے ایسے مت دیکھو۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔"

آیان نے حیات کو کہا تو سب ہنس دیے۔

"زیان بیٹا۔ مرجان کو کھلونے شئیر کرواپنے ایسے نہیں کرتے۔"

حاذق نے پیار سے کہا تو وہ منہ بسورتا ہوا وہاں سے نکل گیا تو مرجان فخریہ تاثرات کے ساتھ اس کے پیچھے گئی تھی۔ ان کے نکلنے کے بعد حاذق نے گلا کھنکھارا تھا۔

"وہ ایکچولی کچھ دن پہلے بچے میرے لیپ ٹاپ پر مووی دیکھ رہے تھے تو مجھے لگ رہا ہے وہاں انہوں نے حیات اور آیان کی لڑائیاں نا دیکھ لی ہوں۔"

حاذی نے دبی مسکراہٹ سے کہا تو سب ہنس دیے البتہ حیات شرمندہ سی ہو گئی مگر آیان کو ڈھیٹوں کی طرح ہنستا دیکھ کر وہ دانت کچکچا گئی۔

==========

"مجھے لگا تھا وقت کے ساتھ تمہاری محبت کم ہو جائے گی۔"

حیات نے ساتھ بیٹھے آیان کو دیکھا تو مسکرا دیا۔

"حیات محبت کبھی کم نہیں ہوتی۔ یہ دن بہ دن بڑھتی ہی جاتی ہے۔ مجھے ہر روز تمہارے اک نئے روپ اک نئے انداز سے محبت ہوئی ہے۔"

آیان کے اظہار پر اس کے چہرے پر کئی رنگ بکھرے تھے۔ ہاتھ میں پہنی اسکے نام کی انگوٹھی اور گلے میں پہنا حیان کا پینڈنٹ آج بھی ویسا ہی تھا۔

وہ دونوں لان کے جھولے پر ہر رات کی طرح آج بھی بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ یہ انکی روٹین میں شامل تھا۔ جو مرضی دن ہو جینا مرضی تھکا دینے والا دن ہو۔ جتنا مرضی لیٹ ہو آیان کے گھر لوٹنے پر وہ لوگ رات کو ایسے ہی بیٹھے کئی کئی گھنٹے باتیں کیا کرتے تھے اور ساری زندگی بھی وہ ایسا کرتے تو کبھی تھکتے نا۔

تم حقیقت نہیں ہو حسرت ہو
جو ملے خواب میں وہ دولت ہو

urdunovelsblog

میں تمہارے ہی دم سے زندہ ہوں
مر ہی جاؤں جو تم سے فرصت ہو

تم ہو خوشبو کے خواب کی خوشبو
اور اتنی ہی بے مروت ہو

تم ہو پہلو میں پر قرار نہیں
یعنی ایسا ہے جیسے فرقت ہو

تم ہو انگڑائی رنگ و نکہت کی

کیسے انگڑائی سے شکایت ہو

کس طرح چھوڑ دوں تمہیں جاناں
تم مری زندگی کی عادت ہو

کس لئے دیکھتی ہو آئینہ
تم تو خود سے بھی خوبصورت ہو

داستاں ختم ہونے والی ہے
تم مری آخری محبت ہو

==============

"میری بات سنو چھپکلی۔ اگر اس بار تم نے میرے کھلونے توڑے تو میں تمہارا ڈال ہاؤس توڑ آؤں گا، میں بتا رہا ہوں۔"
زیان نے اسکی طرف اپنا فیوریٹ کھلونا بڑھاتے ہوئے کہا تو وہ تیوری چڑھا گئے۔
"اور اگر تم نے میرے ڈال ہاؤس کو توڑا تو میں چاچو سے کہہ کر تمہارے سارے کھلونے خود کے لوں گی۔"
مرجان بھی اپنے نام کی ایک ہی تھی بالکل حیات کی طرح۔
"اور میرا نام مرجان ہے تم مجھے مرجان کہا کرو بندر۔"
مرجان نے بندر پر زور دے کر کہا تو وہ حیران ہوا.
"خود تم مجھے بندر کہہ رہی ہو حالانکہ میں تم سے بڑا ہوں۔"
مرجان نے ایک کان سے اسکی بات سنی اور دوسرے کان سے نکال گئی۔ اور زیان روتا دھوتا اسکے ہاتھوں اپنے کھلونے تباہ ہوتا دیکھ رہا تھا۔

کیا کبھی کوئی داستان ختم ہوتی ہے؟
ہاں شاید!!

مگر نہیں۔۔

ایک داستان کا آخر ہمیشہ دوسری داستان کا آغاز ہوتا ہے۔

ایک نئی داستان کا۔

ایک الگ اور منفرد زندگی کی داستان۔

اور ایک خوبصورت سفر کا۔

مجھے اپنا لکھا معیوب لگے

وقت لکھے گا داستاں میری۔

========

ختم شد

urdunovelsblog